U50327 ; Date 2-10-09

Title - USOOL MAZAHIB.

Creator - Mutarjuma Shraddha Ram

Publisher - Matba Mitrolaas (Lahore).

Date - 1981

Pages - 454

Subject - Mazahib - Tuqaabli Mutales

اصولِ مذاہب

یعنے پرانے محاورہ کی نہایت مدقق فارسی زبان کی کتاب

دبستانِ مذاہب کا اُردو ترجمہ

جسکے مطالعہ سے دو سو سال کے پیشتر گذرے ہوے تمام مذاہب
کا حال منکشف ہوتا ہے

جناب فیض مآب سر رابرٹ اجرٹن صاحب بہادر سابق لفٹنٹ گورنر
پنجاب کی فرمایش سے

پنڈت شردھارام صاحب پھلوری سُرگباسی نے سنہ ۱۸۸[illegible]ء
مین ترجمہ کیا

پنڈت صاحب کی وفات کے بعد سنہ ۱۸۹۷ء مین شائع ہوا

بار اول ۵۰۰ جلد

مطبوعہ مطبع مِتر ولاس لاہور

فہرست مضامین

[1] اس صفحہ پر تعلیم ہفتم کی سرخی غلط ہے۔ یہاں سے طریق اخباریین شروع ہوتا ہے جو تعلیم ششم کے متعلق ہے۔ تعلیم ہفتم صفحہ ۳۳۲ سے شروع ہوتی ہے۔

[1] اس صفحہ پر تعلیم دوازدہم غلط ہے تعلیم یازدہم چاہیئے۔ تعلیم دوازدہم صفحہ ۴۲۲ سے شروع ہوتی ہے*

تمہید

مدّت سے خیال تھا کہ کتاب دبستان مذاہب کو جسکے
مطالعہ سے دوسو سال کے پیشتر گذرے ہوے تمام
مذاہب کا حال منکشف ہوسکتا ہے زبان اُردو میں ترجمہ
کروں لیکن کتاب کی ضخامت اور اپنی عدیم الفرصتی کو
دیکھکر ارادہ پست ہوجاتا تھا چونکہ ایک دفعہ جناب
فیض مآب نواب سر رابرٹ اجرٹن صاحب بہادر
لفٹنٹ گورنر پنجاب کی ملاقات کا اتفاق راقم کو ہوا تو
جناب ممدوح کے دل میں بھی اُس کتاب کے اُردو ہوجانے
کا شوق پایا گیا کہ جس نے میرے ارادہ کو ازسر نو تازہ

کردیا بیشک وہ کتاب جو نہایت عمدہ اور شایقان حقیقت
مذاہب کے حق مین ازبس فائدہ مند ہے لہذا اسکا اُردو ترجمہ
بہت ضروریات سے ہے کیونکہ اسکی فارسی عبارت جو پرانے
محاورہ کی نہایت مدقق ہے اکثر لوگوں کو اُس کے
مضامین کی فہمید سے محروم رکھتی ہے۔ پس مولف نے
اُسکے ترجمہ کا پختہ ارادہ باندھ کر عنایت ایزدی سے
دو سال کے عرصہ میں تمام کیا اور نام اس رسالہ جدید
کا "اصول مذاہب" رکھا۔ واضح رہے کہ اصل کتاب
میں جو اکثر جگہ بعض بعض فقرے مکرّر سہ کرر لکھے ہوے
تھے اور بموجب قاعدہ اُردو کوئی کوئی سطر بے محاورہ
معلوم ہوتی تھی میں نے کسی قدر وہاں کمی بیشی بھی کردی
ہے امید کہ اس امر کو ضروری سمجھ کر صاحبانِ انصاف
معاف فرمائینگے ہاں کسی موقع پر اصل و نقل کے

مطلب میں بھی ضرور تبدّل ہوا ہے الّا مخفی نر ہے
کہ مولف دیدہ و دانستہ اس دست اندازی کو کام
میں لایا ہے تاکہ مطلب سمجھنا آسان ہو جاوے
عربی عبارت کو میں جہانتک سمجھ سکا اُردو ترجمہ کر دیا
باقی کو میں نے بدستور ہی نقل کر دیا ہے اور اس
کتاب کو میں نے سنہ ۱۸۸۱ع میں تمام کیا ہے ؞

راقم

پنڈت شردھا رام متوطن قصبہ پھلور
ضلع جالندھر

دبستانِ مذاہب

یہ کتاب بارہ۱۲ تعلیم پہ منقسم ہے:-

تعلیم اول-عقائد پارسیوں کے بیان میں ؛ تعلیم دوم-ہندوؤں کے عقائد میں ؛ تعلیم سوم-تبتیان کے بیان میں ؛ تعلیم چہارم-یہودوں کے عقائد میں ؛ تعلیم پنجم-ترسا کے بیان میں ؛ تعلیم ششم-عقائد مسلمانوں کے بیان میں ؛ تعلیم ہفتم-صادقیہ کے بیان میں ؛ تعلیم ہشتم-واحدیہ کے عقائد میں ؛ تعلیم نہم-روشنیوں کے عقائد میں ؛ تعلیم دہم-الٰہیّہ کے عقائد میں ؛ تعلیم یازدہم-عقیدۂ صوفیّہ کے بیان میں ؛ تعلیم دوازدہم-حکماء کے عقائد کے بیان میں ؛

تعلیم اوّل عقیدہ پارسیان

اس میں پندرہ نظریں ہیں:- پہلی نظر عمل اور علم سپاسیہ کے بیان میں ۲ دوسری نظر سپاسی بزرگوں کے بیان میں ۳ تیسری کتاب آبادی کے احکام میں ۴ چوتھی جمشاسپیاں کی تعریف میں ۵ پانچویں سمرادیوں کی پہچان میں ۶ چھٹی خدائیوں کے عقائد میں ۷ ساتویں رادیان کے آئین میں ۸ آٹھویں شیدرنگیوں کے دین میں ۹ نویں پیکریوں کے عقیدہ میں ۱۰ دسویں میلانیان کے دین اور آئین میں ۱۱ گیارھویں الماریوں کے طریق میں ۱۲ بارھویں شیدائیان کے مذہب میں ۱۳ تیرھویں اختیا کے آئین میں ۱۴ چودھویں زردشتوں کے احوال میں ۱۵ پندرھویں شروکیان کی تعریف میں

پہلی نظر سپاسیوں کے علم اور عمل میں

آغاز مذہب سپاسیان و پارسیان کا جن کو ایرانی بھی کہتے ہیں

یہ ایک گروہ ہے جن کو ایزدی-یزدانی-آبادی-سپاسی-ہوشیان-آذرہوشنگا-آذرہوشنگیان-آذریان وغیرہ ناموں سے بولا جاتا ہے

کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی کنہہ یعنی ماہیت عقل اور جان کے زور سے نہیں پائی جاتی اور ہستی اور یکتائی اور علم و حیات و تخیر وغیرہ صفات الٰہی عین ذات ہیں (یعنی ہماری طرح وجود پر زائد نہیں) اور وہ کلیات کو جانتا ہے اور جزئیات متغیرہ کو بر وجہ کلی پہچانتا ہے- اُس کے کام اُسکے ارادہ کے موافق ہیں- چاہے کرے چاہے نہ کرے لیکن نیکو کاری اُس کی ذات کو ضروری ہے جیسی کہ اُس کی سب صفتیں ہیں- عرفی شیرازی کہتا ہے

ذاتِ تو قادر است بر ایجاد ہر محال الّا بہ آفریدن چون خود یگانہ

پہلے اُس نے عقل کو پیدا کیا- جس کو آزاد بہمن بھی کہتے ہیں- اور عقل اوّل سے عقل دوم اور نفس اور فلک اطلس ظاہر ہوا- ایسے ہی سروش دوم یعنی عقل دوم سے تین چیز پیدا ہوئیں (یعنے عقل اور نفس

اور فلک) پس واسطے ہر ستارہ کے۔ثابت ہو خواہ سیّارہ ہو۔عقل اور نفس اور آسمان مقرر ہے۔ اور آسمان شمار سے باہر ہیں۔کیونکہ کواکب ثابت تعداد سے زائد ہیں اور ہر ایک کے واسطے علیحدہ فلک ہے۔ لیکن سب کی حرکات فلک البروج کے موافق ہیں۔اور ہر چہار عناصر کے لئے علیحدہ علیحدہ پرورش کنندہ ہے اور اس فرشتہ کو پروردگار۔ پروردگار گونہ ۔ دارا ۔ دارائے گونہ بولتے ہیں۔اور عربی میں رب النوع ؛ ایسے ہی ہر نوع کے واسطے ایک نور پرورش کنندہ ہے اور نفس ناطقہ انسانی یعنی روح کو ازلی اور جاودانی جانتے ہیں یعنی بلے ابتداء اور بلے انتہاء ؛ سعدی کہتا ہے **بیت**

نشان بر نخستہ ہستی نبود از آدم و عالم
کہ جان در مکتب عشق از تمنائے تو مے زدوم

ان کی بعض کتب معتبرہ میں مرقوم ہے کہ فلکوں کے نفوس قدیمہ ہیں۔ اور آدمیوں کے حادث اور ابدی (یعنے با ابتداء اور بلے انتہاء) لیکن بعض آدمیوں کا مزاج اس بات کا مستعد ہے کہ ان کو عالم علوی سے نفس ملے ہیں اور بعض اس کے قائل ہیں کہ ایک بدن سے نکلا ہوا نفس اُن سے متعلق ہوا۔اور اس تخصیص کا سبب امر فلکی ہے۔کہ جو داناؤں کی نظروں سے مخفی ہے ؛ وہ روح کہ ستودہ دانش اور مذہب اور علم و عمل میں کامل ہو۔ بعد چھوڑنے عنصری تن کے مجردات سے جا ملتا ہے۔اگر یہ درجہ اس کو حاصل نہیں تو اُس آسمان سے ملتا ہے کہ جس سے اُس نے مناسبت دُرست کی ہے۔اگرچہ ستودہ گفتار اور پسندیدہ کردار ہے۔لیکن جس روح نے آسمان کے ملاپ کا درجہ نہیں پایا۔وہ بدون عنصری تن کے مثالی بدن کے ساتھ عالم دُنیا میں رہتا ہے۔اور اپنے اخلاق پسندیدہ کے باعث سے حور و قصور اور گلشن دیکھتا ہے۔اور زمینی سروش یعنے زمین کا فرشتہ ہوتا ہے ؛ اگر نالائق گفتار اور بدکردار ہے تو بعد چھوڑنے عنصری تن کے نہ دوسرا عنصری بدن پا سکتا ہے اور نہ نوارستان میں جا سکتا ہے۔ناچار اس جہان میں ہوا و ہوس کے دوزخ میں حسرت کی آگ سے جلتا ہے اور ہمیشہ رنجور رہتا ہے اور اس عالم سے اوپر نہیں جا سکتا۔ ایسا روح اہرمن یعنی جن ہوجاتا ہے ؛ (جس) روح

میں نیکوئی تو بہت ہے - لیکن بباعث محبت بدن عنصری مرتبہ وارستگی تک نہیں پہنچا - وہ ایک بدن سے نکل دوسرے سے متعلق ہو جاتا ہے اور حسن گفتار اور کردار کی مدد سے ترقی پاتا ہے - پیرایی کہتا ہے

آزادہ تا تواند از تن بر آید * از پوست گر شاشد از پیرہن بر آید

اگر نفس تنزل کی طرف رجوع کرے تو آہستہ آہستہ آدمی کا تن چھوڑ کر جانوری بدن میں اتر آتا ہے - لیکن یہ مذہب اُن کے اکابروں کا ہے - بعض اُن میں سے جن کے کلام میں رموز اور اشارات پائے جاتے ہیں - کہتے ہیں کہ کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ بدبختی کے سبب نباتات کے ساتھ پیوستہ ہو جاتا ہے - اور اکثر اوقات رفتہ رفتہ معدنی ہو جاتا ہے - اور اُن کے نزدیک نفس مجرد موالید سہ گانہ میں سے ہے اور وہ سب اشیاء کو پرتو ہستی شید شیدان یعنی نورالانوار جانتے ہیں - ایک بزرگ نے اس کے مطابق کہا ہے - رباعی

جان مغز حقیقت است تن پوست بہ بیں
در کسوت روح صورت دوست بہ بیں
ہر چیز کہ او نشان ہستی دارد
یا سایہ او ست یا کہ خود او ست بہ بیں

کہتے ہیں کہ جیسے نور شمس کا شمس کے ساتھ ہی رہتا ہے - کبھی نقصان نہیں پکڑتا - ویسی ہی ذات خالق کی پائدار ہے - وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جو کچھ جہان میں کون و فساد ہوتا ہے سب ستاروں کی تاثیر سے ہوتا ہے - اختر شناسوں نے سب کچھ سات سیاروں سے معلوم کیا ہے نہ کہ گراں رفتار اختروں یعنے ثوابت سے * صاحبان فرواب و فرتاب یعنے وحی و کشف کے نزدیک ہر ایک کوکب ثابت اور سیار مالک کئی ہزار سال کا ہے اور ایک ہزار سال متعارف یعنے شمسی بدون شرکت دوسرے ستارہ کے ہر ایک ستارہ کے واسطے مخصوص ہے - اور دوسرے ہزاروں میں دیگر ستارے بھی شریک ہوتے ہیں اور آغاز ثوابت سے کرتے ہیں - یعنے وہ ثابت ستارہ کو جو صاحب دور کا ہے - ہم اُس کو شختیں شاہ یعنے پہلا بادشاہ بولتے ہیں - جب ہزار سال خاصہ اُس کا گذر جاتا ہے ایک ستارہ ثابت ستاروں میں سے شختیں شاہ کا شریک ہو جاتا ہے -

اگرچہ اس کا نام ہم نخستین دستور یعنی پہلا وزیر کہتے ہیں۔ لیکن حکومت اور برتری نخستین شاہ کو ہوتی ہے ۔ جب ایک ہزار سال اور گذر جاتا ہے وزارت نخستین دستور کی تمام ہو جاتی ہے اور دوسرا ستارہ نخستین شاہ کا شریک یعنی وزیر بنتا ہے اور اس کے بعد نوبت شرکت ماہ یعنی چاند کی پہنچتی ہے۔ جب سلطنت ایک ثابت ستارہ کی (جس کو ہم نخستین شاہ کہتے تھے) تمام ہوتی ہے۔ تب وہ ستارہ ثابت (جو نخستین شاہ کا وزیر بنا تھا) سلطنت پاتا اور خداوند دور کہلاتا ہے۔ ہم اس کا نام دوم شاہ رکھتے ہیں۔ ایک ہزار سال اس کے واسطے خاص اور دوسرے ہزار میں ثوابت میں سے ایک ستارہ اس کا انباز یعنی وزیر بنتا ہے جیسا کہ مذکور ہوا ۔ جب نوبت وزارت ماہ کی پہنچتی ہے تو وہ ایک ہزار سال تک شاہ دوم کا وزیر بنا رہتا ہے۔ بعدہٗ وہ ثابت سیارہ جس کی شہنشہی گذر چکی اور ابتدائے دور میں نخستین شاہ تھا۔ ایک ہزار سال تک شاہِ دوم کا وزیر ہو جاتا ہے ۔ جب سلطنت ستارہ دوم کی بھی تمام ہو جاتی ہے۔ پھر ایک اور ثابت ستارہ شاہ بنتا ہے۔ حتیٰ کہ جب سب ثوابت اپنی اپنی سلطنت تمام کر چکتے ہیں۔ سب سلطنت شت کیوان یعنی حضرت شنیچر کی ہوتی ہے۔ اور سب ثوابت اور سیارے ایک ایک ہزار سال تک اس کے وزیر بنتے ہیں۔ جب بطریق مذکورۂ بالا بادشاہی شت ماہ یعنی حضرت قمر کی تمام ہولی۔ تب دورہ تمام ہؤا۔ پھر نوبت سلطنت نخستین شاہ کی آتی ہے۔ اور جہان اور جہانیوں کا کام از سرِ نو شروع ہوتا ہے۔ آدمی اور جانور و نباتات و معدنیات وغیرہ موجودات جیسے کہ پہلے دورہ میں تھے ویسے ہی مع اسی گفتار و کردار نام اور نشان کے۔ از سرِ نو ظاہر ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ ایسے ہی دورے گذرتے رہتے ہیں ۔ شیخ رئیس فرماتے ہیں رباعی

ہر ہیئت و ہر نقش کہ شد محو کنوں — در مخزن روزگار گردد مخزوں
چوں باز ہمیں وضع شود وضع فلک — از پردۂ غیبش آورد حق بیروں

واضح ہو کہ ان لوگوں کی یہ مراد نہیں کہ وہی ارواح آباد و ویران و کیومرث و سیامک و ہوشنگ وغیرہ انہی چھوڑے ہوئے

عنصری اجسام کے ساتھ متعلق ہوں گی اور بگڑے ہوئے جسموں کی قبریں جمع ہوں گی جو ایک امر محال ہے۔لیکن یہ اجسام بگڑے ہوئے جسموں کے مشابہ اور ان کی شکلیں اور خاصیتیں گذشتہ ہئیات سے مطابق اور گفتار اور کردار ان کے موافق ضرور ہوں گے اور جو ارواح کامل لوگوں کی ہیں اور فرشتوں کے ساتھ جا ملی ہیں ان کی واپسی کسی طرح نہیں ہوسکتی - وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ آدمی سوائے ماں باپ کے پیدا نہیں ہوسکتا - اور جیسے مرد و عورات دورہ گذشتہ سے باقی رہے تھے ویسے ہی اس دورہ میں پائندہ رہیں گے - تاکہ اُن سے آئندہ کو آدمی پیدا ہوں ۰۰ پھر وہ کہتے ہیں کہ ہرچند موالید ثلاثہ کا باپ آسمان اور مادر عناصر ہیں - لیکن ہم کو سوائے اس کے کہ آدمی آدمی سے پیدا ہوتا ہے اور کچھ معلوم نہیں ہوا ۰۰ اور یہ پرانے مذہب والے ایک دورہ حضرت کیوان کو ایک دن بولتے ہیں اور ایسے تیس دن کو مہینا اور بارہ مہینے کو سال - اور ایسے ہزار سال کو فرد - اور ہزار فرد کو مرد - ہزار مرد کو جاد - اور تین ہزار جاد کو ایک داد - اور دو ہزار داد کو ایک زاد کہتے ہیں - سو زاد سال زاد سلطنت مہ آبادیوں میں قائم رہی ۰۰ کہتے ہیں کہ وجود انسان کی ابتداء معلوم نہیں اور آدمی کا علم اس کو نہیں گھیر سکتا - کیونکہ افراد انسانی کو آغاز زمانی نہیں - ہلم جراً ہرگز ایک فرد پر کراں پذیر نہیں ہوسکتا - اور یہ تسلسل مثل اُس تسلسل کے ہے جو شمار میں ہوتا ہے ۰۰ اور یہ عقیدہ اصول فلسفی اور اعتقاد فضلائے یونان کے موافق ہے - وہ کہتے ہیں کہ کتابوں میں جو یہ بات مرقوم ہے کہ اس دور کے آدمیوں کی ابتداء مہ آباد سے ہوئی - حقیقت اس کی یہ ہے کہ بڑے ہیں وہ یعنی مہ آباد جفت اپنے کے قائم رہا اور خدا نے اُس کو بہت اولاد بخشی - یہاں تک کہ افزونی کے باعث پہاڑوں کی کمروں میں نہ سماتے تھے ۰۰

صاحب ایلعقان نے لکھا ہے کہ یہ خوردنی اور آشامیدنی اور پوشیدنی جو ہمارے وقت میں ہے وے لوگ کماحقہ نہیں جانتے تھے - اور ابھی اس دور میں شہروں کی ترتیب اور پیشہ وروں کے آئین اور سرداری

کی شرطیں اور سیاست کی رسوم اور سرداری کا قانون نوشاد یعنی شریعت
اور تدریس علم و حکمت وغیرہ مروّج نہ تھے - آسمان کے الطاف اور خدا
کی عنایت سے آباد کا امر و نہی آباد و ویران وغیرہ موجودات میں بعد
اس کے جاری ہوا ۔۔ مہ آباد نے یزدانی فر اور روحانی گہر اور قوت رہبر اور بصیرت
کے باعث سے وہم کی آنکھ سے جو دور گذشتہ میں تھا اور دیکھا تھا
اسی طریق سے آفرینش جہان میں نگہ کی - اور جب معلوم کیا کہ
نو جزو سماوی اور چار زمینی جو ہستی پذیر ہیں اور جواہر اور اغراض
مختلفہ اور اجناس متضادہ سے ملے ہوئے ہیں - کوئی ان کے ملانے والا
اور صانع ضرور چاہیئے اور یہ بھی معلوم کیا کہ حکیم ہنرور کا کوئی کام حکمت
سے خالی نہیں ہوتا - پس لوگوں کو جہان کے چاروں طرف بھیجا تا کہ
سب چیزیں دریائی اور زمینی از قسم نباتات و معدن جو کہ نامور ہوں
لادیں - اور مکان مقررہ پر لگاویں تا کہ بمددگاری خاک و آب اور توسط
اعتدال و طاقت ستارگان سے قوائے نامیہ و غاذیہ و مولدہ ہر ایک
میں ظاہر ہوں - جبکہ یہ عمدہ ارادہ امضا پذیر ہوا - سورج برج برہ میں
تھا - یعنی ماہ بیساکھ تھا ۔۔ نقاش قضا نے جب درختوں کا چہرہ آراستہ
کیا - تو ذہان کی قوت اور روزانہ تجربہ اور امتحان کی مدد سے درختوں
کے پتے اور شگوفے اور مفردات اغذیہ اور مرکبات ادویہ کو کھانے اور
پینے کے لائق سمجھا - اور اس کے حکم سے پتھروں کے اقسام اور کئی انواع
کی دھاتیں نمودار ہوئیں ۔۔ لوہا کہ سخت اور تیز تھا اس سے لڑائی
کے ہتھیار بنائے - اور جواہر - اور زر - سیم - لعل - یاقوت - الماس - زبرجد
جن میں نرمی اور زینت پائی گئی - واسطے پوشش بادشاہوں اور سرداروں
اور عورتوں کے مقرر ہوئے ۔۔ اور دریاؤں سے سیپ - موتی - مرجان
وغیرہ نکال کے اور گوسپندوں کے بال اتار کر بعد کاتنے اور بننے
اور سینے کے لباس بنائے ۔۔ بعدہٗ شہر و گاؤں و کوچہ اور محل اور
فصیلیں مقرر کیں - اور ان کی تجارت شروع ہوئی ۔۔ آدمیوں
کے چار قسم کئے ۔۔ اوّل ہیربد اور موبد فرہاد اور علماء کہ محافظ دین
و آئین ہیں - ان کو برہا اور برہمن کہتے تھے - کیونکہ وہ ملائکہ
علویہ ہیں اور ان کو ہورستارا بھی بولتے ہیں ۔۔ دوم بادشاہ اور

پہلبان جن کا کام حفاظت ملک اور حکومت اور عدل اور رفع ظلم تھا - ان کو چتریاں اور چترمن اور چتری کہتے تھے - کیونکہ چتر یعنی سائبان بزرگی کی علامت ہے - اور خلقت ان کے سایہ میں رہتی ہے اور نور ستار بھی ان کا نام ہے ۰۰ سوم اہل زراعت اور کاشتکار اور پیشہ ور اور ہنرمند اور کاریگر ہیں - ان کو باس کہتے ہیں - کیونکہ باس کے معنی بہت ہے اور یہ فرقہ سب فرقوں سے کثیر ہے اور باس کے معنی آبادی بھی ہے اور آبادی ان سے ہوتی ہے اور سو رستار بھی ان کا نام ہے ۰۰ چہارم پیشکار اور خدمتگذار - ان کو سودین اور سوئی اور سود کہتے ہیں - کیونکہ ان سے سود اور آرام لوگوں کو پہنچتا ہے اور رورستار بھی ان کا نام ہے ۰۰ مہ آباد نے ان چاروں فرقوں کو چار عنصر پیکر جہان کے بنائے ۰۰ انتظام پورا ہوا - نے نیازی اور حاجت ظاہر آئی ۰۰ حاکم - محکوم - صاحب - نوکر - سیاست - ریاست - عدالت - دانش - مہر - قہر - زندبار یعنی بے آزار جانوروں کا پالنا اور شنبار یعنی درندوں کا مارنا - اور ایزد شناسی وقوع میں آئی ۰۰ اور یزدان نے آباد کے واسطے وساطیر نام کتاب بھیجی - جس میں ہر ایک دانش اور زبان تھی اور اس میں کئی دفتر تھے - ہر لغت میں کئی جلدیں تفسیر اور وہ کسی زمینی زبان میں سے نہ تھی اور آسمانی زبان کہلاتی تھی ۰۰ مہ آباد نے ہر ایک زبان کی کتاب ہر ایک فرقہ کو دے کر مقامات مناسب میں بھیجا - تا کہ فارسی - ہندی - رومی وغیرہ زبانیں پیدا ہوں - اور ان کے نزد وحی واسطے ثبوت عالم مثال کے جس کو مانستان کہتے ہیں درست ہے مہ اس کے بعد سب پیغمبر اس کے مذہب پر آئے - انہوں نے مہ آباد کی شریعت کا خلاف نہ کیا - اور مہ آباد کے پچھلے تیرہ[۱۳] وخشور یعنی پیغمبر اور چودھواں مہ آباد - یہ سب آباد کہلاتے اور ہر مقام میں کتاب سماوی اور بزرگ آباد کے موافق تھے اور یہی اُنپر نازل ہوا تھا کہ مہ آباد کے دین کی تقویت کریں ۰۰ ان چودہ[۱۴] آباد کے پیچھے اُن کے فرزند اپنے والدوں کے بعد پیشوائی کا رتبہ پاتے اور عدالت پر چلتے - اور اُن میں سے جو بزرگ فرقہ کا ہوتا والئے ولایت ٹھیرایا جاتا تھا[۱] مہ آبادیوں میں سے آخر کا بادشاہ آباد آزاد تھا - اس نے ریاست

چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کی اور خلوت پکڑی ۔۔ کہتے ہیں کہ اس کے عہد میں ملک آباد اور خزانہ وافر اور محل منقش و بلند اور سوید ناموس اور ہاتھی گھوڑے وغیرہ لوازم سلطنت اس قدر موجود اور مہیا تھے کہ اب نہیں ہیں ۔ اور خسروان گلشاہی کے خزانوں میں بھی نہیں تھے ۔ بعد ترک آباد آزاد کے سب کچھ لٹ گیا اور اس قدر خون چلا کہ آسیا گردش میں آئیں اور جو کچھ اس خاندان نے اختراع اور جمع کیا تھا سب تلف ہوا ۔ اور آدمی وحشی درندوں کی طرح ہو گئے ۔ اور اگلے طور پر پہاڑوں کی کندروں میں رہنے لگے اور طاقتور غریبوں کو ستاتے تھے ۔۔ پس کئی ایک اچھے دانا نیکوکار جن کے پاس بزرگ آبادیوں کی کتاب موجود تھی جی افرام ولد آباد آزاد کے پاس گئے ۔ جو کہ اپنے باپ کے پیچھے پرہیزگار اور دانشور اور مہین وخشور (یعنی بڑا پیغمبر) اور پہاڑ کی کندرا میں آبادی سے دور رہتا تھا ۔ پاکیزگی کے باعث سب لوگ اس کو جی کہتے تھے ۔ کیونکہ آذری یعنی آبادی لغت میں جی پاک کو کہتے ہیں ۔ اور ان لوگوں نے دادخواہ ہو کر جی افرام کی خدمت میں عرض کی کہ جہان کی تباہی کا علاج سوائے آپ کی آمیزش کے نہیں ہو سکتا ۔ اور اس باب میں انھوں نے ہر چند بہت نصائح اور احادیث اور اخبار آبادیوں کی سنائیں ۔ وہ تخت نشینی قبول نہ کرتا تھا ۔ جبتک کہ خدا کا حکم آیا ۔ پس بموجب آنے وحی یعنی نزول جبرئیل کے ریاست پر بیٹھا ۔۔ ملک آباد اور آبادیوں کے آئین تازہ ہوئے ۔۔ جیان میں سے اخیری بادشاہ جی الاد تھا جو کہ تارک الدنیا ہو گیا ۔ اور جیان کے خاندان میں ریاست ایک اسپار سال یعنی ایک ارب برس تک رہی ۔۔ بڑی کتابوں میں لکھا ہے کہ جی افرام کو آباد آزاد کا بیٹا اس واسطے کہتے ہیں کہ آباد آزاد کے پیچھے جی افرام سریکھا کوئی نہیں ہوا ۔ اور نہ جی افرام اور آباد آزاد میں کئی قرنوں کا فاصلہ ہے اور جی افرام آباد آزاد کے فرزندوں کے خاندان میں سے ہے ۔۔ ایسے ہی شائی کلیو اور جی الاد کے درمیان اور شائی مہبول اور یاسان اور گلشاہی میں بہت وسائط ہیں ۔۔ جاننا چاہئے کہ اعداد اس فرقہ میں اس طرح ہیں :۔ یک ۔ دہ ۔ صد ۔ ہزار ۔ سالام یعنی سو ہزار کو سلام کہتے ہیں اور

سو سلام کو کروڑ شمار کو بسیار اور سو بسیار کو رادہ اور سو رادہ کو آرادہ اور سو آرادہ کو راز اور سو راز کو آراز اور سو آراز کو بے آراز کہتے ہیں۔
جب جخنند شاہ جی الاد کو خدمتگاروں نے بادشاہی محل اور آفرین خانہ یعنی عبادت خانہ میں موجود نہ پایا۔ جہان کا کام ابتر ہوا۔ بعد اس کے دانا اور پرہیزگار لوگ اس عہد کے خدمت میں نیکو کار پیغمبر یعنی کلیوا ابن جی الاد کے حاضر ہو کر کاشف حال ہوئے کہ جو یزدان پرستی میں مشغول تھا (اور جس کو نہایت خدا پرستی اور بندگی کے باعث شائی اور شائی بولتے تھے یعنی خداوند پرستندۂ خدا اور اسی سبب سے اس کی اولاد کو شائیان کہا جاتا ہے) پس وہ شائیان کے خاندان کا پہلا بادشاہ یعنی کلیوا بباعث دکھ پالنے زندبار کے فکر مند ہوا اور بمددگاری وحی اور ایزدی فر کے اپنے نامور باپ کی جگہ قائم ہوا۔ اس شاہی فرقہ کا اخیری بادشاہ مہبول تھا شائیوں کی ریاست ایک شمار سال رہی۔ بعدہ یاسانی ہوئے یاسان شائی مہبول کا بیٹا بہت دانا اور پرہیزگار اور دستور لائق ریاست تھا۔ اسی واسطے اس کو یاسان یعنی لائق کہتے تھے اور وہ پیغمبر ہوا۔ جب اس کے والد نے دنیا چھوڑ کر حق پرستی اختیار کی۔ جہان کا کام بگڑ گیا۔ کہتے ہیں کہ یہ مبارک پیغمبر اور ان کے جانشین لوگ جبکہ دنیا میں برائی غالب دیکھتے کنارہ گزین ہو جاتے تھے۔ کیونکہ ان کو دیکھنے اور سننے برائی کی برداشت نہ تھی اور ان کے دلوں میں گناہ ہرگز نہ پھٹتا۔ جب جہان کے آرام کا سلسلہ ٹوٹا۔ یاسان نے حسب نزول وحی کے تخت نشین ہو کر برائی کی بیخکنی کی۔ اس خاندان کا آخری بادشاہ آجام تھا۔ اور اس خاندان میں ریاست ننانویں سلام تک قائم رہی۔ مصنف اسفندیار کہتا ہے کہ سالہائے مرقومہ سب فرسالہائے کیوانی ہیں۔ ایک دورہ گشت کیوان یعنی حضرت زحل جو تیس برس کا ہوتا ہے ایک دن کہلاتا ہے۔ ایسے تیس دن کا مہینا۔ اور بارہ مہینے کا سال۔ اور یزدانیوں کی آئین ہے کہ ساتوں سیاروں کے سال لکھتے ہیں۔ اس طور پر کہ۔ کیوانی اسقدر (زحل)۔ ہرمزی اسقدر (مشتری)۔ بہرامی اسقدر (مریخ)۔ ہوری اسقدر (شمس)۔ ناہیدی اسقدر (زہرہ)۔ تیری اسقدر (عطارد)۔ قمری اسقدر (ماہ) ۔ نہ یہ کہ

ان میں شمسی اور قمری ماہ و سال نہ تھے ۔۔ جاننا چاہیئے کہ ان کے نزدیک سال دو قسم پہ ہیں :- ایک فرسال اس طرح پر کہ جب کوئی اختر بارہ برج کو ایک مرتبہ طے کرے ایک دن - اور ایسے تیس دن کا ماہ - اور بارہ ماہ کا سال کہا جاتا ہے - چنانچہ کیوان میں کہا گیا - ایسے ہی اور ستاروں کے برسوں کو فرسال کہتے ہیں اور یہی قید لگاتے ہیں کہ فرسال کیوانی - فرسال برجیسی - فرسال بہرامی - فرسال ناہیدی - فرسال تیری - فرسال مونگی یعنی قمری - اور فرسال کے مہینوں کو فرماہ اور دنوں کا فرروز نام رکھتے ہیں ۔۔ دوسرا کرسال یعنی جبکہ کیوان تیس سال میں بارہ گھروں کا دورہ تمام کرے وہ کرسال کیوانی ہے - اور کرماہ کیوانی - یعنی کیوان کے ایک برج میں رہنے کی مدت اڑھائی سال ہے - اور برجیس کا دورہ بارہ سال میں تمام ہوتا ہے وہ کرسال ہرمزی کہلاتا ہے اور کرماہ ہرمزی ایک سال ہے - کیونکہ وہ ایک برج میں ایک سال رہتا ہے - قس علیٰ ہذا - قیاس کر اسی پر - اور گلشاہیوں کے ذکر میں جہاں سال و ماہ مذکور ہوگا - وہ سال و ماہ شمسی و قمری ہوگا - اور دن روز متعارف ہے اور ان کا مہینا سورج کے ایک برج میں رہنے کی مدت کا نام ہے - اور سال سب برجوں کے طے کر جانے کا - اور دورہ قمری اس کے تمام دورہ کا نام ہے - اور ان سالوں اور مہینوں کو نیسوری بھی کہتے ہیں ۔۔ جب یاسان آجام مرا - دنیا کا کام بہت ابتر ہوا - کیونکہ اس کا بیٹا کلشا جو روشن دل اور دانشور اور زیور مذہب تھا بادشاہی کی طرف متوجہ نہ ہوا - بلکہ جس جگہ وہ خدا کی پرستش کرتا تھا - اس جگہ سے کوئی واقف نہ تھا - اسی واسطے ظالموں نے ستم کا ہاتھ کھولا ۔۔ ایک مرتبہ سب عمدہ مکان اور شہر و عمیق خندقیں تلف ہوگئیں اور بہ باعث نہ ہونے سردار کے کئی سر برباد ہوگئے اور اس قدر کشت و خون کا افراط ہوا کہ خون کی نہریں چلیں ۔۔ تھوڑے زمانہ میں سب نقد و جنس کہ جو محاسب کے حساب میں نہیں آتا تھا بموجب حکم خدا کے برباد ہوا - اور جواہر اور نفائس اور محل اور شہر تباہ ہوگئے - لوگ وحشیوں کی طرح پہاڑوں کی کندروں میں رہتے

لگے - اور آپس میں لڑے اور بہت مارے گئے ۞ پس کلشاہ والا گہر حسب وحی سماوی فرماں روائے جہان کا بنا اور اُس نے عدل کی آئین ظاہر کی ۞ پھر اپنی اولاد کو کہ جو اُس کی خلوت نشینی کی مدت میں پراگندہ ہوگئی تھی جمع کیا ۞ اسی واسطے اُس کو ابوالبشر یعنی آدمیوں کا باپ کہتے ہیں - کیونکہ سوائے اُس کے فرزندوں کے اکثر لوگ تو لڑائیوں میں مارے گئے تھے اور جو باقی رہے تھے وہ وحشی ہو رہے تھے ۞ کیومرث یعنی کلشاہ اور اُس کے فرزندوں نے ان بدکاروں کو لڑائی کرکے سیدھا کیا - اور زندبار یعنی نہ دُکھ دینے والے جانوروں کو اُن کے ظلم اور آزار سے چھڑایا ۞ اور یہ بات جو تواریخ میں مذکور ہے کہ کیومرث اور اُس کے فرزند دیووں سے لڑے دیووں سے مُراد یہی بدچلن آدمی ہیں - جنہوں نے زندباروں کی قتل کے مذہب چلائے تھے ۞ القصہ خدا نے کیومرث کو کتاب بھیجی اور اُس کی اولاد میں سے سیامک - ہوشنگ - تہمورث - جمشید - فریدون - منوچہر کیخسرو - زرتشت وبخت اور آذر ساسان پنجم کو پیغمبری دی ۞ کیومرث نے ان کو مہ آباد کی شریعت کے مطابق چلنا فرمایا - اس واسطے آسمانی کتابیں اُن کو دیں - اور کتب اور صحائف ان کے سب مہ آباد کے موافق ہیں ۞ زردشت کے سوائے اس فرقہ میں سے کسی نے برخلاف مہ آباد کے دم نہیں مارا - لیکن یزدانی اُس کو بھی تاویل کرکے کتاب مہ آباد کے مطابق کرتے ہیں ۞ لاجرم زردشت کو دستور سمہاری کہتے ہیں یعنی بنی زمرکو ۞ کلشاہی خاندان کے بادشاہ چار گروہ ہیں :- (۱) پیشدادیان (۲) کیانیان (۳) اشکانیان (۴) ساسانیان ۞ ان کا اخیری بادشاہ شہریار یزدگرد تھا - ان کی ریاست چھ ہزار چوبیس سال پانچ ماہ تک رہی - اُن کے عہد میں جہان آراستہ تھا - کیومرث - سیامک - ہوشنگ - پیشدادیان تہمورث دیوبند اور جمشید نے یزدان پرستی اور خدا شناسی اور نیکوکاری اور پرہیزگاری اور کھانے پینے اور بیاہ کرنے اور زنا چھوڑنے اور علوم و خطوط و کسب و جشن و سور و مزامیر یعنی ساز اور تاریں اور شہر و باغ و محل و لباس اور ہتھیار اور خدمت کے مرتبے اور عورات کے ستر و عدل وغیرہ کے آئین بموجب وحی سماوی اور مدد و تعلیم الٰہی کے اور

اپنی دانائی سے قائم کیئے ۔۔ مہ آباد اور اُس کی اولاد کا ذکر گذر چکا۔ اُس کے پیچھے کلشائیاں کا خاندان سابقہ الہام الٰہی اور پیغام ایزدی کے مخصوص ہؤا ۔۔ یہ رونق اور آرائش جو نظر آتی ہے۔ اکثر اس طائفہ کی آراستہ کی ہوئی ہے جس میں سے بہت بگڑ گئی اور شمہ باقی ہے ۔۔ پیاسیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مہ آباد کی سلطنت سے یزدگرد کی حکومت تک سوائے ضحاک کے اکثر بلکہ تمام اس کُرہ کے رئیس داد گر۔ عدالت شعار اور پرہیزگار اور جامع گفتار اور کردار تھے۔ اس پاک طائفہ میں بعضے اشخاص انبیاء اور بعض اولیا اور کئی ایک لوگ پرہیزگار اور نکوکار تھے ۔۔ مُلک کو آباد اور سیاح کو خوشدل رکھتے تھے ۔۔ لیکن اُن پیغمبروں اور بادشاہوں کو جو کلشاہ کے آگے ہوئے یعنی مہ آباد سے انجام تک بہت بزرگ جانتے تھے کہ ہرگز اُنکی گفتار اور کردار میں بُرائی نہ تھی۔ کیونکہ وہ برخلاف بیان فرہنگ یعنی شریعت مہ آباد کے کچھ نہیں کرتے تھے ۔۔ یہ کہتے ہیں کہ کواکب بہت اونچے ہیں تو زمینوں کا قبلہ انسان ہے ۔۔ داور ہوریا کے عہد میں (کہ دارائے سکندر گروہے اور گیاتی اور یزدانی مذہب تھا) ایک شخص نے کہا کہ انبیاء اور اولیاء لوگ مرتبہ میں خورشید سے اونچے ہیں۔ داور نے کہا اُنکا بدن کہاں ہے؟ اُس نے شہر اور مقبرۂ انبیاء کا نام و نشان بتایا ۔۔ داور نے یہ بھی بتایا کہ جس حالت میں کسی نبی کی تلی کی پیکر اپنی زیست کے ایام میں ایک دن کا راستہ روشن نہ کر سکی۔ اور خاک میں اُس کا پرتو گور سے باہر نکلا اور اب خاک سے ملی اور بے نشان ہوگئی تھی تو اُن کا درجہ سورج سے اونچا ہونا کیونکر متصور ہو ۔۔ اُس نے کہا کہ انبیاء اور اولیاء کی روح بہت روشن ہے ۔۔ داور نے جواب دیا کہ آفتاب کا جرم دیکھ کہ کس قدر نور گستر ہے اور تمہارے بزرگوں کا تن بیفروضع ہے۔ پس ثابت ہؤا کہ آفتاب کا روح ہی بہت روشن ہے۔ اور آفتاب آسمان کا دل ہے۔ کیونکہ اگر وہ نہو جہان میں کون و فساد نہ ہو۔ اور فصول اور موالید کا وجود معدوم ہو جاوے۔ انبیاء اور اولیاء ابتداء میں نہ تھے اور اب بھی نہیں ہیں۔ لیکن جہان بدستور باقی اور خوش ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ انبیاء اور اولیاء نوع انسان سے برتر ہیں۔ یہ سُن کر وہ آدمی چُپ ہؤا ۔۔ القصہ اخترستان میں مذکور ہے

کہ سپاسیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ ستارے اور آسمان انوار مجردہ کے سایہ ہیں
اسی واسطے وہ ساتوں سیاروں کی ہیکلیں بناتے اور ہر سیارہ کے مناسب
ایک طلسم کانی چیز سے مرتب کر کے ہر طلسم کو طالع مناسب میں
ایک گھر کے اندر رکھتے اور اس وقت میں کہ جو وقت اس سیارہ کے
ساتھ منسوب ہوتا۔ اس سیارہ کی پوجا کرتے اور خیرات دیتے تھے اور
ان گھروں کو کہ جہاں وہ ہیکلیں رکھتے ہیکلستان شیدستان نام لیتے تھے

تشریح پرستاری سات سیارہ کی بہ عقیدہ سپاسیاں

اختر ستان میں مرقوم ہے کہ: شکل اور ہیکل شت کیوان یعنی شری شنیچر کی کالے پتھر کی بناتے تھے کہ جس کی صورت آدمی کی سی اور سر بندر کا تن آدمی کا سا ہوتا اور دُم سور کی سی لگاتے اور سر پر تاج رکھتے تھے۔ دائیں ہاتھ میں پرویزن یعنی چھلنی اور بائیں میں سانپ ہوتا۔ پھر کالے پتھر کا مندر بنا کر اس کے پجاری زنگی اور حبشی اور سیاہ رنگ آدمی کو مقرر کرتے کہ جو لوہے کی انگشتری پہنے ہوئے ہوتا تھا۔ وبیجہ اور اس کی مانند چند چیزوں کو جلا کر قربان کو کاٹنے والے طعام پکاتے۔ اور بلیلہ و بلبلہ اور ان کے مشابہ ادویات کھانے کو دیتے۔ کاشتکار اور رئیس و مشائخ اور اہل تصوف و مہندس اور جادوگر وغیرہ جو لوگ کہیں سے آتے اس مندر کے نزدیک رہتے تھے۔ علوم بھی وہاں پڑھائے جاتے اور ان کی کارگزاری بھی وہاں ہوتی تھی ؛ وہاں کا دستور یہ ہو گیا تھا کہ جو لوگ وہاں آتے پہلے ہیکلوں کی سلام کو جاتے پھر بادشاہ کی ملازمت پاتے تھے۔ وہ لوگ جو شت کیوان کے نام سے مشہور ہوتے۔ وہی اس جگہ کے کارگزار اور سرور گنے جاتے تھے اور انہیں کے ذریعہ سے بادشاہ کی زیارت لوگوں کو حاصل ہوتی تھی اور یہ کارگزار لوگ اکثر نجیب ایران کے ہوا کرتے تھے۔ شت اور تیمسار کلمہ تعظیم کا ہے جیسا کہ ہندی میں شری اور عربی میں حضرت ہے ؛

ہیکل شت ہرمز یعنی حضرت مشتری کی خاکی رنگ آدمی کی صورت پر تھے۔ لیکن کرگس کا منہ اور سر پر تاج اور اس پر بیٹھا اور

سانپ - دائیں ہاتھ میں دستار - بائیں میں شیشہ کی ابریق ہے - اس مندر کے پجاری خاکی رنگ کے ہوتے ہیں - اور زرد سپید پوشاک اور چاندی کی مُندری عقیق کے نگینہ والی رکھا کرتے ہیں - حب الغار اور اُس کے مشابہ چیزیں وہاں جلاتے اور میٹھا کھانا پکاتے ہیں - علماء اور قاضی اور دیندار اور بڑے وزیر و اشراف اور بزرگ حکّام اور دبیر وہاں رہتے اور اپنا اپنا کام کرتے اور علم الٰہی پڑھتے ہیں ؛

بہرام یعنی مریخ کا مندر اور ہیکل سُرخ پتھر سے آدمی کی شکل بناتے تھے کہ جسکے سر پر سُرخ تاج ہوتا اور دایاں ہاتھ سُرخ لٹکا ہوا اور بایاں ہاتھ زرد اُٹھایا ہوا تھا شمشیر خون سے آلودہ دائیں ہاتھ میں - اور آہنی تازیانہ بائیں میں - پجاری سُرخ پوش - اور خادم ترک مس کی مندری ہاتھوں میں رکھتے اور بخور یعنی دھوپ مندرس کا جلاتے اور وہاں گڑ سے طعام پکائے جاتے تھے امیر اور بہادر سپاہی اور ترک اور جنگلی لوگ وہاں رہتے اور ایسے آدمی اس مندر کے سرداروں کے ذریعہ سے بادشاہ کو ملتے تھے اور روزی دینیوالے اسی مندر کے گرد رہتے اور قتل کے قابل لوگ یہاں مارے جاتے - اور جیلخانہ بھی یہاں ہی موجود تھا ؛

ہیکل شمس آفتاب یعنی سورج کی سب سے بڑی - سُرخ طلاء سے بنی ہوئی - بصورت آدمی دو سر ہوتے ہیں - اُس کے ہر سر پر تاج یاقوت سے جڑا ہوا - اور ہر تاج پر سات سینگ ہوتے - اور وہ گھوڑے تناور پر سوار اور منہ اُس کا آدمی کا - اور پونچھ سانپ کی سی - دائیں ہاتھ میں سونے کی چھڑی - گلے میں جواہر کا کنٹھہ - پجاریوں کا لباس زرد اور زربفتی - اُن کے سر پر یاقوت اور ہیرے اور آفتابی پتھروں سے جڑے ہوئے تاج تھے - اور وہ سونے کے مُندرے پہنے ہوئے تھے - عود جلاتے اور تیز طعام اکثر پکاتے ملوک اور امراء بزرگ اور اصیل اور رئیس اور حاکم اور صاحبان کشور اور علوم کے وہاں رہتے تھے - اور جو لوگ تازہ وارد ہوتے - وہ ان سرداروں کے ذریعہ سے بادشاہ کو ملتے تھے ؛

ششم ناہید یعنی زہرہ کے گنبد کے باہر سنگ مرمر سفید اور اندر تمام بلور لگا ہوا تھا - اور ہیکل آدمی کی صورت ترک سا سر اور سر

پر تاج - اُس پر سات سر - داہنیں ہاتھ میں روغن کا شیشہ - بائیں میں شانہ تھا - زعفران اور اُس کے مشابہ چیزیں جلاتے - اور پجاری سپید پوش - عمدہ کپڑے پہنے ہوئے - تاج مرصع سر پر - جواہر کی انگشتری ہاتھ میں رکھتے - رات کے وقت مرد اندر نہ جاتے - ان کی عورتیں اور لڑکیاں خدمت کرتیں - مگر جس رات کو بادشاہ وہاں جاتا - عورتیں مندر میں جاتے نہیں باقی تھیں - صرف مرد وہاں جاتے - طعام چرب پکتا - معزز اور ریاضت کش - یزدان پرست - عورتیں وہاں کی یا کہیں سے آئی ہوئی اور زرگر اور نقاش اور مطرب لوگ مندر کے گرد رہتے - مرد تو اُس مکان کے سرداروں کے ذریعہ سے بادشاہ کو ملتے تھے - اور عورتیں اس کدہ کی عورات کے ذریعہ سے ملکہ کو ملتی تھیں ؎

شِشت تیر یعنی عطارد کا گنبد اور ہیکل سنگ کبود یعنی نیلگوں سے بنے ہوئے تھے - ہیکل کا تن مچھلی کی طرح اور منہ خوک کی مانند تھا ایک ہاتھ کالا - دوسرا سپید - سر پر تاج اور پونچھ بطور دُم ماہی کے تھی - داہنیں ہاتھ میں قلم اور بائیں ہاتھ میں دوات - بخور مصطگی کا - پیشکار وہاں کے ارزق پوش - انگشتری طلائی ہاتھ میں - طعام وہاں ترش پکتا - وزیر - عامل - منجم - طبیب - بیطار یعنی وحشیوں کے طبیب اور محاسب اور عامل و اہل دیوان - دبیر - تاجر - معمار - درزی - وہاں رہتے اور اس قسم کے لوگ وہاں آتے اور ان کے ذریعہ سے بادشاہ کو ملتے - علوم و صنائع مذکورہ وہاں سکھلائے جاتے تھے ؎

شِشت ماہ کا گنبد سبز ہیکل بصورت مرد - پیل سپید پر بیٹھا ہوا - سر پر تاج جس پر تین سر - برجست یعنی جھڑا ہاتھ میں اور ہیکل میں - داہنیں ہاتھ میں یاقوت کی چھڑی - بائیں میں ریحان یعنی تازبو کی شاخ - پرستار یعنی پجاری سبز پوش اور سپید پوش - چاندی کی مندری پہنے ہوئے تھے - صمغ عربی یعنی کیکر کی گوند جلاتے اور شور طعام پکاتے تھے - جاسوس اور ایلچی اور قاصد اور مخبر اور مسافر اور عام تازہ وارد وہاں رہتے تھے اور ان کے ذریعہ سے لوگوں کو بادشاہ کی ملاقات نصیب ہوتی تھی ؎

ہر ہیکل گاہ میں کئی وزیر اور سپہ دار سوائے پیشکاری مندر کے بادشاہی کام میں مشغول رہتے تھے - کیونکہ وہ کام ہیکل کدہ سے متعلق ہے - اور ہر کدہ کے باورچیخانہ میں تمام دن طعام موجود رہتا - کھانے سے کسی کو ممانعت نہ تھی - جو کوئی چاہتا کھاتا - ہر کدہ میں دارالشفاء تھے جس ستارہ کے متعلق مرض ہوتی - اُس مندر کے رہنے والا طبیب علاج کرتا ۔۔ مسافر خانہ میں شب باشی کے مکان موجود رہتے ۔۔ جب شہر میں مسافر آتے اُس کوچہ میں کہ جو اُس کدہ سے متعلق ہوتا جاتے تھے ۔۔ واضح ہو کہ کواکب بسیط اور اُن کی شکل گول ہے - اور یہ شکلیں جو لکھی گئیں وہ ہیں کہ جو کواکب ارواح عالم مثال میں انبیائے اور اولیائے اور حکمائے کو اس صورت پر محسوس ہوئیں اور ایسی شکلیں تاثیرات سے بھی پیوند رکھتی ہیں ۔۔ اور یہ کواکب بعضوں کو اور ہی صورت پر نظر آئے - انہوں نے اُن کی ویسی ہی شکلیں بنائی تھیں ۔۔ بادشاہ اور بزرگ اور پرستار اور تمام یزدانی جب کیوان کدہ یعنی سنیچر کے مندر میں جاتے سیاہ کپڑے پہنتے اور بہت تواضع سے سر نیچے ڈال کر کلام کرتے تھے ۔۔ ہرمز کدہ میں با لباس مناسب جا کر خرد مندانہ اور قاضیانہ کلام کرتے ۔۔ بہرام کدہ میں با لباس مخصوصہ گستاخانہ - اور ہور کدہ میں باآداب ملوک اور پارساؤں کے جاتے - ناہید کدہ میں خوش و خنداں - اور تیر کدہ میں حکیمانہ فصاحت کے ساتھ جاتے - ماہ کدہ میں کودکانہ و سرشگانہ بات چیت کرتے تھے ۔۔ یہ ہیکل ہا بڑی ہیں جن کا نام لیا - ورنہ ہر کدہ میں بہت ستاروں کی ہیکلیں تھیں اُن کی تفصیل اختر ستان میں مذکور ہے - لیکن ہر کدہ یعنی مندر میں کوکب کی گول شکل بھی بنائی ہوئی تھی جو کہ اصلی شکل ہے ۔۔ شہر کو سرائے بادشاہی بولتے تھے ۔۔ اُس کے برابر یہ سات ہیکلیں تھیں ۔۔ ہر روز بادشاہ بہ لباس مخصوصہ کوکب اُس روزن میں سے ہو کر کوکب کے حضور میں جاتا جو کوکب کے سامنے تھا ۔۔ تمام لوگ صف بہ صف نماز ادا کرتے تھے ۔۔ مثلاً سورج کے دن جو کہ اتوار ہے - زرلفت زرد کی پوشاک اور سنہری تاج یاقوت و ہیروں سے جڑا ہوا پہن کر روزن سے جو کہ پتھروں سے مرصع تھا - اپنے

تھیں ظاہر کرتے تھے - اس روزن کے نیچے سیڑھیوں کے طور پر نیچے اوپر ایک مکان بنا ہوا تھا - کہ جس کے نچلے وسیع میدان میں سپاہی کھڑے ہوتے تھے ،، جب بادشاہ سورج کی طرح مشرقی روزن سے نمودار ہوتا - تب سب سجدہ کرتے اور بادشاہ لوگوں کا کام کرتا ،، پھر دوسرے دن دوسرے روزن سے جلوہ نما ہوتا تھا - اور ایسے ہی اپنے بڑے دنوں میں بادشاہ عمدہ پوشاک پہن کر پیکر کدہ میں جاتا اور پھر کر ستارہ کے برابر کے روزن میں یا روزستان یا عدالت گاہ میں بیٹھ کر کام میں مشغول ہوتا ،، روزستان اس جگہ کا نام ہے جس میں روزن نہ ہو ،، بادشاہ تخت پر بیٹھتا اور کارگذار گرداگرد پایہ بہ پایہ کھڑے ہوتے ،، جب بادشاہ عدالت خانہ میں بیٹھتا کسی کو وہاں جانے کی ممانعت نہ تھی ،، بادشاہ پہلے تو روزن پھر روزستان اور عدالت گاہ میں بیٹھتا ،، ہر پیکر کے واسطے ایک علیحدہ روزن تھا جیسا کہ بادشاہ کا تھا ،، مبارک روز یعنی عید کے دن جب اس پیکر کو اس کے روزن میں لاتے تو پہلے بادشاہ جاکر نماز ادا کرتا اور روزن میں پیکر کے روبرو کھڑا ہوتا تھا ،، دوسرے بزرگ لوگ تو درجہ بدرجہ استادہ ہوتے اور عام خلقت میدان میں جمع ہو کر کوکب کی نماز ادا کرتی ،، واضح ہو کہ حضرت وساتیر میں جو کہ مہ آباد کی کتاب ہے - لکھا ہے کہ خدا تعالےٰ نے افلاک اور کواکب ایسے بنائے ہیں کہ ان کی حرکات کی تاثیریں جہان میں ظاہر ہوتی ہیں اور اس عالم کے حوادث یعنی نیک و بد علوی اجرام کی حرکات کے مطیع ہیں ،، ہر ایک ستارہ کو بعض حوادث کے ساتھ مناسبت ہے اور ہر برج بلکہ ہر درجہ کے واسطے خاص تاثیر ہے ،، پس پیغمبروں کو بحکم ایزد بعد کمال امتحان کے سب بروج اور ستاروں کے خواص اور درجات کا وقوف حاصل ہے کہ اگر فاعل موجود بھی ہو تو نا قابل ہونے کی وجہ سے نیک نتیجہ ظاہر نہیں کر سکتا ،، یہی باعث ہے کہ پیغمبر اور دانا لوگ جب کوکب کا فعل دنیا میں ظاہر ہونا چاہتے ہیں تو پابند وقت کے ہوتے ہیں کہ جب وہ کوکب اس درجہ پر پہنچے جو اس کام کے لائق ہو اور اس کام کے واقع

کواکب دور ہوں ۔ جب ایسا ہوتا ہے تب متعلقات علت فاعلی سب کچھ پورا ہو جاتا ہے ۔ پس اسی واسطے جو کچھ متعلق علت ہائے سفلی ہوتا ہے جمع کرتے ہیں ۔ چنانچہ اقسام طعام اور خوشبو ہائے اور الوان اور اشکال جو کہ مناسب اُس کوکب کے ہوں یکجا کرتے ہیں ۔ پس باعتقاد استوار کامل اُس میں خوض کرتے ہیں ۔ کیونکہ نفوس کو حدوث حوادث جہانی میں کامل تاثیر ہے ۔ جب سب اسباب آسمانی اور زمینی اور جسمانی و نفسانی جمع ہوا ۔ فعل ظہور میں آتا ہے لیکن وہ شخص کہ جو ان اعمال پر قادر اور واقف ہونا چاہیے ۔ لازم ہے کہ علم حکمت اور اسرار طبیعت میں اچھا دانا اور علم احکام سے بھی بہرہ مند اور تجربہ کار ہو ۔ چونکہ جمع ہونا ان شرائط کا دشوار ہے ۔ اسی واسطے اس دانش کی حقیقت مخفی ہے ۔ آبادی کہتے ہیں کہ پیغمبران راستی کیش اور پارس کے بادشاہ کواکب کو قبلہ دعا جانتے تھے اور ہمیشہ ستاروں کو پوجتے تھے ۔ خصوصاً اُس وقت کہ جب کوکب اپنے گھر یا شرف میں ہوتا اور نحس نظروں سے خالی ہوتا ۔ سب چیز متعلق اُس ستارہ کے اکھٹی کرکے پرستش کرتے اور مکان مناسب میں بیٹھتے اور کسی شخص کو اپنے پاس نہ آنے دیتے اور ریاضت کرتے تھے ۔ جب وقت انجام اُس عمل کا آتا زند بار یعنی نہ آزار حیوانوں سے نیکی کرتے تھے ۔

مقولۂ مصنف ۔ ایک ہزار اکسٹھ ہجری میں جب بمقام سیکاکل کلناک ایسی بیماری آئی کہ لاعلاج ہو گیا ۔ تب ایک اختر شناس نے کہا کہ یہ طپش بباعث تابش جبروت حضرت مریخ کے ہے ۔ پیر چہارم ذیقعدہ سال مذکور کو کئی ایک فاضل برہمن جمع ہوئے اور مریخ یعنی منگل کی پیکر بنا کر بخور لائقہ اور اشیائے مناسب اُس عمل کے لا کر ادعیہ اور منتر پڑھنے لگے ۔ آخر کار ان کے ایک بزرگ نے اُس منگل کی صورت کو بہ تعظیم تمام اُٹھا کر التماس کی کہ اے فرشتۂ نامدار اور آسمان کے سپہدار ۔ کرسی نیچے آ ۔ اور غضبناک مت ہو اور اس شخص پر تشخیص کر ۔ یہ اشارت مصنف کی طرف ہے ۔ پس پیکر یعنی صورت کو خوشبو دار پانی میں ڈال دیا اور بقدر پانی میں

جاننے صورت کے وہ پجاری جاتی رہی ۔۔ اب پیکر کے برابر سات بڑے
آتشکدے یعنی آگ کے کُنڈ تھے کہ جن کو کیوان آذر - ہرمز آذر -
بہرام آذر - ہور آذر - ناہید آذر - تیر آذر - ماہ آذر یعنی چاند کی
آگ بولتے تھے - اور ہر ایک آتشکدہ ایک ایک ستارہ سے منسوب
تھا ۔۔ وہاں جو کچھ جلانا اختر کے مناسب ہوتا جلاتے تھے ۔۔ کہتے
ہیں کہ یہ سب بزرگ مکان چنانچہ کعبہ - بیت المقدس - مدینہ مدفن
حضرت محمدؐ - نجف مرقد شاہ علیؓ - کربلائے مشہد امام حسینؑ - بغداد
مضجع امام موسیٰ - روضہ رضویہ سنا آباد طوس ہیں - روضہ علیؑ بلخ
ہیں - یہ سب پرانے بادشاہوں کے عہد میں ہیکلستان اور آتشکدہ
تھے ۔۔ مشہور ہے کہ مہ آباد نے بعد تعمیر ہیکل اختر پارس کے
جس کو ہفت صور کہتے ہیں ایک گھر بنایا اور نام اس کا آباد رکھا
جس کو اب کعبہ بولتے ہیں - اور حکم دیا کہ اس سرزمین کے رہنے
والے اس کی پرستش کریں ۔۔ ان سب پیکروں میں سے جو کعبہ میں
تھیں چاند کی پیکر عمدہ تھی - اسی واسطے اس گھر کو مہ گہ یعنی مکان
قمر بولتے تھے ۔۔ رفتہ رفتہ عربی لوگ اس کو مکہ کہنے لگ گئے ۔۔ کہتے
ہیں کہ اُن صورتوں میں سے جو مہ آباد اور اس کے خلیفوں نے
کعبہ میں رکھی تھیں - ایک حجر الاسود یعنی کالا پتھر ہے کہ جو حضرت
کیوان کی صورت تھی ۔۔ مشہور ہے کہ پیغمبر عربی یعنی محمدؐ ساتوں
ہیکلوں کو پوجتا تھا جیسے کہ اس نے حجر الاسود کو جو کیوان کی پیکر
ہے اور آبادیوں کے عہد سے قائم تھی برقرار رکھا اور دیگر پیکروں
کو جو قریش کی لائی ہوئی تھیں اور کواکب کی صورت نہ تھیں توڑ
کر اُٹھا دیا ۔۔ اور زہرہ کی پیکر یعنی مورتی مساجد کے محراب کی شکل
پر اکثر ہیاکل قدیمہ فارس میں بنائی ہوئی تھی ۔۔ پس محراب وہی
زہرہ کی پیکر ہے - اور جمعہ کے دن کی تعظیم کہ ناہید کا روز ہے اس
پر گواہ ہے ۔۔ اور ابراہیم خلیل کا بھی یہی حال تھا یعنی اس مورت
کو کہ جو کواکب کی صورت پر نہ ہوتی توڑ دیتا تھا ۔۔ چنانچہ پھر
اسفندیار گشتاسپ کا بیٹا بھی یہی کام کرتا تھا ۔۔ اور سقراط حکیم
بھی اپنی قوم کو منع کرتا تھا کہ سوائے پیکر ستاروں کے اور کی

پرستش نہ کریں اور بادشاہوں کی صورتیں دور کریں ۔۔ ایسے ہی بیت المقدس کہ جو گنگدژ ہوخت ہے بنایا ہوا ضحاک کا ہے لیکن فریدون نے اس میں آگ جلائی اور ضحاک سے پہلے بھی یہاں آتشکدہ اور ہیکل کدہ تھا ۔۔ کہتے ہیں کہ جب فریدون نے ضحاک پر حملہ کیا اور راستہ میں برادروں نے اس پر پتھر چلائے اس نے اپنے علم و دانش کے زور سے ایسا عمل کیا اور دعا مانگی کہ وہ پتھر ہوا پر معلق کھڑا ہوگیا ۔۔ اب وہ پتھر قدس خلیل کہلاتا ہے ۔۔ کہتے ہیں کہ مدینہ میں جہاں رسول کا مدفن ہے۔ چاند کی ہیکل تھی اور اس ہیکل کدہ کو مہ دینہ کہتے تھے۔ یعنی قمر کا دین حق ہے ۔۔ پھر رفتہ رفتہ عربی لوگ اس کو مدینہ کہنے لگے ۔۔ نجف شریف میں جہاں شاہ علیؓ کا روضہ ہے آتشکدہ فروغ پیرا نام تھا۔ اس کو نکفت بولتے تھے یعنی نا اکفت اور اکفت آسیب کو کہتے ہیں۔ اب نجف مشہور ہوا ۔۔ ایسے ہی کربلا میں بھی جہاں امام حسینؑ کی آرامگاہ ہے آتشکدہ ہی تھا۔ بار سور نام۔ اس کو کار بالا بھی کہتے تھے۔ یعنی فعل علوی۔ اب کربلا مشہور ہوئی ۔۔ بغداد میں جہاں موسیٰ رضاؑ کی قبر ہے۔ شید پیرا نام آتشکدہ تھا ۔۔ جہاں امام اعظم ابو حنیفہؒ کوفی کا مکان ہے آذر کدہ تھا۔ اور اس کا نام ہوبار تھا ۔۔ اور کوفہ میں جہاں مسجد ہے روشن آذر نام آتشکدہ تھا ۔۔ اور طوس کی نسبتا میں جہاں امام رضا کا گنبد ہے۔ آذر خرد نام آتشکدہ تھا۔ اور اس کے اور کئی نام تھے۔ اس کو فریدون نے بنایا تھا۔ جب طوس نوذر کا بیٹا آذر خرد کی زیارت کو گیا ایک شہر بنا کر طوس نام رکھا بلخ میں جہاں ایک روضہ امام کا ہے شہیں آذر نام آتشکدہ تھا جو نو بہار کے نام سے مشہور ہے ۔۔ اردبیل میں جس کو آگے ذربین کہتے تھے کیخسرو نے بعد تسخیر قلعہ مذکور کے آذر کا وس نام آتشکدہ بنایا۔ وہاں اب مدفن صفی الدین ہے۔ جو سلاطین صفویہ کی بانی ہوئی ہے ۔۔ کہتے ہیں کہ ایسے ہی اکثر متبرکہ مشاہد میں بھی ستارہ کے ہیکل کدے یعنی مندر تھے ۔۔ چنانچہ دوارکا میں زحل کا ہیکل کدہ وش کیوان نام تھا۔ جس کو ہندوؤں نے دوارکا کہا ۔۔ گیا میں بھی زحل کا ہیکل کدہ کیوان نام تھا کہ گیا مشہور ہوا ۔۔ متھرا میں بھی

کیوان کا ہیکل کدہ تھا جس کے سبب ابتر نام رکھا۔ کیونکہ وہاں مہتر یعنی سردار لوگ آتے تھے۔ رفتہ رفتہ مہترا ہو گیا ؁ ایسے ہی لہمارے وغیرہ اقوام کے مکانوں میں بھی ہیکل کدے بیان کرتے ہیں۔ جب آبادی لوگ یہاں آتے اور زیارت کرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ متبرک مکان خراب نہیں ہوسکتا۔ ہمیشہ پرستش گاہ رہتا اور سب موافق اور مخالف لوگ اس کو تعظیم دیتے ہیں ؁ گویا ناقد کہتا ہے کہ بہ بیں کرامت بتخانہ مرا اے شیخ ؁ کہ چوں خراب شود خانۂ خدا گردد جو بات عقل کے ناپسند ہے۔ مہ آباد و یاسان و آجام میں ہرگز بیان نہیں ہوئی ؁ جو بات عقل کے خلاف معلوم ہو اس کو مرموز سمجھ کے تصریح کرتے ہیں۔ کیونکہ مرموز کلام گذشتہ پیغمبروں میں بھی بہت ہے کہ جس کی وہ تاویل کر لیتے ہیں اور نامعقول نہیں ہوتے چنانچہ دیکھو یہ بات جو مذکور ہے کہ سیامک دیو کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مراد یہ ہے کہ جنگ میں ایسے آدمی کے ہاتھ سے قتل ہوا کہ اپنے آپ اور خدا سے بے خبر تھا ؁ اس فرقہ کی کلام میں جس جگہ دیو کا ذکر ہے۔ ایسے لوگوں سے مراد ہے۔ جیسا کہ بجہان فرہنگ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ بعضے مقاموں میں مارنے و فرماں بردار کرنے دیووں سے مطیع کرنا قوائے بدنی اور دور کرنا صفات ذمیمہ کا مراد ہے ؁ یہ جو کہتے ہیں کہ سروش یعنی فرشتہ اور پزشک یعنی حکیم اور بزرگ ظاہر ہوئے۔ مراد یہ ہے کہ پاک ارواح حالت خواب اور غیب اور صحو یعنی بیداری اور خلع بدن میں دیکھے گئے ؁

تینوں مقاموں کی حقیقت اس کتاب میں لکھی جاتی ہے

کہتے ہیں کہ دو مار دہ آک یعنی ضحاک سے مراد غضب اور شہوت و شیطان اور اس کا نفس ہے۔ بباعث بدکاری دو فضلہ ضحاک کے کندھوں پر بہ سبب بیماری کے ظاہر ہوئے کہ لوگوں کی آنکھ میں سانپ سے نظر آتے تھے اور ان کا درد آدمی کے سر سے فرو ہوتا تھا ؁ سیمرغ نام حکیم کا ہے۔ جو دنیا چھوڑ کر پہاڑ میں جا رہا۔ اسی واسطے اس کا یہ نام مشہور ہوا اور پروردگار دستان سام کا بیٹا تھا

اُس کی صحبت سے زال علوم غریبہ پر مطلع ہوا ۔ یہ جو مشہور ہے کہ کیکاؤس نے آسمان پر چڑھنے کا قصد کیا اور گر پڑا ۔ خواب میں تھا ۔ نہ بیداری میں ۔ اسے نشین کاؤس کے بھائی نے جو کہ جہان سے برکنار تھا ۔ کاؤس کے خواب کی تعبیر ایسی کی ۔ کہ چار عقاب چار عنصر ۔ اور تخت حواس مسخرہ ۔ اور ان کی طاقتوں کا مشتہیات کے حرص میں اکٹھا ہونا ہے ۔ اور گوشت کی رانیں وہ ہیں جو جسم سے اُن کا مقصود ہے ۔ یعنی شہوت اور آز اور حسد ۔ اور اوپر چڑھنے سے یہ مُراد ہے ۔ کہ ریاضت سے فرماں بردار ہوسکتے ہیں اور اُن کی مدد سے اونچے جہان اور آسمان پر رسائی ہوتی ہے اور آسمان سے گر پڑنے اور بیٹھنے سے یہ مُراد ہے ۔ کہ اگر تھوڑا ہی سا اُن کے ضبط سے غافل ہوئے اور مذہبی ریاضت چھوڑ دے تو یہ پھر اپنی طبیعت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اسی کا نام جاودانی بہشت اور وطن نفوس سے دور بھاگنا ہے ۔ مصرع یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد ۔ اور رستم کا کیکاؤس کو جنگل سے تختگاہ پر واپس لانا اس بات کی طرف اشارت ہے ۔ کہ عقل متوجّہ نفس ہوئی اور اُس کو طبیعت کی چراگاہ سے واپس لائی ۔ لاجرم کیکاؤس اپنے چھوٹے بھائی کے نشین کی ہدایت سے جو دانش اور مذہب میں بڑا تھا چالیس دن خلوت نشین ہوا ۔ یہاں تک کہ اپنی بیدار دلی سے خواب میں آسمانوں کو دیکھا ۔ یہ بات جو متاخرین کہتے ہیں کہ خضر اور سکندر اندھیرے میں گئے اور خضر نے آبحیات پایا ۔ اس بات کی اشارت ہے ۔ کہ نفس ناطقہ کے سکندر نے خضر عقل کی مدد سے بشریت کے اندھیرے میں علم عقلی کے آبحیات کو پایا ۔ سکندر کا خالی ہاتھ واپس آنا اس بات کی اشارت ہے ۔ کہ ہمیشہ کی زندگی اس فنا خانہ میں محال ہے ۔ پس اس آرزو سے تہیدست پھرا اور مجرّد ہوکر اُس جہان کو گیا ۔ یہ جو کہتے ہیں ۔ کہ خضر نے آبحیات پیا ۔ یہ اس بات کی اشارت ہے ۔ کہ عقل کا کمال بدن کے ذریعہ سے نہیں اور عقل اپنی ذات اور صفات میں جسم اور جسمانی کی محتاج نہیں ۔ بعض مقام میں ایسی تاویل کی ہے ۔ کہ خضر سے نفس ناطقہ مراد ہے اور سکندر سے نفس حیوانی

یعنی نفس ناطقہ کا خضر ہمراہی نفس حیوانی کے سکندر سرچشمہ عقل پر پہنچا اور ہمیشہ کی زندگی پائی اور نفس حیوانی کا سکندر خالی ہاتھ پھرا۔
واضح ہو کہ اس فرقہ کے لوگ اُس بات کی جو قانون صواب سے باہر ہو اور عقل کے میزان میں نہ تُلے۔ ایسی ہی تاویل کیا کرتے ہیں۔ کہ جو اوپر بیان ہو چکی۔ کہتے ہیں کہ طہارت یعنی پاکیزگی دو قسم کی ہے۔ امیغی یعنی حقیقی۔ اور آشکاری یعنی ظاہری۔ حقیقی یہ کہ دل کو کسی چیز سے آلودہ نہ کرنا اور عالم کون و فساد میں دل نہ باندھنا اور گرد تعلقات سے دل کو ملوث نہ کرنا۔ ظاہری یہ کہ جو ظاہر میں بُرا ہو اُس کو دل سے دور کرنا۔ پس یہ طہارت اُس پانی سے ہو سکتی ہے۔ کہ جس کا رنگ اور بو اور مزہ نہ بدلا ہو یعنی بد رنگ و بدبو و بدمزہ پانی قابل طہارت نہیں ہوتا۔ جس پانی کا نام گرا پانی ہے وہ پاک کرنے والا ہے اور کرّ اُن کے نزدیک وہ پانی ہے۔ کہ جس میں سر ڈوب جائے۔ لیکن ہاتھی کے واسطے اُس جثہ کے مطابق ہو تو پاک کرتا ہے اور پشہ یعنی مچھر کے واسطے ایک قطرہ ہی کافی ہے۔ ان کے نزدیک پڑھنا اُن آیات کا پسندیدہ ہے جو کہ زشت وساتیر بابت وحدت واجب الوجود اور بزرگی عقول و نفوس اور اوصاف اجسام سماوی و ارضی کی مذکور ہیں۔ اُس کے پیچھے ساتوں ستاروں کی صفت کرتے ہیں۔ خصوصاً اُن کے دنوں میں بنحو مناسب بجا لاتے اور آفرین کرتے ہیں۔ چنانچہ اگر فروردین ماہ یعنی بیساکھ کا مہینا ہو تو اُس کی نیایش کرتے ہیں۔ بعدہ ہر ایک ماہ کے دن کے موکل کی۔ خصوصاً اُس دن کے رب یعنی موکل کی۔ کہ ساتھ نام ماہ کے ایک ہو اور اُس دن کا نام جد ہے۔ مثلاً فروردین کو جو مقرب فرشتہ ہے نیایش کریں۔ کیونکہ فروردین ماہ اُس سے متعلق ہے۔ پس اگر ماہ کا غرّہ یعنی پہلا دن ہو جو کہ ہرمز کہلاتا ہے اُس کو درود بھیجنا چاہیئے۔ اسی طرح دوسرے مہینے اور اُس کے دنوں کو۔ اور اُن کے نزدیک مہینوں کا نام اُن کے ارباب یعنی موکلوں کے نام پر رکھا ہوا ہے اور دنوں کے نام بھی اُن کے موکلوں کے نام پر ہیں۔ جیسے کہ ہم کہہ چکے ہیں چاہیئے کہ ہر مہینے خداوند یعنی موکل کی نیایش

کریں اور جشن کے دنوں میں اُس فرشتہ کی نیایش کریں کہ جو صاحب اُس مہینے اور دن کا ہو۔ آبادیوں کے نزدیک اگرچہ مہینوں میں دن اور مہینے کا نام ایک ہوتا ہے۔ لیکن وہ دن صاحب ماہ سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اُس کے ہمنام سے متعلق ہے اسی واسطے جشن کے لائق ہے۔ اسی طرح روز ہائے دیگر ہر ماہ میں صبح کے وقت اُس دن کے صاحب یعنی موکل پر آفرین کرتے ہیں جب سود بار یعنی پنجۂ وزدیدہ ہو پانچوں فرشتوں کو سراہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دنوں کے فرشتے مہینوں کے فرشتوں کے کارکن ہیں اور یہ سب فرشتے سورج کے تابع ہیں۔ ایسے ہی دیگر کواکب کے تابع فرشتے ہیں۔ وے فرشتے جو ہر کوکب کے حکم میں ہیں بے شمار ہیں۔ غایت یہ کہ جن قدر آفتاب سے گنے گئے ہیں بہت گرامی ہیں۔ اور جس دن ساتوں سیّاروں میں سے ایک سیّارہ ایک برج سے دوسرے برج میں جاتا ہے۔ جشن کرتے ہیں اور عید کا دن جانتے ہیں اور اُس کو خُنند بار یعنی سود مند جانتے ہیں۔ پس جب ہلال نظر آتا ہے یا بحساب اختر شناسان غرّہ ہوتا ہے شادی کرتے ہیں۔ جبکہ کوکب سیارہ دورہ پورا کرے اس کو بڑی عید کہتے ہیں اور اُس دن کو ادرام یعنی بزم ہیرا کہتے ہیں۔ لیکن ہفتہ میں اگرچہ ہر روز پیکر کدہ میں جشن ہوتا ہے لیکن جیسا کہ ناہید یعنی جمعہ کے دن اور سورج یعنی اتوار کے دن بڑا بھاری جشن ہوتا اور بہت لوگ جمع ہوتے ہیں ویسا جشن ہر روز نہیں ہوتا۔ پھر جب سیارہ اپنے گھر یا شرف میں ہوتا ہے تب بھی جشن کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک کسی دین اور آئین کی مذمت روا نہیں۔ ہر مذہب سے وہ خدا کو پہنچ جانا مانتے ہیں اور کسی دین کو منسوخ ہونا نہیں جانتے۔ اُن کے خیال میں بہتایت پیغمبروں کی اس واسطے ہے کہ خدا کا راستہ دکھاویں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ بادشاہ کے نزدیک سب لوگ سرداروں کے ذریعہ سے ہو سکتے ہیں خواہ ایک سردار دوسرے کا مخالف ہو یا سب سرداروں کی آپسمیں موافقت بھی نہ ہو تاہم وہ آپ سے کمتر آدمی کا کام کر سکتے ہیں۔ پس یہ کہنا لائق نہیں کہ خدا ایک ہی طریق سے پایا جاتا ہے۔

خدا رسی کا بالغ زندبار کا عمل کرنا ہے یعنی اُن جانوروں کو نہ مارنا چاہئے

جو کسی کو آزار نہیں پہنچاتے۔ جیسا کہ بیل اور گوسفند اور اونٹ اور گھوڑا۔ کیونکہ ان کا قاتل ہرگز رستگار نہیں ہوتا اور باوجود گوناگون ریاضت اور پرہیزگاری کے اُس گناہ سے نجات نہیں پاتا ۔۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر زندبار کے قاتل سے بہت سی کرامات بھی دیکھی جاویں تو بھی اُس کو رستگار نہ سمجھنا چاہئیے وہ کرامتیں جو اُس سے دیکھی گئیں اس دُنیا میں ریاضت اور سلوک کا نتیجہ ہے اور جس حالت میں وہ شخص موذی اور آزار دہندہ ہے۔ دُنیا میں کامل نہیں اور آخرت میں رنج پاوے گا ۔۔ ایسے صاحب کرامت مرتاض گوشت کو ساتیر میں اُس کوزہ سے مشابہ کیا ہے کہ جو نجاست سے بھرا ہوا اور باہر سے عطر آلود ہو ۔۔ کہتے ہیں کہ کسی مذہب میں زندبار کو دُکھ دینا روا نہیں۔ وہ جو روا جانتے ہیں۔ انہوں نے ظاہری معنی دیکھے اور اچھا غور نہیں کیا۔ مثلاً گھوڑے اور بیل کے مارنے سے مراد صفات بہیمی کا دور کرنا ہے نہ کہ زندبار کو مارنا اور کھانا کہتے ہیں کہ مورخین متاخرین نے بلا تحقیق لکھا ہے کہ رستم دستان جو اولیا میں سے ہے زندبار کو مارتا تھا ہم کو معلوم ہوا کہ وہ درندوں کا شکار کرتا تھا ۔۔ وہ جو گور کی بات لکھتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ پلنگ شیر کو گور کہتا تھا۔ یعنی میری طاقت کے نزدیک شیر گور ہے بعض مقام میں جو اُس کا اور گلشاہی سرداروں کا گور کا مارنا اور زندبار کو دُکھ دینا لکھا ہے۔ اشارت صفت بہیمی اور شہوی کے دور کرنے کی طرف ہے۔ چنانچہ شیخ فریدالدین عطار فرماتے ہیں ؎

ور درون ہر یکے صد خوک ہست ۔ خوک باید کشت یا زنار بست ۔۔

کہتے ہیں کہ تمام سپاسی اور پارس کے بزرگ زندبار کے قاتل نہ تھے اور اُن کو دُکھ دینے سے اور مارنے سے پرہیز کرتے تھے اور اجتناب واجب جانتے تھے۔ اگر کوئی شخص اس کا مرتکب ہوتا۔ سزا دیتے تھے ۔۔ اگرچہ گلشاہی خاندان کے پیغمبروں اور پیشواؤں اور بادشاہوں کو وہ بزرگ جانتے تھے۔ لیکن کہتے تھے کہ عدالت اور علم اور عمل میں وہ اُن پیغمبروں اور بادشاہوں کے رتبہ کو نہیں پہنچتے کہ جو آگے یاسانیوں سے مہ آباد تک ہوئے ہیں ۔۔ وہ کہتے ہیں کہ بعض زندبار دُنیا

ہیں اپنے اعمال کی سزا میں تکلیف اُٹھاتے ہیں یعنی بیل و گھوڑے وہ لوگ ہیں جو کہ پہلے وقت میں لوگوں کو بیگاری پکڑتے اور کھانے پینے کے سوا کچھ نہیں جانتے تھے۔ناچار اب بوجھ اُٹھاتے ہیں۔پیر یہ آزار نہیں بلکہ اُن کے اعمال کی سزا ہے۔اگرچہ کوئی اور تکلیف اُن کو پہنچانا چنداں منع نہیں لیکن اُن کو قتل کرنا واجب ہے کیونکہ یہ خونریز اور قاتل نہیں تھے اور اُن کی زندباری اُس پر دلالت کرتی ہے کہ یہ جانوروں کو نہیں مارتے تھے۔پس ان کا مارنا مرد ناداں کے آزار کے برابر ہے۔ان کے مارنے والا اس جہان میں اگر حاکم وقت سے سزا نہ پائے گا تو دوسرے جنم میں تندبار یعنی درندہ ہوکر سزا یاب ہوگا ۔ ایک بزرگ نے کہا ہے

ہر بد کہ کنی تو سپندار کاں بدست ۔ گردوں فرو گذارد و دوراں رہا کند
قرض است فعلہائے بدت پیش روزگار ۔ در ہر کدام دور کہ خواہد ادا کند

یہ لوگ کہتے ہیں کہ آسمان بہشت جاودانی ہے اور اس بہشت کا بادشاہ حضرت آفتاب ہے۔باقی سب کواکب اُس کے پیشکار ہیں پس جو شخص صاحب ریاضت و پرہیزگار اور نیک گفتار اور نیک کردار ہو آفتاب کو ملتا ہے اور مینو خسرو یعنی سورگ کا راجہ ہوجاتا ہے ۔ اگر وہ شخص مذہب میں کسی اور کوکب سے تعلق گیر ہو صاحب اُس مقام کا ہوتا ہے کہ جو اُس کوکب کے واسطے مقرر ہے ۔ بعض لوگ فلک اعلےٰ کو پہنچتے ہیں اور بعض آدمی اس درجہ سے گذر کر مینو مینوان یعنی مجردات کو پہنچ جاتے ہیں اور اُن کو دیدار نور الانوار اور مقربان ملک مختار کا میسر ہوتا ہے ۔ اگر بادشاہ پرہیزگار اور عالم عامل ہو اور اُس کے عہد میں کوئی زندبار نہ مارا گیا ہو اور اگر مارا گیا ہو تو قاتل سزایاب ہوا ہو۔ایسا بادشاہ جب بدن چھوڑتا ہے آفتاب سے ملتا اور اُس کی روح سورج کی روح سے ایک ہوجاتی ہے اور مینو خسرو بنتا ہے ۔ شت سیامک کیومرث کا بیٹا فرماتا ہے کہ تمام بادشاہان آبادیاں و جیاں و شائیاں و یاسانیاں کو میں نے دیکھا۔بعضے فرشتہ مقرب خدا ہیں اور کئی ایک مستغرق دیدار نور الانوار کے ہیں۔یعنی آپ کو کبھی سورج کے آسمان کے نیچے نہ پایا۔جب

میں نے اُن سے اس ترقی کا باعث پوچھا تو کہنے لگے کہ اس درجہ کے حصول کا اچھا وسیلہ زندبار کی حفاظت اور بدکاروں کی سزا دہی ہے" اس فرقہ کے نزدیک دیوانہ ہونا۔ بچوں کا بیمار ہو جانا۔ بیماری اور آسمانی مصائب سے دُکھ پانا۔ زہر کھانا۔ اپنے آپ کو مار ڈالنا پچھلے اعمال کی سزا ہے۔ آگ و دو میں گر پڑنا اور پھسلنا بھی افعال کا نتیجہ ہے اور بچوں کا دُکھ پانا بھی جزائے اعمال ہے۔ لیکن جو کہ ہوشیار آدمی سے کوئی ناحق کام ظاہر ہو۔ افعال گذشتہ کا نتیجہ نہ سمجھنا چاہئے بلکہ یہ ناحق کرنا اُس کا فعل جدید ہے۔ جس کی سزا اس جہان میں حاکم وقت یا آخرت میں سچا حاکم دے گا۔ شراب اور دیگر مسکرات کا اس قدر استعمال میں لانا کہ بیہوش کر ڈالے۔ ان کے نزدیک ناجائز ہے کیونکہ آدمی کے کمال کی علت ہوشیاری ہے۔ مسکرات اُلّو بنا دیتی ہیں۔ اگر کوئی شخص بہت شراب پیئے۔ حاکم کو چاہئے کہ اُس کو تنبیہ کرے۔ اگر مستی میں کسی کو دُکھ اس مذہب میں تندبار دیدے تو اُسے تکلیف پہنچاوے یعنی درندوں کا مارنا جائز ہے یعنی اُن جانوروں کا جو دوسرے جانوروں کو آزار دیتے ہیں۔ جیسے کہ شیر و چرغ و باز لیکن اگر تُندبار کسی زندبار یا تُندبار کو دُکھ دیدے۔ یہ دُکھ پانا اُس کے اپنے اعمال کی سزا ہے اور جب اُن دُکھ دینے والوں کو بھی قتل کریں تو یہ بھی جزائے اعمال گذشتہ کی ہوگی۔ کیونکہ وہ پچھلے جنم میں آزار دہندہ اور خونی تھے۔ اس دُنیا میں عادل ایزد نے ان کو خونیوں پر غلبہ دیا کہ خونی خونریز کو مار دیں۔ جب ان تُندباروں کو قتل کرنا ان کے اعمال کی سزا ہے کیونکہ یہ خونریزی اس بات کو تصدیق کرتی ہے کہ وہ سابق میں خونریز تھے۔ لیکن جب تک یہ کسی کو ایذا نہ پہنچاویں ان کو مارنا نہ چاہئے۔ مثلاً چڑیا کا بچہ جب چھوٹا اور کسی کو دُکھ نہ دے زندبار ہے۔ جب اُڑنے اور کیڑوں کو کھانے لگ جاوے۔ تُندبار ہوا۔ اگرچہ یہ کیڑوں کی سزا ہے کیونکہ وہ پچھلے جنم میں تُندبار تھے لیکن وہ مارنے والا بھی قتل کے لائق ہے۔ مثلاً کسی شخص نے ایک آدمی کو ناحق مار ڈالا۔ حاکم نے اُس کے قتل کا حکم دیا لیکن اُس کے قتل کے واسطے کسی ایسے شخص کو بلایا کہ خون ناحق کے جرم میں محبوس تھا اور اُس کو فرمایا کہ اُس خونی کو

قتل کرے۔ پس حاکم نے ایک ملازم کو کہا کہ اُس کو بھی مار ڈالے۔ کیونکہ اُس نے بھی سوائے اُس خون کے آگے خون ناحق کیا ہوا تھا۔ لیکن اگر انسان تُند بار کو مارے اُس کو نہ مارنا چاہئیے کیونکہ اُس نے تُند بار کو ستمگری کی سزا دی ہے۔۔ لیکن اگر کوئی پہلوان اور بہادر تُند بار کے جنگ میں مارا جاوے یہ اُس کی سزا ہے اور زند بار کا تُند بار کے ہاتھ سے مارے جانے کا باعث یہ ہے کہ مثلاً بیل پچھلے جنم میں ایسا آدمی تھا جس میں بہیمی صفات بہت تھیں اور لوگوں کو بیگاری پکڑتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک بیگاری کو جان سے مار ڈالا تھا۔ اب دُنیا میں بسبب صفت غالبہ کے بیل بنا تاکہ اپنے کام کی سزا پائے اور خون کے عوض تُند بار کے ہاتھ سے مقتول ہوئے۔۔ انسانوں کو چاہئیے کہ زند یاروں کو نہ ماریں کیونکہ زند بار خونریز نہیں ہیں۔ اگر نادانستہ ان سے یہ کام ہو جائے اُن کو سزا پہنچانے کے واسطے تُند بار مخصوص ہیں جیسا کہ بیل کی مثال میں مذکور ہوا۔۔ رحیم آدمیوں کا اچھا طریق تُند بار یعنی مُرغ و چڑیا وغیرہ کے قتل میں یہ ہے کہ وہ جانوروں کی رگ کھول دیں تاکہ خون بہنے سے بلا ایذا پائی مر جائیں۔ ایسی باتیں جشن سدہ مؤلفہ موبد ہشیار میں بہت ہیں۔ لیکن علماء و فضلاء و درویشان صاحب ترک تو ایسا نہیں کرتے۔ مگر بادشاہوں پر بدکاروں کی سزا ہی واجب و ضروری ہے۔۔ موبد ہشیار اپنی کتاب سرودستان میں تحریر کرتا ہے کہ نشت کیومرث اور سیامک کے عہد میں لوگ کسی جانور کو نہ مارتے تھے کیونکہ سب اُن کے فرمانبردار تھے۔۔ فرجودہا یعنی کیومرث سے جمشید تک بزرگان ایران کے معجزات میں ایک یہ تھا کہ ایک گروہ محافظوں کا مقرر کیا ہوا تھا کہ ایک دوسرے پر ظلم نہ کریں جیسے کہ شیر کسی جانور کو نہیں مارتا تھا۔ اگر مارتا سزا دیتے اسی واسطے کوئی جانور تلف ہونے نہ پاتا تھا۔ اور تُند بار یعنی درندوں میں سے عداوت ذاتی یہاں تک رُک گئی تھی کہ سب زند بار گنے جاتے تھے۔ لیکن اُن جانوروں کے چمڑے جو اپنی موت سے مرتے تھے کیومرث اور اُس کے تابعدار ابتداء میں پہنتے تھے۔ آخر کو درختوں کے پتّوں پر کفایت کی۔۔ اس مذہب کے معتقد اس کو بادشاہوں کا معجزہ

سمجھتے ہیں اور بعض باریک بین اس کو طلسم جانتے ہیں اور بعض اشارت فہم رمز گنتے ہیں - یعنی جانوروں کا فرمانبردار ہونا بادشاہ کی عدالت کی طرف اشارت ہے یعنی فساد دور کرنا اور عدل پھیلانا مراد ہے ۔۔ الغرض گلشاہی عہد میں جب ہوشنگ کی نوبت پہنچی حکم دیا کہ بطخ اور مرغی وغیرہ کے انڈے اگر بہت ہو جاویں تو کسی قدر کھا لیا کریں لیکن نہ اس قدر کھاویں کہ اُن کا تخم دور ہو جائے ۔۔ جب طہمورث تخت نشین ہوا اُس نے کہا کہ حیوانات مردہ کا گوشت کھانا تندبار کے لئے روا ہے - یعنی اگر شیر مردہ ہرن کا اور چڑیا کیڑے مردہ کا گوشت کھائے جائز ہے ۔۔ ایسے ہی جب جمشید بادشاہ ہوا حکم دیا کہ اگر مردہ جانور کا گوشت کمینہ آدمی کھائیں - گناہ نہیں - اور وہ جو خود مردہ حیوانات کو نہیں کھاتے - وجہ اس کی یہ ہے کہ اُن کا گوشت مرض انگیز ہے - کیونکہ وہ جانور بیماری سے مرا - ورنہ کھانے میں گناہ نہیں ۔۔ جب جمشید مرا - ضحاک کے عہد میں سب جانور زندہ تندبار مار کر کھانے لگے اور یہ بد رسم مروج ہوئی ۔۔ جب فریدون نے ضحاک کو مار ڈالا - دیکھا کہ باز و شیر و گرگ وغیرہ تندبار جانور اپنا عہد توڑ کر شکار کرتے ہیں - تو فرمایا کہ تندباروں کو مارو - پس ایرج نے تجویز کیا کہ مرغ خانگی و چڑیا جو کرم کھاتے ہیں - ان کے قتل میں گناہ نہیں - عوام لوگ ان کو بلا خوف کھا لیا کریں - لیکن ایسا نہ ہو کہ بزرگ یزدانی گوشت کھائیں اور کسی تندبار کو اپنے لئے مار ڈالیں تندبار جانوروں کو تندباروں کے لئے قتل کریں تو مضائقہ نہیں - باز و شیر و حیوانات درندہ جانور بزرگوں کے گھروں میں صرف تندبار کی سزا کے واسطے ہوتے ہیں - نہ اس لئے کہ اُن کا گوشت آدمی کھائیں کیونکہ گوشت کا کھانا انسان کی صفت نہیں - اگر اپنے کھانے کے ارادہ پر ماریں سبعیت یعنی درندگی طبیعت میں ٹھہر جاتی ہے - کیونکہ یہ غذا بھی درندگی کا موجب ہے اور قتل تندبار سے برائی کا دور کرنا غرض ہے - اور یزدانیوں کے واسطے کھانے تھے - جن کو اب گوشت بناتے ہیں - چنانچہ برہ ان کے نزدیک ایک خورش کا نام ہے - کہ زنگو یعنی سمارُوغ[لہ] سے پکاتے ہیں - اور گور ایک غذا ہے کہ نہر سے

لہ ایک بوٹی ہے جو نمناک زمین میں اُگتی ہے ۱۲

بناتے ہیں۔ اس کی بہت مثالیں ہیں ؞ اگر شکار میں تندبار کو مارتے تھے اُس کو کھانے میں نہ لاتے تھے۔ اگر گھر کے تندبار کے واسطے تندبار کو مارتے۔ مثلاً چڑیا کو باز کے لئے تو اُس کا قتل اپنے ہاتھ سے روا نہ سمجھتے تھے بلکہ اس کام کو ڈرخیم جو مہتر سے بھی خسیس قوم ہے کرتا تھا ؞ لیکن اُس فرقہ کے لوگ جو گلشاہ کے پیشتر تھا کہ جس پر یزدانیوں کا مدار ہے ہرگز تندبار کو گھر میں نہ رکھتے تھے۔ کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ظالم کی پرورش کرنا روا نہیں ؞ گلشاہیوں کے خاندان میں باز وغیرہ کو تندبار کی سزا دہی کے لئے رکھتے تھے۔ مثلاً باشہ کو کنجشک پر چھوڑتے۔ جب باشہ بوڑھا ہو جاتا۔ بہ سزائے بدکاری اُس کو مار دیتے تھے ؞ طبقات اوسط کے لوگ بلا لحاظ تندبار کو مارتے تھے۔ لیکن دستور نہیں تھا۔ علماء اور صلحاء میں ؞ سپاسیہ نہایت مُرتاض اور پرہیزگار تھے اور ریاضت اختیاری یعنی سلوک کو بہت سراہتے تھے نہ ریاضت اضطراری یعنی بلا اور مصیبت کو۔ کیونکہ یہ اُن کے نزدیک بُرے کاموں کی سزا ہے۔ سلوک کی شرائط اُن کے نزدیک بہت ہیں۔ جیسا کہ خدا کا ڈھونڈھنا۔ داناؤں کی صحبت۔ تجرید یعنی اکیلا رہنا۔ تفرید یعنی خدا کو ایک جاننا۔ سب سے آشنائی اور مہربانی کرنا۔ توکّل یعنی صرف خدا ہی پر بھروسہ رکھنا۔ صبر۔ بُردباری خورسندی۔ برداشت وغیرہ ؞ چنانچہ سرودستان مؤلفہ موبد ہشیار میں اور موبد خداجو کی کتاب میں جس کا نام جام کیخسرو ہے اور متن منظومہ شت آذرکیوان کی شرح میں مرقوم ہے کہ سالک کو چاہئے کہ اپنے آپ کو حکیم دانا کے سپرد کرے تاکہ کم و بیش اخلاط کو برابر کرے یعنی آذر نو سب عقائد مذہب اور دین چھوڑ دے۔ اِلّا صلح کُل حاصل کرے تاکہ سب اخلاق درست ہو جاویں اور تنگ اور اندھیری جگہ میں بیٹھے۔ خورش کو بھی آہستہ آہستہ کم کرے کہ جس کا طریق کتاب شارستان میں حکیم الٰہی فرزانہ بہرام فرہاد کے بیٹے نے ایسا لکھا ہے کہ مقررہ غذا سے تین درم کم کرتا ہوا دس درم تک پہنچ جائے۔ پھر اکیلا بیٹھ کر اپنے آپ کو سوچے۔ اس گروہ میں بہت لوگوں نے اپنی غذا ایک درم تک پہنچائی ہے۔ لیکن ان کی ریاضت کا مدار پانچ چیز پر ہے۔

بھوک - خاموشی - بیداری - تنہائی - خدا کی یاد - ان میں اذکار بہت ہیں مگر بہت عمدہ ذکر یک ژوپ ہے - آذری لغت میں یک چار کو کہتے ہیں اور ژوپ ضرب کو - اور اس ذکر کو چار سنگ اور چار کوپ بھی کہتے ہیں ٭ دوسرا ذکر سیا ژوپ یعنی تین ضرب کا - اس کو سے کوپ بھی کہتے ہیں - اور بیٹھنے کے طور یعنی آسن بہت ہیں - لیکن ان میں سے عمدہ و برگزیدہ چوراسی اور اُن میں سے چودہ چودہ میں سے پانچ اور پانچ میں سے دو ہیں - کئی آسن موبد سروش نے فردشت افشار میں لکھے ہیں - اُن میں سے ایک منتخب ہے - وہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے اور دہنے پاؤں کو بائیں ران پر رکھے اور دونو ہاتھ پیٹھ کے پیچھے بیجا کر داہنے ہاتھ سے نر انگشت یعنی انگوٹھا بائیں پاؤں کا اور بائیں سے داہنے پاؤں کا پکڑے اور آنکھ کو ناک کے سر پر رکھے - یہ لوگ اس آسن کو فرونشیں بولتے اور ہند کے جوگی پدم آسن ٭ پس اگر ذکر یک ژوپ کرے - ہاتھوں سے پاؤں کی اُنگلی پکڑے - بلکہ اگر چاہے تو پاؤں کو رانوں سے اُٹھا کر بجلسہ متعارف بیٹھے اور آنکھیں باندھے اور ہاتھوں کو رانوں پر چھوڑ بغلیں کھول کر پیٹھ کو سیدھی کرے اور سر آگے ڈال کر کلمہ نیست کو ناف کے سرے بہ قوت تمام کھینچ کر سر سیدھا کرے - اور ہستی یعنی ہے کہتے ہوئے سر کے ساتھ داہنی پستان کی طرف اشارت کرے - مگر کہتے ہوئے سر اُٹھائے اور یزدان کہتے ہوئے بائیں پستان کی طرف کہ جو دل کی جگہ ہے سر جھکائے اور کلمات میں جدائی نہ لائے - اگر ہو سکے تو چند ذکر ایک ہی دم سے کہے اور آہستہ آہستہ بڑھاوے - ذکر کے کلمات یہ ہیں - نیست ہستی مگر یزدان یعنی کوئی موجود نہیں مگر خدا ہے - یا نہیں کوئی ایزد مگر یزدان - یا نہیں لائق سوائے لائق کے - یا یہ کہ پرستش کے قابل وہی ہے - یا یہ کہ بیچون - بیچگون - بے رنگ - بے نمون ہے اور یہ ذکر بطور ظاہر بھی جائز ہے - لیکن نیکبخت اور پرہیزگار لوگ پوشیدہ ذکر کو پسند کرتے ہیں - کیونکہ فغان اور شور سے حواس پراگندہ ہوجاتے ہیں - خلوت میں بیٹھنے سے بھی یہی مُراد ہے کہ حواس کی جمعیت رہے - نیز ذکر میں تین چیز کو حاضر سمجھے - اوّل یزدان - دوم دل - سوم اُستاد کی روح ٭ اور ذکر

کے معنی دل میں سوچے یعنی کوئی موجود نہیں مگر خدا۔ اگر حبس دم کرے جس کو علم مردم اور سمراد کہتے ہیں یعنی علم دم و وہم۔ چاہیے کہ آنکھیں کھول کر ناک پر چھوڑے۔ جیسے کہ پہلے آسن میں کہا گیا۔ اور یہ طریق سرود ستان میں مذکور ہے۔ کہ جو اس کو مفصّل بیان کرتی ہے ؞ زردشت افشار میں مذکور ہے کہ ناک کے وقت دم کو دبا کر ایزد کا نام سولہ بار گنے اور گنتے وقت دم کو اوپر چڑھاوے۔ پھر دوسرے دم کو بند کرے اور چوسٹھ بار ایزد کا نام کہے۔ بعدہٗ بتّیس بار کہہ کر داہنی طرف سے دم چھوڑ دے اور گنتی کے وقت دم اوپر کو کھینچے اور چھ مقام سے گذار کر ساتویں مقام میں پہنچائے پھر کثرت توہم سے یہاں تک ترقی ہوگی۔ کہ نفس اور دم فوارہ کے پانی کی طرح سر کی طرف اچھلتا معلوم ہوگا اور ہفتخوان یعنی سات درجے یہ ہیں :۔ اوّل نشستگاہ ؞ دوم ناف کے اوپر ؞ سوم ناف ؞ چہارم دل صنوبری ؞ پنجم گلے کی نالے ؞ ششم دو ابرو کے درمیان ؞ ہفتم تارک سر دم کو سر میں پہنچانا بزرگوں کا کام ہے۔ اور وہ شخص کہ نفس و دم کو یہاں تک پہنچائے خلیفۂ خدا ہوتا ہے ؞ آئین دیگر۔ بیہودہ کام کو چھوڑ کر خلوت میں بیٹھے اور دل کو عالم بالا کی طرف لگائے اور بدون حرکت زبان کے یزدان کا ذکر کرے۔ زبان عربی پارسی ہندی میں چاہے کوئی ہی ہو۔ کسی کو خصوصیت نہیں ؞ آئین دیگر۔ مرشد کا تصوّر ہے یعنی ایسا یقین کرے کہ وہ حاضر ہے اور ہر وقت یہی تصوّر پختہ کرے تا کہ کسی وقت وہ صورت نظر سے غائب نہ ہو۔ پھر دل میں لائے یا شیشہ رکھ کر اپنی شکل کو دیکھے تا کہ کثرت استعمال کے سبب کبھی دل سے نہ بھولے۔ پس دل کی طرف توجہ کرے یا دل کی طرف خیال رکھے اور تصوّر کرے کہ دل دم بدم اوپر کو اچھلتا ہے ؞ سب قسم کے حبس دم نفی خواطر کے واسطے مفید ہیں اور سوائے حبس دم کے بھی یہ بات مکرر ہے ؞ دوسری روش جس کو یہ لوگ انادارا اور ہندی اناہد اور عربی میں صوت مطلق کہتے ہیں ؞ بعض محمدی کہتے ہیں کہ تواریخ میں جو مذکور ہے کہ محمدؐ پر جب وحی اترا۔ جرس کی آواز پر آیا تھا۔ یہ صوت مطلق سے مراد ہے ؞ خواجہ حافظ شیرازی فرماتا ہے۔ ؎

کس ندانست کہ منزلگہ معشوق کجا ست ؞ اینقدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

اُس کے سُننے کا طریق یہ ہے۔کہ ہوش کے کان مغز پر چھوڑ کر اندھیری رات میں گھر یا جنگل میں یہ آواز سُنے۔اسی کا نام ذکر ہے ٭ ایک عزیز کہتا ہے۔ ؎

من آں شیخ ملتاز را مے شناسم ٭ من آں مایۂ ناز را مے شناسم
بگوشِ من آمد شب آواز پائے ٭ تو بودی من آواز را مے شناسم

پس آنکھ کھول کر میان دو ابرو کے دیکھیے تو ایک پیکر ظاہر ہوگی ٭ محمدی مذہب کے بعض سالکوں نے کہا ہے۔کہ قاب قوسین بھی اسی ظہور کی طرف اشارت ہے ٭ جو لوگ کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ کچھ دیر تک آنکھیں موندکر اُس صورت کا تصور کریں۔جو دو ابرو میں دیکھی گئی تھی۔پس دل میں دیکھیں تاکہ بے تصور وہ تصویر ظہور کرے۔یعنی آنکھ و کان باندھ کر اپنے آپ کو دل کے سپرد کریں اور باہر سے اندر جائیں۔اس ترکیب سے جو چاہو سو دیکھو گے۔ ؎

غمہائے دوست بر درِ دل حلقہ می زنند ٭ غمانے بگو کہ خانۂ دل رفت و رو کند

آخر کو جو شئے بیچون و بیچگون و بے رنگ و بے نمون ہے۔کہ جس کو پارسی میں ایزد۔عربی میں اللہ۔ہندی میں پار برہم نرنجن نام سے پکارا جاتا ہے وہ سوائے ذریعہ عبارت عربی و پارسی و ہندی وغیرہ کے نظر آجائیگا

حضرت مولوی جامی فرماتے ہیں۔ ؎

تو جزوی و حق کل است گر روزے چند ٭ اندیشہ کل پیشہ کنی کل باشی ٭

کہتے ہیں کہ مُراد وصول بہ مبداء سے جس کو صوفی ساتھ فنا و بقا کے تعبیر کرتے ہیں۔فرقہ اشراقیہ ایران کے نزدیک یہ نہیں۔کہ ممکن واجب کو ملتا ہے یا امکان نیست ہو جاتا ہے۔بلکہ یہ ہے۔کہ واجب کا آفتاب طلوع ہوتا ہے اور ممکنات کے ستارے اُس کے نور میں آجاتے ہیں۔اگر اُس مرتبہ میں سکونت کا اتفاق پڑے۔تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ خورشید کے ظہور میں چھپ گئے ہیں۔لیکن سب اُن انوار کا شمار جو سالکوں پر ظاہر ہوتے ہیں۔اس کتاب میں نہیں سما سکتا۔اُن میں سے اکثر شت آذر کیوان نے جام کیخسرو میں لکھا ہے کہ بینش کی چار حالتیں ہیں۔اوّل تو نیاز کی جو کچھ دیکھے مانند خواب کی سمجھے۔خواب یہ ہے کہ طعام کے لطیف بخار معدہ سے اُٹھ کر اور دماغ میں پہنچ کر ظاہری حواس کو بند کر دیتے ہیں۔جو

کچھ اس وقت میں دیکھا جاتا ہے - اس کو فارسی میں خواب - عربی میں رویا - ہندی میں سپنا کہتے ہیں - اور اس سے بڑھ کر سوشپھ ہے جس کو عربی میں غیب - ہندی میں سکھوپت اور سماوھ بولتے ہیں - اور وہ ایسی ہوتی ہے کہ اونچے جہان کا فیض جب وارد ہوتا ہے - اس کی لذت حواس ظاہری کو بند کر دیتی ہے ٭ جو کچھ اس حالت میں دیکھا جاتا ہے وہ مکاشفہ ہے ٭ اگر ہوش برقرار ہو - جس کو عربی میں صحو - ہندی میں جاگرت کہتے ہیں ٭ اس وقت میں جو کچھ دیکھا جاتا ہے اس کو بین آب یعنی معائنہ کہتے ہیں - وہ ایسی ہے کہ فیض وارد ہوکر بدون باندھنے حواس کے صاحب وقت کو معنوی کیفیت کی طرف کھینچتی ہے - اس سے بڑھ کر بدن سے چھوٹنا ہے - جس کو کہ پارسی میں نیوہ جمپہ اور عربی میں خلع بدن - ہندی میں پرلور پرورش و پرجیتر گیان بولتے ہیں بعض ارواح کو تو یہ بدن پیراہن کی مانند ہو جاتا ہے - کہ جب چاہتے ہیں ایسے اتار کے عالم نور میں پہنچ جاتے ہیں اور پھر عنصری بدن سے متعلق ہو جاتے ہیں ٭ صحو اور خلع میں اتنا فرق ہے - کہ صحو میں صاحب وقت توجہ میں بباعث ورود فیض کے بدن ہمراہی حواس کے عالم معنی میں جاتا ہے - اور خلع یہ ہے - کہ اپنے اختیار سے جب چاہے بدن کو چھوڑ دے اور حسب خواہش پھر اس میں آ جائے ٭ مولوی معنوی فرماتے ہیں ؎

تن تن ز بند یاراں کو تن تنے جدا شد ٭ از صد ہزار تن ہا یک تن تن خدا شد ٭

اس فرقہ کے نزدیک جہان سات ہیں :- اول ہستی مطلق اور وجود بحت جس کو ازرنگ یعنی لاہوت کہتے ہیں ٭ دوم جہان عقول - جو کہ بیرنگ یعنی جبروت کہلاتا ہے ٭ سوم جہان نفوس - کہ اس کو الرنگ یعنی ملکوت بولتے ہیں ٭ چہارم اجسام علوی - جس کو نیرنگ جانتے ہیں ٭ پنجم اخشیجان یعنی عناصر - کہ رنگ کہلاتا ہے ٭ ششم پیوستگان چار گوہر جس کو رنگا رنگ کہتے ہیں اور صوفیوں کے نزدیک اجسام علوی و سفلی یعنی فلکی و ارضی کا مجموعہ ملک کہلاتا ہے ٭ ہفتم سارنگ وہ عالم انسانی یعنی ناسوت ہے ٭ بعض پارسی کتابوں میں اس ہفت گیتی کو ہفت کشور اسپنی - یعنی حقیقی لکھتے ہیں ٭ اگر تمام عقائد اس فرقہ کے لکھے جاویں تو کئی کتابوں میں نہیں سماتے - لاجرم اتنے پر اکتفا کیا ٭ اب اس فرقہ

کے پچھلے والا منش لکھے جاتے ہیں **

دوسری نظر سپاسی بزرگوں کے بیان میں ؎

آبادیوں اور آذر ہوشنگیوں کے آخری گروہ کا سرغنہ آذر کیوان تھا * اس کی نسب اس طور پہ ہے :- آذر کیوان بیٹا آذر کلشب کا - آذر کلشب فرزدشت کا - زردشت آذر برزین کا - آذر برزین آذر خورین کا - آذر خورین آذر آئین کا - آذر آئین آذر بہرام کا - آذر بہرام آذر نوش کا - آذر نوش آذر مہتر کا - آذر مہتر کنندر آذر ساسان کا جس کو پنجم ساسان کہتے ہیں - وہ مہتر آذر ساسان کا جو کہ چہارم ساسان کہلاتا ہے - پھر وہ کہین آذر ساسان کا جس کو سوم آذر ساسان کہتے ہیں - پھر وہ مہین آذر ساسان کا - کہ دوم آذر ساسان مشہور ہے - پھر وہ سترگ آذر ساسان کا جس کو پہلا آذر ساسان بولتے ہیں - پھر وہ خرد داراب کا - پھر وہ بزرگ داراب کا - وہ بہمن کا پھر وہ اسفندیار کا - وہ گشتاسپ کا - اور وہ پھر لہراسپ کا - وہ اروند کا - پھر وہ کے نشین کا - اور وہ کیقباد کا - پھر وہ زاب کا - وہ نوذر کا - اور وہ منوچہر کا - پھر وہ ایرج کا از نژاد فریدون - اور وہ آبتین کا از نژاد جمشید اور وہ تہمورث کا - اور وہ ہوشنگ کا - پھر وہ سیامک کا - اور وہ کیومرث کا - پھر وہ یاسان آجام کا از نژاد یاسان اور وہ شائی مہبول کا - از نژاد شائی [illegible] آباد کا از نژاد جی افرام اور وہ آباد آذر [illegible] تھا - اور آذر [illegible] کی والدہ شیرین نام تھی - [illegible] کی بیٹی جو شہر داوگر نوشیروان کی نژاد میں سے تھا - اور آذر کیوان موجب ازلی تائید او یزدانی [illegible] سے ۵ برس کی عمر سے گوشہ نشینی اور شب بیداری کرنے لگا - ع

جوہر اصلی ندارد احتیاج تربیت * صورت آئینہ را نقاش کے پرواز کرد

ریاضت کے ایام میں اُس کی غذا ایک درم تک پہنچی - حکیم سنائی ؎

گر خوری بیش پیل باشی تو * کم خوری جبرئیل باشی تو
آنکہ بسیار خوار باشد او * وانکہ بسیار خوار باشد او

وہ اٹھائیس سال تک خم نشین رہا - اور اخیر عمر میں ایران سے ہند

میں آیا۔ کچھ عرصہ تک بلدۂ پٹنہ میں رہا۔ ایکہزار سنتائیس ہجری میں اُسی شہر کے اندر روانہ عالم علوی ہوا۔ عزیزے گفتہ ؎

ہرکرا منزلیست سد وصل وانہ پوست را ٭ زندگی مرگ ہست درویشان معنی دوست را ٭

یہ پچاسی برس زندہ رہا۔ لیکن دم اخیر تک ریاضت نہ چھوڑی ٭ حافظ شیرازی فرماتے ہیں۔ ؎

دلا ز نور ریاضت گر آگہی یابی ٭ چو شمع خندہ زنان ترک سر توانی کرد

ولی تو طالب معشوق و جام مے خواہی ٭ طمع مدار کہ کار دگر توانی کرد ٭

فرزانہ بہرام نے کتاب شارستان میں لکھا ہے کہ آذر کیوان کو ابتداے سلوک میں ارادہ حاصل کرنے دانش فرزانوں کے عقائد کا ہوا ٭ بڑے بڑے حکماے یونان اور ہند اور پارس اُس پر خواب میں ظاہر ہوئے اور حکمت کے اقسام اُس کو سکھلائے ٭ ایک دن جو وہ مدرسہ میں گیا۔ جو کچھ کہ لوگوں نے پوچھا عمدہ جواب دیا اور مشکلات حل کیں۔ اس واسطے ذوالعلوم نام پایا ٭ علی ثانی امیر سید علی ہمدانی کا قول ہے۔ ؎

ز منزلات ہوس گر بروں نہی گامے ٭ نزول در حرم کبریا توانی کرد

وگر بآب ریاضت برآوری غسلے ٭ ہمہ کدورت دل را صفا توانی کرد

ولیک ایں روش رہروان چالاک است ٭ تو نازنین جہانی کجا توانی کرد

سید حسن شیرازی کہ دانا اور عارف تھا کہتا تھا کہ ایک دن وہ صوفی آذر کیوان کو ملے اور خطاب ذوالعلوم کے سے انکاری ہوئے کہ اُس کو کامل نہ گنا۔ اُن کا مرشد کہ عالم اور عاقل اور باوجود سیادت ظاہری نسبت معنوی ساتھ رسول کے درست رکھتا تھا۔ سید صحیح النسب تھا۔ ایک رات بیخود ہوا۔ اُس نے عالم بیہوشی میں پیغمبر کو دیکھا اور اُنھوں نے اُس کو کہا کہ اے فرزند! اپنے مریدوں کو کہہ کہ خدا قادر کی تائید سے آذر کیوان کامل ولی ہے اور ساتوں قلبی لطیفوں سے باخبر اور مراتب مکاشفہ اور مراقبہ و علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین وغیرہ مدارج کا عارف و ماہر ہے۔ وہ اُس کو بُرا نہ کہیں اور بزرگ جانیں اور اُس کی خدمت کو غنیمت سمجھیں۔ اور تو بھی اُس کے پاس جاکر دلجوئی کی رسمیں بجا لا ٭ مرشد نے سبب موجب فرمان پیغمبر بار بار یہ تاکید کے کھلے زبان سے کہے کہ آذر کیوان ضرور کامل اور صاحب کشف ہے

مَیں نے اُن مذکورات کو اپنے قلم سے لکھ لیا۔ جب وہ صاحب حال اُس بیخودی سے نکلا۔ مجھ سے پوچھا کہ اس شہر میں آذر کیوان کون ہے کہ رسُولؐ خدا نے اُس کی بہت تعریف کی اور اُس کے پاس جانے کے لئے مجھے فرمایا میں نے کہا کہ وہ ان دنوں اصطخر کی طرف سے آیا ہے۔ مُرشد نے کہا میرے ساتھ وہاں چل۔ لیکن ہم آذر کیوان کا گھر نہیں جانتے تھے۔ نہتہ میں آذر کیوان کا مُرید فریدُون نام ملا اور بولا کہ میرا مُرشد آذر کیوان تم کو بُلاتا ہے اور مجھ کو اسی واسطے بھیجا ہے کہ تمہیں ساتھ لے چلوں؛ جب ہم وہاں پہنچے۔ مُرشد نے اپنے دل میں ٹھانا ہوا تھا کہ پہلے میں سلام کہوں گا۔ لیکن یہ نہ ہو سکا؛ آذر کیوان نے بہت جلد فارسی میں سلام کہا اور عربی کلام کرنے لگا۔ ہم حیران رہے؛ مُرشد نے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا ظاہر پایا؛ آذر کیوان نے فرمایا۔ کہ یہ راز افشا نہ کرنا چاہئے؛ جب ہم واپس آئے مُرشد نے اپنے اُن ناقص مُریدوں کو بُلا کر آذر کیوان کی بُزرگی سے آگاہ اور طعن سے منع کیا؛ سعدیؒ

در بیشہ گماں مبر کہ خالی ست ؛ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد؛

یہاں تک اُس کا کلام ہے ؛ آذر کیوان اہل دُنیا سے کم ملتا اور ظاہر پرستوں سے بھاگتا تھا۔ سوائے شاگردوں اور حق طلبوں کے اور لوگوں کو اپنے پاس کم آنے دیتا اور اپنے آپ کو ظاہر نہ کرتا تھا ؛ شیخ بہاؤالدین محمد عاملی کا قول ہے۔

گر نباشد دور باش از پیش و پس ؛ دور باش نفرت خلق از تو بس ؛

فرزانہ بہرام شارستان میں لکھتا ہے کہ آذر کیوان فرماتا تھا۔ کہ میری جان کو عنصری تن سے وہ نسبت ہے۔ کہ جو بدن کو پیرہن سے۔ یعنی میں جب چاہتا ہوں اس جان کو چھوڑ دیتا ہوں اور جب چاہتا ہوں متعلق ہوتا ہوں ؛ کتاب ستن جام کیخسرو میں جہاں مصنّف نے اپنے مشاہدات اور معائنات بیان کئے ہیں لکھا ہے۔ مثنوی

چو ز ابدانہا بر گذشتم رواں رسیدم سوئے پاک و فرخ رواں

روانہا بدیدم بچشم رواں رواں بُد میان روانہا رواں

بہر چرخ و استارہ دیدم رواں جُدا گانہ با ہر یکے شاں رواں

چنیں ہر سہ فرزند دیدم رواں کہ بودند بہ یکدگر شاں رواں

بدانستم از بودنی ہا ہمہ — شدم با سروش بزرگ رمہ
درو چون بسے برتری یافتم — فروغے ز یزدان ہمے تافتم
چو بگذرد پرتو برفت این منے — سروشے بہ تابید آہرمنے
خدا بود وازمن نشانے نبود — فراموش و یاد روانے نبود
ہمہ را ز خود سایہ ے یافتم — بہوش سروشاں ہمے تافتم
ز ہوشاں ہمے تافتم بر روان — چنیں تا بیامد ہا نیز خوان
توانا و دانا و والا بدم — چنیں تا ازان پایہ با زیر آمدم
بدان راہ کہ رفتم شدم سوئے تن — بصد ایزدی فرہ زان انجمن
خداوند را پایہ زاں برتر است — کہ آمیزش بندہ را درخور است
بشیدش خرد چون زمین و خور است — ز آمیزش بندگاں برتر است
روان گر فروغے پذیرفت ازو — ز خود رفت و بیہش شم گفت زو
ز دریاے ہستیش گیتی نمے — ہم ہم نگو چیست بودش ہمے
نم نم نہ از شاں ہم نمے — نہ دانم چہ گوئیم کزاں ہم کمے
ز مہر او نوازش کند بندہ را — کہ بر داشتن شاید افگندہ را
گدا را توانگر کند مہر او — جہاں پرتوے از خور چہر او
مرا رائگاں گفت و کردار داد — فر ایزدی را بمن در نہاد
مرا او را جز او کس نیارد ستود — کہ او در نیاید بہ گفت و شنود

کیوان کی تحقیقات لطیفہ اور تدقیقات شریفہ بہت ہیں۔ ایک فقیہہ مسلمان نے اس سے پوچھا کہ اپنے مریدوں کو تم نے گوشت کھانے اور جانوروں کو مارنے اور دکھانے سے کیوں منع کر رکھا ہے؟ جواب دیا کہ خدا طلبوں کو اہل دل اور دل کو کعبہ حقیقی کہتے ہیں۔ پس جو کچھ زیارت کنندگان کعبۂ خاکی پر حرام ہے وہ زائران کعبۂ حقیقی پر بھی بطریق اولےٰ روا نہیں۔ یعنی کھانا گوشت کا اور مارنا جانور کا روا نہیں۔ ایک بزرگ کا قول ہے ہے

شنیدہ ام کہ بقصاب گوسپندے گفت ؏ ازاں زماں کہ سرش او بہ تیغ مے بُرید
سزائے ہر خس و خارے کہ خوردہ ام دیدم ؏ کسیکہ پہلوئے چربم خورد چہ خواہد دید

وہ فرماتا تھا کہ اگر تم اپنی آئین کو سب جگہ پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو۔ تو اپنے ہم مذہبوں کو بھی نہ کہو۔ کیونکہ وہ لوگ اپنی راستی کی سنجیدگی

کے لئے تم کو ظاہر کرینگے ۔۔ عزیزے گفتہ ؎

راز خود با یار خود ہر چند بتوانی مگو ۔۔ یار با یارے بود از یار یار اندیشہ کن

ایک نے اُس سے پوچھا۔ کہ خلاف آباد عنصری میں کس عقیدہ پر رہنا چاہیئے؟ اور کس گروہ کی بات سچ ہے؟ آذر کیوان نے جواب دیا اُس عقیدہ پر رہنا چاہیئے۔ کہ خدا نے اب تک جو کچھ چاہا کیا اور آئندہ جو چاہے کرے ۔۔ عرفیؔ شیرازی کہتا ہے۔ ؎

ذاتِ تو قادر است بایجاد ہر محال ۔۔ الّا بہ آفریدنِ چوں خود یگانۂ

ایک عارف سے کہا۔ کہ فانی شئے کی معرفت معرفت نہیں۔ لیکن اُس کی مشابہ ہے۔ جیسا کہ سراب اگرچہ پانی کے مشابہ ہے۔ لیکن پیاس کو دور نہیں کرسکتا ۔۔ شاہ سبحان فرماتا ہے ؎

مردان مے معرفت باقبال کشند ۔۔ نے چوں جہلا ز سوئے اشکال کشند
علمیکہ بدرس و فہم معلوم شود ۔۔ آبے ست کہ از چاہ بغربال کشند

لوگوں نے اُسے پوچھا کہ حضرت صدیقؓ اکبر و فاروقؓ اعظمؓ و ذوالنورینؓ تو دین محمدی میں قائم اور اُس کی ترقی کے ساعی تھے۔ شیعہ لوگ اُن کو کیوں بُرا کہتے ہیں اور دشمن جانتے ہیں؟ اُس نے جواب دیا۔ کہ بہت لوگ اُن میں محققوں کی تحقیقات کے برخلاف زمان اور مکان کے گرفتار ہیں۔ اور ایرانی لوگ شیعہ کو اس واسطے پسند کرتے ہیں کہ حضرات مذکورہ نے یعنی ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ نے ان لوگوں کے آتشکدوں اور دین کو برباد کیا تھا۔ ناچار دلی بغض یعنی دشمنی اور حسد ان کے دلوں میں ٹھیرا ہوا ہے۔ دو دانشمندوں کا شیخین اور ذوالنورین پر فضیلت مرتضےٰ علیؓ کی بابت مناظرہ ہوا یعنی ایک شاہ علیؓ کو ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ سے افضل کہتا اور دوسرا انکار کرتا تھا۔ آخر وہ دونو اُس تنازعہ کو کیوان کے پاس لے گئے۔ اُس نے کہا ؎

ہر چہار چار حد بنائے پیمبری ۔۔ ہر چہار چار عنصر ارواح انبیا۔

غرضکہ ان بزرگوں میں تمیز مشکل ہے۔ یعنی حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ حضرت محمدؐ صاحب کے خسر اور عثمانؓ و علیؓ داماد تھے۔ لیکن جبکہ سب اشیاء مظہر یعنی جائے ظہورِ حق کی ہیں تو کمی بیشی کس میں کہی جاوے؟ حضرت اسد اللہ یعنی علیؓ ایسا کامل مظہر تھا کہ بعض مسلمان بسبب جہالت اُس کو خدا جانتے تھے۔ باوجودیکہ وہ اس بات سے انکاری تھا

لیکن بعض بسبب ضلالت کے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی خلافت و امامت کے منکر ہوتے۔ باوجودیکہ وہ حضرات اس کا خود دعوے کرتے تھے۔ آذر کیوان نے اس مناظرہ یعنی بحث میں بھی کہ جو یہود اور نصاریٰ اور مسلمان اپنے اپنے پیغمبر کی فضیلت کی بابت کرتے تھے۔ جواب دیا کہ جو اوپر بیان ہو چکا ۔ ایک دن ایک نصرانی اور ایک مسلمان یہ بحث کر رہے تھے کہ نصرانی عیسٰےؑ کی موت کا قائل اور مسلمان اُس کی حیات کی طرف مائل تھا۔ اِلّا آذر کیوان نے اُن سے کہا کہ اگر کسی شخص کو کسی ایسی طرف جانا منظور ہے کہ جس کو وہ نہیں جانتا۔ رستہ میں ایک شخص کو مرا اور ایک کو زندہ بیٹھا دیکھا تو بتاؤ کہ اُس کو رستہ کس سے پوچھنا چاہئے؟ دونو نے کہا زندہ سے! پس آذر کیوان نے مسلمان کو کہا کہ تجھ کو عیسٰےؑ کا دین قبول کرنا چاہئے۔ کیونکہ تیرے نزدیک وہ زندہ ہے۔ تیرا پیغمبر بدن چھوڑ گیا۔ پس بیان کیا کہ زندگی سے مُراد نفس ناطقہ کی زندگی ہے۔ محمدؐ کو عیسٰےؑ کے ساتھ یکرنگی ہے۔ اپنے پیغمبر کو زندہ جاوید جان۔ کہ عنصری جسم ایک سو بیس سال سے زیادہ نہیں رہ سکتا ۔ عزیزے گفتہ

یا مرغ ہوا مرغ سرا گر بہ پرد ۔ بیش از سر دیوار نخواہد پرواں

ایک زاہد نے آذر کیوان کے پاس آکر مرتاض اسلامیوں کی صفت کی کہ وہ ہرگز اپنے نفس کا کہنا نہیں مانتے اور خلاف نفس کرتے ہیں اور پھر کہا کہ ریاضت سے کافر آخر مسلمان ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ایک کافر مرتاض صاحب کرامت تھا۔ ایک شیخ نے اُس سے پوچھا کہ یہ مرتبہ تجھ کو کیسے ملا؟ جواب دیا کہ نفس کے خلاف کرنے سے۔ شیخ نے کہا کہ اب تجھے اسلام قبول کرنا چاہئے۔ کیونکہ تیرا نفس کفر پذیر ہے۔ وہ کافر مسلمان ہو گیا ۔ کیوان نے کہا کہ شیخ کو کافر ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ اُس کا نفس اسلام کی طرف راغب تھا اور نفس کا خلاف کرنا موجب اُس کے عقیدہ کے ضروری تھا ۔ عرفی کہتا ہے

کفر و دیں را بہر از یاد کہ ایں فتنہ گرا ۔ در بدآموزی ما مصلحت اندیش ہمند

ایک شخص نے آذر کیوان کو کہا میرا ارادہ ہے کہ درویش بن کر دنیا کی قیود کو توڑ ڈالوں۔ کیوان نے کہا بہت اچھا ہے ۔ چند روز کے بعد

پھر اُس شخص نے آ کر بیان کیا کہ میں گودڑی اور ٹوپی اور کچکول بنانے کی فکر میں ہوں ۔ کیوان نے کہا کہ درویشی سامان چھوڑنے اور سب کچھ ترک کرنے کا نام ہے نہ جمع کرنے کا ۔ ایک سوداگر مُفلسی کے باعث فریب سے خرقہ پہن کر شیخ بنا اور ایک گروہ اُس کا مُرید ہوا۔ ایک دن اُس نے آذر کیوان سے کہا کہ سابق میں مجھے کئی دفعہ چوروں نے لوٹا - اب درویشی کے باعث میں نے چوروں سے رہائی پائی ۔ آذر کیوان نے کہا غم نہ کر - اب تو لوگوں کو لوٹے گا ۔ عرفی شیرازی کہتا ہے ؎

در نگیرد صحبت عرفی بہ شیخ صومعہ ۔ کو بزرگ دشمن و عرفی بکودن دشمن است

آذر کیوان کے اُن سب شاگردوں کا ذکر لکھا جاتا ہے جو نامہ نگار کو ملے :- فرزانہ خراد مہبول کے خاندان میں سے تھا جو کہ نوشیروان کا خوان سالار اور دستان حاجب کے جادو سے مارا گیا تھا - جیسا کہ شاہنامہ فردوسی میں مرقوم ہے ۔ یہ خراد شیراز کے بازار میں آذر کیوان کو ملا اور سالہا ریاضت کھینچی ۔ فرزانہ خوشی کہتا تھا اور کتاب بزمگاہ میں لکھا ہے کہ ایک دن خراد اور اردشیر بابکان جو کیوان کے شاگردوں میں سے تھا آپس میں جنگ کرنے لگے - جبکہ اردشیر نے تلوار اُٹھائی خراد پتھر بن گیا- تلوار اُس کے بدن پر پڑتے ہی ٹوٹ گئی ۔ سنہ ۱۰۲۹ ہجری میں وہ واصل مجردات ہوا یعنی مرگیا ۔ بقول عزیزے ؎

جان چیست چنیں لطفہ صاحب قدما ۔ تیغی رحم است و تن مشیمہ است او را
تلخی اجل درد زہ و مادر دہر ۔ ایں مردن چیست زادن ملک بقا

فرزانہ فرشید ورد پارس کے دہقانوں میں سے ہے اور فرزانہ شیدوش کی نسل سے ہے جو کہ ساسان پنجم کا شاگرد تھا - وہ بھی مکان مذکور میں آذر کیوان کو مل کر حق پرستی میں مصروف ہوا ۔ خوشی کہتا تھا کہ فرشید ورد اور بہمن کا باہم مقابلہ ہوا - بہمن تیر چلاتا اور فرشید ورد شمشیر سے کاٹ دیتا - جب فرشید ورد کا تیر چلتا - بہمن اپنے اوپر سے ایک طرف ہو جاتا - طرفہ یہ کہ جب بہمن بندوق سر کرتا تو فرشید ورد اُس کی گولی کو اپنی گولی سے روک دیتا اور دونو بچ جاتے اور بہمن فرشید ورد کی بندوق چلنے کے وقت اِدھر اُدھر ہو جاتا - سنہ ۱۰۲۹ ہجری

میں اپنی موت سے مرگیا۔ حافظ شیرازی۔ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ٭ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما ٭

فرزانہ خردمند سام نریمان کے خاندان سے ہے جو کہ آذر کیوان کو مل کر ریاضت کش ہؤا ٭ خوشی کہتا ہے کہ خردمند نے ایک دفعہ رستم کے ساتھ جو کہ بہرام گور کے خاندان سے اور بڑا شاگرد کیوان کا تھا مقابلہ کیا اور اژدھا کی شکل بن کر آگ برسانے لگا اور تنومند چناروں کو اپنے دم سے جلاتا تھا۔ یہ خردمند بہمن کی موت سے تین مہینے پیچھے جسم کو چھوڑ گیا۔ ایک بزرگ فرماتا ہے۔ ؎

مرد خردمند ہنر پیشہ را ٭ عمر دو بایست دریں روزگار
تا بہ یکے تجربہ آموختن ٭ واں بہ دگر تجربہ بردن بکار

مشہور ہے کہ ان نامداروں نے بہت کراماتیں دکھائیں جیسا کہ دن کو آسمان میں سورج کو چھپا کر رات میں ظاہر کرنا اور دن میں ستاروں کو دکھانا اور پانی پر چلنا اور بے موسم درختوں کو پھل لگانا اور سوکھے درخت کا سبز کرنا اور درختوں سے سجدہ لینا۔ آسمان اور زمین کے درمیان بجلیوں کا چمکانا اور کہیں عالم میں جانور بن جانا اور لوگوں کو نظر نہ آنا اور گوناگون شکلوں کا دکھانا ٭ ان کی کچھ تفصیل کتاب بزمگاہ مؤلفہ درویش خوشی میں مرقوم ہے ٭ پھر ان میں جسم سے جدا ہونے کی اس قدر طاقت تھی۔ کہ جب چاہتے تن سے جدا ہو جاتے ٭ چونکہ انہوں نے تمام علوم مشہورہ و غریبہ فرشتوں سے پڑھے ہوئے تھے انہیں موجب امور عجیبہ ظاہر کر دیتے تھے اور قوت ریاضت سے مادہ عناصر ان کا مطیع تھا ٭ نامہ نگار نے پٹنہ میں خراد و فرشید ورد و بہمن و خردمند ان چاروں کو دیکھا۔ انہوں نے نامہ نگار کے حق میں دعائے خیر کی اور دریافت مطلوب کی بشارت دی۔ سعدی۔ ؎

سزد صاحبدلے روزے بہمت ٭ کند در کار درویشاں دعائے ٭

جب آذر کیوان پٹنہ میں تشریف لائے۔ فرزانہ بہرام ابن فرہاد جو کہ گودرز کشواد کے خاندان میں سے تھا۔ پچھلے دنوں میں شیراز سے پٹنہ میں آکر مصروف ریاضت ہؤا۔ اور اس نے علم منطق طبعی ریاضی۔ الٰہی پارسی و پہلوی عربی زبان میں جیسا کہ چاہیے

پیدا ہوا تھا اور معقولات یعنی علوم عقلی اور منقولات یعنی علوم نقلی میں بھی دانا اور حکمت علمی اور عملی میں رسا اور فیلسوف کامل تھا ⁂ وہ مسلمانوں میں سے جمال الدین محمود کا شاگرد تھا۔جو کہ مُلّا جلال دوانی کا تلمیذ تھا ⁂ کتاب شارستان دانش اور گلستان بینش اسی فرزانہ کی تصنیف ہیں ⁂ شارستان میں لکھا ہے کہ حضرت کیوان کی مدد سے میں ملک و ملکوت و جبروت کو پہنچا اور تجلیات آثاری و افعالی و صفاتی و ذاتی کو پایا ⁂ موبد ہوشیار کہتا تھا کہ فرزانہ بہرام نے ظاہر کیا کہ ایک دن میں آذر کیوان کے سامنے کھڑا تھا اور میرے دل میں یہ تھا کہ میرے رازِ دل کو کہدیں۔ اُنہوں نے اسی وقت جو کچھ میرے دل میں تھا کہدیا اور فرمایا کہ مجھے تو دل کا بھید معلوم کر لینے کی طاقت ملی اور تجھے زبان کی طاقت ملی۔ پس کیا فائدہ کہ تیری زبان کو بیکار چھوڑ کر تیرے دل کی باتیں کہدوں ⁂ یہ فرزانہ بہرام سوداگروں کی مانند مُکلّف لباس رکھتا تھا۔ ازیں موجب لوگوں کو یقین تھا کہ کیمیا گر ہے ⁂ سنہ ۱۰۳۴ ہجری میں وہ بلدۂ لاہور میں روانہ عدم کو ہوا ⁂ حکیم سنائی کہتا ہے ؎

در مقامیکہ عقل و عرفان است ⁂ مرتبۂ جسم زادنِ جان است

موبد ہوشیار نژاد رستم زال کی اولاد میں سے تھا۔ کتاب سرودستان اس کی تصنیف سے ہے۔ وہ بندر سورت میں متولد ہوا تھا۔ نہایت دلیر اور تجربہ کار اور صاحب فراست تھا اور فیصلہ کرنے جھگڑوں میں صائب رائے و تدبیر کا تھا۔ اور اگر فتح کرنے اور قتل علی بیگ ذُغیرہ اس کی کارگذاریوں کا بیان کیا جاوے تو ایک شاہنامہ بن جاتا ہے۔ یہ شخص آذر کیوان اور اس کے بڑے شاگردوں کی بندگی میں پہنچ کر خرد شناس ہوا۔ وہ ابتدائے شام سے طلوع آفتاب تک بطور مُردہ شب سوتا تھا۔ مُردہ خسپ اور مُردہ خواب اور ساد نوس سپاسیوں میں اس طریق پر سونے کا نام ہے۔ کہ دو زانو بیٹھے اور پاؤں کے دونو شتالنگ انگوٹھوں تک زمین سے لگے اور زانو کے سر بھی زمین سے ملے رہیں اور نشستگاہ بھی زمین سے متصل ہو۔ پس پیٹھ پر سوئے اور پاؤں کو سر کے برابر چھوڑے اور دو ابرو کے درمیان

نظر رکھے اور حبس دم میں مشغول ہووے ۔۔ درویش سبحانی جو
کامل ولی اور صوفیہ ہے ۔کہتا تھا کہ پیغمبروں کا خواب بھی اسی صورت
پر تھا اور یہ جو کہتے ہیں کہ انبیا رو بآسمان و ستان سوتے تھے اس سے یہی
مراد تھی ۔ سعدی ۔ ؎

عنان باز پیچان نفس از حرام ۔۔ بمردی ز رستم گذشتند و سام

لیکن خورش میں اُس کو پرہیز نہ تھا جو کچھ آگے آتا کھا لیتا تھا ۔۔
جانوروں کو آزار دینے اور افراط و تفریط سے گریزاں تھا ۔ حافظ شیراز ؎
مباش در پئے آزار ہرچہ خواہی کن ۔۔ کہ در شریعتِ ما غیر ازیں گناہے نیست
سنہ ۱۰۵۰ ہجری میں وہ بمقام اکبرآباد جاں بحق ہوا ۔ موبد ۔ ؎

در حقیقت جسم بہر روح باشد گور تنگ
گور گر در گور باشد سور بینی سور نیست
گور گر در گور باشد زندہ از زنداں رہد
حیف سلطانِ بدن را موبد و دستور نیست

موبد ہوشیار عالم صوری و معنوی اور دانش ظاہری اور باطنی کا جامع
اور جشن سدہ کا مترجم ہے ۔ اُس کا جامع العلوم ہونا اُسی کتاب سے
ظاہر ہوتا ہے ۔ جاماسپ حکیم کے خاندان سے تھا ۔ سنہ ۱۰۳۶ ہجری میں نامہ نگار
نے اُسے کشمیر میں دیکھا کہ وہ ہاتھوں کی اُنگلی کے بل کھڑا ہوتا ۔ اور
اُس کا بدن زمین پر نہ پہنچتا تھا ۔ آدھی رات سے صبح تک اسی طرح
کھڑا رہتا ۔ حافظ شیراز ۔ ؎

دلا نہ نور ریاضت گر آگہی یابی ۔۔ چو شمع خندہ زناں ترکِ سر توانی کرد

موبد سروش بکامگار کے فرزند کیوان کی اولاد ہے اور کامگار کو شہرت
دانش کے سبب نامدار بھی کہتے تھے ۔ موبد سروش کی نسبت باپ
کی طرف سے شت زردشت پیغمبر کو اور والدہ کی جانب سے جاماسپ
حکیم کو پہنچتی ہے ۔ وہ عقلی اور نقلی علوم کا ماہر اور عربی فارسی اور
ہندی زبان سے باخبر تھا ۔ اُس نے اکثر آباد زمینوں کا سیر کیا ۔ شب بیدار
اور پرہیزگار تھا ۔ وہ آذر کیوان کی خدمت میں پہنچ کر دانش سے
منور ہوا ۔ اُس نے عربی علم فرزانہ بہرام بن فرہاد سے پڑھا اور ساٹھ
برس کی عمر میں پارسائی اختیار کی تھی ۔ عورت کی صحبت کا اُس نے

کبھی نام نہیں لیا اور نہ گوشت حیوان جلالی اور جمالی سے آلودہ کیا۔ اہل دنیا سے نفرت گزین اور تھوڑی غذا پر صابر تھا ؎

اگر لذتِ ترک لذت بدانی ✦ دگر لذتِ نفس لذت بخوانی

کتاب نوشدارو اور سکنگبین اور زردشت افشار وغیرہ اس کی تصنیف سے ہیں ۔ محمد محسن نام فاضل کہتا تھا۔ کہ میں نے اگرچہ تین سو ساٹھ دلیل اثبات واجب کی اس سے سنیں لیکن لکھ نہ سکا۔ کئی قسم کی کرامتیں اس کی لوگ بیان کرتے ہیں۔ جیسا کہ پیدا کرنا معدوم کا۔ معدوم کرنا موجود کا۔ ظاہری چیز کا چھپانا اور پوشیدہ کو ظاہر کر دکھانا دعا کا قبول ہونا۔ تھوڑے زمانہ میں لمبی راہ کا طے کرنا۔ پوشیدہ چیزوں سے خبر دینا۔ ایک گھر کی بہت کوٹھریوں میں ایک ہی وضع علیحدہ علیحدہ دکھائی دینا۔ زندہ کو مار دینا۔ مُردہ کو زندہ کرنا۔ جانوروں اور پتھروں سے گفتگو کرنا۔ بدون اسباب ظاہری کھانے پینے کی چیزیں ظاہر کرنا۔ پانی پر اور آگ میں چلنا وغیرہ ۔ ۱۰۴۶ھ ہجری میں وہ نامہ نگار کو کشمیر میں ملا۔ فرہ قاری کہتا تھا کہ ایک وقت میں موضع آچن کے لوگوں سے رنجیدہ تھا جو کہ عیدگاہ کشمیر کے نزدیک ایک گانو ہے۔ میں نے یزدان ستا کو جو کہ موبد سروش کا شاگرد تھا۔ کہا کہ میں آچن کے زمینداروں سے آزردہ ہوں اور ان کی برائیوں کا ذکر کیا۔ اس نے جواب دیا کہ کیا تو چاہتا ہے۔ کہ ان کی زراعتوں کو خدا غرق کرے؟ جب میں نے کہا کہ بیشک چاہتا ہوں تو ایسا مینہ برسا کہ بڑے محکم گھر گر پڑے اور ان کی زراعتیں جو کہ پانی کے قریب تھیں پہلے ہی تباہ اور برباد ہوگئیں ۔ مولوی معنوی۔ ؎

تا دلِ صاحبدلے نامد بہ درد ✦ ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد

ابھی مینہ برستا تھا۔ کہ موبد سروش نے آگاہ ہوکر اس کو سرزنش کی اور مارا۔ اس وقت مینہ بند ہُوا ۔ فرہ قاری کہتا تھا کہ موبد سروش نے کئی دفعہ میرے دل کی بات بتائی ۔ نقل کرتا تھا کہ شہر زرغان میں وقت آنے دہ خان بالیق کے لوگوں نے ہماری بدی شروع کی اور ان کا ارادہ تھا۔ کہ آسیب پہنچاویں۔ میں نے موبد سروش کو ان کے ارادہ سے خبر دی تو وہ ایک گوشہ میں چلا گیا اور رات کو ہوا میں سے

ایسے آدمی ظاہر ہوئے جن کے سر آسمان اور پانوں زمین سے ملے ہوئے تھے۔ مردمان شہر گھبرائے اور فوراً انہوں نے ہمیں تکلیف پہنچانے سے ہاتھ اٹھایا اور کئی سال کے قیدی چھوڑ دئے ٭ موبد ہوشیار کہتا تھا۔ ایک دفعہ جو مجھ کو چند درم کی احتیاج پڑی تو میں یزدان ستا کے پاس گیا۔ اس نے ایک ٹوٹی ہوئی سفالی کو ہاتھ میں لے کر بیس ٹکڑے کیا اور کچھ ان پر پڑھ کر پھونکا۔ تو وہ سب اشرفیاں بن گئیں اور مجھ کو دیں۔ جن کو میں نے ایک عرصہ تک صرف کیا۔ اور وہ یہ بھی کہتا تھا۔ کہ یزدان ستا گھر کو ایسا بناتا کہ جب کوئی اس کے اندر جاتا سورج دیکھتا۔ اور جب وہ اپنے یاروں کے ساتھ بیٹھتا تو ایسا دکھائی دیتا۔ کہ دریا کے کنارہ پر ایک نہنگ یعنی سنسار ان کے کھینچنے کا قصد کر رہا ہے مندیل آگ میں ڈال دیتا آگ نہ لگتی۔ جب کچھ پڑھتا اور لب ہلاتا تو نظر سے چھپ جاتا۔ کبھی ہوا پر چڑھ جاتا اور کہتا تھا۔ کہ میں اصل میں بیٹھا ہوں۔ لیکن ایسا نظر آتا ہوں یعنی وہ بیٹھا ہوتا اور لوگوں کو ہوا پر نظر آتا ٭ شیدوش ولد انوش کہتا تھا کہ میں ایک روز اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اس نے ایک شمع کو ایک طشت پر آب میں رکھ دیا۔ فوراً ایسے طاؤس ظاہر ہوئے۔ کہ جو پانی میں منہ ڈالتے اور غوطہ مارتے اور جلوہ کرتے تھے۔ ہم دیکھ کر حیران ہوتے تھے ٭ اور شیدوش کہتا تھا کہ میں نے دیکھا۔ وہ آگ کو جلا کے اور اس میں بیٹھ کر کھیلا کرتا تھا ٭ اس کا اتنا تماشا تو نامہ نگار نے بھی دیکھا تھا۔ کہ وہ آگ کھا لیتا تھا ٭ موبد ہوشیار کہتا تھا۔ کہ میں نے دیکھا۔ کہ وہ مکان کو سانپ اور بچھوؤں سے بھر دیتا اور سوئے ہوئے آدمی کے سینہ پر کچھ چیز رکھ کر جو کچھ بولتا وہ سویا ہوا اس کا جواب دیتا تھا ٭ موبد ہوشیار یہ بھی کہتا تھا کہ میں نے حکیم کامران شیرازی کو دیکھا کہ اس نے ایک عراقی دوست کی شادی کدخدائی کے جلسۂ رقص میں ایک فتیلہ جلایا۔ جس کی تاثیر سے کنچنیاں رقاصہ برہنہ ہو کر ناچنے لگیں ٭ کامران کہتا تھا کہ میں نے یہ عمل یزدان ستا سے سیکھا ہے۔ مگر چونکہ مجھے آجتک کسی رقص کے جلسہ میں جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ کہ عورت کو ننگے ستر کرنا امتحان میں آ جاتا۔ لیکن اب جو جلسہ

باج نظر آیا اپنے عمل کا امتحان کر لیا ؛ اس قسم کی بہت باتیں ثقات سے دیکھی ہوئی لوگ بیان کرتے ہیں ؛ خداجو ہراتی کئی برس تر آنسوں اور مشائخ کی خدمت میں رہا کہتا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت اولیا جمع ہوکر مجھے کہتے ہیں۔ کہ نیلے لقب مرشد کی تلاش کر۔ جب میں نے کئی سال تلاش کرکے بھی ویسا مرشد کوئی نہ پایا تو انجام کو خواب میں دیکھا کہ اسطخر میں آذر کیوان نیلے لقب ہے۔ پھر میں فرزانہ خوشی کے ساتھ اُس کو جا ملا۔ یہ شخص خداجو علوم فارسی اور عربی میں اچھا تھا اور حیوانات جلالی و جمالی سے پرہیز رکھتا اور چار پہر تک دم حبس کرتا اور رات کو ہرگز نہ سوتا اور پچاس درم غذا سے زیادہ نہ کھاتا اور لغو اور بیہودہ نہ بولتا۔ جو کچھ کہتا اُس کے مطالب عالیہ ہوتے۔ لیکن وہ بھی بدون درخواست یاروں کے بیان نہ کرتا ؛ کتاب منظومہ مصنفہ آذر کیوان پر جس میں اُس کے مشاہدات مذکور اور بنام جام کیخسرو مشہور ہے۔ جو شرح لکھی۔ وہ اُسی کی لکھی ہوئی ہے۔ سنہ ۱۰۴۸ ہجری میں بملک کشمیر نامہ نگار کو ملا۔ اور اُسی سال میں فوت ہوگیا ؛ حافظ شیراز۔ ؎

خرم آں روز کزیں منزل ویراں بروم ؛ راحت جاں طلبم وازپے جاناں بروم
بہوائے لب او ذرہ صفت رقص کناں ؛ تا بسرچشمۂ خورشید درخشاں بروم

موبد خوشی مؤلف کتاب بزمگاہ کا ہے جس میں آذر کیوان کے نامدار شاگردوں کے مقامات کا ذکر ہے اور اُس کے کامل شاگرد بارہ ہیں:۔
(۱) اردشیر (۲) خراد (۳) شیرویہ خراد (۴) شیرویہ خردمند (۵) فرہاد (۶) سہراب (۷) آزادہ (۸) بیژن (۹) اسفندیار (۱۰) فرشید ورد (۱۱) بہمن (۱۲) رستم ؛ ان بارہ میں سے ہر ایک کی غذا دس درم تھی۔ وہ ایسی ریاضتیں کرتے جو کیوان کو پسند تھیں ؛ آذر کیوان کے شاگردوں میں سے اور کوئی شاگرد ان بارہ کے درجہ کو نہیں پہنچا ؛ ان بارہ میں سے کچھ حال خراد اور فرشید ورد کا میں اس کتاب میں ذکر کرچکا ہوں ؛ خوشی بزمگاہ میں کہتا ہے کہ مجھے جوانی کے ایام میں بھی خواہش تھی۔ کہ کوئی مرشد حاصل کروں۔ پیر مشائخِ ایران و توران و روم و ہند از قسم مسلمان و ہندو و گبر و نصارا و یہود کے پاس گیا۔ سب یہی کہتے تھے۔ کہ اپنے مذہب کو چھوڑ کر ہمارے

طریق میں داخل ہو۔چونکہ میرا دل انتقال مذہب کی جانب مائل نہ تھا لہذا مقصد نہ برآیا ع آب نادیدہ کفش کندن چیست ؟ وہ لوگ اگرچہ ظاہر میں اپنے آپ کو بلے تعصب ظاہر کرتے تھے۔لیکن میں نے اُن کا باطن تعصب سے خالی نہ پایا۔پس ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔کہ ایک بڑے دریا سے چند نہریں نکل کر بعد گردش کثیر پھر اُسی میں ملجاتی ہیں اور میں اُس بڑے دریا کو چھوڑ کر رفع تشنگی کے واسطے نہروں کی طرف متوجہ ہوا۔لیکن جبکہ اُن کے کنارے کیچڑ اور کھوپریوں سے بھرے ہوئے میری نظر میں پڑے۔تو میری رسائی پانی تک نہ ہوئی۔آخر میرے والد ہوش نے مجھے سمجھایا کہ خدا سے درخواست کر کہ تجھے پانی تک پہنچا دے۔اس اثناء میں ایک آواز آئی۔جس کا مضمون یہ تھا۔کہ اے مرد! دریا کو چھوڑ کر نہروں کی طرف کیوں جاتا ہے؟ جب میں دریا کی طرف مُنہ لایا تجستہ سروش یعنی فرشتہ نے مجھے کہا۔کہ یہ تشنگی دریا آذر کیوان ہے۔اور چھوٹی نہریں مشائخ۔میں نے معلوم کیا۔کہ وہ کیچڑ اور کھوپریاں تعصب اور حسد ہے۔پس میں خدا جو کے ساتھ آذر کیوان کی خدمت میں گیا اور مراد پائی۔حافظ شیراز۔ے

از آستان پیر مغاں سر کجا کشیم ۔ دولت دریں سرا و کشائش دریں در است

فرزانہ بہرام فرشاد کا بیٹا تھا جس کو کوچک بہرام بھی کہتے ہیں۔اُس نے کتاب ارژنگ مانی لکھی۔یہ شخص اگرچہ آذر کیوان کی خدمت میں پہنچا۔لیکن اُس نے فقر کا کمال فرزانہ بہرام ابن فرہاد کی پرستاری سے حاصل کیا۔سنہ ۱۰۴۸ ہجری میں بشہر لاہور نامہ نگار کو ملا اور اسی سال میں مرگیا۔یہ شخص خلقت سے گریزاں اور بحق آویزاں تھا اور علوم عقلی اور نقلی کا عالم اور زبان عربی۔فارسی ہندی اور فرنگی کا ماہر تھا۔اُس نے تصانیف شیخ اشراق شہاب الدین مقتول کو جو حکمت اشراقیہ میں مرقوم ہیں۔زبان پارسی تازی آمیز میں ترجمہ کیا۔اُس کی اوقات کتابت میں گذرتی تھی۔اخراجات ضروریہ اُسی محنت سے بہم پہنچانا اور شب بیداری اُس کا پیشہ تھا۔سنہ ۱۰۴۸ ہجری میں اُس کو نامہ نگار نے سوبد ہوشیار کے ہمراہ لاہور میں دیکھا ہیں تمام رات

اُس کے پاس بیٹھا رہا۔میرے بعد پھر صبح سے شام تک موبد ہوشیار اُس کے پاس رہا۔ ہم نے دیکھا کہ فرزانہ مذکور اُس روز آٹھ پہر تک برابر بے حس و حرکت دو زانو بیٹھا رہا۔ کہتے ہیں کہ وہ دو تین روز تک اسی طرح بے خورد و نوش بیٹھ سکتا تھا۔ اور اُس کی غذا تھوڑا سا گائے کا دودھ تھا۔ کہ جسکو وہ بعد دو تین دن کے استعمال میں لاتا ٭ جامی ہے

جامی از آلائش تن پاک شو ٭ در قدم پاک رواں خاک شو
شاید ازاں خاک بہ گردے رسی ٭ گرد شگافی و بہ مردے رسی

موبد پرستار پٹنہ میں خورشید اصفہانی کے گھر متولد ہوا۔ کہ جو مرد مُرتاض تھا۔ وہ خدا کی قدرت سے ایّام خورد سالی میں ہی خداجو ہوکر آذر کیوان کی خدمت میں پہنچا۔ لیکن کمالیت اُس نے اُنکے شاگردوں کی صحبت سے پائی۔ اور زیادہ تر صحبت اُس کی موبد سروش کے ساتھ رہی۔ موبدی کا بہترہ اُس کی تصنیف ہے۔ سنہ ۱۰۴۰ ہجری میں کشمیر کے اندر نامہ نگار کا ہم انجمن ہوا۔ وہ ابتدائے رات سے صبح تک سرالیت کرتا تھا۔ سرالیت کو آسمانی زبان یعنی دساتیر میں فرشود کہتے ہیں۔ وہ پاؤں کو اونچے اور سر کو نیچے کرکے کھڑے ہونے کا نام ہے۔ جس کو ہندی میں کپال آسن بولتے ہیں۔ آخر یہ شخص مرگ ناگہانی سے راہی مُلک بقا ہوا ٭ موبد ہے

گر بہرہ مسلک روانی ٭ بر جامہ مبند دل روانی
بشکن شوت صنم بدن را ٭ ہر چند شتق روانی

موبد پشیکار ابن خورشید بھی پٹنہ میں پیدا ہوا۔ یہ پرستار کا چھوٹا بھائی ہندی راگوں اور اشعار گوئی میں بے نظیر تھا۔ وہ بھی پرستار کی طرح آذر کیوان اور اُس کے شاگردوں سے فیضیاب اور موبد سروش کی خدمت سے خدا شناس اور خود دان بنا تھا۔ یہ شخص نہایت آزاد طبع اور کسی مذہب کی قید میں نہ تھا۔ لیکن کسی مذہب کو بُرا بھی نہ کہتا تھا۔ اُس نے اپنے بڑے بھائی کے ساتھ مُلک کشمیر میں آکر مُلک فنا کا ارادہ کیا۔ وہ حبس دم میں کامل تھا ٭ موبد ہوشیار کہتا ہے کہ ایک دفعہ وہ

دم روک کر پانی میں گیا - دو پہر کے بعد سر نکالا - ع ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش ٭ شیدوش ابن انوش زردشت پیغمبر کے خاندان میں سے ہے - اس کا باپ انوش جو فروش مشہور ہے آذر کیوان کے عقیدتمندوں میں سے تھا ٭ ایک دفعہ انوش اور زر بادی - کہ جو نژاد زر دشت سے تھا - دونو مل کر آذر کیوان کے پاس گئے اور اپنی ناداری سے بہت روئے - آذر کیوان نے ان کی گریہ وزاری دیکھ کر کہا - کہ جلد مشرق کو جاؤ اور وہاں سے مغرب کو چلے آؤ - تمہاری ترقی ہوگی - آذر کیوان تو قریب ہی عالم جاوید کو گیا - اور وہ روانہ مشرق ہوئے - اس دورہ میں آذر کیوان کی روح کی مدد سے وہ دونو صاحب سامان ہوگئے - حافظ ؎

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند ٭ آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

بعد اس کے زر بادی نے اپنے قدیمی غلام فرہ قاری کو پٹنہ میں بھیجا کہ اس کی دختر کو شیدوش کے گھر میں لے جائے - جب فرہ قاری نے اس کی دختر کو شیدوش کے گھر پہنچایا - بعد چندے فرہ قاری اور شیدوش پٹنہ سے سوداگری کے واسطے روانہ ہوئے اور کشمیر سے کاشغر جانے کا ارادہ رکھتے تھے - الّا کچھ عرصہ کشمیر میں ٹھیرے - چونکہ شیدوش آذر کیوان کی دعا سے متولد ہوا تھا اور اس کے مرنے کے بعد مدت تک اس کے شاگردوں کا ہمنشین رہا تھا - اس لئے پٹنہ سے چلنے کے وقت اس کے دل میں شوق خود دانی اور اشتیاق سیر عالم نہانی کا پیدا ہوا - ؎

ہمنشین تو از تو بہ باید ٭ تا ترا عقل و دیں بیفزاید

لاجرم مصروف ریاضت ہوا - پہلے اس کی طرف کان رکھا - جس کو پارسی میں آزاد آوا اور اویرا - عربی میں صوت مطلق - ہندی میں اناہد کہتے ہیں - جب اچھی ورزش ہوگئی - آنکھ کھول کر نظر کو دو ابرو کے درمیان رکھنے لگا - جس کو ہندی میں تراٹک بولتے ہیں - حتے کہ ہمایون صورت کیوان کی جلوہ گر ہوئی - اس صورت کو اس قدر استقلال دیا - کہ وہ صورت ہرگز اس کی نظر سے غائب نہ ہوتی تھی - آخر مستغرق بحر وحدت ہوا اور منازل شش گانہ کو طے کرکے

منزل ہفتم میں قدم رکھا اور بیخود ہوکر خدا کو پایا اور اپنے آپ کو نابود کرکے اس کی ہستی میں پائدار ہوا۔ سعدی ؎

جوانا رہِ طاعت امروز گیر ॥ کہ فردا شاید جوانی ز پیر

ایک دن اس نے صبح کے وقت نامہ نگار کو کہا۔ کہ کل میں اندھیری رات میں روح کی روشنی کے ذریعہ سے ظاہری بدن چھوڑ کر غیبی انوار میں آیا۔ اور پردہ حقیقی نے ساتوں پردے اٹھا دئے ناسوت سے گذر کر ملک کو چھوڑ کر ملکوت کو طے کیا اور وجود مطلق نورالانوار کو بہ تجلیات آثاری و افعالی و صفاتی و ذاتی دریافت کیا اور موہوم ہستی نابود اور وجود حقیقی مشہود ہوا۔ حافظ ؎

نقاب و پردہ ندارد جمال دلبر ما ॥ توخود حجاب خودی حافظ از میان برخیز

شیدوش کو خوراک لذیذ سے نفرت و پوشاک تکلف سے رغبت تھی اپنی مجلس کو معطر اور نوکر چاکروں حتےٰ کہ بار برداروں کو بھی آراستہ رکھتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ میری اس جاہ وحشمت کی جو آذر کیوان کی مدد کا فروغ ہے تحقیر اور توہین ناروا ہے۔ ورنہ مجھ کو اس سے کچھ سروکار نہیں۔ اس کی کم خوری اور عورات سے نفرت ظاہر ہے ॥ شیدوش خوبصورت جوان تھا۔ اور اس کی آئین تھی۔ کہ بیگانہ مشیروں سے ہرگز نہ ملتا تھا۔ متعصبوں سے نفرت اور عام لوگوں سے کم آشنائی کرتا۔ جب کسی سے آشنا ہوتا پہلے دن کم متوجہ ہوتا۔ دوسرے دن زیادہ متواضع ہوتا اور بتدریج محبت بڑھاتا جاتا تھا۔ اگرچہ یہ پہلے کم توجہی اسکی اس کی محبت کے درجہ سے کم معلوم ہوتی۔ لیکن عام لوگوں کی محبت سے کئی درجہ بڑھ کر تھی اور وہ ہمیشہ یہی فرماتا تھا کہ حق آشنا کی نظر میں سب چیزیں خدا سے جدا نہیں اور اشیاء موجودہ اس کی ذات کا پرتو ہے۔ اور سوائے ذات حق کے ظاہر اور باطن میں کچھ موجود نہیں۔ رفیع ؎

گر دیوی و گر فرشتہ سرشتہ یکے است
دہقان و بہار و مزرع و کشتہ یکے است
با وحدت از کثرت خلق چہ باک؟
صد جا اگر گرہ زنی رشتہ یکے است۔

شیدوش کشمیر میں ایسا رنجور ہؤا۔کہ اس کی بیماری حد سے گذر گئی
عرفی شیرازی ع طبیب کیست؟ مسیحا اگر شود بیمار ۔ لوگ تو اثر
بیماری سے غمناک تھے۔لیکن شیدوش خوشدل تھا۔جس قدر بیماری
سخت ہوتی جاتی۔اس کی بشاشت بڑھتی تھی اور یہ دو بیت حافظ
کے پڑھا کرتا۔ ؎

خرم آں روز کزیں منزل ویراں بروم
راحتِ جاں طلبم وز پئے جاناں بروم
بہ ہوائے لب او ذرہ صفت رقص کناں
تا بسر چشمۂ خورشید درخشاں بروم

جس دن وہ انتقال کا مستعد تھا۔اس کے دوستدار اور پرستار
بہت غمناک تھے۔لیکن شیدوش نہایت خوشی سے کہتا تھا کہ میں
اس مرض سے بیمار نہیں ہوں۔تم کیوں غم کرتے ہو؟ لیکن مجھے
بلاتے ہیں کہ اس اندھیرے خیالستان سے چل کر لامکان اور عقلی
آشیان میں جاؤں اور موجود حقیقی سے مل جاؤں۔مولوی معنوی ؎

مرگ اگر مرد ست گو نزد من آ ۔ تا در آغوشش بگیرم تنگ تنگ
من ازو عمرے ستانم جاوداں ۔ او زمن دلقے ستاند رنگ رنگ

پس ہاتھ اٹھائے اور آسمان کی طرف جو کہ قبلہ دعا کا ہے منہ کیا
اور یہ ابیات صحیفہ الاولیا شیخ محمد نور بخش کے پڑھے ؎

اگر نادیم و اگر مہدیم ۔ بجنب قدم طفلک مہدیم
یکے قطرہ ایم از محیط وجود ۔ اگر چند داریم کشف و شہود
من از قطرگی گشتہ ام بس نفور ۔ خدایا رسانم بہ دریائے نور

جب یہ ابیات تمام پڑھ چکا۔آنکھیں بند کرلیں۔فیضی ؎

آں قطرہ شد بہ چشمہ و آں چشمہ شد بجو
واں جوے با محیط ازل یافت اقتراں

یہ واقعہ ۱۰۴۰ھ ہجری میں صورت پذیر ہؤا۔اور اس کے دوست
بدیں مضمون نوحہ گر ہوئے۔ ؎

رنگ تو ہنوز با چمن ہا ست ۔ بوئے تو ہنوز با سمن ہا ست
دیدار تو تا قیامت افتاد ۔ نیک است ولے درو سخن ہا ست

نامہ نگار نے شیدوش کا مرثیہ ایسا کہا۔ مرثیہ

شیدوش تا ز دیدۂ من بر کرانہ شد ٭ گر چشم خانہ بود بسیر رود خانہ شد
آرامگاہِ طائرِ قدسی سپہر بود ٭ زیں پست آشیاں بہ فراز آشیانہ شد
آزادہ بود زاد جز آزادگی نداشت ٭ تن را بہ تن گذاشت روانش روانہ شد
جانش بذات حضرت جاں آفریں رسید ٭ بیروں ز قید چرخ زمان و زمانہ شد

آبادی علماء و صلحا جو کہ دبستان اورسہ میں دیکھے گئے اگر لکھے جاویں تو نامہ انجام پذیر نہیں ہوسکتا۔ اسی واسطے اب وہ جماعت لکھی جاتی ہے جو کہ آبادیوں کے مذہب میں نہ تھی اور کیوان کے شاگردوں کی ہدایت سے کامیاب ہوئی۔ اگرچہ یہ بھی بہت ہیں۔ لیکن اُن میں سے بڑی بڑی ظاہر کی جاتی ہیں ٭

محمد علی شیرازی جو کہ شاہ فتح اللہ کا ہمدرس تھا۔ اپنے مولد میں آذر کیوان کو ملا۔ لیکن فرزانہ بہرام ابن فرہاد کی صحبت سے کمال کو پہنچا اور ہفت گیتی یعنی ہفت منازل وحدانیت کا سیر کیا۔ ایک رات اُس کے گھر میں چور آیا۔ محمد علی اُس کو دیکھ کر مصلے پر سو گیا۔ تاکہ چور اُس کو سویا ہوا جان کر اپنا کام کر لے۔ چونکہ اسباب ایک مضبوط مکان میں محفوظ تھا۔ چور نے ہر چند ڈھونڈھا نہ پایا۔ محمد علی نے سر اُٹھا کر کہا۔ کہ میں اسی واسطے سو رہا تھا۔ کہ تو اپنی مُراد حاصل کر لے۔ اب تو مایوس ہوا۔ پس اُٹھ کر وہ مکان جس جگہ اسباب رکھا ہوا تھا دکھایا۔ چور نے اُس کی مروّت دیکھ کر وہ بُرا پیشہ چھوڑ دیا اور نیکوکار ہوگیا ٭ محمد سعید اصفہانی حسینی سید تھا۔ وہ فرزانہ بہرام ابن فرہاد سے مقصود کو پہنچا۔ اُس نے نامہ نگار کو کہا۔ کہ جب میں پہلی دفعہ بحالت تعلق فرزانہ کے پاس گیا۔ اُس نے اُٹھ کر مجھے تعظیم دی اور مسند پر بٹھایا۔ پھر اُسی وقت ایک برہنہ شخص آیا۔ بہرام جگہ سے نہ اُٹھا اور جوتیوں میں اُسے جگہ دی۔ مجھے گمان ہوا۔ کہ تونگر زادہ کی عزت بہ نسبت درویش کے شاید زیادہ ہو۔ کہ جس کے سبب فرزانہ نے مجھ کو تعظیم دی۔ اور اُس کی تحقیر کی۔ فرزانہ نے دیوار کی طرف دیکھ کر لکھی ہوئی تصویر سے کہا کہ۔ اے پیکر نے روح ظاہری بالانشینی کچھ کمالیت

نہیں رکھتی۔ درویشوں کا وہ رتبہ ہے کہ جسم کو در پئے جان و جان کو با جاناں رکھتے ہیں۔ اس مجلس میں میرے دل میں میرے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں ❊ یہ بات سنتے ہی میں راہ راست پر آیا ❊ امیر محمد سعید نے سنہ ۱۰۴۵ہجری میں مقام لاہور جسم چھوڑا ❊ عاشور بیگ قراانلو فرزانہ بہرام ابن فرشاد کی معنوی نوازش سے بہرہ یاب ہوا اور اس نے باوجود بے علمی کے بعد و جوہر اصلی معرفت حقیقی کو حاصل کیا اور یگانہ ہیں ہو گیا ❊ سنہ ۱۰۴۸ہجری میں نامہ نگار نے کشمیر میں اس کی ملاقات کی اور پوچھا۔ کہ آپ کی ملاقات فرزانہ بہرام کے ساتھ کس تقریب سے ہوئی تھی؟ جواب دیا۔ کہ میں امتحان کے واسطے فرزانہ کے پاس گیا تھا۔ اس نے فرمایا کہ خلا و ملا اور خلوت و جلوت میں جو دم نکلے۔ چاہیئے کہ سر حضور سے ہو اور غفلت کو اس میں دخل نہ ہو اور کہا۔ کہ جس قدر ہو سکے دم کو اندر لے جاکر روکو اور دل صنوبری کی طرف رجوع لاؤ۔ تاکہ یزدان کا نام دل سے کہا جاوے۔ اور یہ تمنا دل سے کرو۔ کہ خداوندا! میرا مقصود سوائے تیرے اور کچھ نہیں ❊ جب میں نے اس عمل کامل کی ورزش کی۔ اثر معلوم ہوا۔ اور میں اُس پر کچھ تو دل سے مستغرق ہوا بعد عرصہ کے مجھے توجہ کے آئین سمجھائے۔ کہ اپنے دل کو حضرت یزدان میں بے کسوت حروف اور آواز عربی و فارسی کے حاضر رکھو۔ اور اپنے دلی خیال کو قلب صنوبری سے علیحدہ مت کرو ❊ اس توجہ سے میرا کام ایسا ترقی یاب ہوا۔ کہ جہان جہانیان مانند سراب نظر آنے لگے۔ یہ شخص کاروبار چھوڑ کے دنیا داروں سے نفرت گزین تھا۔ اگر کوئی شخص کھانے کی چیز اس کے آگے لاتا جس قدر مطلوب ہوتا لے کر باقی بانٹ دیتا۔ اشرفی اور روپیہ اور پیسہ کو نہ چھوتا۔ اگر دو روز تک بھی کھانے کو نہ ملتا۔ تو بھی سوال کرنا مناسب نہ سمجھتا تھا ❊ محمود بیگ تیمن (تیمن ایک فرقہ ارنگ کا لاہور میں ہے) فرزانہ بہرام ابن فرشاد کو ملا۔ اور سلوک اختیار کیا۔ یگانہ بیں اور خدا شناس بن گیا۔ باوجودیکہ کچھ پڑھا ہوا نہ تھا۔ محض شوق دل سے خدا دان ہو گیا ❊ سنہ ۱۰۴۸ہجری میں بمقام کشمیر ایک دن

تکیہ سے نکلا۔کہ ایک کُتا مجروح نظر آیا۔جو بڑے درد سے روتا اور طاقت حرکت کی نہ رکھتا تھا۔محمود کے گھر میں جو سوائے جائے نماز اور تسبیح کے اَور کچھ نہ تھا۔آخر اُسی کو بیچ کر اُس کے علاج میں صرف کیا۔ اسی سال میں اُس نے نامہ نگار کو کہا۔کہ پہلے دن جبکہ مَیں ذکر قلبی کا متوجہ ہُوا۔ابھی ذکر کا عدد دس تک نہ پہنچا تھا۔کہ اثر ظاہر ہُوا کلمہ نفی کے وقت وجودِ بشری نابود ہو جاتا۔اور اثبات کے وقت کچھ نشان فیض یزدان کا نظر آتا تھا۔میرا ذکر یہ تھا۔کہ نہیں کوئی ایزد سوائے یزدان کے۔ اسی طرح اس طائفہ کے بہت لوگ اس کیش کی پیروی سے کامیاب ہوئے۔ موسےٰ اور ہارون دو یہودی تھے۔فرزانہ بہرام ابن فرشاد ان کو انہیں ناموں سے بُلایا کرتا تھا۔یہ لوگ ربانیوں میں بہ فضیلت مشہور تھے۔اور ربّانی یہودیوں کا ایک فرقہ ہے۔جب بہرام کی خدمت میں پہنچے۔فریفتہ ہوئے اور بہرامی مذہب میں آکر خود شناس ہو گئے۔ یہ دونو سوداگری کرتے تھے۔لیکن خرید و فروخت میں جھوٹ نہ بولتے۔ ان سے سُنا گیا۔کہ فرزانہ بہرام ابن فرشاد جس کسی کے ساتھ دینی بات چیت کرتا۔وہ اُس کا عاشق ہو جاتا اور جو کوئی اُس کو دیکھتا دوست بن جاتا۔جب کوئی مُنکر بھی اُس کے پاس جاتا۔متوقع جاتا تھا۔ہم نے کئی مرتبہ اس امر کا امتحان کیا۔چنانچہ مُلّا محمد سعید سمرقندی جو ہمارا آشنا تھا نہایت متعصب سے اُس کی آزار دہی کے لئے گیا۔اُن ایام میں فرزانہ شہر لاہور کے باہر گورستان میں رہتا تھا۔جب مُلّا سعید نے اُس کو دیکھا۔بے تابانہ دوڑ کر اُس کے پاؤں پر گر پڑا۔جب ہمکلام ہُوا اُس کی آئین اختیار کر لی۔جب مَیں نے مُلّا سعید سے اس انکار اور اقرار کی بابت پوچھا۔تو جواب دیا۔کہ جب مَیں نے اُس کو دیکھا مجبوراً قدموں پر گر پڑا اور جب ہمکلام ہُوا۔عاشق بن گیا اور یہ شخص فرزانہ کو دلربا کہتے تھے۔ نامہ نگار نے ہارون سے پوچھا کہ موسےٰ تیرا بھائی ہے۔جواب دیا۔کہ یوں ہی کہتے ہیں۔جب اُس نے پوچھا کہ تمہارا باپ کون ہے؟ جواب دیا۔کہ والدہ جانے۔ انتولن بشوع ولیج فرنگی نصارا مذہب کا بہت دولتمند تھا اور اُس کے دل میں

ایزد کی مدد سے فقیروں کی صحبت کا شوق چھایا ہوا تھا۔ اسی واسطے اکثر درویشوں سے تذکرہ عرفان الٰہی کرتا۔ آخر فرشاد کے بیٹے کی ہمنشینی کے سبب دُنیا سے ہاتھ اُٹھایا اور فقیر ہوکر لباس کو اپنے جسم پر حرام کیا۔ فرزانہ اُس کو مسیح کہا کرتا تھا۔ وہ مادر زاد برہنہ رہتا اور گرمی اور جاڑے میں کپڑا نہ پہنتا۔ حیوانات جلالی اور جمالی سے ہاتھ اُٹھایا۔ اور مطلب کی کوئی بات زبان پر نہ لاتا تھا۔ اگر کوئی کھانے پینے کی چیز اُس کے پاس لے جاتا۔ بشرطیکہ حیوانی نہ ہوتی۔ کسی قدر کھا لیتا۔ ایک دن کسی بد طینت نے اُس کو اس قدر زد و کوب کیا کہ اُس کا جسم مجروح ہوگیا۔ لیکن آزار دہندہ کی طرف نہ دیکھا۔ جب وہ رنجور سے جُدا ہوا۔ نامہ نگار اُس کے پاس گیا اور دیکھا کہ اُس کو اپنے مجروح ہونے کی بابت تو کچھ رنج نہ تھا۔ لیکن دل اس کا کچھ غمناک نظر آیا۔ جب لوگوں نے اُس کی رنجش کا حال مجھ کو بتایا تو میں نے اُس سے پوچھا۔ اُس نے جواب دیا کہ میں بدنی درد سے غمناک نہیں ہوں۔ بلکہ مجھے اس بات کا غم ہے کہ اُس شخص کے ہاتھ کو ایذا پہنچی ہوگی۔ کہ جس نے مجھے زد و کوب کیا۔

امام قلی وارستہ ؎

خار در جسم ار شکست چہ غم ٭ غمِ آں میخورم کہ خار شکست

رام بھٹ بنارس کا برہمن تھا۔ جب پور فرشاد کو ملا۔ اپنی مذہبی قیود چھوڑ کر بہرام کے مذہب پر چلنے لگا۔ موبد ہوشیار کہتا ہے۔ کہ بہت دفعہ رام بھٹ سے غیب کی خبریں سُنی گئیں۔ چنانچہ ایک دفعہ محمد یعقوب اس قدر بیمار ہوا۔ کہ طبیب اُس کا معالجہ چھوڑ گئے۔ اور اُس کے متعلقین بیقراری کے باعث ایک دانا عورت سے اُس کا علاج کرانے لگے۔ ایک روز جو میں اتفاقاً رام بھٹ کے پاس گیا۔ اُس کو زانو پر سر رکھے ہوئے پایا۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اگر رام بھٹ رستگار ہے۔ تو یعقوب کے مرنے یا جینے کی خبر دے۔ رام بھٹ سر اُٹھا کر ہنسا۔ اور مجھے دیکھ کر بولا۔ کہ غیب کا دانا تو یزدان ہے۔ لیکن محمد یعقوب مرنے کا نہیں ہے۔ بلکہ ایک ہفتہ تک تندرست ہوجاویگا۔ آخر جیسا اُس نے کہا تھا۔ ویسا

ہی ہوا ۔ اور اُس کے کہنے سے راجچند کھتری سہگل کہ ایک ساہوکار تھا۔اس مذہب میں آیا ۔ اور بہت لوگوں نے ان دونو کی ہدایت سے پور فرشاد کا مذہب قبول کیا ۔ وہ لوگ جو بہرام کے مذہب میں آئے ۔اگر لکھے جاویں تو طوالت کا خوف ہے ۔ نامہ نگار نے فرزانہ بن بہرام سے سُنا۔کہ وہ فرزانہ بہرام ابن فرہاد سے نقل کرتا تھا۔ کہ ایک دن شیخ بہاؤ الدّین محمّد عاملی کہ امامیہ کا مجتہد تھا۔کیوان کا صحبت یاب ہوا۔اور جب اُس کی کمالیت کو معلوم کیا نہایت خوش ہوکر یہ رباعی پڑھی۔ رباعی

در کعبہ و دیر عارف کامل سیر ۔ گردید و نشاں نیافت از ہستی غیر
چون در ہمہ جا جمال حق جلوہ گر است ۔ خواہی در کعبہ کوب خواہی در دیر

اُسی روز سے شیخ موصوف کیوان اور اُس کے شاگردوں کی جستجو میں رہتا تھا ۔ مرزا ابوالقاسم فندرسکی کیوان کے شاگردوں کی صحبت سے آفتاب پرست اور جانوروں کی آزار دہی کا تارک ہوگیا ۔ چنانچہ مشہور ہے کہ مرزا ابوالقاسم سے لوگوں نے پوچھا۔کہ باوجود استطاعت کے حج کو کیوں نہیں جاتے؟ جواب دیا کہ ۔ وہاں گوسپند اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا پڑتا ہے ۔

اب کچھ حال چالچلن اور سلوک درویشان آبادیہ کا جو ساتھ اہل دُنیا کے رکھتے ہیں لکھا جاتا ہے ۔یہ لوگ یعنی پارسی اس طریق کو آمیزہ فرہنگ اور میرجار بولتے ہیں ۔جب کوئی مخالف مذہب کا آدمی ان کی مجلس میں آتا ہے ۔اُس کو سخت بات نہیں کہتے اور اُس کے مذہب کی تعریف کرتے اور جو کچھ وہ کہتا ہے اُس پر شک نہیں لاتے اور بہت تعظیم سے پیش آتے ہیں ۔ کیونکہ ان کا اصل مذہب یہی ہے۔کہ آدمی ہر مذہب کے ذریعہ سے خدا کو پہنچ سکتا ہے۔اگر غیر مذہب کے لوگ اُن سے اُن کے شغل کی درخواست کریں۔کہ جس کے ذریعہ سے قُرب خدا حاصل ہو۔تو بتا دیتے ہیں۔انکار نہیں کرتے۔لیکن اُن کو اُن کے مذہب سے نہیں پھیرتے اور سوائے نفع کے رنج پہنچانا واجب نہیں جانتے۔اگر کسی کا دینی یا دُنیوی کام اُن سے پڑتا۔بشرطیکہ وہ کام نیک ہوتا اُس کے

پورا کرنے میں کوتاہی نہ کرتے۔ تعصب اور بغض اور حسد اور حقد سے اور ایک مذہب کو دوسرے پر ترجیح دینے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور ہر مذہب کے درویش اور پرہیزگار اور خدا پرست کو دوست جانتے اور دُنیا داروں کو بھی بُرا نہیں کہتے تھے اور کہتے ہیں کہ جو شخص دُنیا کو نہیں چاہتا۔ اُس کو دُنیا کی نکوہش اور تحقیر سے کیا کام؟ کیونکہ نکوہش حاسدوں کا کام ہے۔ پھر یہ لوگ نہ تو اپنا راز کسی خویش و بیگانہ پر ظاہر کرتے ہیں اور نہ اس راز سے۔ کہ جو کوئی غیر شخص اُن سے کہتا۔ دوسرے کو ماہر کرتے۔ مہراب پور فرشاد کا شاگرد تھا۔ نامہ نگار نے کشمیر میں ۱۰۴۸ھ ہجری میں محمود فال حصیری سے سُنا۔ کہ وہ کہتا تھا کہ۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ وہ راستہ پر کھڑا تھا کہ اتفاقاً ایک خراسانی سے کہا کہ بوڑھے کو چھوڑ دے تاکہ میں تمہارا بوجھ اُٹھا کر پہنچا دوں۔ خراسانی خفا ہوا۔ مہراب نے اُس کی طرف التفات نہ کرکے بوجھ کو اپنے سر پر اُٹھا اور اُس کے گھر میں پہنچایا اور کچھ ملال ظاہر نہ کیا۔ میں نے مہراب کو کہا کہ اُس ظالم نے تجھے بہت تکلیف دی۔ اُس نے جواب میں کہا۔ کہ کیا کرے؟ اُس نے اپنا بوجھ ضرور گھر میں پہنچانا تھا اور آپ اُٹھانے سے معذور تھا۔ کیونکہ اُس میں اُس کی ہتک تھی اور مزدوری نہیں دے سکتا تھا۔ کیونکہ زر مشکل سے پیدا ہوتا ہے میں اُس کا نہایت شکر گذار ہوں۔ کہ میری درخواست قبول کی اور اُس بوڑھے کا بھی شاگرد ہوں۔ جس نے میری التماس مان لی۔

حافظ شیراز۔

آسماں بار امانت نتوانست کشید ۔ قرعۂ کار بنامِ منِ دیوانہ زدند

ماہ آب مہراب کے چھوٹے بھائی کو نامہ نگار نے ۱۰۴۸ھ ہجری میں پور فرشاد کی پیشکاری میں دیکھا۔ اور مُلّا مہدی لاہوری سے سُنا۔ کہ ایک روز بہرام پور فرشاد نے اُس کو کسی کام کے لئے بازار میں بھیجا اور راستہ میں اُس کا گذر ایک سپاہی کے گھر پر ہوا۔ کہ جو حکیم علیم الدین چنیوٹی کا ملازم تھا۔ اُس وقت وہ اپنے غلام کو زد و کوب کرتا ہوا کہہ رہا تھا۔ کہ تو نے میرے غلام کو ورغلا کر

بیچ دیا۔ ماہ آب نے سپاہی کو کہا کہ اس غلام کو چھوڑ اور اپنے بھاگے ہوئے غلام کی جگہ مجھے قبول کر۔ بعد بہت ردّ و بدل کے سپاہی نے مجھے اپنا غلام بنا لیا۔ جب سپاہی نے ماہ آب کی فضیلت اور وارستگی پر آگاہی پائی۔ اس کو گھر جانے کی رخصت دی۔ لیکن ماہ آب نے اس سے علیحدہ ہونا قبول نہ کیا۔ پھر ایک ہفتہ کے بعد پدر فرشاد نے میرے روبرو جب اس بات کو دریافت کرنا چاہا۔ کہ ماہ آب کہاں ہے؟ تو ایک لمحہ سر کو زانوؤں پر رکھ کر اور دل کو متوجہ کرکے خیال کو دوڑایا تو معلوم کیا۔ کہ ماہ آب تو سپاہی کا غلام بنا ہوا ہے۔ فوراً اس سپاہی کے گھر جا کر ماہ آب کو واپس لایا۔ ایسی بہت باتیں اس گروہ کی دیکھی گئی ہیں۔ محمد شریف کہتا ہے۔

ز یمن عشق بہ کونین صلح کل گردیم
تو خصم باش و ز ما دوستی تماشا کن

تھوڑا سا حال چالچلن درویش آبادیہ کا یہانتک مذکور ہوا۔ اب سلوک سلاطین فرمانروا کا لکھا جاتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ سلاطین پارس یعنی آبادیان و جیان شادئیان و یاسانیان بلکہ پیشدادیان و کیان و اشکانیان و ساسانیان کا اعتقاد وہ ہے جو لکھا جائیگا۔ اگرچہ زردشت کے مذہب نے ترقی پائی۔ لیکن اس کو تاویلات کے ذریعہ سے دین مہ آباد و کیومرث اور آئین ہوشنگ سے تطبیق دیتے ہیں اور آئین مہ آباد کے خلاف کو بُرا جانتے اور اس کیش پر چلنا مباہات سمجھتے ہیں جیسے پرویز ابن ہرمز نے قیصر کے جواب میں لکھا۔

کہ مارا ز دین کہن ننگ نیست۔ بہ گیتی بہ از کیش ہوشنگ نیست
ہمہ راہ آئین داد است و مہر۔ نگہ کردن اندر شمار سپہر

آذر ہوشنگ و آہوشنگ و ہوشنگ و آہوش۔ یہ سب مہ آباد کے ہی نام ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ ایزد متعال نے عجم کے بادشاہوں کو کمال نیکی و کیاست و ہوشمندی دی ہے۔ اس واسطے ان کا علم عمل کے قرین اور گفتار کردار سے قریب ہے۔ کئی ہزار سال ان کا قبضہ جہان پر رہا اور یہ ان رسوم اور قواعد کا نتیجہ تھا

کہ جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

تیسری نظر۔ کتاب آبادی کے احکام میں

یہاں فرہنگ اور ہیربدسار مہ آباد کی کتاب کا نام ہے جس کے کئی ترجمے ہوئے۔ اُن میں سے ایک ترجمہ فریدون آبتین کا ہے اور دوسرا بزرگمہر کا۔ جو نوشیروان کے واسطے بنایا تھا۔ چند مسائل اُس کتاب کے یہاں لکھے جاتے ہیں۔ یزدانی جس کو سہی کیش، و سپاسی بھی کہتے ہیں۔ یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ پیغمبروں میں سے بڑا اور بادشاہوں کا بزرگ اور اس دَوْر کے آدمیوں کا باپ مہ آباد ہے۔ جس کو داور اور آذر ہوشنگ بھی بولتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اُس کی کتاب میں جو کہ خدا کی کلام ہے۔ مذکور ہے اور اُس نے بھی خبر دی ہے۔ کہ ایزد بیچوں کی ذات سب رنگوں اور تصوری شکلوں اور صورتوں سے پاک اور منزہ ہے۔ اور فُصحا و بُلغا کی عبارتیں اور عُرفاء و حُکماء کی اشارتیں اُس نور بے رنگ اور بے نشان کے بیان سے عاجز اور قاصر ہیں۔ اور عالموں کے فہم اور داناؤں کی عقل دریافت کرنے کنہ ذات تحت اُس نور بیچون و چگون اور رنگ و نمون سے ناقص اور عاجز ہے۔ سب موجودات اُس کے علم کے فیض سے موجود اور اُس کے حکم سے نابود ہوسکتے ہیں۔ ایک ذرہ بلکہ جانوروں کے بدن کا ایک ایک بال بھی اُس کے علم سے باہر نہیں۔ یہ بات بہ براہین یقینی ثابت ہوچکی ہے اُس کا بیان طویل ہے۔ یہ مختصر بیان اُس کی گنجائش کے لئے کافی نہیں۔ اور واجب الوجود ان جزویات کو بہ سبیل کُلّی جانتا ہے۔ مہین سروشان نخستین زدہ یعنی پہلے گروہ کے بڑے فرشتوں کی بابت بڑے پیغمبر مہ آباد کی کتاب میں مذکور ہے۔ کہ خدا کے کام طاقت زبان سے برتر اور شمار محسوسہ موجودات سے باہر ہیں قدیم کا کام قدیم ہوتا ہے۔ پہلے فرشتہ کو خلعت وجود پہنا کر بہمن نام رکھا۔ اُسی ذریعہ سے دوسرے فرشتوں کو بنایا۔ پس ہر ستارہ

اور ہر آسمان کے واسطے علیحدہ سروش یعنی فرشتہ ہے۔ اور چار عنصر کے لیئے چار فرشتے پرورش کنندہ ہیں۔ علےٰ ہذاالقیاس دیگر موجودات کے واسطے۔ مثلاً جماد یعنی پتھروں کے کئی قسم ہیں جیسے کہ لعل و یاقوت و زمرد ٭ پس ہر قسم کے لیئے خدا کے حکم سے ایک فرشتہ پرورش کنندہ ہے۔ اسی طرح واسطے اقسام نباتات اور حیوانات کے۔ اور آدمیوں کے پرورندہ فرشتہ کا نام فرو فرو فرون فرد وخشور ہے ٭ فرشتگان گروہ دوم کی بابت ایسا لکھا ہے کہ گروہ دوم میں وہ فرشتے ہیں۔ کہ جو جسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی ہر ستارہ اور ہر آسمان کے واسطے ایک روح بسیط اور مادہ سے مجرّد ہے۔ جو کہ جسم و جسمانی نہیں اور موالید ثلاثہ میں سے حیوانات کے لیئے بھی نفس مجرّد ہے ٭ فرشتگان گروہ سوم کی بابت مرقوم ہے۔ کہ یہ تیسرا گروہ فرشتوں کا اجرام علوی اور سفلی سے مُراد ہے۔ علوی وہ ہیں جو اوپر موجود ہیں۔ جیسا کہ آسمان اور ستارے۔ اور سفلی وہ ہیں جو نیچے موجود ہیں۔ یعنی عناصر ان دونو قسموں سے قسم اوّل یعنی چرخ و ستارے شریف ہیں ٭

درجات بہشت کی بابت نامہ آباد میں درج ہے۔ کہ بہشت کے کئی مراتب ہیں۔ پہلے بہشت زیرین۔ یعنی دُنیاوی بہشت کے درجات بیان کرتا ہوں ٭ پہلا درجہ کائنات میں لعل و یاقوت و زمرد کا ہے۔ دوسرا نباتات سے خیار اور سرو باغی کا۔ تیسرا جانوروں سے اسپ تازی و شتر وغیرہ کا۔ چوتھا انسانوں سے برگزیدہ آدمیوں کا یعنی بادشاہوں اور اُن کے نزدیکیوں اور تندرستوں اور آسودگان کا ٭ ان مراتب کو مینو سار دبلیت لاد یعنی فرد دین فرہ کہتے ہیں اور ان مراتب میں باز خواست یعنی سزا ہوتی ہے۔ یعنی انسان وہ ہے جو اپنے کاموں کے موافق بتدریج حیوانات کے بُت میں نزول کرتا ہے۔ نیکمردوں کے جسم کی مٹی نبات اور جماد برگزیدہ کے مراتب کو پہنچ جاتی ہے۔ نہ یہ کہ نفس مجرّد نباتات اور پتھروں میں جب ان مراتب سے ترقی کرے لیسار فراز آباد ہے۔ پہلا مرتبہ چاند کا ہے اور حضرت ماہ کے نفس میں سب عنصری موجودات کی صورتیں ہیں۔ جب کوئی اس درجہ کو پہنچا۔ گویا بادشاہ جہان

کا ہمنشین ہوگیا - حب دانش و مذہب اور خلق حمیدہ کی عمدہ صورتیں قبول کرتا ہے - جب اس درجہ کی ترقی کرتا ہے زیادہ لذت پاتا ہے - حتّےٰ کہ سورج کے درجہ کو پہنچتا ہے - جو کہ خلیفۂ خدا اور ستاروں کا بادشاہ ہے - اور اس کا فیض فوق و تحت کا حاوی ہے - جب اتنے بڑھے درجہ بدرجہ فلک اطلس کو ملتا ہے - کہ جو سب مراتب سے بہتر اور خوشتر ہے - جب مہین سپہر سے ترقی کی - مہین فرشتوں کے گروہ میں پہنچ جاتا ہے - اور حضرت نورالانوار کو مع مقرّب فرشتوں کے دیکھتا ہے اور اس سے کوئی بڑھی اور بہتر لذت نہیں - اور اس درجہ کو مینوان مینو کہتے ہیں ۔۔

دوزخ کا بیان نامہ آباد میں ایسا لکھا ہے کہ دوزخ فلک اور ہوا کے نیچے ہے اور اس کا پہلا درجہ کائنات میں جماد میں سے کم قیمت پتھر ڈھیلے - اور بُھرے - نباتات میں سے خار و خاشاک اور زہردار گھاس جانوروں میں سے کیڑے سانپ اور بچھو - آدمیوں میں سے نادار و بیمار اور ناتوان و خوار آدمی ہیں ۔ ان مراتب میں سے جو بُرا کرتا ہے سزا پاتا ہے اور سوائے پاداش کے نہیں چھوٹتا ۔ لیکن مراتب دوزخ میں سے بیماری روحانی بہت بڑھی ہے اور وہ بد مذہب دانشمند کے لئے مخصوص ہے - کیونکہ جب عنصری بدن چھوٹ جاتا ہے - پھر دوسرا بدن نہیں پاتا اور آسمانوں پر نہیں جاسکتا - عنصری گرہ میں رہ کر حسرت کی آگ میں جلتا ہے اور اس کے بُرے خلق مار و کژدم وغیرہ عقوبات کی شکل بن جاتے ہیں - اور اس درجہ کو یوجان پوج اور دوزخ دوزخان نام کہتے ہیں - کتاب مہ آباد میں مسطور ہے کہ جو کچھ عنصری جہان میں ہے - سب کواکب سے ہے - اور ستاروں کی پرستش خدا کی بندگی کے بعد ضروری ہے - کیونکہ یہ روشن ہیکل خدا کے مقرّب اور اس کی درگاہ کے سردار ہیں - جو شخص کسی بزرگ کی درگاہ میں جاوے - چاہئے کہ وہاں اس کا کوئی ایسا آشنا ہو کہ ستایش کرے - اگر کوئی ایسی جگہ جائے - کہ جہاں اس کا کوئی مددگار نہیں نہ وہاں ان حضرات کی پرستش مقدم اور ستودہ ہے - ستارے تو بہت ہیں - لیکن اس جہان میں

سات ستاروں کا اثر ظاہر ہے اور سب کا بادشاہ حضرت آفتاب ہے۔ پس سات ہیکلیں بنانی چاہئیں۔ اور آفتاب کی ہیکل سب سے روشن اور عمدہ بنانی چاہیئے۔ آبادیوں کے مندر چار طرف سے کھلے ہوتے تھے۔ تاکہ آفتاب کی روشنی اُن میں پوری پوری ظاہر ہو۔ نہ کہ ہندی مندروں کے طور پر کہ جہاں دن میں بھی چراغ کی احتیاج پڑتی ہے۔ اور اُن کی سقفیں اونچی ہوا کرتی تھیں۔ افراد انسانی میں سے بادشاہ برگزیدہ ہی چاہیئے کہ وہ اقلیم چہارم میں رہا کرے۔ کہ جو سورج کے لائق ہے۔ جبکہ معلوم ہوا کہ نظام جہان کے واسطے خدا کی طرف سے ستارے اور افراد انسان میں بادشاہ مقرر ہے۔ چاہیئے کہ وہ بادشاہ فرہنگ آباد یعنی شریعت آذر ہوشنگ کے مخالف نہ ہو۔ ورنہ بادشاہی کے لائق نہیں۔ بادشاہ کے واسطے یہ باتیں ضروری ہیں اول اعتقاد مطالب مذکورہ پر۔ پھر اس پر قائمی والدین کی طرف سے۔ اگر خسرو زادہ ہو تو بہتر ہے۔ خسرو زادہ سے یہ مُراد ہے۔ کہ عدالت کی ملکہ کا مالک ہو۔ لیکن اگر باوجود ملکہ مذکورہ کے سلطنت ظاہری بھی مل جاوے تو بہت اچھا ہے۔ وہ اگر حسب و نسب سے خسرو زادہ ہی ہو۔ تو پھر یہ تکبر نہ کرے کہ میں باپ سے بہت افضل ہوں۔ بلکہ اپنے سے باپ کو اور باپ سے دادا کو بزرگ جانے۔ کیونکہ اگر وہ اپنے سے باپ کو اچھا جانیگا۔ ہر ایک لڑکا آپ کو باپ سے اچھا گننے لگا۔ آخر معاملہ یہاں تک پہنچیگا کہ تعظیم کی رسم برباد ہو جاوے گی۔ پھر بادشاہ کے پاس ایک مہندس اور نامور وزیر ہونا چاہیئے۔ اور باقی مہندس اور شمار کنندے اس کے زیر دست ہوں۔ اور ہر شہر میں ایک مہندس یعنی اندازہ گیر اور محاسب چھوڑنا چاہیئے۔ پھر رعایا سے جو کچھ محصول وصول ہو۔ وزیر اس سے آگاہ ہو۔ اور اس کے واسطے ایسے ہی واقفکار گماشتے ہونے چاہئیں۔ ہر شہر اور گانؤں جو بادشاہ سے مخصوص ہو۔ وزیر وہاں کام کرے۔ اس کو زیراک کہتے ہیں۔ اور حاضر و غائب میں وزیر کے ساتھ دو امین ہونے چاہئیں۔ پھر بادشاہ کے پاس کوئی وقائع نگار

موجود رہے اور دیگر کارگذار - سامان سالار یعنی میر سامان اور داروغگان
بھی بادشاہ کو اپنے پاس رکھنے ضروریات سے ہیں کہ جن کو دستور
عمارات کا تعلق ہو - وزیر کے تمام دفتروں کی نقل بادشاہ کی سرکار
میں اور وقائع نگاروں کے پاس ضرور رہنی چاہیئے - پھر بادشاہ کے
پاس چند سرداروں کا ہونا بھی بہت ضروری ہے کہ جن کے تحت
سپاہی رہا کریں - ان کے مدارج اس ترکیب سے مقرر کرنے چاہئیں
کہ پایۂ اوّل میں وہ سردار ہوں کہ جن کے ساتھ لاکھ سوار ہوں - پایۂ
دوم میں وہ کہ جن کے ساتھ ہزاروں ہوں - پایۂ سوم میں وہ کہ
جن کے پاس سیکڑوں اور پایۂ چہارم میں وہ کہ جن کے پاس دس
سے زیادہ اور سو سے کم سپاہی رہیں - پایۂ پنجم میں وہ کہ جن کے
پاس دو تین چار پانچ دس میں ایک سالار اور سیکڑوں میں ایک
سپہدار مقرر ہونا چاہیئے - اور یہی ترتیب پیادگان میں ہے - جبکہ ساری
سپاہ اور سردار پیشکاری بادشاہ کی کریں - تو وہاں ایک بارنگار بھی
ضرور موجود رہنا چاہیئے کہ جو حاضر و غیب کو لکھے - جس کو چوکی
نویس کہتے ہیں - پاسبان کو چاہیئے کہ جب تک اس کے پہرہ کی
نوبت نہ گذرے - نہ خواب کرے - نہ گھر کو جاوے - رات اور دن کے
پاسبان علیحدہ علیحدہ ہوں اور چار آدمی پہرہ پر ہونے چاہئیں -
تاکہ دو سو رہیں اور دو پہرہ پر حاضر رہیں - جس شہر میں بادشاہ
ہو - وہاں ایک وقائع نگار بھی ضرور ہونا چاہیئے کہ جو شہر اور باہر
کی خبر بادشاہ کو پہنچاوے - اور ایک شحنہ یعنی کوتوال بھی ضرور
ہو کہ جس کو فرہنگ روز کہتے ہیں - یعنی فرہنگ کے مطابق کام
کرے - اور لوگوں کو آپس میں ظلم نہ کرنے دیوے - اس کے ساتھ
وقائع نگار اور دو امین رہنے چاہئیں - پھر بڑے لشکر میں دو وقائع نگار
شہردار یعنی حاکم کے شہر میں اور ہر شہر میں دیوان و سپہدار
و فرہنگ روز ہونے چاہئیں ۔۔ یزدانیوں میں قاضی اور شحنہ ایک
ہی ہوا کرتا تھا - کیونکہ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتے - اگرچہ شدہ بندہ
کے لوگ بادشاہ کو باہر کی خبریں پہنچاتے ہیں - مگر باوجود ان کے
بہت سے جاسوس یعنی پوشیدہ مخبر بھی ضرور چھوڑنے چاہئیں

یہ سب ارباب خدمت بادشاہ کو واقعات شہر سُناتے ہیں - اگر سپہدار
کسی سپاہی کا مواجب یعنی تنخواہ نہ دے - اُس کو باز خواست کریں
اور اگر کوئی امیر اپنے ماتحتوں سے بد سلوک کرے تو باز پرس کریں
اگر کوئی جاسوس مشہور ہو جاوے تو معزول فرماویں - اگر کوئی سپاہ
و رعیت کا حق چھین لیوے اور اُس کا نام ظاہر نہ ہونے دے -
تادیب کرنی چاہئے - جب کوئی سوار و پیادہ نو ملازم ہو - اُس کا اور
اُس کے گھوڑے کا حُلیہ لکھیں اور ان کا حق پورا کیا کریں ۔۔ گلشاسپ
سے آگے بادشاہ گھوڑے کو داغ نہ دیتے تھے - کیونکہ یہ اُس پر ظلم ہے
اکثر سپاہیوں کو گھوڑے سرکار سے ملا کرتے تھے - اگر کسی کا گھوڑا
مر جاتا - عاملان اور متعلقان کی گواہی سے منظور ہوتا - اور جو کوئی
بادشاہ سے گھوڑا نہ لیتا - وہ اپنا لاتا تھا ۔۔ اور رعیت سے بیسویں حصہ
کے حساب سے محصول لیا جاتا ۔۔ ساسانیاں کے عہد میں رعایا کی
التماس سے دسواں حصہ لینے لگے - کیونکہ رعایا نے اپنی رضامندی
سے قبول کیا - اسیواسطے اُس کو مال باج مہاستانی کہتے ہیں -
یعنی مال رضا کہ بمہاستانی رعایا مقرر ہؤا - ایسے ہی امرا - اور اولاد
ملوک (دور ہوں یا نزدیک) کو طاقت مار دینے مجرموں کی نہ تھی
بلکہ جب شدہ بند بادشاہ کو خبر دیتا - تب بادشاہ مجرم کو بموجب
تحریر کتاب فرہنگ آباد سزا جزا کا حکم دیتا - مگر جہاں خبر کے پہنچنے
تک دشمن کو زندہ رکھنے سے فساد کا احتمال ہو - وہاں بادشاہ خود
بھی حکم دیتا تھا - انھوں نے ملک کو ایسا ضبط کر چھوڑا تھا کہ اگر
ایک آدمی بھیج دیتے - لاکھ آدمی کے سردار کا سر اُتار لاتا - اور وہ سر
نہ پھیرتا - جیسے کہ شاہ مہبول کے عہد میں ایک لاکھ سپاہی کے سردار
نے ایک بے گناہ آدمی کو مار دیا تھا - تو مہبول نے ایک آدمی کو بھیجا
کہ جو اجتماع تمام میں اُس کا سر کاٹ لایا ۔۔ اس قسم کی بہت
خبریں مذکور ہیں - جلاد نام سپہدار نے کہ شاہ فریدون ابن
آبتین ابن جمشاد - ابن نوشاد کے عہد میں خراسان کا
حاکم تھا - ایک بادشاہ کو مار ڈالا - وقائع نگار جاسوس نے بادشاہ کو
خبر دی - بادشاہ نے جلاد کو لکھا کہ تو نے فرہنگ آباد کا خلاف

کیا۔ مہلاد نے جب خط پڑھا۔ کشور کے رئیسوں کے روبرو مقتول جاٹ
کے بیٹے کو بلا کر شمشیر اُس کے ہاتھ میں دی۔ تاکہ اُس کا سر
کاٹ دے۔ دہقان زادہ نے کہا کہ میں نے اپنے باپ کا خون چھوڑ دیا
لیکن مہلاد نے نہ مانا اور اس قدر اصرار کیا کہ اُس کا سر کاٹ کر
بادشاہ کے حضور میں بھیجا گیا۔ شہنشاہ نے بہت تحسین کی اور اُس کے
بیٹے کو اپنے آیئن کے موافق اُس کے مقتول باپ کی جگہ دی +
چنگیز خاں مغول اور شاہ اسمٰعیل صفوی کے عہد میں قزلباش ایسے
ہی گردن رکھ دیتے تھے۔ لیکن عجم کے ملوک قتل میں دلیری نہ
کرتے۔ اور جب تک کوئی شخص موجب فرمان آباد کے واجب القتل
نہ ہوتا۔ اُس کے قتل کا حکم نہ دیتے اور اُن کے بادشاہ اور سروار
لوگوں کو گالی نہ دیتے تھے۔ جب کوئی شخص مجرم ہوتا تو اُس
کی بابت فرہنگ دار یعنی قاضی اور وادستان یعنی مفتی سے فتویٰ
طلب کرتے۔ اور جیسا فرہنگ آباد کا منشا ہوتا۔ حبس وغیرہ کی سزا
دیتے اور بزرگ زادہ کے زد و کوب یا باندھنے کا حکم فرومایہ کو نہ
دیتے + جاسوسوں کی خبریں بہت غور کرتے۔ جب تک دو تین
جاسوسوں کی خبر آپس میں مطابق نہ ہوتی۔ اُس پر عملدرآمد نہ کرتے
اور شاہزادہ اور بزرگ زادہ ابتدا میں بادشاہ کے پاس بندگی کرتے
اور حاضری اور غیر حاضری کا حکم ان پر بھی جاری تھا تاکہ اپنے
سے کمتر درجہ والوں کا حال پہچانیں۔ اور ان کو اپنی خدمت میں
پیادہ چلاتے تاکہ پیادہ روی کے دکھ کو سمجھیں۔ بہزاد ساسانی ایک
سفر میں تھوڑا چل کر قیام پذیر ہو گیا تھا۔ نوبر نام پہلوان خداوند آب
نے عرض کیا کہ اس قدر تھوڑا چلنا اچھا نہیں۔ بہزاد بادشاہ نے سب
سپہ وہاں چھوڑ کر سپہ سالار نوبر کو کہا کہ اُٹھ ہم اور تم کچھ گردش
کریں۔ پس آپ گھوڑے پر چڑھا اور نوبر کو پیادہ آگے لیا۔ اور جنگل
پہاڑ میں اس قدر پھرا کہ نوبر عاجز رہا۔ بہزاد بادشاہ نے کہا کہ چل
منزل نزدیک ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ اب چلنے کی طاقت
نہیں ہے۔ خسرو نے کہا کہ اے ظالم تو نہیں چل سکتا۔ اور تجھے
یہ نہیں سوجھتا کہ پیادہ چلنے والے رستہ میں بہت دکھ اُٹھاتے

ہیں۔ سعدی ؎

توکز محنت دیگراں بے غمی ٭ نشاید کہ نامت نہند آدمی

سپاہی لوگ حسب مراتب لباس عمدہ اور گھوڑے تنومند زین و ساز مرصع و کلاہ زرین رکھتے تھے۔ اور امساک و اصراف سے بری تھے اور عجم کے امرا وہ تاج سر پر رکھتے تھے۔ جس کی قیمت ایک لاکھ دینار سُرخ تھی۔ اور تاج خسروی خاص طرز کا ہوتا۔ زرین کلاہ۔ زرین کمر۔ زرین جوتا۔ زرین زین وہ رکھتا۔ جو کہ بڑا امیر ہوتا۔ اور سپاہی سفر میں بجائے ہتھیاروں کے ایک درفش اور سوزن بھی ساتھ رکھتے تھے اور گھوڑے سے توشہ کے ساتھ بہت سی راہ طے کر جاتے اور خیمہ اور سراپردہ کے محتاج نہ تھے۔ گرمی اور جاڑا سہنے کی طاقت رکھتے تھے اور جنگ میں جب تک بادشاہ یا اس کا نائب کھڑا رہتا۔ جو کوئی بیٹھ دیتا۔ سب لوگ اس سے خورد و نوش اور ناطہ اور نسبت چھوڑ دیتے۔ یہاں تک کہ وہ بدنامی اور خواری سے تن چھوڑ دیتا ٭ مسخرہ اور فاحشہ مرد و عورت کو بادشاہ کے نزدیک رسائی نہ ہوتی ٭ بعد مرنے کسی عہدہ دار کے اس کا عہدہ اس کے بیٹے یا اور قریبی کو جو قابل ہوتا دیدیتے اور سوائے جُرم کے موقوف نہ کرتے۔ چنانچہ شائی کلیو مہبول کے عہد سے یہی سلوک جاری رہا جب شائی خسرو ابن فریدول ابن آبتین ابن فرزانہ ابن شائی کلیو نے گرگین ابن لاس کو ایک جگہ بھیجا اور وہاں کی ریاست اولاد گرگین میں ہزار سال سے زیادہ رہی۔ عہد شائی آرائی اردشیر میں مشہور کہ گرگین کی اولاد سے تھا۔ دیوانہ ہوا۔ اردشیر نے اس کو گھر میں بٹھا کر تاب زاد اس کے بیٹے کو اس کی جگہ بھیجدیا۔ شاہ اسمعیل صفوی کا بھی یہی طور تھا٭ اور اگر امیر زادہ حکومت کے کسی قابل نہ ہوتا منصب سے معزول اور روزی وافر مقرر کر دیتے۔ جس کو ان دنوں پنشن کہتے ہیں۔ وہ بیل اور گھوڑا اور گدھا کہ جو جوانی میں کام دیتا تھا۔ اگر بڈھا ہو جاتا۔ اس کا مالک اس کو بہت آرام سے گھر میں رکھتا۔ اور ہر حیوان بارکش کے واسطے بوجھ مقرر کیا ہوا تھا۔ جب کوئی اس قدر بوجھ سے زیادہ ڈالتا۔ سزا دیتے۔ جب

سوار یا پیادہ ملازم ناتوان اور سُست اور بوڑھا ہوجاتا - اگرچہ اُس نے
شائستہ خدمت نہ کی ہوتی - مگر اُس کے بیٹے کو اُس کی جگہ نوکر کردیتے
اگر اُس کے فرزند نہ ہوتا تو اُس کے لئے سرکار سے روزینہ مقرّر ہوجاتا -
اگر اُس کا کوئی نہ ہوتا - حیات تک اُس کو روزی اس قدر ملتی کہ بفراغت
اُس کا گذارہ ہوجاتا - اور اُس کے پیچھے اُس کی عورت دختر وغیرہ کا
جو کچھ حق اُس پر ہوتا - بادشاہ ادا کرتا - جیسے کہ خوراک اور خرچ شادی
اور سپاہی کا گھوڑا اگر جنگ میں مارا جاتا - اُس سے اچھا گھوڑا سرکار سے
ملتا - کہا گیا کہ اکثر سپاہیوں کے پاس سرکاری گھوڑے ہوتے - سوائے
دانہ اور گھاس کے سپاہی کا خرچ نہ ہوتا - اور جو کوئی مارا جاتا اُس کا
بیٹا بڑی عزّت سے نوکر کیا جاتا - اور اُس کے وارثوں کے ساتھ اچھا
سلوک کرتے - اور اُن کی تعلیم اور حفظ ناموس میں ساعی ہوتے کیونکہ
بادشاہ حقیقی باپ ہے اور ملکہ مادر - ایسے زخمیوں سے عمدہ سلوک
کرتے - بزرگتر اور سوداگر لوگ ناداروں اور اُن کی اولاد کی دستگیری
کرتے - حتّےٰ کہ اُن کی قلمرو میں کوئی نادار نہ تھا جو مسافر داخل شہر
ہوتا - سردار شہر کو ضرور معلوم کرنا پڑتا - بیمار مسافر اور بیکس آدمی
دارالشفا میں رہتے اور سرکاری طبیب علاج کرتے اور وقائع نگار مباشر
رہتے تاکہ خدّام اپنے کاموں میں غفلت نہ کریں - مجذوم اور مشلل
خسروی بیمارستان میں رہکر بفراغت گذارہ کرتے - اور بیمارستان وہ جگہ
تھی - جس میں مسکینوں اور محتاجوں کو روزی ملتی تھی - فقیر اور گداگر ان
کی ریاست میں نہ تھا اور جو کوئی چاہتا - درویش بن کر ریاضتگاہ
میں ریاضت کرتا - اور ایسا نہ ہونے دیتے کہ کوئی شخص سستی اور ملے شہری
سے درویش بن کر مانگتا پھرے - بلکہ بادشاہوں کے پاس ندیم تھے کہ گذشتہ
راستوں کی حکایات سے آگاہ ہوتے اور بادشاہوں کو سناتے اور ستارہ شمر
اور حکیم تھے کہ جو پائے تخت خسروی اور دوسرے شہروں میں بادشاہ
کے حکم سے تھے - تاکہ لوگ اُن سے اچھی بُری ساعت پوچھیں اور ہر
شہر میں ایک بیمارستان اور ایک طبیب شہنشاہ کی طرف سے مقرّر
تھا - اور عورتوں کا دارالشفا مردوں سے علیحدہ تھا اور عورتوں کی معالج
عورتیں دانا ہوتی تھیں - بادشاہوں کے پاس ایک فرہنگ دان ہوتا

تھا کہ جو احکام شرعی اور حدود دینی سے آگاہ ہو اور بادشاہ کی امداد سے لوگوں کو برائی سے روکے - ان کو آئین فرہنگی کہتے ہیں - ایسے ہی دبیر ہوتے تھے - اور ایک بزرگ موبد کہ سب علوم سے خبردار ہو اور ندیم ایسا ہوتا جو حکایات اور تواریخ بادشاہوں سے ماہر ہو اور طبیب وہ ہوتا کہ جو علم طب سے پورا واقف - اور مہندس وہ ہوتا کہ جو حساب سے باخبر ہو - فرہنگی یعنی فقیہہ احکام شرعی میں ایسا کامل ہوتا کہ جیسا نامۂ فرہنگ میں مذکور ہے - سپاہی اور رعایا و اہل حرفہ وغیرہ لوگوں کو پڑھنا وہاں ضروری ہے - ایسے لوگ وہاں دوسرے فرقہ کا کام نہ کرتے - یعنی سپاہی تاجر کا اور تاجر سپاہی کا کام نہ کرتا اور دو کسب کوئی نہ کرتا - یعنی سپاہی اور سردار سوداگری نہ کرتا اور ہر شہر میں جس قدر درکار ہوتے - اس قدر آدمیوں کو تو اہل علم اور اہل کسب بننے کے واسطے چھوڑتے - جیسا کہ تجار اور سپاہی وغیرہ ہیں - باقی ماندہ لوگوں سے زراعت کرلیتے رہتے - اور اگر کوئی شخص زراعت کو چھوڑ کے کسی ایسے کام میں ترقی کرنا چاہتا کہ جس سے بادشاہ کو بھی زر ملنے کی امید ہوتی قبول نہ کرتے - بلکہ ایسے بدچلن کو تادیب فرماتے - بادشاہ ہر روز کچہری کرتا - لیکن ایک دن ہفتہ میں دادستان یعنی عدالت کے لئے خاص ہوتا - اس مقصود دن میں جس وقت چاہتا مظلوم آتا - بادشاہ تک پہنچ جاتا - اور سال میں ایک دن دربار عام ہوتا - جو کوئی چاہتا وہاں چلا جاتا بادشاہ رعایا کے ساتھ خوان پر بیٹھتا - ہر شخص جو کچھ چاہتا بلا واسطہ عرض کرتا بادشاہ کی کچہری دو جگہ ہوا کرتی - ایک روزستان یعنی چھروکھا تھا کہ جہاں پہلوان اور سردار کھڑے ہوتے - دوم شبستان یعنی اونچی جگہ ہیں کہ جہاں نامدار آدمی باہر کھڑے ہوتے - اور دروازہ پر بادشاہی ملازم ہوتے - اور بادشاہ کے نزدیک ایک گروہ ہتھیار باندھے کھڑا رہتا - اور جو شخص بادشاہ تک نہ پہنچ سکتے - ان میں سے بعضے بادشاہ کا جوتا چومتے اور گردن پر رکھتے اور بعضے اس کپڑے کا پلہ پکڑ کر چومتے کہ جو تخت پر بچھا ہوتا - جن کو قرب حاصل ہوسکتا وہ تخت کا پایہ چومتے یا تخت کا طواف کرتے - چونکہ کچھ سال باہر کی کچہری اور

روزستان کا لکھا گیا۔ اب کچھ حال درونستان اور شبستان نہانی یعنی حرم کا جس کو مشکوے زرین کہتے ہیں۔ مرقوم ہوتا ہے۔ کہ جو نامہ شنگ ہو یعنی مہ آباد کی کتاب میں مذکور ہے کہ سب بیگمات میں سے ایک کو افسر بنانا چاہیئے۔ کہ جس کو بانوئے بانوان کہتے ہیں۔ لیکن اس کو اتنا اختیار نہو کہ گھر کا بند کرنا اور کھولنا یا کسی کا قید کرنا اور چھوڑ دینا یا کسی کو جان سے مار ڈالنا سوائے رضا مندی بادشاہ کے کر سکے کیونکہ یہ سب گھر کے کاموں کی رپورٹ بادشاہ کی خدمت میں بانوئے بانوان یعنی مہارانی کرے۔ اگر بادشاہ کی والدہ موجود ہو۔ وہ بہتر ہے یعنی افسری کے لائق ہے۔ نہ عورت اور سالار بار یعنی یساول اور جاوار یعنی شحنہ و شدہ بند و گاہ نما یعنی ستارہ شمر وغیرہ لوگوں کے سب کام عورات سے گھر میں لینے چاہئیں۔ مہارانی اور دوسری عہدہ دار عورات کو باہر کے کاموں میں حکم دینے کی طاقت نہ ہونی چاہیئے بلکہ روزستان بادشاہ میں ان کا نام بھی بہت مذکور نہ ہو اور شبستین نام پر بولی جاویں اور سوائے ضرورت کے ظاہر سوار نہ ہوں۔ جب بادشاہ گھر میں جائے۔ عورات کے پاس بہت نہ بیٹھے۔ اور عورات کو نہ چاہیئے کہ کسی مرد کے سردار بنانے یا رتبہ بڑھانے کی بابت گفتگو کریں۔ کیونکہ یہ ان کے لائق نہیں۔ اور ہر امیر اپنے گھر میں یہی چالچلن رکھے۔ لیکن ہر امیر کے گھر میں نزدیک ہو یا دور۔ بادشاہ کی طرف سے ایک بوڑھی عورت اخبار نویس مقرر ہو تاکہ سب حقیقت مہارانی تک پہنچاوے۔ یا لکھ بھیجے تاکہ بادشاہ کو کہے۔ اگرچہ نابالغ اور خواجہ سرا ہو۔ لیکن کسی مرد کو حرم میں راہ نہ ہو۔ ان کے ممالک میں کسی کو جزاد اخند تد اس عمل کی طاقت نہ ہوتی۔ سال بھر میں چند نوبت ایّام شریفہ میں امیروں کی عورتیں مہارانی کے پاس جائیں اور دربار عام میں سب شہر کی عورتیں آئیں اور بادشاہ ان عورات کو نہ دیکھے اور جس دن عورتیں آویں بادشاہ محل میں نہ آوے۔ دوسری جگہ چلا جاوے تاکہ بیگانہ عورتوں پر اس کی نظر نہ پڑے۔ مہارانی کی خدمت میں عورات کے جانے سے یہ غرض ہے کہ اگر کسی کی نسبت اسکا

خاوند ظلم کرتا ہو بادشاہ کو معلوم ہو جاوے تاکہ بعد تحقیقات حسب منشاء فرمانِ فرہنگ سزا پاوے ۔ اور بادشاہ ایسی شراب نہ پیئے ۔ جس سے ہوش جاتا رہے ۔ کیونکہ وہ پاسبان ہے اور پاسبان نے خود نہ چاہیئے سپاسیان بادشاہوں سے کہ گلشاہیوں سے پہلے تھے ۔ کوئی شراب کو لب تک نہ پہنچاتا تھا اور شہزادوں کی ساقی یعنی شراب دینے والی عورات ہوتیں اور بے ریشہ آدمی مجلس میں نہ آتا ۔ اور گلشاہیوں کی مجلس میں سادہ رو نہ گھسنے پاتا ۔ مگر چھوٹا لڑکا جس کی عمر دس برس سے زائد نہ ہوتی ۔ لیکن شراب نوشی کے وقت وہ بھی نہ رہنے پاتا ۔ اور گلشاہیوں سے پہلے بادشاہ کا شراب پینا اُس وقت ہوتا تھا کہ جب طبیب واسطے دور کرنے کسی مرض کے حکم دیتا تھا ۔ پھر بھی بطریق مذکور اگر کسی شخص یا بادشاہ کو ایسی بیماری دامنگیر ہو جاتی کہ اُس کا علاج سوائے شراب پینے کے ممکن نہ ہوتا ۔ کیونکہ دوا کے واسطے حرام کا استعمال بھی جائز ہے ۔ بشرطیکہ اُس میں زند یار کا آزار نہ ہو ۔ اُس راستہ میں جس میں لوگ اُن کی قلمرو میں گذرتے سرائیں ہوتیں دو سرایے کے درمیان پاسبان رہتے ۔ ایک چوکی سے دوسری تک بحفاظت پہنچاتے ۔ شدہ بند وقائع نگار اور طبیب اور بیمار ہر ایک سرا میں رہتا اور سرائیں بھی قریب ہوتیں ۔ اور تیماری وہ آدمی ہے کہ بادشاہ کی طرف سے حفاظت کرے ۔ جب کسی خورد سال یا عاجز کو حرم سے باہر آنا ہوتا تو بوڑھی عورتیں لاکر بوڑھے مردوں کو دیتیں وہ اہل خدمت کو پہنچا دیتے ۔ لیکن سپاہیوں کی عورتیں بیکار نہ رہتیں ۔ بلکہ کاتنے اور سینے ۔ دوسرے صنایع اور گھوڑے پر زین کسنے اور سواری اور کمانداری سے مردوں کی طرح ماہر ہوتیں اور سب محنت اور رنج میں خوگیر اور مضبوط خاطر ہوتیں ۔ ان بادشاہوں کا ملک بہت وسیع اور فراخ تھا لہذا سب واقعات کی خبر بادشاہ کو پہنچنی ضروریات سے تھی ۔ اسی واسطے منزلوں کے درمیان گاؤں آباد کیئے ۔ ہر منزل میں بادشاہی گھوڑے اور ملازم رہتے تھے جنکو راوند کہتے ہیں ۔ ہر روز شدہ بند جو کچھ وقوع میں آتا ۔ اُس کا

اخبار راونڈ کے ہاتھ دیتا اور وہ دوسرے راونڈ کے۔تاکہ دارالملک بادشاہ میں پہنچ جاتا۔ایسے ہی امر آگاہ یعنی جہاں کوئی امیر رہتا۔ڈاک مقرر تھی۔اگر بادشاہ اپنا کوئی ایسا فرمان جس کو کوئی اَور نہ دیکھنے پاوے۔کسی کے ہاتھ کسی امیر کے پاس بھیجتا تو وہ شخص راونڈ بادشاہی کے گھوڑوں پر بیٹھ کر منزل مقصود کو پہنچتا۔ایسے آدمی کو نونڈ کہتے ہیں۔اور امیروں کا نونڈ بھی ایسے ہی بادشاہی دربار میں پہنچ سکتا تھا۔لیکن بادشاہ اور اُمراء کے لونڈ کو یہ طاقت نہ تھی کہ کسی اَور کے گھوڑے کو اس کام کے واسطے جبراً پکڑ لے اور ظلم کرے۔کیونکہ اس صورت میں سزا ملتی تھی۔گانوں میں چوکیدار رہتے۔اور اگر کسی مسافر کو کسی سے دُکھ پہنچتا۔اُن سے باز پرس ہوتی اور اخبار نویس بھی اُن کے ساتھ رہتے ؞ آذر ہوشنگ یعنی مہ آباد کہتا ہے کہ رعیت پر ظلم مت کرو۔اور طاقت سے زیادہ محصول مت لو۔اسی واسطے اس قدر لیتے کہ رعایا اور سپاہ آرام میں رہتی اور نوکروں میں اس قدر عقیدت تھی کہ بادشاہ کی رضا جوئی کو دونو جہان کا فائدہ سمجھتے اور بادشاہ کے فرمان کو کلام الٰہی کا ترجمہ اور بادشاہ کی راہ اور رضا میں مر جانے کو بخشش کا بہشت اور حیات سے اچھا جانتے تھے۔بشرطیکہ بادشاہ بھی پیمان فرہنگ پر عمل کرے اور عارض سپاہیوں سے یہی پوچھتا کہ سفید ریش سے راضی ہو یا نہیں۔اور پاسداری یعنی پہرہ میں وہ طریق تھا کہ چار آدمی متفق رہتے۔اُن میں سے دو سوتے اور دو ہتھیار باندھ کر کھڑے رہتے۔پھر یہ سوتے۔وہ مسلح کھڑے ہوتے۔جب رات گذر جاتی تو اَور سپاہی پہرہ پر آ جاتے اور یہ چلے جاتے۔لیکن اپنے افسر کے حکم سے رعیت کے احوال کو رات میں تین مرتبہ دیکھ لیتے۔اسی طرح سپاہیوں کو ہفتہ میں ایک مرتبہ پہرہ دینا پڑتا تھا۔جب پہرہ پر پھرتے۔حسب الحکم خسرو کے ادا کرتے۔اگر کسی عارض یا سردار کی نسبت کچھ شکایت ہوتی پوشیدہ نہ رکھتے ؞ ہر مہینے میں عارض حضور اور دور کی سپاہ کی حاضری لیتے۔اگر بموجب کسی کو سپاہگری کے سامان میں

مقصّر دیکھتے تادیب فرماتے - اگر عذر اور گواہ معقول پیش ہوتے
مقبول ہوتا - اگر کوئی حاجت دامنگیر ہوتی - علاج کرتے - جس کے
لئے جاگیر نہ ہوتی اُس کا روزینہ روز بروز یا ماہ بہ ماہ بلا قصور ملجاتا
اگر کوئی شخص بلا وجہ اپنی خدمت سے غیر حاضر ہوتا - اُس کی
ایک پہر کی تنخواہ کاٹی جاتی - نہ کہ سارے دن کی - اگر کوئی
ضروری رخصت کسی کام کے لئے لیتا تو سفید ریش امین کے روبرو
تنخواہ کی رسید اور راضینامہ لے کر شدہ بند کے حضور عارض کو دیتا
اور عارض ایسا راضینامہ جس میں سپاہ پر ظلم نہ کرنا مذکور ہوتا بادشاہ
کے حضور میں گذرانتا - اور جاسوس بھی پوشیدہ حقائق گذارش کرتے اور باوجود
اس کے بادشاہی سپاہ سے رضامندی کا حال پوچھتا اور لوگ وہ کام کبھی
نہ کرتے جس کو فرہنگ نے بُرا لکھا ہے - اور پیمان فرہنگ آباد میں
ہر گناہ کے لئے جزا معیّن ہے - جب کوئی مجرم ہو جاتا - کوئی مقرّب
اُس کی سفارش بادشاہ کے حضور میں نہ کرتا - مثلاً بادشاہ کے حکم
سے فرہنگ آباد کے موافق بیٹا باپ کو اور باپ بیٹے کو سزا دیتا -
بادشاہ کی اولاد کو بھی خلاف ورزی فرہنگ کی طاقت نہ ہوتی -
اگر ستم کرتے بادشاہ سے سزا پاتے - چنانچہ جی آلاد نے ہووہ نامی
اپنے بیٹے کا سر اس جرم میں کہ اُس نے ایک جاٹ کے فرزند
کو مار دیا تھا - کاٹ ڈالا - اور جان نثار اپنے بادشاہ کا نام بہت
عزت سے لیتے اور تعریف اور القاب میں کوشش کرتے - جو کوئی
بادشاہ کی جھوٹی قسم کھاتا - اُس کی آمیزش چھوڑ دیتے - ہاتھیوں
اور شیروں اور درندوں کے لڑنے کے لئے ایک نیچا مکان جس کے
کنارے بلند ہوتے مقرر تھا - تاکہ لوگ کناروں سے دیکھیں اور
آسیب سے بچیں - بادشاہ ایک اونچے مکان پر بیٹھتا - اور ہاتھی
مست اور سباع نادرست کو بازار و کوچہ اور اژدحام میں نہ پھیرتے
اور آبادی سے دور رکھتے اور ایسے مکان میں باندھتے کہ بآسانی
نکال سکتے ۔ نقل کرتے ہیں کہ شیرزاد شاہ باسانی کے عہد میں
ایک فیل نے اپنے مکان سے نکل کر ایک آدمی کو مار ڈالا تھا
بادشاہ نے اُس کے عوض میں فیل اور فیلبان اور دربان کو

جس نے مکان کا دروازہ کھولا تھا - مروا ڈالا ۔ بادشاہ جھوٹی حکایات کو کبھی نہ سُنتا - جو کچھ بادشاہ حُکم دیتا - سپاہ و رعیت اُس سے سر نہ پھیرتی - اگر کوئی مسافر بادشاہ کا نام لے کر کسی کے گھر میں جاتا - اُس گھر کے لوگ اُس کے پانوں دھو کر پیتے - کیونکہ وہ اس کام کو شفائے کُلی کا باعث جانتے تھے - جنگ میں سپاہ کو بائیں داہنے سیدھی یعنی بمیمنہ و میسرہ مقدم ترتیب دے کر کھڑا کرتے - اور کسی جنگ میں اس تجویز کو نہ چھوڑتے - کیونکہ بعد تفرقہ کے اس جمعیت کا بننا بوقت حاجت ممکن نہیں - اور اسی ترتیب سے دشمن سے لڑتے اگر حاجت پڑتی مدد بھیجی جاتی اور فتح کے بعد بھی یہی ترتیب نگاہ میں رکھتے - جب دشمن پر فتح پاتے ساری سپاہ لُوٹ پر نہ جاتی - صرف ایک گروہ کو شدہ بند اور ناظر اور استوار یعنی امین کے ساتھ لوٹ کے واسطے بھیجتے اور باقی سپاہ بدستور مستعد جنگ کھڑی رہتی - سوائے اس مقرّرہ گروہ کے کوئی ایک شخص بھی لوٹ کو نہ جاتا - کیونکہ مُبادا دشمن اُن کی پریشانی پر آگاہ ہو کر واپس ہو اور فتحیاب ہو جاوے - جب لوٹ کا مال جمع ہو جاتا - پہلے بادشاہ اُس میں سے غریبوں کو دیتا اور پھر دھرم ارتھ مکان بنانے کے لئے حصّہ جُدا کر لیتا - اس کے بعد سپاہ کو حسب کارگذاری بہرہ مند کرتا - پھر ہر ایک حاضر اور سپہ سالار کو بانٹتا - اگرچہ اُس سے پہلے بادشاہوں کا دستور تھا کہ وہ اپنے واسطے اس سب میں سے حصّہ نہیں نکالتے تھے - مگر یہ بادشاہ جس قدر مناسب ہوتا سب کے بعد اپنا حصّہ بھی ٹھیرا لیتا تھا - لیکن یہ تقسیم کسی کی تنخواہ میں مُجرا نہیں ہوتی تھی ۔ اگر بادشاہی کام میں کسی کا گھوڑا مر جاتا یا نقصان ہوتا - معاوضہ ملتا - فتح کے بعد عاجزوں اور سوداگروں اور مسافروں اور رعایا کو دُکھ نہ دیتے اور مجرموں کو بعد ثبوت جرم سزا پہنچاتے ۔ جو کچھ جنگ گاہ میں دشمن چھوڑ جاتا - بادشاہی ملازم اُس کو بادشاہ کے حضور میں پیش کرتے - جو کوئی صلح کرتا اور امان چاہتا - دُکھ نہ دیتے ۔ یہ فرہنگ آذر ہوشنگ کے فرماں بردار لوگ فرشتہ اور سروش اور فرشتہ فش اور سروش منش اور سپاسی اور

سبھی دین آوزناویل کہلاتے ہیں اور مخالف لوگ اہرمن اور دیواورتناویل کہلاتے ہیں - دیو دو قسم کے ہیں - ایک وہ جو فرشتوں کے بادشاہ کے زیر دست ہیں اور بادشاہ کے خوف سے زند باروں کو نہیں دُکھاتے دوسرے وہ کہ جو دوسرے بادشاہوں کے ملکوں میں فرمان فرہنگ کا خلاف کرتے - اور زند باروں کو قتل کرتے ہیں - یہ حقیقت میں گرگ و پلنگ و مار کژدم ہیں ۰۰ روایت ہے کہ اردشیر ابن بابکان ابن نوشیروان کے عہد میں جیانی پہلوان فرہاد اور اُس کا باپ آلاد سپہداروں میں ملازم تھے - آلاد نے بحالت مستی ایک گوسپند کو تلوار سے مار ڈالا - فرہاد نے خبر پاکر شمشیر سے باپ کا کام تمام کیا لوگوں نے سرزنش کی کہ اُس کو بادشاہ کے پاس بھیجنا مناسب تھا - جواب دیا کہ اُس کے ذمہ دو گناہ تھے - ایک شراب کا اس قدر پینا کہ ہوش بگڑ گئی - دوسرا گوسپند کو ہلاک کرنا - ہرچند لائق یہی تھا کہ بادشاہ کی درگاہ میں بھیجا جاتا - لیکن میں جزا دینے میں تاخیر نہ کرسکا - اب اپنے آپ کو گنہگار جانتا ہوں - کیونکہ میں نے فرہنگ کے خلاف کیا کہ یہ خبر بادشاہ کو نہ دی ۰۰ اُس کو باندھ کر بادشاہ کے حضور میں لیگئے - لیکن بادشاہ نے اُس کا جرم بخشدیا اور سرفراز کیا ۰۰ شراب خلوت میں پینی چاہئے - اگر کسی مست کو بازار میں پاتے - سزا دیتے - اس تجویز سے شرابخوری بھی واسطے رفع بیماری کے ہے ۰۰ عہد مہ آباد سے لے کر یاسان آجام تک کوئی شخص شراب اور مسکر نہ کھاتا - مگر بیمار جس کو طبیب کہتا - لیکن وہ بھی خفیہ طور پر ۰۰ کیومرث سے یزد گرد تک ابتداء میں لذت کے واسطے پوشیدہ طور پر شراب کا پینا جائز ہوتا تھا - جس کا انجام یہ ہوا کہ مجلس میں شراب لاتے اور پہلوان بادشاہ کے حضور میں کھانے لگے لیکن تاہم کوئی شخص بازاروں اور کوچوں میں مست نہ پھر سکتا تھا ۰۰ ہر روز بادشاہ جھروکہ میں بیٹھ کر دربار کرتا - ایسے ہی روزگاہ میں جلوس فرماتا - روزگاہ ایک محل تھا کہ جب بادشاہ جھروکہ سے اُٹھتا - اُس مکان میں تخت پر بیٹھتا اور امیر حاضر ہوتے اور لوگوں کی کارروائی ہوتی اور جو حکم روزستان و شبستان یعنی اندر اور باہر کے مکان میں

بادشاہ سے صادر ہوتا۔ شدہ بند اُس کو لکھ دیتا اور پھر عرض کرتا۔ جب جاری ہوجاتا پھر بادشاہ کو دکھاتا۔ جب کوئی مسافر سرائے یا شہر میں آتا اُس کے سب احوال اور اسباب کو بحضور شہود اور امین کے محرّر لکھ کر اُس کو دے دیتا۔ ایسے ہی فروخت کے وقت۔ تاکہ اگر وہ دعوے کرے کہ گم ہوگیا ہو تو تعداد اور نرخ اُس کا معلوم ہوجاوے۔ ہر جنس اور ہر چیز کے لئے قیمت اور نفع فروشندہ کے واسطے مقرّر تھا ۔۔ اور ان میں شکار کے آئین یہ تھے کہ سردار اور گرد راست و چپ اور میانہ کی طرف لشکر آراستہ کرکے ہر ایک اپنی جگہ قرار پکڑتا اور چالیس پچاس دن کی راہ گھیر لیتے۔ اگر لکڑی وافر ہوتی تو چوب بست یعنی باڑہ بناتے ورنہ میدان رکھتے۔ پس بادشاہ وہاں جاتا اور ملازم شکار کو آہستہ آہستہ بہت حفاظت سے چلاتے۔ تاکہ کوئی تُند بار نہ آوے۔ پہلے بادشاہ اور شہزادے وغیرہ تیر چھوڑتے۔ پھر بادشاہ مع اپنے عزیزوں کے ایک مکان کے اوپر بیٹھ جاتا کہ جو مضبوط لکڑیوں سے اس قدر اونچا ہوتا تھا کہ جس پر جانور کود کر نہ چڑھ سکے۔ سپہدار اور سپہ اُس کے درمیان گھس جاتے اور درندوں اور موذی حیوانوں کا نشان تک نہ چھوڑتے اور تمام مقتول درندوں کو گن کر انبار لگا دیتے۔ اگر کوئی زند بار مارا جاتا۔ بادشاہ مارنے والے پر بہت خفا ہوتا اور اُس کے بدن کو تُند باروں میں ڈال دیتا ۔۔ کہتے ہیں کہ یاسان ابن مہبول کے عہد میں ایک ظالم نے گور کو مارا اور اُس کے باپ نے یہ حال دیکھ کر اپنے قاتل لڑکے کو سر کاٹ ڈالا ۔۔ نوشیرواں ابن ہمایون کے عہد میں کہ شاہیان میں سے تھا۔ شکارگاہ میں فرلوش پہلوان کی کمان سے تیر چھوٹ کر ہرن کو لگا اور ہرن مرگیا۔ امین نوش اُس کے بیٹے نے خفا ہو کر تیر سے اپنے قاتل باپ کو مار ڈالا تاکہ خلاف فرہنگ کا واقع نہ ہو ۔۔ جب مرے ہوئے موذی جانوروں کا ڈھیر لگ جاتا تو ایک موبد اس پر چڑھ کر پکارتا کہ یہ زند بار کے مارنے کی سزا ہے۔ اور بیگناہ کے قتل کی جزا ہے۔ پس زند بار جانوروں کو کہتا کہ بادشاہ عادل واسطے سزا دہی تُند باروں کے کہ جو تم کو دکھ دیتے تھے۔ بذات خود متوجہ ہوکر ان کے اعمال کی سزا دیتا ہے تاکہ تم آرام سے گذارہ

کرو اور اپنے خونیوں کی سزا کو دیکھو اور اپنے رب کے آگے گلہ نہ کرو- پس زند بار حیوانوں کو پہاڑ و جنگل میں بھیجدیتے- اس شکار کو شکار داو اور داد شکار کہتے تھے ۔۔ بادشاہی امیر اپنے منسوبہ ملک میں ایسے ہی شکار کرتے- کبھی خلاف پیمان فرہنگ کا نہ کرتے- جس کسی کو ولیعہد قرار دیتا- جو کوئی اس سے سرگردان ہوتا- مار دیتا ۔۔ شاہ کلیو کے عہد میں ایک پہلوان نے خواب میں دیکھا کہ شاہ کلیو نے اپنے ایک بیٹے کو ولیعہد کیا اور اس نے پسند نہ کیا- جب بیدار ہوا اس نے اپنے کو جان سے مار ڈالا- جب شاہ کلیو نے یہ حال سنا مقتول کے بیٹے کو کہا کہ بیداری میں تو سرکشی بہت بری ہے لیکن خواب میں بری نہیں کیونکہ یہ اختیاری امر نہیں- بہمن ابن اسفندیار ابن اردشیر ابن آراد شاہی کے عہد میں بہرام نامی سپہدار خراسان کا حاکم تھا- اس نے سرکشی کا ارادہ کیا- لشکر والوں نے اطلاع پا کر اس کو قتل کیا اور اس کے گوشت کو مسلمانوں کی قربانی کے گوشت کی مانند بانٹ کر کھا گئے- اس سبب سے کہ یہ تنند بار ہی اور ایسے ہی گشتاسپ نامی پہلوان نے خواب میں دیکھا کہ میں بہمن سے باغی ہوا اور یہ خواب سپاہیوں کو سنایا- انہوں نے اس کا سر کاٹ دیا اور کہا کہ ہر چند خواب کی گرفت نہیں لیکن ظاہر کرنا ایسی خواب کا اہرمنی یعنی شیطانی حرکت ہے ۔۔ آئین شکیب موبد نے خواب میں دیکھا کہ وہ اردشیر ابن بابکان آراد جہانی کو گالی دے رہا ہے- اس نے جاگتے ہی اپنی زبان کاٹ دی ۔۔ اور یہ لوگ بادشاہ کے ایسے معتقد تھے کہ جو بادشاہ دانش اور مذہب اور حسب و نسب سے آراستہ ہو اور لشکر اور رعایا کا خیر خواہ اور پیمان فرہنگ پر چلنے والا ہو- جو شخص اس کی نافرمانی کرے- خون اور مال اس کا ہدر یعنی مباح ہے- بادشاہ اپنے فرزندوں کا امتحان کر کے جس کو قابل ریاست دیکھتے- ملک اس کو سونپتے- نہ یہ کہ حسب طبیعت جس کے ساتھ محبت ہوتی حاکم بنا دیتے کہتے ہیں کہ جو بادشاہ برخلاف اس ہمایون فرہنگ کے سلوک کرے ریاست کے لائق نہیں- یہ بادشاہ تھوڑا سا انحراف بھی پیمان فرہنگ سے جائز نہ رکھتے تاکہ اس سہل انگاری کے باعث سے لوگ خلاف فرہنگ کو

آسان سمجھیں۔ خداوند تعالیٰ نے ان پسندیدہ بادشاہوں کو مؤید کیا ہوا
تھا۔ تاکہ عروس ملک کو زیور عدل اور انصاف اور احسان سے آراستہ
رکھیں۔ سوداگر اور مسافر بہت آرام سے تردد کرتے۔ زکوٰۃ اور باج اور
حاصل وغیرہ تکالیف ظالمانہ اُن کے عہد میں مفقود تھیں اور سراؤں
کا کرایہ معاف تھا۔ بادشاہ اس پیمان فرہنگ کو لکھ کر ہمیشہ اپنے ساتھ
رکھتے اور ہر روز ندیم بادشاہ کو سناتا۔ اور ایام شریفہ میں رعایا اور سپاہ کو
سنایا جاتا اور اُس کی تعمیل کا حکم ہوتا۔ اور امیر بھی یہی قاعدہ جاری
رکھتے اور اپنے ماتحتوں کو سنایا کرتے۔ بانوان یعنی رانیاں بھی شبستان
میں بھی یہی کام کرتیں ؎ کہتے ہیں سوائے اس پیمان فرہنگ کے جس
بادشاہ نے اپنی یا وزیر کی رائے پر کام کیا۔ پشیمان ہوا۔ جی آلاد کہتا
ہے کہ جو شخص بادشاہ کے حضور میں برخلاف پیمان فرہنگ کے بات
کرے اور بادشاہ کو ترغیب دے۔ خسرو کو چاہئے کہ وہ یہ یقین کرے
کہ یہ شخص ملک کے زوال کا خواہاں ہے ؎ جب یزدانی بادشاہ احکام
کچہری کرتے۔ کتاب فرہنگ اور تازیانہ اور شمشیر ان کے آگے رکھے رہتے
جو کام پیش ہوتا۔ اُس کے باب میں از روئے کتاب بعد تامل حکم
دیتے۔ گلشاہ سے سابق بادشاہوں کے عہد میں خلاف پیمان فرہنگ
کچھ واقع نہ ہوا۔ لیکن گلشائی سلاطین کے عہد میں کچھ خلل پیمان فرہنگ
میں پڑا تھا ؎ کہتے ہیں کہ جس جگہ ان امور اور احکام اور قواعد و
رسوم کی فرو گذاشت کرتے ندامت اور پشیمانی اُٹھاتے۔ جس وقت بادشاہ
کو رنج پہنچتا۔ باعث اُس کا عدم تعمیل احکام مذکورہ سمجھا جاتا۔ وہ بادشاہ
بہت آرام سے اوقات بسری کرتے موجب بھی یہی تھا کہ اُنہوں نے
خلاف پیمان فرہنگ کے کچھ نہیں کیا۔ قدیمی بادشاہ یعنی آبادیان و
جیان و شائیان و یاسانیان کہ جو خسروان کے بزرگ تھے کسی وقت
سوائے پیمان فرہنگ کام نہ کرتے اور پیمان فرہنگ کو ہیربد سار بھی
کہتے ہیں۔ ان کے عہد میں کوئی دشمن نہ اُٹھا اور نہ کوئی غالب
ہوا۔ سپاہ اور رعیت آسودہ تھی۔ گلشاہی بادشاہوں سے ہوشنگ۔ طہمورث
فریدون۔ منوچہر۔ کیقباد۔ کیخسرو۔ لہراسپ۔ بہمن۔ اردشیر بابکان۔ اور انکے
امثال اس پیمان فرہنگ کو باریک خط سے لکھ کر تعویذ باندھتے اور

نوشیروان روشن لکھ کر ضرور اپنے ساتھ رکھتا - اگرچہ سب اس کتاب کی تعمیل کرتے - لیکن نہ ایسی کہ جیسی خسروان قدیم میں سے آبادیاں و جیاں و شائیاں و یاسانیاں کرتے تھے کہ بعقید یزدانیان جنکا رتبہ گلشاہیوں سے بڑھکر ہے بلکہ گلشاہیاں کو ان سے کچھ نسبت نہیں دیجاسکتی ٭ گلشائی بادشاہ بھی قتل زند یار کی ممانعت میں بہت کوشش کرتے تھے - اگرچہ لوگ گلشاہیوں کی فرمانبرداری مثل بادشاہان قدیم کے نہیں کرتے تھے - لیکن بہ نسبت فرمانروایان مابعد کے اچھی متابعت کرتے تھے ٭ کہتے ہیں کہ رستم ابن زال نے بدن چھوڑنے کے وقت ایک آہ دل سے کھینچی کہ جس پر کابل کے شاہ نے اُس سے پوچھا کہ کیا تو موت سے ڈرتا ہے؟ اُس نے جواب میں کہا کہ یزدان ایسا نہ کرے - کیونکہ تن کا مرنا تو روح کا زندہ ہونا ہے اور آسمان کے نیچے سے چلے جانا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا ہے - جب تن کا بادل نہ ہو روان کا سورج زیادہ چمکتا ہے - میرے غم کا یہ باعث ہے کہ جب کاؤس نے طوس کو حکم دیا کہ مجھے سولی دے - کیونکہ میں نے سرکشی کی ہے - ہرچند کاؤس نے بھی خلاف فرمان فرہنگ کیا اور اُس کے مخالف حکم دیا اور اُس کی نیکی میری سرکشی میں تھی لیکن میں اندیشہ مند ہوں کہ مبادا مجھ سے خلاف فرمان فرہنگ کا نہ ہوا ہو - ایسے ہی اسفندیار میرے ہاتھ سے مارا گیا اور میں نے قید کو قبول نہ کیا - ہرچند اُس کی وہ تکلیف یعنی قید کرنا شائستہ اور موافق پیمان فرہنگ کے تھا - وستان عمر بھر نادم تھا کہ میں نے کس واسطے برخلاف امیر کیخسرو کے جس دن وہ لہراسپ کو ریاست دیتا تھا دم مارا - ہرچند وہ بھی رائے دہی کے طور پر تھا ٭ جب بہمن ابن اسفندیار نے تخریب اور بربادی سیستان کا ارادہ کیا ہرچند لوگوں نے اُس کو مقابلہ کی ترغیب دی اُس نے نہ مانا اور کہا کہ میں ہرگز خلاف پیمان فرہنگ نہیں کرونگا - وہ پیادہ بہمن کو جا ملا - بادشاہ نے پہلے اُس کو قید کیا - آخر کو چھوڑ دیا - لیکن فلامرز نے جو فرمان فرہنگ کا خلاف کرکے مقابلہ کیا - بادشاہ نے اُس کو گرفتار کرکے دار پر کھینچدیا اور اس واسطے اُس کے بیٹے کو بھی مار ڈالا - اور اطاعت شنو فراو اُس کے بیٹے کی ما . نسبت امر قباد پدر

نوشیرواں مشہور ہے - اگرچہ بموجب پیمان فرہنگ کے قباد کی فرماں برداری فرض نہ تھی - باوجود اس کے ان کے ملازموں کی طاعتیں بہت مذکور ہیں۔

چوتھی نظر جمشاسپیاں کی تعریف میں

بڑا گروہ پارسیوں کا یگانہ بین ہے - جن کو جم شائی بولتے ہیں - یہ جمشاسپ ابن جمشید ابن طہمورث کے تابع ہیں - ان کے کلام میں بہت رمز اور بیشمار تحقیقاتیں ہیں - جمشاسپ مرتاض اور دانا تھا کسی کو اپنی متابعت کی ہدایت نہ کرتا - لیکن لوگوں کو اس کی طرف نہایت رغبت تھی - اس کی باتیں لکھ چھوڑتے تا بتدریج ایک گروہ نے بسر خود ایک مذہب ٹھیرا لیا - ان کے نزدیک جہان کو خارج یعنی ظاہر میں وجود نہیں کہتے ہیں - جو کچھ ہے خدا ہی ہے - اس کے سوا کوئی چیز نہیں بزرگے گفتہ ہے

ہر دیدہ کہ بر فطرت اوّل باشد ٭ یا آنکہ ز نور حق مکمل باشد
جز روئے تو ہر کہ بیند اندر عالم ٭ نقش دوم دیدہ احول باشد

کہتے ہیں کہ عقول اور نفوس اور فرشتے اور آسمان اور ستارے اور مرکبات عنصری سب اس کی دانش میں ہیں اور باہر نہیں نکلے - شاہ جمشید نے یہ مضمون آبتین کے واسطے تقریر کیا اور کہا کہ اے آبتین - ایزد متعال نے عقل اول کا تصور کیا - ایسے ہی عقل اوّل نے عقل دوم اور نفس اور اعلیٰ سپہر کا - اور عقل دوم نے تین چیز مذکورہ کا اس طرح عنصریات کا - جیسے کہ وہ شہر کہ ہم جس کو اپنے خیال میں مع عمارت اور باغ اور رہنے والوں کے بنا دیں مگر وہ خارج میں موجود نہیں ایسے ہی اس عالم کی ہستی ہے - آبادی اس کی ایسی باتوں کو مرموز جانتے - کیونکہ حکمت میں جم کی بنائی ہوئی بہت کتابیں ہیں اور یگانہ بیں بلا تاویل قبول کرتے ہیں - بلکہ اس طائفہ کے اکثر صنعت گر اسی اعتقاد پر ہیں اور ان کا عقیدہ سبحانی کی اس رباعی سے ظاہر ہے

سوفسطائی کہ از خرد بے خبر است ٭ گوید عالم خیالی اندر نظر است
آرے عالم ہمہ خیال است ولے ٭ پیوستہ درو حقیقتی جلوہ گر است

اور اس مذہب میں بہت کتابیں تصنیف ہوئیں- ان میں سے بہت مشہور اندرز جمشید ہے ساتھ آئین کے کہ فرہنگ دستور نے جمع کی- شیدہ اور سہراب اور میزان اور جمشاسپ کہ بطور سوداگری شیدوش ابن انوش کے ہمسفر تھے یگانہ بین ہیں ٭

پانچویں نظر- سمرادیوں کی پہچان میں

سمراد لغت میں وہم و پندار کو کہتے ہیں اور یہ کئی قسم کے ہیں- پہلے فرتوش کے پیرو ہیں کہ ابتدائے عہد ضحاک میں سوداگری کرتا تھا مذہب اس کا یہ ہے کہ عالم عناصر وہم ہے- باقی افلاک اور ستارے اور مجردات موجود کو فرتوشہ کہتے ہیں- دوم فرشیدیہ اور فرشید فرتوش کا بیٹا ہے- وہ کہتا ہے کہ افلاک اور ستارے بھی خیال ہیں اور موجود نہیں مگر مجردات سوم فرابرجیہ فرابرج فرشید کا بیٹا معتقد ہے کہ مجردات یعنی عقول و نفوس بھی موجود نہیں ہیں- صرف واجب الوجود موجود ہے- باقی سب خیال ہے- اور یہ سب اسی وجود کی خاصیت سے موجود نظر آتے ہیں- چہارم فرہ مندیہ فرہ مند فرابرج کا شاگرد تھا- اس نے کہا تھا کہ اگر کوئی موجود ہو معلوم کرے کہ عناصر اور افلاک اور ستارے اور عقول و نفوس سچ ہیں اور واجب الوجود جو لوگ کہتے ہیں کہ موجود نہیں ہوا- ہم اپنے وہم سے گمان کرتے ہیں کہ موجود ہے اور یقین ہے کہ وہ بھی نہیں- حکیم عمر خیام ؎

صانع بجہان گرچہ ہمچوں ظفر نیست ٭ آں نیست بہ معنی و بظاہر ہر نیست
بازیچۂ کفر و دیں اطفال بسیار ٭ بگذر ز مقامے کہ خدا ہم حرفیست

اس کو لوگوں نے کہا کہ تو اثبات وہم کیسے کرتا ہے- جواب رباعی
باآفتاب زوال دید کافتاب کجا ست ٭ پس خدا تعالےٰ اس کے نزدیک وہم کا نقش ہے- یہ اب مسلمانوں میں ملے جلے مومنوں کے لباس میں پھرتے ہیں- ان کے مذہب پر سمنگار پارسی نے کہ سلطان محمود غزنوی کے عہد میں تھا ایک منظوم رسالہ لکھا- اس میں حکایات اور دلائل اور شہادتیں اپنے مطلب کے موافق جمع کیں اور اس

مذہب کو دوسرے مذاہب پر ترجیح دی - اس وجہ سے کہ جو کچھ اہل ادیان نے اپنے عقاید سے ذکر کیا ہے - یعنی خدا کا موجود ہونا اور جبروت و ملکوت اور بہشت و دوزخ اور صراط اور حشر و نشر اور سوال و جواب دیکھنا اور نہ دیکھنا خدا کا اور قدم و حدوث عالم کا - یہ سب اُن کے مذہب میں درست ہے کہ وہمی اور وہمیوں سے بسبب وہم کے ظاہر ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہم کو وہم سے دیکھینگے اور اپنے مذہب کے ثبوت میں کہتا ہے کہ فرزانے کہتے ہیں کہ اپنے آپ سے غافل ہم نہیں ہو سکتے - حال یہ کہ یہ اپنے آپ کو نہیں پہچان سکتے - کیونکہ بعضے اس پر قائم ہیں کہ جس چیز کو انسان کہا جاتا ہے اور جو چیز گویندہ اور مخاطب ہوتی ہے ایک جوہر مجرّد ہے کہ جو بدن سے پیوند رکھتا ہے یعنی پیوند تصرف اور تدبیر کا سوائے اس کے کہ بدن میں داخل ہو یا حلول کرے - باوجود اس کے نفس کے حدوث اور قدم میں اختلاف ہے - ایسے ہی چند گروہ تجرد نفس ناطقہ کے منکر ہیں - ایک دوسرے کے برخلاف باتیں کرتے ہیں - پس جب اپنے آپ کو نہیں پہچانتے - افلاک اور ستاروں اور عقول اور خدا کو کیا جانینگے؟ اور ممکن نہیں کہ کوئی اپنے آپ کو نہ جانے مگر وہ کہ جو کچھ چیز نہ ہو۔

کامگار نے سمرادیوں کی نشاط انگیز حکایتیں اپنے رسالہ میں لکھی ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک سمرادی نے اپنے پیشکار کو کہا کہ جان اور جہان کے لوگ ہستی نہیں رکھتے - صرف خیالی وجود رکھتے ہیں - پیشکار نے بوقت فرصت سمرادی کے گھوڑے کو چھپا رکھا اور سواری کے وقت ایک گدھے پر زین ڈال کر لے آیا - سمرادی نے پوچھا کہ گھوڑا کہاں ہے؟ پرستار نے کہا کہ وہ آپ کا وہم تھا - گھوڑا موجود نہ تھا - سمرادی نے جواب دیا کہ سچ ہے - پس گدھے پر سوار ہوکر اور چند قدم چل کر اترا اور زین گدھے سے اتار کر خدمتگار کی پیٹھ پر رکھ کر تنگ کھینچا اور منہ میں لگام دے کر سوار ہوا اور زور سے کوڑے مارنے لگا - پرستار روتا ہوا کہتا تھا کہ یہ کون آئین ہے؟ سمرادی کہتا کہ تازیانہ تو ہے ہی نہیں لیکن تو اپنے وہم سے ایسا خیال کرتا ہے -

آخر پیشکار نے پشیمان ہوکر گھوڑا حاضر کیا ۔ اور کتاب میں دیکھا گیا کہ ایک سمرادی نے ایک مالدار فقیہہ کی دختر سے کدخدائی کی ۔ زوجہ نے اپنے خاوند کے عقیدہ پر واقف ہوکر ظرافت یعنی مسخری کرنی چاہی ایک سمرادی شراب کا بھرا ہوا شیشہ لایا ۔ عورت نے اس کی غیبت میں شراب نکال کر اس میں پانی بھر رکھا ۔ جب بادہ نوشی کا وقت آیا عورت سونے کے پیالہ میں کہ خاص ملک زوجہ کا تھا وہ پانی بھر کر دینے لگی ۔ سمرادی نے کہا کہ تو شراب کی جگہ پانی دیتی ہے ۔ عورت نے جواب دیا کہ سوائے وہم کے کچھ نہیں ۔ یہ پہلے ہی شراب نہ تھی ۔ سمرادی بولا سچ ہے ۔ پیالہ مجھے دے کہ ہمسایہ کے گھر سے شراب بھر لاؤں پس وہ زرین پیالہ لے کر باہر گیا اور پیالہ بیچ کر زر قیمت سے ایک مٹی کا پیالہ خرید کر شراب سے بھر لایا ۔ عورت نے پوچھا کہ وہ پیالہ کہاں گیا ؟ کہا کہ تو طاقت وہم سے پیالہ کو سونے کا گمان کرتی تھی ۔ آخر عورت نے ظرافت سے توبہ کی ۔ اس گروہ میں سے کہ جہان کے وجود کے قائل نہیں مگر ہستی خیالی کے چند آدمیوں کو ۱۰۴۸ ہجری لاہور میں نامہ نگار نے دیکھا ۔ ایک کاجو کہ یہ دو بیت فرایج کے اس کے ہاتھ سے لکھے گئے ہے

جہاں دانی ہمہ سمواد باشد ۔ ترا گر فتر یزداں داد باشد
نہ سمرادست گفتن نام سمراد ۔ ہمیں سمراد ہم سمراد باشد

سمراد = سمواد وہم کو کہتے ہیں ۔ اسمٰعیل صوفی اردستانی نے اس مضمون کو بہ فارسی آمیختہ کرکے متحارف نظم فرمایا ۔ رباعی

گویم سخنے اگرچہ دور از فہم ست ۔ او را کش مکن وگرنہ بہ تو رحم ہستا
عالم وہم است و وہم ہم وہم بود ۔ این ست کہ وہم گفتہ ام ہم وہم است

دوسرا نیکخو جس سے سمرادی نامہ کا نگارش کا حاصل کیا ۔ سوم شاد کیش ۔ چہارم ماہیار ۔ یہ چاروں سوداگری کا کام کرتے اور مسلمانوں کی مانند نام بھی رکھتے تھے

چھٹی نظر ۔ خدائیوں کے عقائد میں

یہ گروہ خدا داد کا پیرو ہے جو کہ ضعف سلطنت جمشید اور تسلط ضحاک

کے عہد میں ایک موبد تھا۔ وہ کہتا ہے کہ عقول و نفوس مجردہ اور کواکب اور آسمان خدا کے مقرب ہیں۔ جو ان میں سے دیگر مخلوقات سے اقرب بحق ہو۔ اُس کا رتبہ زیادہ ہے۔ باوجود اس کے کسی مجرد اور مادہ کو رسانندہ مطلب نہیں سمجھتے اور رسول کی کچھ حاجت نہیں۔ کیونکہ اگر کسی وسیلہ سے خدا کی جستجو کرتا خدا پسند نہیں کرتا اور خدا کے سوا اَور کسی کو نہ پوجنا چاہیئے۔ سنہ ۱۰۴۹ ہجری میں کاموش اور فرتوش کو کہ جو ان میں سے تھے۔ نامہ نگار نے لاہور میں دیکھا ؏

ساتویں نظر۔ راویاں کے آئین میں

اس فرقہ کا پیشوا راد کوند ہے کہ جو ایک بہادر اور نکوکار اور کم آزار اور دانا شخص تھا۔ آخر عہد جمشید اور ابتدائے تسلط ضحاک میں صاحب جاہ ہوگیا۔ وہ کہتا ہے کہ ایزد آفتاب ہے۔ کیونکہ اُس کا فیض تمام مخلوقات کو پہنچتا ہے۔ اور فلک چہارم کہ ساتوں آسمانوں کے درمیان ہے اُس کا قرارگاہ ہے۔ جیسے کہ اُس کی ذات خیر محض یعنی صرف نیکی ہے اُس کا مکان بھی خیریت پر دلالت کرتا ہے۔ باوجود اس کے اُس کا فیض سب علوی و سفلی اجرام کو برابر پہنچتا ہے اور دل کہ بدن کا بادشاہ ہے وسط سینہ میں قرار گیر ہے۔ ویسے ہی نامدار بادشاہ اپنا دارالسلطنت ولایت کے درمیان مقرر کرتا ہے۔ تاکہ فیض اور سیاست اُس کی سب جگہ برابر رہے۔ اسی میں خلقت کا آرام اور انتظام ہے۔ کواکب اور افلاک اور موالید کی روح آفتاب کی روح سے ہے اور اُن کا جسم اُس کے نورِ جسم سے۔ اور نیکوں کی بازگشت طرف اُس کی یا اَور کواکب کی کہ جو اُس کے مقرب ہیں ہوسکتی ہے۔ اور گنہگار عالم عنصری میں رہ کر تکلیف پاتا ہے۔ اُس نے یہ مذہب اپنے یاروں پر پوشیدہ طور ظاہر کیا۔ اور عہد ضحاک میں بے خوف کہنے لگا۔ اس فرقہ میں سے ہرمز اور تیرہ کیش کو کہ بہت شہروں میں دانا اور پرہیزگار اور آزار جاندار سے دور تھے۔ اور سنہ ۱۰۵۲ ہجری میں کابل کو پنجاب سے جاتے تھے۔ راولپنڈی میں نامہ نگار نے ان کو دیکھا ؏

آٹھویں نظر شیدرنگیوں کے دین میں

شید رنگ ایرانی پہلوان مرد اور دانشور تھا خلقت کو دُکھ نہ دیتا - اس نے اواسط حکومت ضحاک میں سر نکالا تھا - ضحاک نے اُس کو سرافراز کیا اور شید رنگ اپنے مذہب کی طرف لوگوں کو بُلاتا - اُس کے پیرو بہت ہو گئے وہ کہتا کہ خو اور طبیعت خدا ہے - اُس کے آئین پر آدمیوں اور جانوروں کا حال مثل گھاس کے ہے کہ دور ہوجاتے اور پھر اُگتے ہیں - بیل آذر نام سوداگر اس فرقہ سے ۱۲۸۰ھ ہجری میں نامہ نگار کو کشمیر میں ملا ۱۲

نانویں نظر پیکریوں کے عقیدہ میں

پیکر ایک شخص دانشمند اور ستودہ کار ایران کا رہنے والا تھا - کہ جس نے اواسط حکومت ضحاک میں اپنے شاگردوں سے کہا کہ ایزد متعال آگ ہے - اُس کے شعلہ سے ستارے ظاہر ہوئے اور اُس کے دھوئیں سے آسمان - چونکہ آگ گرم و خشک ہے - لہذا آگ کی گرمی سے ہوا جو گرم تر ہے اور ہوا کی تری سے پانی کہ جو سرد تر ہے اور پانی کی سردی سے مٹی کہ سرد خشک ہے پیدا ہوئی - اور ان چاروں سے مرکبات تامہ و ناقصہ ظاہر ہوئے ۱۲ پیکری کیشوں سے پیکر پشدہ اور جہاں نورد کہ جدول کشی اور مصوری اور نقاشی میں بے نظیر تھے - ۱۲۵۱ھ ہجری میں نامہ نگار کو گجرات پنجاب میں ملے ۱۲

دسویں نظر میلانیوں کے دین اور آئین میں

میلان ایرانی سپاہیان نامدار سے تھا - پیکر مذکور کے زمانہ میں اُس نے بہت لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف بُلایا - اُس کا اعتقاد یہ ہے کہ حقیقی موجود ہوا ہے - جو کہ گرم و تر ہے - اُس کی گرمی سے آگ اور تری سے پانی اور آگ کے شعلوں سے ستارے اور اُس کے

دھوئیں سے آسمان۔جیسا کہ کہا گیا پیدا ہؤا۔اور پانی کی سردی سے زمین پیدا ہوئی ❊ رہام اس فرقہ میں سے تھا کہ نقاشی سے گذارہ کرتا۔نہایت کامل مُصوّر تھا۔وہ کسی شہر میں آرام نہ کرتا۔نامہ نگار نے سنہ ۱۰۴۰ھ میں بمقام کشمیر شیدوش کے گھر میں اُسے دیکھا ❊

گیارھویں نظر۔آلاریوں کے طریق میں

آلار ایک ایرانی مرد تھا۔وہ دانش میں مشہور اور عہد ضحاک کے اخیر میں صاحب جاہ ہؤا اور ضحاک کے حکم سے قلعہ دار بنا۔اُس کا مذہب یہ ہے کہ خدا پانی ہے۔پانی کے جوش سے آگ ہوئی اور آگ سے آسمان اور کواکب جیسا کہ مذکور ہؤا۔اور پانی کی تری سے ہوا اور اُس کی سردی سے خاک ❊ اندریمان اسی فرقہ سے تھا۔کمانداری اور تیر اندازی اور نیزہ بازی اور سواری وغیرہ فنون سپاگری میں کامل تھا۔وہ بزرگ زادوں کی تعلیم سے گذارہ کرتا تھا۔کہ جسکو نامہ نگار نے سنہ ۱۰۴۰ھ میں بمقام کشمیر شیدوش کے گھر دیکھا۔میلاد بھی اس فرقہ کا آدمی تھا خوشنویسی میں ماہر اور قصّہ خوانی اور افسانہ گوئی میں بے نظیر تھا۔وہ بھی نامہ نگار کو کشمیر میں ملا اور ہمصحبت ہؤا ❊

بارھویں نظر۔شیدابیان کے مذہب میں

شیداب مشہور طبیب ایران اور منظور نظر اعیان تھا۔وہ آخر عہد ضحاک میں موجود تھا۔وہ کہتا تھا کہ واجب الوجود خاک ہے۔اُس کی خشکی سے آگ ظاہر ہوئی اور آگ سے آسمان اور کواکب اور اُس کی سردی سے پانی اور پانی کی تری سے ہوا۔جب چار عنصر آپس میں ملے موالید ثلاثہ موجود ہوئے ❊ مہران پزشک اس طائفہ سے تھا۔لاہور سے کشمیر تک سنہ ۱۰۵۰ ہجری میں نامہ نگار کا ہمسفر رہا۔ایسے ہی خاکی اس فرقہ سے تھا کہ تجارت کرتا اور صاحب سامان تھا۔لاہور میں اُس سے ملاقات ہوئی اور اسی سال میں جوان شہر نام سے کہ

نستعلیق لکھتا اور وارستہ شیدابیوں سے تھا - لاہور میں صحبت ہوئی۔

تیرھویں نظر - آخشیوں کے آئین میں

آخش پارسی نژاد موبد تھا - دانا اور خلقت پر مہربان - شیداب کا چھ بد وہ لوگوں کو اپنے مذہب کی دعوت کرتا - کہتا ہے کہ عنصریات کا مادہ خدا ہے - یہ جو کہتے ہیں کہ خدا نظر نہیں آتا - مادہ عنصری کی طرف اشارت ہے - کیونکہ وہ بلے پیکر نظر نہیں آتا - اور یہ جو کہتے ہیں کہ خدا سب جگہ موجود ہے - اس سے وہی مادہ مُراد ہے - کیونکہ چاروں پیکروں میں خود وہی ہے - اور یہ جو کہتے ہیں کہ سوائے خدا کے سب چیزیں فانی ہیں - اس سے یہی مُراد ہے کہ عناصر استحالہ پذیر ہیں یعنی بدل جاتے ہیں اور مادہ اپنے حال پہ باقی ہے اور آفتاب اور کواکب اور شہب و نیازک یعنی ٹوٹنے والے تارے اور خطوط طویل نورانی اور دُمدار تارے وغیرہ - سب آتش کے تابع ہیں - نامہ نگار نے اس گروہ سے شیدا نامے کو بلباس سوداگری بمقام کشمیر سنہ ۱۰۳۲ ہجری میں دیکھا - اور یہ جو کچھ یہاں لکھا اُسی سے سُنا اور نامہ آخش سے پڑھا تھا اور اسی شیداب المشہور شمس الدین کا ایک رسالہ ہے - اس مذہب میں مُدلل بہ آیات قرآنی اور احادیث آباد سے اور اس طائفہ کے نزدیک کہ راویان کے پیچھے مذکور ہوئے - بازگشت اور رجعت یعنی پھر آنا نہیں ہوتا - مگر اس طرح ہے کہ نُطفہ غذا سے موجود ہوتا ہے - پھر جب بدن بگڑ جاتا ہے - گھاس بن کر جانوروں کی غذا ہوجاتا ہے - اور ثواب و عقاب یعنی پُن پاپ ان کے مذہب میں نہیں - لیکن بہشت سوائے اچھے کھانے پینے اور سواری اور شہوت رانی وغیرہ - جیسے لذت کے نہیں جانتے - اس مذہب کے نکالنے والے اور اس پر چلنے والے جاندار کو نہیں دُکھاتے اور ان کے نزدیک دختر بہن ۔ ماں - ماسی اور اُن کی اولاد سے جماع کرنا روا ہے - کہتے ہیں کہ اصل پیدا ہونے دختر کا وہ پانی ہے کہ جو ذکر یعنی عضو تناسل سے نکلا اور رحم میں پہنچا - پس دونو جہت سے اس کو باپ کے ذکر سے نکوہش یعنی بُرائی نہیں - ایسے ہی بھائی

اور بہن کے نکلنے کی راہ ایک ہے۔پس ان کی آمیزش سے نجاست نہ چاہئے۔کہتے ہیں کہ ہرگاہ تمام بدن مادر سے نکلا ہے۔اگر ایک عضو اعضا میں سے باہر نکلا ہوا پھر داخل ہو بُرا نہیں۔اس گروہ کے ایک آدمی کو اس کے ہمشرب نے پوچھا کہ تو مادر کا کیا لگتا ہے۔جواب دیا کہ جب باپ کی پیٹھ میں تھا خاوند۔جب شکم میں پڑا اور باہر آیا فرزند ہوا۔کہتے ہیں بیٹی۔بہن اور ماں سے آمیزش کرنا ستودہ ہے۔کیونکہ یہ واقف اور محرم ہیں۔غیر سے ملنا بے شرمی ہے۔اگر ان میں سے بہم نہ پہنچے۔بیگانہ سے جماع کرنا حرام نہیں۔لیکن اس عورت سے جماع کرنا کہ جس کا خاوند جیتا ہو وہ انصاف سے بعید سمجھتے ہیں۔لیکن اس کے ساتھ خاوند کی جیاتی میں جماع کرنا بھی وہ بُرا نہیں سمجھتے کہ جس کا خاوند اجازت دیوے۔ہر عورت خواہ ان کی مادر یا کسی کی دختر ہو۔اگر بیوہ ہو بشرط منظوری طرفین بیاہنے کے لائق ہے۔اگر کوئی شخص اپنی عورت کو دوسرے مرد کے پاس جانے کی اجازت دے۔ایسی عورت سے آمیزش کرنا جائز ہے اور ان کے نزدیک بصورت جنابت یعنی جماع کے غسل کی ضرورت نہیں۔کہتے ہیں کہ عضو تناسل کے سوائے اور عضو نہ دھونا چاہئے۔جیسے کہ کسی شخص کے کئی پارچہ بستنی میں ہیں۔ایک ان میں سے پلید ہو جاوے۔کیا ضرورت ہے کہ سب پاک کئے جاویں۔کہتے ہیں کہ منی نکلنے سے پلید ہوا ہوا جسم غسل سے پاک نہیں ہو سکتا۔کیونکہ منی سے سب بدن بنا ہوتا ہے۔جب تر ہوا زیادہ پلید ہو جائیگا۔باوجود اس کے وہ منی کہ جو پلید ٹھہرائی گئی ہے دور نہیں ہو سکتی۔کیونکہ تمام بدن منی سے ہے۔کہتے ہیں کہ لوگوں کی عادت ہے کہ اچھے کو بُرا اور بُرے کو اچھا جانتے ہیں۔جب نیکی کرنی چاہتے ہیں بے آزار جانوروں کو قتل کرتے ہیں اور اس کو بُرا نہیں جانتے اور بعض سور کا گوشت کھاتے اور لحم گاؤ سے پرہیز کرتے ہیں۔اور بعض اس کا خلاف کرتے ہیں۔اگر کوئی اپنی عقل خدا داد سے سوچے معلوم ہوگا کہ ہماری بات صحیح ہے۔وہ جو پانچویں نظر سے لے کر یہاں تک مذہب مذکور ہوا اس مذہب کے لوگ مسلمانوں سے ملے ہوئے رہتے ہیں۔نام اپنا

یہ لوگ مسلمانوں کا سا بھی رکھتے ہیں اور اپنے مذہب کی مانند بھی رکھتے ہیں۔ اور ایران اور توران کے شہروں میں متفرق طور پر بستے۔ لیکن گبروں سے دور رہتے ہیں ۱۱

چودھویں نظر۔ زردشتیوں کے احوال میں

فرزانہ بہرام ابن فرہاد نے یزدانی کتاب شارستان میں لکھا ہے کہ بہدین کے علماء کہتے ہیں کہ ایزد تعالےٰ نے روح مُقدس زردشت کی متعلق ایک درخت کے پیدا کی جس نے ممکنات اعلےٰ علیین کو ایجاد کیا اور اس درخت سے عقل اوّل مُراد ہے۔ کیونکہ عقل اول ایسا درخت ہے کہ سب ممکنات اُس کے پھل ہیں اور یہ جو کہتے ہیں کہ زردشت کی روح کو اُس سے ملا ہوا رکھا۔ اشارت اس بات کی ہے کہ زردشت کا نفس ناطقہ عقل اوّل کا ایک پرتو ہے۔ کیونکہ زردشت کے کمالات سب اُسی درخت کے چمکارے ہیں۔ موبد سروش یزدانی سے سُنا گیا کہ بہدین کے علماء کہتے ہیں کہ زردشت کے باپ کے گھر کی ایک گائے تھی کہ جو صبح کے وقت چراگاہ کو جایا کرتی۔ حسب تقدیر اُس گائے نے ایک درخت دیکھا کہ جس کے پتے گرے ہوئے پڑے تھے۔ گائے نے وہ پتے کھائے۔ اس سے بعد سوائے اُن پتوں کے کہ جو اُن درختوں سے خشک ہوکر خود بخود گر پڑتے تھے۔ کچھ نہ کھایا کرتی۔ جب اُن کا دودھ ہوا۔ زردشت کے باپ نے پیا اور وہ نطفہ ہوکر زردشت کی ماں کے رحم میں ٹھیرا۔ غرض اس تقریر سے یہ ہے کہ سبز پتوں کے کھانے سے روح نباتی کو آسیب پہنچتا ہے۔ اگرچہ روح نباتی رنج و الم کو معلوم نہیں کرسکتی۔ لیکن وہ گائے بہت خشک پتے کھاتی تھی تاکہ کسی روح کو آسیب نہ پہنچے۔ اگر وہ دودھ نکالا نہ جاتا۔ اُس کے پستان درد کرنے لگ جاتے۔ پس ایزد تعالےٰ نے اپنے پیغمبر کی پیکر دودھ سے بنائی۔ کہ ہرگز اُس میں کسی جانور کو دُکھ نہ پہنچا۔ جب اسقدر معلوم ہوا۔ زرتشت بہرام کہ زردشتی دین کا موبد ہے۔ کہتا ہے کہ جب بہرام بُرائیوں سے بھر کر دیو یعنی شیطان کے ماتحت ہوا۔ یزدان نے چاہا کہ ایک

پیغمبر پیدا کرے - اور اس والا جنبہ کے لائق سوائے نژاد فریدون کے کوئی نہ تھا - کہتے ہیں کہ اس عہد میں پورشسپ ابن تپیرسپ فریدون کے کنبہ سے ایک آدمی تھا - اس کی جورو کا نام دغدویہ تھا اور وہ بھی فریدون کے تخم سے تھی - ایزد متعال نے ان دونو کو گوہر زردشت کے واسطے سیپ بنایا - جب حاملہ ہوئے دغدویہ پر پانچ مہینے گذرے اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک اندھیرا بادل اس کے گھر کے گرد ظاہر ہوا - جس نے روشنی مہر و ماہ کو ڈھانپ لیا اور خوفناک بادل سے موذی درندہ و پرندہ وچرندہ برسنے لگے اور ایک غالب درندہ نے اپنے پنجہ سے دغدویہ کا پیٹ پھاڑ کر بچہ نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا - دوسرے درندے اس کے گرد ہوئے - دغدویہ نے شور کرنا چاہا - زردشت نے مانع ہوکر کہا کہ خدا میرا مددگار ہے - اندیشہ مت کر - لاچار وہ چپ رہی - اسی وقت ایک روشن پہاڑ نے آسمان سے اُتر کر اندھیرے بادل کو پھاڑ ڈالا - سب موذی بھاگنے لگے - جب نزدیک ہوا ایک نورانی جوان نکلا اس کے ایک ہاتھ میں نور کی ایک شاخ - دوسرے میں داوگر کی کتاب تھی اس کتاب کو درندوں کی طرف پھینکا - سب گھر سے چلے گئے مگر گرگ و پلنگ و شیر یہ تین موجود رہے - جوان نے نورانی شاخ ان کو ماری جس سے وہ جل گئے - اور اس جوان نے زردشت کو لے کر اس کی ماں کے پیٹ میں رکھ کر دغدویہ کو کہا کہ کچھ فکر و غم نہ کر - تیرے بیٹے کا نگہبان یزدان ہے اور یہ لڑکا خدا کا گرامی پیغمبر ہوگا - پس آنکھوں سے غائب ہوا - دغدویہ جاگی اور اس اندھیری رات میں اپنے ہمسایہ کے گھر گئی جو سپنوں کی تعبیر کیا کرتا تھا - یہ خواب سنایا - معبّر یعنی تعبیر کنندہ نے جواب دیا کہ اس فرزند سے آفتاب کی طرح تیرا نام جہان پر ہوگا - جا اپنا زائچہ (جنم پترا) لا تاکہ اس کو دیکھوں - اس نے ایسا ہی کیا - معبّر نے بعد تامل کے کہا کہ تین روز تک اس راز کو پوشیدہ رکھ - چوتھے دن کو آکر جواب دے - اس نے ایسا ہی کیا - چوتھے دن جب دغدویہ اختر شناس کے پاس گئی - اس کو دیکھ کر ہنسا اور منجمانہ تامل کرکے خواب کی تعبیر کہنے لگا - کہ جس رات تو نے یہ خواب دیکھا - حمل کو پانچ ماہ تئیس دن ہوئے تھے - جب پیدا ہوگا زردشت

نام ہوگا۔ اُس کے دشمن برباد ہوں گے۔ لیکن پہلے بہت کوشش سے
مقابلہ کرینگے اور تو بدکاروں سے بہت دُکھ پاویگی یعنی درندوں سے کہ
جن کو تو نے خواب میں دیکھا ہے ؎

سرانجام فیروز و شادان شوی ٭ بایں پور نازادہ نازاں شوی ۲

دوسرا یہ کہ تو نے دیکھا کہ ایک جوان آسمان سے مع شاخ نورانی اُترا
یہ فرہ ایزدی یعنی خدائی مدد ہے کہ سب بُرائیوں کو دور کریگی اور وہ
کتاب کہ اُس کے ہاتھ میں تھی۔ پیغمبری کا نشان ہے کہ جس کے سبب
وہ سب پر فیروزمند ہوگا اور وہ تین درندے کہ جو باقی رہے۔ دشمن قوی
ہیں کہ جو فریب کے ساتھ زردشت کی تباہی میں کوشش کرینگے۔ آخر
برباد ہونگے اور ایک بادشاہ دین ﷺ کو ظاہر کریگا اور زردشت کی قوت
سے دُنیا اور آخرت کا سردار ہوگا۔ اے دغدویہ زردشت کی قربان بری
کا بدلہ بہشت اور نافرمانی کا ثمرہ دوزخ ہے۔ کاش میں بھی اس کے پیغمبری
عہد میں ہوتا تو اُس کی خدمت میں جان بازی کی مراسم بجا لاتا ٭
دغدویہ نے پھر منجم سے پوچھا کہ میرے حمل کے ایام تجھے کیسے معلوم ہوئے
جواب دیا کہ عقل اور نجوم کی طاقت سے۔ اور اُن کتابوں کی خبر سے
جن میں اُس کے پیدا ہونے کا حال مذکور ہے ٭ پس دغدویہ نے گھر
آکر یہ راز پورشست کو کہا اور یہ مژدہ سپنیرسپ کو پہنچایا۔ سب نے
شکر ایزدی ادا کیا ٭ جب زردشت پیدا ہوا۔ جیتے ہی ہنسا ٭ چنانچہ اُس کی
ہنسی کی آواز عورات ہمسایہ نے کہ وہاں حاضر تھیں۔ سُنی اور پورشست
نے ؎

بدل گفت کایں فرۂ ایزدی ست ٭ جز ایں ہر کہ از مادر آید گریست
پس زردشت نام رکھا مصرع درست آمد از خواب گو آں سخن ٭
پس زردشت نام رکھا۔ عورات کو زردشت کی ہنسی پر رشک ہوا۔
اور یہ معجزہ ظاہر ہوا حتے کہ خسرو دوران سرون تک کہ وہاں کا حاکم تھا
پہنچا۔ وہ جادوگری اور اہرمن پرستی میں سربلند اور زردشت کے ظہور
سے آگاہ تھا۔ اور اُس نے جادوگروں اور منجموں سے سُنا ہوا تھا کہ
وہ دین ﷺ ظاہر کریگا۔ اور آہرمنی آئین کو بگاڑیگا۔ ناچار زردشت کے
بالین پر آکر فرمایا کہ اُس کو مہد (گہوارہ) سے اُٹھا کر ایک تیغ زن کو

دیدیں تاکہ اس کو مار ڈالے - جب اس نے شمشیر سے مارنا چاہا - اس کا
ہاتھ خشک ہوگیا - ناچار رنجور اور بیمار اس گھر سے نکلا - اور تمام جادوگر
اور اہرمن پرست کہ اس زمانہ میں سوائے اُن کے اور کوئی نہ تھا بہت
گھبرائے اور ڈرے اور ایک تودہ لکڑی اور نفت اور گوگرد کا بنا اور اس
کو آگ لگا زردشت کو اس کے باپ سے چھین کر اس میں ڈال
دیا - اور مژدہ دہی کے واسطے بادشاہ کے پاس گئے لیکن خدا کی مدد سے

ہماں آتش تیز چوں آب شد ** بدو در زراتشت در خواب شد

زراتشت کی ماں نے بعد اطلاع پانے کے جنگل میں جا کر اپنے گرامی
بیٹے کو خاکستر سے اُٹھا لیا اور پوشیدہ طور پر گھر لے آئی - بعد ایک عرصہ
کے اس کا آگ سے چھوٹنا ظاہر ہوا - جادوگروں اور دیووں اور اہرمنو
نے زردشت کو لے جا کر ایک تنگ کوچہ میں ڈالدیا - جہاں بیلوں کا
رہگذر تھا تاکہ اُن کے پانوں کی ضرب سے مارا جائے - لیکن خدا کی مدد
سے ایک تنومند بیل نے زردشت کو اپنے دونو پانوں میں لے لیا
جب کوئی بیل اس کی طرف آتا اپنے سینگوں سے ڈرا دیتا اور دور
ہٹا دیتا تھا - جب بیل گذر چکے وہ بیل بھی اس کو چھوڑ گیا - دغدویہ بعد
تلاش کے اپنے گرامی فرزند کو اُٹھا کر گھر لائی - جب یہ خبر دورانسروں بادشاہ
کو پُہنچی حکم دیا کہ اب کی دفعہ زردشت کو اوّل سے بہت تنگ کوچہ
میں ڈال دیں - جب اُنہوں نے ایسا ہی کیا - گلہ سے ایک گھوڑے
نے بڑھ کر اس کی حفاظت کی - دغدویہ بہت سختی کے بعد اس کو گھر
لائی - دورانسرون نے پھر خبر پا کر فرمایا کہ بھیڑیوں کے گھروں میں جا کر
اُن کے بچے مار دیں اور وہاں زردشت کو چھوڑ آویں تاکہ غصے سے
پھاڑ ڈالیں - ایسا ہی کیا گیا - رات کے وقت جب بھیڑیوں نے اپنے
بچوں کو مرا ہوا اور ایک لڑکے کو روتا ہوا پایا - اُن کے زبردست سردار
نے زردشت پر حملہ کیا - الّا منہ بند ہوگیا - اس معجزہ کو دیکھ کر سب
بھیڑیئے ڈرے اور دایہ کی طرح زردشت کے سرہانے بیٹھ رہے اور دو
میش نے پہاڑ سے آ کر اُسے دودھ دیا اور گرگ اور میش صبح تک
اکٹھے رہے - دن کو اس کی ماں اُسے اس خوفناک جگہ سے گھر
لائی - جادوگروں نے جب یہ معجزہ سُنا - مشورہ کے واسطے انجمن کی

ایک بڑا جادوگر جس کو پرتروش (پوران تروش بولتے تھے) بولا کہ
زروشت تمہاری تدبیروں سے تباہ نہ ہوگا - کیونکہ خدا اس کا مددگار ہے
اور فرایزدی اس کے ساتھ ہے - بہمن (جس کو جبرئیل کہتے ہیں)
زروشت کو خدا کے پاس لے جائیگا - اور خدا اس کو سب اسراروں
سے آگاہ کرکے پیغمبر بنا بھیجیگا اور دادگر بادشاہ اس کے دین کا مددگار
ہوگا - اور جادوگروں اور دیووں کا زمین پر پتا نہ لگے گا - زروشت
کے باپ نے پرتروش سے پوچھا کہ اس کے طالع کیسے ہیں اور تولد کے
وقت ہنسی کا کیا باعث ؟ پوران تروش نے کہا کہ زروشت تیرا فرزند سردار
اور سب آسمان سپید اس کے مددگار ہوں گے - اور یہ لڑکا خلقت کو راستی
کی ہدایت کریگا - اور ژند اور اُستا کو ظاہر اور جادو کو برباد کریگا - اور
گشتاسپ بادشاہ اس کا مذہب قبول کریگا - پورشست اس مژدہ سے
بہت خوش ہوا - اسی عہد میں برزین کروس نے کہ ایک بوڑھا بہت
ہوشیار اور بیدار مغز تھا - پورشست سے درخواست کی کہ زروشت کو وہی
پرورش کرے - پورشست نے منظور کرکے فرزند اس کو دیدیا - جب زردشت
سات برس کا ہوا - پوران تروش اور دورانسرون اس کے گھر آئے اور جادو
و فسون سے اس قدر خوف ظاہر کیا کہ گھر کے لوگ بھاگ گئے لیکن
زروشت خدا کی مدد سے نہ ڈرا - ناچار جادوگر شرمندہ ہوکر چلے گئے - بعد
عرصہ کے زروشت بیمار ہوگیا - جادوگر بہت خوش ہوئے - پوران تروش کہ جو
جادوگروں کا افسر تھا ایک دوا پر جادو پھونک کر اور مٹی سے آلودہ
کرکے زروشت کے پاس لایا اور کہا کہ اس دارو کے کھا لینے سے سب
دکھ جاتا رہیگا - زروشت نے اپنی روشن دلی سے سب حال جان کر
دارو لے کر خاک میں پھینکدیا اور اس کو دارو کے ساتھ مٹی ملا لینے
کی خبر دی اور کہا ؎

دگر تو دگرگونہ اندیشی سگال [illegible] تا باز گیم [illegible] بر شتاب
نشانی تو ہر سو [illegible] خدا [illegible] کہ گیتی [illegible] او [illegible]

ناچار جادوگر جلد سازی سے پشیمان ہوکے - کہتے ہیں کہ اس زمانہ
میں جادوگری سے بہتر کسی آئین کو نہیں جانتے تھے اور ظاہرا
جادو ان سے ترقی پاتے تھے اور جادوگر بواسطہ شیطان سے تعلیم پاتے تھے

ستوو ند مر دیو ناپاک را ٭ چناں چوں کنوں ایزد پاک را
اور پوروشسپ بھی اُسی راہ پر چلتا - زردشت کے باپ نے ایک دفعہ
دورانسروں اور پرتروش وغیرہ چند عمدہ جادوگروں کو ضیافت پر بلایا
جب کھا چکے - پرتروش جادوگروں کے افسر کو کہا کہ کوئی ایسا نیرنگ
دکھا کہ جس سے دل خوش ہو - آج تم سب ساحروں کے بڑے ہو -
زردشت سن کر خفا ہوا اور باپ کو کہا - اس راستہ ناصواب کو چھوڑ کر
یزدان کے مذہب میں آ کہ جادوگری کا انجام دوزخ ہے - پرتروش نے
اس بات سے بھڑک کر زردشت کو کہا کہ تو اور تیرا باپ کیا چیز ہے؟
سب روے زمین کے زیرک میرے روبرو ایسی گستاخی نہیں کر سکتے -
تو مجھ سے نہیں ڈرتا اور مجھے نہیں جانتا - اس گستاخی کے بدلے تیری
نسبت ایسے جھوٹ لوگوں کو سناؤں کہ تیری رونق جاتی رہے ؎
ترا از ہمہ خلق گم باد نام ٭ مبیناد ہرگز دلت ہیچ کام
زردشت نے جواب دیا کہ تو اگر میرے حق میں جھوٹ کہیگا اپنے
آپ کو خدا اور خلقت کے آگے رسوا کریگا - میں اس کے بدلے سچ
ہی کہونگا اور دلیلوں اور براہین سے تجھے عاجز کرونگا ؎
بفرمان دارندۂ دادگر ٭ کنم کار ما لیک تو زیر و زبر ٭
تب حاضرین اس خورد سال کی خردمندانہ باتوں سے شرمسار ہوئے اور
پوراتروش بھی شرمندہ ہوکر گھر کو گیا - رات کو بیمار ہوکر مع بیمار داروں کے
مرگیا ٭ زردشت جب پندرہ برس کا ہوا - جہان میں دل نہ باندھتا اور
دنیوی اسباب کو اس کے آگے کچھ قدر نہ تھی - غصہ اور شہوت سے ڈرتا -
رات دن ایزد پرستی میں کوشش کرتا - جس کسی کو بھوکا پیاسا برہنہ دیکھتا
اس کو خورد و آشام اور پوشش دیتا - لاجرم نہایت امانت اور دیانت میں
مشہور ہوگیا - ہرچند اپنے آپ کو چھپاتا تھا - جب تیس برس کا ہوا کئی ایک
مرد و زن اپنے رشتہ داروں میں سے ساتھ لے کر ایران کو گیا - رستہ
میں دریا پر پہنچے - کشتی موجود نہ تھی چونکہ عورتوں کا برہنہ ہونا خصوصاً
بیگانوں کے سامنے ناجائز ہے - اُن کے پار کرانے میں تامل ہوا - ناچار
خدا کے آگے رویا اور دریا سے پار اترنے میں مدد چاہی - پس خدا کے
فضل سے اس طرح پار گئے کہ سوائے تہ پاؤں کے کچھ تر نہ ہوا آخر

اسفندارمذ اخیر میں اسفندارمذ کے دن کہ شمسی مہینے کا آخری روز ہے سرحد ایران میں پہنچا - اُن دنوں ایرانیوں کا بڑا جشن تھا کہ سب چھوٹے اور بڑے وہاں جمع ہوتے - زردشت اُس طرف چلا - ایک رات ایک منزل میں آرام کیا اور اپنی روشن روانی سے خواب میں دیکھا کہ ایک لشکر کش باختر یعنی مغرب سے نکلا - کینہ جوئی سے ہر طرف سے اُس کا راستہ بند کیا گیا اور دوسرا لشکر نیمروز یعنی مشرق سے وہاں آیا - دونو آپس میں لڑے - مغربی لشکر بھاگ گیا - گزارندہ خواب نے یہ تعبیر کی کہ جب زردشت خدا کے پاس جاکر پوشیدہ راز پاکر واپس ہوگا - یہ دین کو ظاہر کریگا - دیو اور جادوگر اس خبر سے آگاہ ہوکر مستعد پرخاش کے ہونگے اور اس حال سے میدیوماہ جو خدا کا فرشتہ ہے - خبردار ہوکر دین یہ اختیار کریگا - اس پذیرائی سے استا وژند کو باآواز بلند پڑھینگے اور اُس آواز سے دیو اور جادوگر بھاگ جائینگے - بعد دریافت تعبیر کے جشن گاہ میں جاکر خوش ہوا - جب جشن گاہ سے واپس ہوا - اردیبہشت ماہ آدھا گذر چکا تھا اور وہ مہر کا دن تھا کہ تاریخ پندرہ ماہ شمسی کی ہے - اور ایک گہرے چوڑے دریا پر پہنچا جس کا نام اوستا میں داہتی ہے - اور اپنے آپ کو خدا کو سونپا کر پانی پر قدم رکھا - پہلے پانی زردشت کی ساق تک پہنچا - پھر زانو تک - پھر کمر تک - پھر گردن تک - اس کی تعبیر ایسی کرتے تھے کہ چار حصے ہوجانا پانی کا اشارت ہے کہ نو ہزار سال میں یہ دین چار مرتبہ تازہ ہوگا - پہلے زردشت کے ہاتھ سے کہ یہ دین کا پیغمبر ہوگا - دوسری بار ہوشیدر سے تیسری بار ہوشیدر ماہ سے - چوتھی مرتبہ سوسیاش سے - کہ یہ سب زردشت کے نطفہ سے ہونگے - جب زردشت پانی کے کنارہ آیا - اپنا سر و تن دل کی طرح دھویا اور پاک کپڑے پہن کر نماز پڑھنے لگا - اسی دن بہمن نام بڑا فرشتہ نورانی کپڑے پہنے ہوئے آیا - جس کو اہل اسلام جبرئیل بولتے ہیں - اس نے زردشت سے پوچھا کہ دنیا سے کیا چاہتا ہے؟ زردشت نے جواب دیا کہ مجھے سوائے رضا خدا کے کوئی خواہش نہیں اور راستی کے بغیر میرا دل کچھ نہیں مانگتا اور جانتا ہوں کہ تو مجھے نیکی کی رہنمائی کریگا - پس بہمن نے کہا اُٹھ

خدا کے پاس چل - اور جو چاہتا ہے خدا سے سوال کر - وہ اپنے کرم سے سود مند جواب دیگا - پس زردشت نے اُٹھ کر حسب فرمودہ بہمن کے ایک لحظہ آنکھیں بند کیں - جب آنکھیں کھولیں - اپنے آپ کو روشن مینو یعنی بہشت میں پایا - پس ایک مجلس دیکھی - جس کے نور سے اپنے سایہ کو دیکھا اور پھر اس سے چوبیس قدم کے فاصلہ پر دوسری نور سرشت انجمن دیکھی - جس کی پرستار حور تھی فرشتوں نے آکر زردشت کو تپاک سے پوچھا - اور ایک دوسرے کو دکھایا - زردشت نے یزدان کے پاس جا کر ساتھ دل خوش اور بدن خوفناک کے نماز ادا کی ۔
جاننا چاہیئے کہ ظاہر پرست بہدینوں کا یہ اعتقاد ہے کہ بہمن انسان کی صورت پر ہے اور زردشت بجسد عنصری آسمان پر گیا - خردمندوں کے مذہب پر ایسا ہے کہ بہمن کا بصورت انسانی آنا اور آدمیوں کی طرح بات کرنا اس بات کی طرف اشارت ہے کہ آدمی کی حقیقت مجرد اور بسیط ہے نہ کہ جسم و جسمانی یعنی بحالت تجرّد - بہمن زردشت پر ظاہر ہوا - آنکھ باندھنے سے مُراد تعلقات بدنی کا دور کرنا ہے - جب روح مجرّد ہوا - جاودانی بہشت یعنی آسمانوں پر چڑھا - فرشتوں کی پہلی مجلس سے نفوس علویہ - دوسری سے وجود عقول سماوی مُراد ہے اور فرشتوں کا پوچھنا یہ ہے کہ نفس علوی جہان سے ہے اور بطور مسافری یہاں آیا ہوا ہے - جب بہمن اور عقل کی کوشش سے ترقی کی - سروش خوش ہوئے - پس عالم مجردات میں آیا اور خدا کے پاس پہنچا - زردشت کی دلخوشی سے یہ مُراد ہے کہ اس جہان میں خوف نہیں اور بدن کی خوفناکی حضرت حق کے جلال کا نشان ہے - پس خدا سے پوچھا کہ زمینی بندوں سے کون اچھا ہے؟ یزدان نے جواب دیا کہ وہ شخص جو راستی دار اور راست ہو - دوسرا وہ کہ جو راستی پر چلے اور کاہلی سے آنکھ ڈھانپے - تیسرا آگ اور پانی اور جانداروں پر مہربان ہو - کیونکہ آدمی ایسی عقل اور کاموں سے دوزخ سے چھوٹ کر بہشت میں پہنچتے ہیں - اے زردشت دُنیا میں جو شخص ظالم اور مخلوقات کو دُکھ دینے والا اور نافرمان اور سرکش ہو یہ باتیں اس کو سُنا کہ اس سرکشی سے اگر باز نہ آویگا تو ہمیشہ دوزخ میں رہیگا - پھر

زردشت نے کہا کہ اے وارندہ داورگر جو فرشتے تیرے نزدیک برگزیدہ ہیں۔ تو مجھے اُن کے نام سے آگاہ کر۔ تاکہ میں اُن کا دیدار کروں اور ان کی باتیں سُنوں۔ پھر تو مجھ کو آہرمن بدکیش سے کہ جہاں کے نیک و بد کے انجام سے اور آسمان گردندہ کے کام سے اور طرح طرح کی چیزوں سے آگاہی بخش۔ ایسے ہی سب نہفتہ راز جو اُس کے دل میں تھے خدا کو کہے۔ جواب آیا کہ نیکی کے کرنے والا اور خیر و خوبی کا خواہاں میں ہوں۔ میں بُرائی نہیں کرتا ہوں اور بد کرنے کا حکم نہیں دیتا ہوں اور خلقت کو دُکھ دینے والا نہیں ہوں۔ تمام بُرائی آہرمن اور اُس کے لشکر کا کام ہے۔ جن کے باعث سے اُن کو ہمیشہ دوزخ میں رکھنا مجھ پر واجب ہے۔ پس زردشت کو گردش افلاک اور حرکات کواکب اور اُن کی سعد و نحس تاثیر پر آگاہ کیا اور بہشت روشن اور حور و قصور اور فرشتے دکھائے۔ تمام اسرار اور علوم کا عارف و واقف کیا۔ چنانچہ زردشت نے ہستی سے انجام تک سب راز معلوم کئے اور آہرمن کو دوزخ میں دیکھا کہ جو زردشت کو دیکھ کر شور و شر کرتا اور کہتا تھا کہ ایزدی دین چھوڑ دے۔ تب تو دُنیا میں سب مقاصد پاویگا۔ جب زردشت خدا کے راز کا واقف ہُوا۔ اُس نے ایک آگ کا کُنڈ دیکھا اور یزدان کے حکم سے اُس میں سے گذرا۔ اُس کے تن کو کچھ رنج نہ پہنچا۔ پھر بہت سی گالی ہوئی روئیں اُس کے سینہ پر ڈالی گئی۔ اُس کا ایک بال بھی بیکار نہ ہُوا۔ پھر اُس کا پیٹ پھاڑ کر سب کچھ نکال کر درست کیا۔ زخم کا اثر ہرگز نہ رہا۔ پس داور نے زردشت کو فرمایا کہ تو آگ کے پہاڑ سے گذرا اور پیٹ سے پھاڑا گیا۔ تجھ کو لوگوں سے کہنا چاہئے کہ جو شخص دین بہ سے پھر کر آہرمن کیطرف جائیگا۔ وہ اسی طرح خون نکال کر آگ میں ڈالا جاویگا اور بہشت میں نہ پہنچ سکیگا۔ اور وہ گالی ہوئی روئیں کہ تیرے سینہ پر پہنچ کر برف کی مانند سرد ہوئی اور مضرت نہ پہنچا سکی۔ نشان اس بات کا ہے کہ ایک گروہ آہرمن کے حکم سے بہدین کو نہ مانیگا پس ایک موبد دین بہ میں ظاہر ہوکر ان کا مقابلہ کریگا ؎

دلِ مردم اندر گمانے بوَد ٭ پس ایں را دانی نشانے بوَد

بامداد و رباد مارا سفت ۔۔۔ دہد ہر کسے راز ہر گونہ پند
پس وہ روئیں اپنے تن پر ڈالے گا۔ کچھ ایذا نہ پاویگا۔ اور یہ معجزہ دیکھ کے لوگ جان و دل سے راہ راست کو قبول کرینگے۔ پس زردشت نے دادگر سے پوچھا کہ لوگ تیری ستائش کیسے کیا کریں اور قبلہ اُن کا کون ہوئے جواب دیا کہ خلقت کو آگاہ کر کہ میری پرستش کے وقت روشن اور فروغمند چیز کی طرف مُنہ کریں تاکہ آہرمن ان سے بھاگے۔ اور روشنی سے بہتر جہان میں کوئی وجود نہیں۔ کیونکہ میں نے نور سے بہشت اور حوروں کو بنایا اور ظلمت سے دوزخ کو پیدا کیا ؎

ہر انجا کہ باشی ز ہر دو سرا ۔۔ ز نورم نہ بینی تو پردختہ جا
پس زردشت کو اُستا وژند سکھا کر کہا کہ یہ نامور کتاب گشتاسپ شاہ کو سُنا۔ تاکہ اُس سے طاقت پاوے اور اُس کو ہدایت دے کہ مجھے سب کوئی نیکوکار جانے اور کوئی مجھے بلے داوگر نہ کہے۔ اور موبدوں اور لوگوں کو کہنہ کہ جادو چھوڑ دیں ع بیفزود بر آفرین خدا ۔۔ جب زردشت کامیاب ہوکر یزدان سے واپس ہوا۔ اُس کو بہمن امشا سفندان نے جو گوسپندوں کا سردار ہے۔ پذیرا کر کے کہا کہ گوسپندوں اور اُن کے رمہ کو میں نے تیرے سُپرد کیا۔ موبدان اور روان اور لوگوں کو ہدایت کرکہ ان کو اچھی طرح رکھیں۔ اور ان کے بچگان اور جوانوں کو غرضکہ سب چارپایوں کو قتل نہ کریں۔ کیونکہ ان سے لوگوں کو بہت فائدہ ہے ع ہمیدون نشاید باسراف کشت ۔۔ گوسپندوں کو میں نے یزدان سے قبول کیا۔ تو اب مجھ سے قبول کر۔ اور میری باتوں کو جھوٹا مت جان۔ جوان اور بوڑھے کو منع کر اطاعت کریں۔ زردشت نے قبول کیا ۔۔ اور موبد سروش کہتا تھا کہ یزدانی کہتے ہیں کہ جب بہمن نے جوان چارپایہ کا مارنا منع کیا۔ دانا جانتا ہے کہ بوڑھا بھی مارنے کے لائق نہیں۔ ایک یہ کہ اُس نے جوانی میں خدمتیں کیں۔ خدمتگذاری کا عوض یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ جان سے مارا جاوے۔ دوم پیری میں اُس سے جوان پیدا ہوسکتے ہیں۔ پس بعض جگہ میں جو زردشت نے بدون اسراف یعنی کثرت کے زند بار کا مارنا جائز رکھا ہے۔ مراد

یہ ہے کہ بہیمی صفات اپنے آپ سے دور کریں اور اسراف نہ کرنے کے معنی یہاں یہ ہیں کہ بتدریج رذائل کو چھوڑیں۔ چنانچہ بہت کھانا بہیمی صفت ہے۔ اس کو یکبارگی چھوڑنا ممکن نہیں۔ آہستہ آہستہ خورش گھٹانی چاہئے۔ چنانچہ سی کیشوں کے باب میں کہا گیا ہے۔ بہمن امشا سفند کے پیچھے اردے بہشت نے پیش ہوکر زردشت کو کہا کہ اے یزداں مقبول میرا ایک پیام گشتاسپ شاہ کو جا کر سُنا کہ میں نے آگ کا کام تیرے سُپرد کیا۔ تو ہر شہر میں بعزت مکانات بنا اور اوقات معین فرما کہ ہیربد یعنی خادم اس کی پرستش کریں۔ کیونکہ وہ انوار خدا میں سے ایک نور ہے۔ تو نہیں دیکھتا کہ سب اس کے محتاج ہیں۔ اور وہ خلقت سے سوائے ہیزم کے کچھ نہیں مانگتے ؎

زمرگ و ز پیری نہ ترسد تنش ؛؛ چو ہیزم نہادی بہ ہیراسنش

جب عطریات جلائے جاویں تو انجمن کو معطر کرتے ہیں اور بوئے ناخوش سے وہی پہنچاتے ہیں۔ اور جاڑے کے رنج کو دور کرتے ہیں کہ یزدان نے میرے سُپرد کی۔ میں تجھے سونپتا ہوں۔ جو شخص تیری نصیحت سے سر پھیریگا۔ دوزخ میں گرفتار اور خدا اس سے بیزار ہوگا جب زردشت اس سے گذرا۔ شہریور امشا سفند نے بڑھ کر زردشت سے کہا کہ جبکہ تو آسمان سے زمین کو جاتا ہے۔ لوگوں کو ہدایت کر کہ ہتھیاروں کو روشن۔ تیز۔ آراستہ اور تیار رکھیں۔ جنگ میں نہ بھاگیں اور مردانگی کریں۔ کیونکہ اپنا مکان دوسروں کو نہ دینا چاہئے ؛؛ پس اسفندارمذ نے پیش ہوکر بعد سلام کے کہا کہ خدا کا حکم یہ ہے کہ زمین کو پاکیزہ رکھیں۔ اور خون و پلیدی اور مُردہ کو وہاں چھوڑیں جہاں زراعت نہ ہو ؎

زشاہاں بود آں کسے بہتریں ؛؛ کہ کوشد بہ آباد کردن زمیں

جب زردشت نے وہاں سے مُنہ پھیرا۔ خورداد نے بعد سلام کے کہا کہ آب رواں اور تالاب و کنوئیں وغیرہ سب میں نے تجھے سونپے لوگوں کو کہہ کہ ؎

ازو زندہ باشد تن جانور ؛؛ وزو تازہ باشد ہمہ بوم و بر

مُرداروں کو ان سے دور رکھیں۔ یعنی خون اور مُردوں سے ان کو

آلودہ نکریں - کیونکہ جو جو ترکاریاں ایسے پانی سے پکائی جاویں گی بدمزہ ہوجاوینگی - پھر مرواد نے زردشت کو کہا کہ نباتات کو بیہودہ خراب نہ کریں اور نہ اکھاڑیں ع کزو راحتِ مردم و چارپا ست ٭ اور اے وخشور یعنی پیغمبر خدا موبدوں کو ہر ایک ولایت ہیں اور ایک ایک دانا ہر شہر میں بھیج - تاکہ ان باتوں سے خلقت کو خبردار کریں اور اُستا کو پڑھیں - اور کستی کو کہ بہدین اور دینداری کی علامت ہے کمر پر باندھا کریں کہ چار گوہر کو پاک رکھیں

مثنوی

بدیں چار گوہر تن جانور ٭ سرشت ست داوار فیروز گر
بہاں بہ کہ پاکیزہ دارند شاں ٭ ز انعام ایزد شمارند شاں

سمجھنا چاہئے کہ یہ سب فرشتے کہ جو زردشت سے ہمسخن ہوئے وحی یعنی الہام تھا کہ جو ایزدی پیغام اور زیادتی رتبہ سے مراد ہے یعنی ایزد نے بلا توسط ملایک زردشت سے گفتگو کی اور ہستی کا سب راز اُس کو دکھایا - پس زردشت تمام راز خدا سے پاکر جہان عنصری کی طرف آیا - جادوگروں اور دیووں نے اپنے لشکر سمیت اُس کا راستہ بند کیا اور کہا کہ اُستاد ژند کو پوشیدہ رکھ - کیونکہ تیرا فریب اور افسوں ہم میں مؤثر نہیں ہونا چاہئے - اگر ہم کو پہچانیگا - ان سے پھر جاویگا - زردشت نے یہ بات سُن کر اُستاد ژند کا ایک باب بلند آواز سے پڑھا دیو سُنتے ہی زمین کے نیچے چھُپ گئے - اور جادوگر کا نیچے اور ساحروں کا ایک حصّہ مرگیا - اور دوسروں نے پناہ چاہی ٭ موبد سروش کہتا تھا کہ کتاب مہین سروش میں مذکور ہے کہ بہدین کے علماسے کہتے ہیں کہ جب زردشت نے دیووں پر فتح پائی اور گستاسپ شاہ کے دیکھنے کا ارادہ کیا تو اُس کے راستہ میں دو بادشاہ ظالم کافر تھے - زردشت نے اُنہیں اپنے دین کی طرف بلایا اور نیکی کرنے اور بدی سے پھیرنے کی ہدایت کی - ان دونو نے نہ مانا - ناچار اُس نے دعا کی کہ ہوا سخت چلنے لگی اور اُن بادشاہوں کو ہوا نے زمین سے اُٹھا کر ہوا میں معلّق رکھا - لوگ جمع ہوکر اس مشاہدہ سے حیران ہوئے - آخر جانوران ہوائی نے اُن کا سب گوشت و پوست کھایا - اور اُن کی استخوان زمین پر گر پڑیں ٭ زرتشت بہرام کہتا ہے کہ جب زردشت

ظفر کے بعد شہنشاہ گشتاسپ کے دربار میں آیا۔ خدا کا نام لے کر
خسرو کے پاس جانے لگا۔ پہلے ایک صف دیکھی۔ جسمیں سردار
اور پہلوان ایران اور دوسری ولایتوں کے کھڑے تھے۔ اُس کے
آگے دو صفیں جسمیں حکیم اور دانا اور فرزانہ حسب مراتب دانش بیٹھے
ہوئے تھے۔ کیونکہ یہ بادشاہ داناؤں کا نہایت دوستدار تھا اور بادشاہ
کو تخت پر گرانمایہ تاج پہنے ہوئے دیکھا۔ زردشت نے بزبان فصیح
بادشاہ پر آفرین کی *فرزانہ بہرام ابن فرہاد یزدانی نے شارستان میں
لکھا ہے کہ بہدین کے علماء کہتے ہیں کہ جب زردشت گشتاسپ کی
مجلس میں آیا۔ اُس کے ہاتھ میں روشن آگ تھی کہ جو ہاتھ نہ جلاتی
تھی۔ اُس آگ کو گشتاسپ کے ہاتھ میں دیا۔ وہ بھی نہ جلا۔ اور
جب دوسروں کے ہاتھ میں دی۔ تب بھی سوزش ظاہر نہ ہوئی۔
پس گلی ہوئی روئیں چند بار اُس کے سینہ پر ڈالی گئی۔ اُس کے
بدن کو کچھ مضرت نہ پہنچی۔* بہرام کہتا ہے خسرو ایران نے وخشور کی
قدر معلوم کی۔ اور جلد کرسی منگا کر حکیموں کی صفوں کے آگے اپنے
تخت کے روبرو بچھوائی۔ زردشت بادشاہ کے حکم سے اُس پر بیٹھا
اور گرامی گوہر جو دل میں رکھتا تھا ظاہر کئے۔ حکیم اور عالم راست و
چپ سے آکر مباحثہ کرنے لگے۔ آخر ایک ایک ملزم ہوکر واپس ہوا
کہتے ہیں کہ اُس دن تیس حکیم کہ جو بادشاہ کے دائیں بیٹھے ہوئے
تھے۔ زردشت کے مناظرہ سے عاجز آئے اور اُس کی دانائی کے قائل
ہوئے اور اس کے صدق پر گواہی دینے لگے۔ ایسے ہی تیس حکیم کہ
بائیں بیٹھے تھے ملزم ہوئے۔ جب ایسے حکیم جنکا ثانی ہفت کشور
میں نہ تھا ملزم ہوئے۔ خسرو نامدار نے وخشور دانا کو آگے بلایا اور علوم
اور اخبار پوچھے۔ تمام جواب مسکت یعنی چپ کرانے والے پائے ناچار
بادشاہ نے پیغمبر خدا کو اپنے محل کے پاس ایک گھر رہنے کو دیا اور
فیلسوف یعنی حکیم تنگ دل اپنے گھروں میں آئے۔ تمام رات باہم
مشورہ اور کتابوں کا مطالعہ کرتے رہے تاکہ علے الصباح زردشت سے
بحث کریں اور وخشور گھر میں آکر حسب عادت مستمرہ صبح تک کھڑا
خدا کی پرستش میں مصروف رہا۔ دوسرے دن زردشت اور حکیم گشتاسپ

کے پاس جمع ہوئے - اگر حکماء حق کے خلاف کوئی بات کہتے - زردشت
اُس کے ابطال یعنی جھوٹے کرنے میں سینکڑوں عقلی اور نقلی دلیلیں
لاتا جو کچھ آپ کہتا اگر اسپیر حکیم برہان مانگتے - سو سو برہان سے واضح
کرتا - لاچار گشتاسپ نے وخشور کا مرتبہ بڑھا کر نام اور نسب اور شہر
پوچھا - زردشت نے سب حال کہہ کر کہا کہ اے بادشاہ کل کو ہرمز
دن ہے یعنی اوّل ماہ - حکم دے کہ سب سپہ سالار جمع ہوں اور
فیلسوف بھی حاضر ہوں تاکہ ان کی مانند سب کو چپ کراؤں اور
سکت جواب دوں - اس سے پیچھے وہ پیام کہ جو اپنے رکھتا ہوں کہونگا
گشتاسپ نے ایسے ہی حکم دیا - سب گھر کو آئے اور زردشت اپنی
عادت پر رات بھر عبادت میں کھڑا رہا - اور حکماء نے آپس میں کہا
کہ اس بیگانہ آدمی نے دو مرتبہ ہم لوگوں کو لاچار کیا اور عزت بگاڑی
او بادشاہ کے نزدیک بیٹھ گیا ہے - پس جیحموں نے عداوت سے
زردشت کو ملزم کرنے کے واسطے مشورہ کیا ؎

بدیں شرط ہر یک سوئے خانہ رفت ۔۔ در اندیشہ یک تن دراں شب نخفت

تیسرے دن امراء اور فضلاء اور حکماء بادشاہ کے پاس جمع ہوئے اور
زردشت بھی گیا - اور علماء اور حکماء نے جو بحدو یکدگر مکابرہ یعنی تعصب
کیا - آخر زردشت نے سب کو ملزم کیا - جب فیلسوفوں کو دم مارنے کی
طاقت نہ رہی - زردشت کو سب سے اونچا بٹھایا - بعدہٗ وخشور نے
گشتاسپ کو کہا کہ میں خدا کا بھیجا ہؤا ہوں - جس نے آسمان اور زمین
اور ستاروں کو پیدا کیا - اور بندہ کو بے منت روزی دی - اور تجھے عدم
سے وجود میں لایا اور اس قدر ترقی بخشی کہ بادشاہ تیرے پرستار ہوئے -
اس نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے - پس اُستا وژند کو غلاف سے نکال کر
کہا کہ یہ کتاب خدا نے مجھے دی اور مجھ کو اس فرمان واجب الاذعان
یعنی اُستاوژند کے ساتھ لوگوں کی طرف بھیجا ہے - جو کوئی فرمان یزدان
کی اطاعت کریگا - خدا دُنیا میں کامگار اور آخرت میں بہشت سے برخوردار
کریگا - اگر تو اس کا حکم نہ مانیگا - خدا خفا ہوگا - اور تیری رونق ٹوٹ
پڑیگی اور آخر دوزخ میں جائیگا ؎

مکن ہیچ بر گفتۂ دیو کار ۔۔ ازیں پس ز فرمانِ من سر گذشتہ

شہنشاہ نے کہا کہ تیرے پاس کون برہان اور کون معجزہ ہے؟ اسکو ظاہر کر۔ تب جہان میں تیرا دین ضرور پھیلاؤنگا۔ زردشت نے کہا کہ میری ایک برہان اور معجزہ یہ کتاب ہے کہ اُسکے سُننے والے کے پاس دیو اور جادو نہیں رہتا اور اس میں دونو جہان کے بھید اور گردش ستاروں کا علم ظاہر ہے اور ایسی کوئی چیز نہیں کہ اس میں نہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ تھوڑا سا اُس آسمانی کتاب سے مجھے سُنا۔ زردشت نے جب ایک فصل اس کتاب کی پڑھی تو گشتاسب کو اُس ساعت میں جیسا چاہیئے پسند نہ آئی۔ پس بادشاہ نے کہا۔ تو جس قدر دعوے کرتا ہے جلدی سے راست نہیں ہوسکتا۔ چند روز تک میں ژند اُستا کے تمام مضامین کو سُنوں تو اُس کے حسن و قبح کو معلوم کرسکوں۔ پس معلوم کروں۔ تم اپنی عادت مستمرہ پر آتے رہو۔ زردشت ع بداں خانہ آمد کہ فرمود شاہ۔ حکماء رنجور۔ باہر آئے اور زردشت کے مارنے کا مشورہ کرنے لگے زردشت جبکہ گھر سے باہر آتا۔ تالی (کنجی) بادشاہی دربان کے سپرد کرتا فیلسوفوں نے اُس کو ورغلا کر زردشت کے گھر کی تالی لے لی اور دروازہ کھول کر گربہ (بلی) کا خون اور کُتے کا سر اور مُردوں کی ہڈیاں پوٹلیوں میں باندھ کر زردشت کے بالین میں رکھ دیں اور دروازہ بند کرکے تالی پھر اُسی پلید دربان کو دیدی اور بابت چھپانے اُس راز کے قسم لے لی۔ پھر بادشاہ کے پاس آکر زردشت کو دیکھا کہ وہ بادشاہ کے نزدیک بیٹھا ہے اور خسرو ژندواُستاد کا مطالع کرتا ہے ع عجب ماندہ در خط و گفتار او۔ حکیموں نے کہا کہ یہ ژندواُستا تمام جادو ہے اور یہ آدمی جادو گر ہے کہ جس نے اپنے نیرنگ سے بادشاہ کے دل کو نرم کر لیا ہے تاکہ مُلک میں شور و شر پھیلاوے۔ گشتاسپ نے کہا کہ زردشت کے گھر جاکر احتیاطاً سب اسباب اُٹھا لاؤ۔ چنانچہ وہ لوگ سب اسباب کھانے اور پینے اور پہننے کا اور سب پوٹلیاں و بستنیاں بادشاہ کے پاس اُٹھا لائے۔ جب اسباب کھول کر دیکھا۔ تب ناخن و بال حکیموں کے رکھے ہوئے نکلے۔ خسرو نے نہایت غضبناک ہوکر زردشت کو کہا کہ جادو گری تیرا کام ہے۔ یہ ماجرا دیکھ کر وخشور یزدان حیران رہا اور بادشاہ کو کہا کہ مجھے ہرگز خبر نہیں۔ دربان سے تحقیق کیجاوے

جب دربان سے پوچھا گیا مظہر ہوا کہ گھر کا دروازہ زردشت نے بند کیا وہاں
ہوا کو بھی گذر نہ تھا شہنشاہ نے خفا ہوکر زردشت کو کہا کہ یہ پوٹلیاں آسمان
سے نہیں آئیں کہ بالین میں چھپ گئی ہوں پھر خوفناک ہوکر اوستاوژند کو
پھینک دیا اور زردشت کو جیلخانہ میں قید کیا اور حاجب کو چھوڑ دیا کہ اسکا
وظیفہ پہنچاوے اور عزت سے رکھے چند روز جب زردشت قید میں رہا
حاجب ایک روٹی و پانی کا پیالہ دیتا تھا گشتاسپ کا ایک کیانی گھوڑا
اسپ سیاہ نام تھا جسپر بادشاہ جنگ میں چڑھا کرتا تھا ؎

چو بہ پشت او رزم ساز آمدے - بفیروزی انجام باز آمدے ٭

سائیس نے صبح کے وقت اس گھوڑے کو بے دست و پا پایا یعنے اسکے
ہاتھ پانوں پیٹ میں گھسے ہوے تھے جب گشتاسپ کو خبر ہوئی طویلہ میں
جاکر بیطار یعنے چارپایوں کے طبیبوں اور حکما اور علما کو بلایا ہرچند معالجے
اور جادو کیے گئے موثر نہوئے بادشاہ نے اسدن بہ سبب محبت گھوڑے
کے کچھ نہ کھایا اور لشکر غمناک رہا اسی باعث سے شام تک زردشت کو
وظیفہ نہ ملا بھوکا رہا شام کے بعد حاجب خورش لایا اور اسپ سیاہ کا حال
کہا زردشت نے اسسے کہا کہ بوقت صبح خسرو کو کہدے کہ میں اسکا علاج
کرسکتا ہوں دوسرے دن حاجب نے بادشاہ کو پیغمبر یزدان کا پیام پہنچایا
خسرو نے حاجب کو زردشت کے حاضر کرنے کا حکم دیا اسنے پیغمبر کو رہائی
کا مژدہ دیا پیغمبر حمام میں گیا بعد غسل گشتاسپ کے پاس آیا بادشاہ کو
دعا دی گشتاسپ نے اسے اپنے پاس بٹھایا اور اسپ سیاہ کا حال سنایا ؎

اگر زانکہ بے شبہہ پیغمبری - مر این اسپ را باصلاح آوری ٭

زردشت نے کہا کہ اگر تو چار کام کرنے کا عہد کرے گا ہر چاروں پانوں
گھوڑے کے ظاہر و موجود دیکھے گا بادشاہ نے کہا مجھے منظور ہے لیکن وہ
کون سے ہیں - کہا کہ اسپ سیاہ کے سر پر جاکر کہوں گا جب گھوڑے کے
پاس گئے زردشت نے بادشاہ کو کہا کہ دلمیں تصدیق اور زبان سے اقرار کر
کہ بدون شبہہ و شک زردشت خدا کا پیغمبر ہے خسرو نے کہا کہ قبول کیا پس
وخشور خدا کے آگے رویا اور داہنے ہاتھ کو گھوڑے پر پھیرا تو دایاں ہاتھ نکلا بادشاہ
اور لشکر نے آفرین کی بعدہ بادشاہ کو کہا کہ اسفندیار نیل کو فرما کہ مجھسے عہد کرے

کہ یزدانی دین کی ترقی پر کمر باندھونگا شاہزادہ نے مانا اور عہد کیا پیغمبر نے دعا
مانگی اور گھوڑے کا دایاں پانوں درست ہوا پھر کہا کہ ایک امین میرے ساتھ
بانوے بانوان کے پاس بھیج تاکہ وہ بھی دین کی راہ پر آوے خسرو نے
قبول کیا زردشت نے محلسرا میں جاکر کتابون کو کہا کہ اُس خدا نے مجھے
بھیجا ہے جسنے تجھے گشتاسپ کی عورت اور اسفندیار کی مادر بنایا مجھے خدا نے
بادشاہ کے پاس بھیجا تو بہدین میں آ وہ دل و جان سے پیغمبر پر ایمان
لائی پھر زردشت نے دعا مانگی گھوڑے کا دوسرا پانوں بھی درست ہوا پھر کہا کہ
اے بادشاہ دربان کو بُلا اور تحقیقات فرما کہ وہ جادوگری کا اسباب میرے گھر
میں کس نے رکھا خسرو نے دربان سے نہایت سیاست سے پوچھا کہ اگر سچ
نہ کہے گا تو مارا جائیگا اُسنے ڈر کر بعد درخواست جان بخشی کے وہ تمام رشوت
بادشاہ کے آگے رکھی اور فریب حکیموں کا ظاہر کیا گشتاسپ نے خفا ہوکر چاروں
فیلسوف کو سولی پر کھینچدیا زردشت نے خدا سے سیکھی ہوئی دعا پڑھی اور چوتھا
ہاتھ بھی شکم سے نکلا اور گھوڑا کود کے کھڑا ہوگیا ایران کے بادشاہ نے سر و ہاتھ
زردشت کے چوم کر اپنے پاس تخت پر بٹھایا اور گناہوں کا عذر چاہا اور دخشور
کا اسباب واپس دیا اور ایسے ہی بہ دینی عالم کہتے ہیں کہ لہراسپ وزیر گشتاسپ
کا بھائی ایسا بیمار ہوگیا کہ طبیبوں نے علاج سے ہاتھ کھینچا اُسنے بھی زردشت
کی دعا سے صحت پاکر ایمان آوری کا اقبال کیا۔ زراتشت بہرام کہتا ہے کہ
ایکدن زردشت بادشاہ پاس آیا گشتاسپ نے اُسسے کہا کہ مجھے خدا سے چار آرزو
ہیں پیغمبر دعا کرے اول یہ کہ اپنا رتبہ آخرت میں دیکھوں۔ دوم جنگ میں کوئی
زخم میرے بدن پر موثر نہ ہو تاکہ دین بہ کو ظاہر کروں۔ سوم یہ کہ جہان کا
نیک و بد کام کا حقہ معلوم ہوجاوے۔ چہارم یہ کہ قیامت تک میری روح بدن
کو نہ چھوڑے۔ زردشت نے کہا میں یہ چاروں چیز خدا سے مانگونگا۔ نظم

ولیکن تو باید گزین ہر چہار ۔ یکے خویشتن را کنی خواستگار
سہ حاجت ز بہر سہ کس بہ گزین ۔ کہ تا من بخواہم ز داد آفرین
نہ بخشد بیک کس مر این ہر چہار ۔ از یرا کہ گوید منم کردگار

خسرو نے قبول کیا نماز شام کے وقت زردشت گھر کو گیا اور بادشاہ کی
خواہش کی بابت دعا مانگتا ہوا سوگیا یزدان نے اُسے خواب میں دکھایا کہ
قبول ہوئیں۔ دوسرے دن جب خسرو تخت نشین تھا زردشت حاضر ہوا

ایک لمحہ کے بعد دربان نے جلدی آکر بادشاہ کو کہا کہ چار سوار نہایت مہیب دروازہ پر ہیں ع ندیدم بدینگونہ ہرگز سوار ۔ شہنشاہ نے زردشت سے پوچھا کہ یہ کون ہیں ؟ ابھی سخن تمام نہ ہوا تھا کہ چاروں سوار سبز پوش اور مسلح یعنے ہتھیار پہنے ہوے آے یہ چار خدا کے مقرب فرشتے تھے ایک بہمن دوسرا اردے بہشت تیسرا آذر خورداد چہارم آذر گشتاسپ ۔ اُنھوں نے بادشاہ کو کہا کہ ہم خدا کے فرشتے ہیں خدا فرماتا ہے کہ زردشت پیغمبر کو میئے لوگوں کی طرف بھیجا ہے اُسکی تعظیم کرو اور اُسکی ہدایت پر چلو تا کہ دوزخ سے رہائی ہو اور زردشت کو ہرگز تکلیف مت دے جبکہ تیری مراد اُس سے بحصل ہو اُس کے حکم سے سر مت پھیر ۔ شاہ گشتاسپ کہ پوولی میں البرز سا تھا فرشتوں کی دہشت سے تخت سے گر پڑا اور بیہوش ہوا جب ہوش میں آیا دادار کو کہا ہے

منم کہترین بندہ از بندگان ۔ بفرمان تو بستہ دارم میان

جب امشاسفندان یعنے فرشتوں نے جواب سُنا واپس ہوے اس بات پر لشکر جمع ہوا بادشاہ نے کانپتے ہوے لشکر کی نوازش کی ہے

کہ فرمان تو ہست بر جان من ۔ روان ہمچو فرزند یزدان من
فدائے تو دارم تن و جان و مال ۔ بفرمان دارندہ ذوالجلال

وخشور نے کہا کہ مژدہ ہو کہ وہ دعا جو تیری خواہش سے مینے خدا سے مانگی تھی قبول ہوئی پس زردشت نے کہا کہ پشتن یعنے دعا پڑھنے اور پھونکنے کے واسطے خلوت میں شراب اور بوے خوش اور شیر اور نار لاویں جب سامان مذکور جمع ہوا اوستاد زندیشت یعنے اُسپر پڑھی اور پھونکی پس وہ یشتہ مے یعنے پڑھی ہوئی شراب گشتاسپ کو دی بمجرد پینے کے تین دن بیہوش رہا اس عرصہ میں اُس کی روح نے مینو میں جاکر حور و قصور اور غلمان و ولدان وغیرہ بہشتی نعمتیں اور نیکوکاروں کے دیکھے اور اپنا درجہ دیکھا ۔ اور وہ شیر یشتہ پشوتن کو دیا جسکے کھانے سے رنج موت سے چھوٹ کر جاودانی زندگی پائی جسے یزدانی دانا کہتے ہیں کہ جاودانی زندگی سے مراد معرفت ذات خود اور نفس کے ہے کہ ہرگز فنا پذیر نہیں اور شیر اسواسطے مذکور ہوا کہ دودھ بچے کی غذا ہے اور علم روح کی غذا اسی واسطے علم کو شیر سے تشبیہ دی اور زر تسیو یشتہ جاماسپ کو دی جس سے سب علوم اُسکے دل پر پرتو فگن ہوے اُسدن

ہے اُسنے ابد سے قیامت تک سب شدنی یعنے ہونہار کو جان لیا پھر اُس پشتہ نار سے ایک دانہ اسپندیار کو دیا کھاتے ہی روئیں تن یعنے پھول کے جسم والا بنا اور بدن ایسا سخت ہوا کہ کوئی زخم اسپر کارگر نہ ہوسکتا۔ جب بادشاہ جاگا خدا کا شکر کرنے لگا پس زردشت کو بلاکر سب مشاہدہ کہا اور لوگوں کو دین کے قبول کرنے کی ہدایت کی۔ بعدہ تخت پر بیٹھکر وخشور یزدان سے ژند کی چند فصلیں سُنیں اوستا کے پڑھنے سے دیو بھاگ گئے اور زمین کے نیچے چھپے پس موبدوں نے بادشاہ کے حکم سے آگ کے واسطے گنبد بنائے اور ہیربد مقرر اور اوقات معین ہوئے

بادشاہ کو زردشت کا نصیحت کرنا

پس زردشت نے عظمت اور ہیبت باریتعالی کی گشتاسپ کو سُناکر کہا کہ اگر تو خدا کی راہ پر چلیگا خرم بہشت تیرا مکان ہے جسنے یہ راستہ چھوڑا اہرمن اُسے دوزخ میں لیجائیگا اور گرفتار کرنیکے بعد کہے گا کہ تونے خدا کا راستہ چھوڑا تو دوزخ میں پڑا خدا نے بندوں پر بخشش کی اور مجھے اُنکے پاس بھیجا اور کہا کہ بندوں کو میرا پیغام پہنچا کہ بُرا راستہ چھوڑ دیں اور میں اُسکا پیغمبر ہوں تیری طرف اسواسطے آیا ہوں کہ تو لوگوں کو سیدھی راہ پہ لاوے کیونکہ خدا کی راہ پر چلنے کا انجام بہشت ہے اور اہرمن کے طریق پر قدم دھرنے کا نتیجہ دوزخ اور خدا نے مجھے کہا کہ لوگوں کو کہہ کہ جب تم بہ دین میں آوگے بہشت تمہاری جگہ ہے اگر آئین اہرمن پر چلوگے دوزخ تمہارا مقام ہے اور برہان و معجزہ زردشت کا تمہارے لئے دین کی راستی پر دلیل کافی ہے۔ اور معلوم کرو کہ اول جسنے دنیا کو چاہا آخر کو زن و فرزند اور رشتہ داروں کو اُسنے اپنے آپ سے بیگانہ دیکھا خدا نے مجھے سپارش کی اجازت نہیں دی کہ تمہارے گناہوں کو خدا سے عفو کراؤں کیونکہ بدکاروں کی حمایت بدکاری ہے اور اُن کو سزا دینا دینداری ہے اور کہا کہ کردار اور گفتار سے امید رکھو

بگفتار و کردار دارد امید ❊ جہاں بر کارند آں بد روند

اور قرآن میں بھی اسکی خبر ہے یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ صَفًّا لَّا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا یعنے جس دن روح اور فرشتے صف بصف کھڑے ہونگے کوئی کلام نہ کرسکے گا مگر وہ شخص کہ خدا جسکو حکم دیگا اور سچ کہے گا اور جگہ بھی فرمایا ہے اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ

مَنْ يَّشَآءُ تحقیق تو نہیں ہدایت کرسکتا جسکو محبت کرتا ہے لیکن خدا ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے۔ اور حدیث میں پیغمبرؐ نے فاطمہ زہرا کو کہا یَا فَاطِمَةُ لَا تَتَّكِلِيْ اَنْتِ بِنْتِ مُحَمَّدٍ اِعْمَلِيْ اِعْمَلِيْ اے فاطمہ مت تکیہ اسپر کر کہ میں محمدؐ کی دختر ہوں بلکہ عمل کر عمل کر۔ دوسرا خدا نے یہ کہا ہے کہ وہ کتاب جو ہمنے نازل کی ہے کوئی فصیح اور بلیغ اور حکیم و عالم اُس کے مانند نہیں کہہ سکتا اگر کہہ سکتے ہیں کہہ دیں جب کہہ نہ سکینگے عاجز ہوجاینگے اور اُسکو خدا کا کلام جانینگے جیسا کہ کلام ربانی قرآن میں مذکور ہے۔ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ یعنے پس لاؤ تم ایک سورۃ مثل اُس کے دوسرا وے پیغمبر جو نازل ہوئے ہیں آیندہ کی سب خبریں کسی نے نہیں دیں مگر زردشت نے کہ ژند و استا میں تمام نیک و بد قیامت تک جو کچھ ہوگا ظاہر کیا ہوا ہے ؎

نشانہا باکیش با دین و داد * نمودہ است یکیک چو خواہی بیاد
ہمہ نام ایشاں بکردست یاد * زگفتار و کردار و بیداد و داد

دوسرا کسی پیغمبر نے خدا کے پاس اُس لشکر پر کہ ساتھ اُس کے دل سے سیدھا تھا آفرین نہیں کی مگر زردشت نے کہ خدا کے نزدیک آفرین کی ؎

بہ دیندار گفتش کہ با مرکیش * کہ نیکی کنی نیکی آید بہ پیش

دوسرا یہ کہ یزدان نے فرمایا ہے کہ بندوں کو کہہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہینگے بلکہ جب گناہ تمام ہونگے خلاصی پاوینگے لوگوں میں مشہور ہے کہ زردشت آذر آبادگانی تھا لیکن یہہ دین اسکو غیر کہتے ہیں نامہ نگار نے بھی موبد تر رو سے کہ جو نوساری متعلقہ گجرات کا رہنے والا ہے سنا کہ زردشت اور اسکے بزرگوں کا مولد شہر رے ہے ایک موبد نے اوستا و ژند سے باہر لکھا ہے کہ جب بہمن امشاسفند یزدان کے حکم سے زردشت پیغمبر کو آسمان پر لے گیا پیغمبر نے خدا سے مانگا کہ مجھپر موت کا دروازہ باندھ تا کہ میرا معجزہ ہو دادگر نے فرمایا کہ اگر موت کا دروازہ تجھپر باندھوں تو تو ہرگز پسند نہیں کریگا اور مجھسے موت مانگیگا اُسوقت کچھ چیز شہد کی مانند اسکو دی جس کو تھوڑی سی کھاکر بیہوش ہوا اور سپنا دیکھتے ہی ہستی کے راز اور نیک و بد ہونہار کو دیکھا اور یہ بھی دریافت کیا کہ گوسپند پر کسقدر بال ہیں اور درخت

کے پات کسقدر ہیں جب ہوش میں آیا یزدان پاک نے اُس سے پوچھا کہ تونے کیا دیکھا جواب دیا کہ مینے بہت سے ناشکرگذار دولتمندوں کو آہرمن کے ساتھ دوزخ میں اور بہت سے خداپرست اور شاکر تونگروں کو بہشت میں دیکھا اور اکثر تونگران لاولد کو دوزخ میں اور بہت درویشان صاحب فرزند کو بہشت میں دیکھا اور ایک درخت دیکھا کہ اُسکی سات شاخ ہیں اور سب جگہ اُسکا سایہ پہنچا ہوا تھا ایک شاخ اُسکی سونے کی دوسری چاندی کی تیسری پیتل کی چوتھی روئیں کی پانچویں قلعی کی چھٹی فولاد کی ساتویں لوہے سے ملی ہوئی تھی خدا نے اپنے پیغمبر کو کہا کہ یہ ہفت شاخہ درخت جہان ہے کہ فلک اول کی گردش سے سات قسم کی شورش ہوتی ہے سونے کی شاخ سے دراہ اور حذبہ عبارت ہے کہ تو میری درگاہ میں آیا اور پیغمبری کا رتبہ پایا دوم چاندی کی شاخ اشارت ہے کہ زمین کا بادشاہ تیرے آئین قبول کریگا اور دیو گم ہوجائینگے۔ سوم برنجی یعنے پیتل کی شاخ اشکانیوں کی ریاست کا عہد ہے ؎

کسے کو بد انگہ نہ بردیں بود ٭ ازاں پاک دینانش نفریں بود
شوند ایں زماں مایہ بس زورگار ٭ بگیتی پراگندہ و تار تار

چہارم شاخ روئین عہد اردشیر ابن ساسان سے مراد ہے کہ جہان کو دین سے آراستہ اور آئین کو زندہ کریگا از روے برہان کے دین قبول کرینگے کیونکہ مس اور روئین آذرباد کے سینہ پر چھوڑینگے اُسکے بدن کو کچھ آسیب نہ پہنچیگا۔ پنجم قلعی کی شاخ بادشاہی بہرام گور کا نشان ہے کہ جہان کو بہت سکھ دیگا ؎

چو مردم بگیتی شود شاد خوار ٭ بود اہرمن زیں قبل سوگوار

ششم پولاد کی شاخ نوشیرواں کا عہد ہے کہ اُسکی عدالت سے بوڑھا جہان جوان ہوگا اور مزدک بدگہری کریگا لیکن دین کو نقصان نہ پہنچا سکیگا۔ ہفتم شاخ آہن آمیختہ اُس وقت سے مراد ہے کہ تیرا ہزارہ پورا ہوگا اور مزدکین کی ریاست ہوگی اور دین بہ گرامی نہ رہیگا اور ایک گروہ سیہ پوش درویش آزار سب بنام و ننگ و ہنر شور و شر کا دوست مکار اور حیلہ گر کڑوا دل میٹھی زبان اور ناسپاس اور جھوٹے کو اچھا جاننے والا اور دوزخ کو جاننے والا ظاہر ہوکر آتشکدوں میں خلل ڈالے گا اور ایرانی اُنکا دین قبول کرینگے اور آزادوں کا لڑکا لڑکی اُنکے

ہاتھ پڑے گا اور بزرگوں کے فرزند اُنکے پیشکار ہوجائینگے اور وہ پیماں شکن فرقہ بادشاہ ہوجائیگا

کسے را بود نزد شاں قدر و جاہ ٭ کہ جز سوے کسری نباشدش راہ

جب ہزارہ پورا ہوگا بادل بے باران بہت آوینگے اور وقت پر مینہ نہ برسے گا اور گرمی غالب ہوگی اور نہروں کا پانی کم ہوجاوے گا اور گاو گوسپند بہت نہ ہونگے اور آدمی حقیر ترکیب چھوٹے قد کے سست اور بد پیدا ہوں گے

بکاہد تگ اسپ و نیرو سوار ٭ نماند ہنر در تن گاوکار

معزز لوگ نہاں اور بیعزت پیدا ہونگے نوروز و جشن کو نہ جانینگے

بیفتد از مہر کشاید دہاں ٭ بروں افگند گنجہاے نہاں

ترکان بدکار سپاہی ایران میں آکر مہتروں سے تخت و تاج چھین لینگے۔ اے زردشت اپنے موبدوں کو کہدے کہ اس حال سے لوگوں کو خبردار کریں زردشت نے کہا کہ اُس زمانہ میں بہدین لوگ کیسے پرستاری کرینگے جواب ہوا کہ دوسری مرتبہ جب ہزارہ شروع ہوگا لوگ اسقدر دکھ دیکھینگے کہ ضحاک اور افراسیاب کے عہد میں بھی نہ دیکھا ہوگا جب ہزارہ تمام ہوگا بہدینان میں سے کوئی نہ بچے گا

ز ہر جانب آہنگ ایراں کنند ٭ بسم ستورانش ویراں کنند

زردشت نے کہا کہ ہرمز کے دادار اتنی محنت اور کوتاہی عمر اور درازی رنج میں بہدینوں کے بعد کوئی طلبگار دین کا نہ ہوگا اور پیر جامہ سیاہ شکست یاب نہ ہوگا دادار نے کہا ہمیشہ کا غم نہ ہوگا جب نشان سیاہ ظاہر ہوگا ایک سپاہ روم در سے باجامہ و کلاہ سرخ آویگی خراسان کی زمین سم و بخار سے تباہ ہوجاویگی اور زمین کانپے گی اور بہت ولایتیں ویران ہوجائینگی ترک و روم و عرب آپس میں لڑینگے اور توران کی ولایت ترک تازی و ہندی سے ویران ہوگی اور آذروں کو دشخوار گزینے ایک پہاڑ میں لیجائینگے اور یورش سے ایران خراب ہوجائیگا پس زردشت پیغمبر نے کہا یارب اگرچہ اس قوم کی عمر دراز نہ ہوگی بارے زندگانی کو تباہ کرینگے اور بدکیش کیسے مرینگے ایسا جواب پایا کہ خراسان سے سپاہ نکلیگا پس جب ہشیدر مادر سے جدا ہوکر تیس برس کا ہوگا پاستانی دین کو قبول کریگا اور وہ ہند و چین کا بندیگا جو تخم کیان سے ہوگا

اُسکا بیٹا بہرام نام ہماوند لقب ہوگا جسکو بعضے شاپور بھی کہتے ہیں جب یہ گرامی فرزند متولد ہوگا آسمان سے ستارہ ٹوٹے گا اور اُسکا باپ آبان ماہ میں بزور بادجہان سے گذر جائیگا جب یہ لڑکا اکیس سال کا ہوگا لشکر وافر کے ساتھ ہر طرف حملہ کریگا اور بلخ و بخارا پر چڑھائی کریگا اور ساتھ لشک ہند و چین کے ایران میں آویگا پس دشخوارگر ہیں ایک دیندار آدمی کمر باندھیگا خراسان اور سیستان سے لشکر لاکر ایران کی مدد کو جائیگا ؎

زکشتی ودال وزروم و فرنگ ٭ ز دیو سیہ پوش و گرگ دو رنگ

تین جنگ عظیم ہونگے پارس جاسے ماتم ہوگا پس شاہ سرافراز فتح پاوے گا اُس عہد میں ہزار عورت کو ایک مرد بھی ہاتھ نہ آویگا اگر کوئی مرد نظر آویگا تعجب کیا کرینگی جب اُنکا زمانہ گذر چکے گا گنگ دژ کی طرف سروش بھیجونگا اور بشوتن کو بلاؤنگا اور ڈیڑھ سو نیک مرد آکر یشت کریگا اہرمن بشوتن کی لڑائی کا سامان بنائیگا لیکن جب دخت اور استاد و ژند کی آوازیں سُنینگے ایران سے بھاگ جائینگے پس بہرام شاہ تخت نشین ہوگا اور آذروں کو واپس لائیگا اور گذشتہ آئین پر چلائیگا اور بدوں کا بیج جاتا رہیگا بشوتن جب کام آراستہ دیکھیگا اور ساتھ شاہی کے اپنے ایوان کی طرف چلا جائیگا موبد آذر خراد اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ژند اکیس نسک ہے اور نسک حصہ کو کہتے ہیں اور ہر نسک کا نام بزبان ژند و پارسی اس تفصیل سے ہے ایتا اہو ویریو اتارتوش۔ نادر کو عربی زبان میں بوقسطا اور پارسی میں ثوارمسیحا کہتے ہیں اور وہ نسک نجوم یعنے ستارے اور بروج یعنے راسیں اور ترتیب فلکی اور ہیئیات اور سعادت اور نحوست کواکب وغیرہ کے بیان میں ہے اشاو چید ہچاو نکھویش وردوا منکھو سیتنا نام نکھیش مزداو خشترمچاہرا آیم درگوبیو واستارم اور ژند میں سب علوم ہیں لیکن بعضے اُن میں سے رمز و اشارت مذکور ہوئے ہیں۔ اب چودہ نسک تمام دستوران کرمان کے پاس موجود ہیں اور سات نسک ناتمام ہیں کیونکہ جنگوں اور شورشوں میں جو ایران میں واقع ہوئیں کچھ جز اُنکا جاتا رہا تھا ہرچند تلاش کی گئی سالم نہ ہوئی زردشت ابن بژود کہتا ہے کہ جب دین بہ نے ایران میں رواج پکڑا اُن دنوں ہند میں ایک حکیم نہایت دانا تھا جسکا نام چنگرنگھاچہ تھا جاماسپ نے کئی سال اُسکی

شاگردی کی اور اسکی شاگردی کو وہ اپنا فخر جانتا تھا۔ اس لئے گشتاسپ
کا زردشت کے دین میں آجانا سنکر بادشاہ کو خط لکھا اور بہدین ہونے
سے ممانعت کی اور بموجب درخواست بادشاہ کے زردشت سے مناظرہ
کرنے کو ہند سے ایران میں آیا۔ زردشت نے اسکو کہا کہ کتاب اوستار
کہ جسکو میں یزدان سے لایا ہوں اسکی ایک نسک کو سنکر ترجمہ کر اور
سمجھ۔ پس بموجب فرمودہ فرزانہ کے ایک شاگرد نے ایک نسک پڑھا۔
اس نسک میں یزدان زردشت کو کہتا ہے کہ ایک دانا مرد جنگرنگھاچہ
نام ہندوستان سے آکر تجھسے بہت سوال کریگا۔ سوال یہ ہیں اور جواب
یہ۔ چنانچہ سب سوال و جواب مذکور تھے۔

دریں یک نسک حالش بود بہتر ۔ جواب ہر سوالش بود بہتر

ان جوابات کے سنتے ہی وہ بیہوش ہوکر کرسی سے گر پڑا۔ جب ہوش
میں آیا دین بہ قبول کیا۔ وخشور ساسان پنجم تفسیر گزیدہ و سایتر میں
اور ترجمہ نامہ زردشت میں لکھتا ہے کہ جب اسفندیار نے دین بہی
کو رواج دیا فرزانگان یونان نے بیاطوس نامی حکیم کو بھیجا تا کہ وخشور
یزدان سے حقایق دریافت کرے اور پوچھے۔ گشتاسپ نے اس کو اچھے
دن کچہری میں بلایا۔ فرزانہ یونان نے زردشت کا منہ دیکھتے ہی کہدیا
کہ ازروے علم و فراست اور قیافہ کے یہ شخص دروغگو نہ ہوگا پس
ولادت کا سال و ماہ و روز و وقت پوچھا۔ زردشت نے ظاہر کیا۔ بیاطوس
بولا اس طالع میں سست راے پیدا نہیں ہوسکتا۔ پس کھانے اور سونے
اور زیست کا حال پوچھا بعد دریافت کے کہا کہ یہ زیست جھوٹے کی نہیں۔
اسوقت وخشور نے کہا کہ جو کچھ تو پوچھنا چاہتا ہے اپنے دل میں رکھ
اور زبان پر مت لا کیونکہ یزدان نے مجھے ان سب سے آگاہ کر رکھا
ہے اور اسکی بابت اپنا کلام مجھے بھیجا ہے۔ پس جو کچھ فرزانگان یونان
نے اس کو واسطے پوچھنے کے سکھایا ہوا تھا اور جو کچھ اس کے دل
میں تھا وہ سب پیغمبر کے شاگرد نے نسک سیم ناد میں بیاطوس کو پڑھکے
سنایا۔ ایسے ہی ساسان پنجم لکھتا ہے کہ جب جنگرنگھاچہ بہ دین میں
آیا مشہور جہاں ہوا۔ بیاس نام دانا ہند سے ایران میں آیا۔ بادشاہ کے حکم
سے سب ولایتوں کے فرزانہ جمع ہوے۔ بیاس نے زردشت کو کہا کہ

تیرے ملنے جواب سے شنگرنگھاچہ اور ایک عالم نے مجھے صادق گنا اور تیرے بیشمار معجزے جانے ہیں اور میں علم و عقل میں اپنی ولایت میں لاثانی ہوں امیدوار ہوں کہ وہ باتیں جو میرے دل میں ہیں اور کبھی زبان پہ نہ لایا ہوں کہدے کیونکہ بعضے کہتے ہیں کہ آہرمن پرست کو جن خبر دیتے ہیں۔ اگر تو سب باتیں بتلادیگا تیرا دین قبول کروں گا۔ پیغمبر نے کہا کہ تیرے آنے سے پہلے یزدان نے مجھے اُن باتوں سے آگاہ کیا ہوا ہے پس وہ سیم ناد جو خدا نے اُسپر بھیجا ہوا تھا سُنایا۔ جو کچھ وہ دل میں رکھتا تھا سب مذکور تھا اور اُسکا جواب بھی اُس کے پیچھے موجود تھا۔ جب بیاس سے یہ خدا کا کلام سُنا بہدین ہوکر ہند میں واپس آیا۔ یہ ہردو سیم ناد یعنے فرزانہ یونان و بیاس کا جواب داخل ژند نہیں بلکہ وساتیر کی جزو ہے۔ اور سیم ناد بزبان وساتیر یعنے کتاب آسمانی میں سورہ کو کہتے ہیں۔ دوسرا خبردینا ارداے ویراف کا بہشت دوزخ سے۔ زراتشت بہرام کہتا ہے کہ جب ریاست آردشیر بابکان کی استوار ہوئی اُسنے چالیس ہزار دستور اور موبد نیکوکار جمع کیے اُن میں سے چار ہزار پھر ان چار ہزار میں سے چارسو چُنے کہ جن میں سے اکثروں کو اوستا حفظ تھے۔ ان سب میں سے چالیس اور ان میں سے سات دانا صغائر و کبائر انتخاب کرکے کہا کہ تم میں سے جو شخص طاقت رکھتا ہو اپنا بدن چھوڑکر بہشت و دوزخ کی خبر لاوے۔ اُنھوں نے کہا اس کام کے لایق وہ شخص ہے جسنے سات برس کی عمر سے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ اُنھوں نے ارداے ویراف کو اس کام کا مستحق انتخاب کیا اور بادشاہ کے ساتھ آتشکدہ آذرخورد پہ گئے اور سنہرا تخت ارداے ویراف کے واسطے بچھایا اور چالیس ہزار دینار صرف اوعیہ خوانی ہوئے۔ پس ارداے ویراف نے بشتہ کا پیالہ دستور کے ہاتھ سے لیکے بستر پہ سویا اور ایک ہفتہ تک نہ اُٹھا۔ اُسکی روح نے قوت اسم الہی سے بدن چھوڑا اور وہ چھ آدمی اُسکے بالین پر قایم رہے۔ آٹھویں دن خواب سے جاگا اور منشی بُلایا تاکہ جو کچھ وہ کہتا تھا لکھتا جاوے۔ پس کہا کہ جب میں سویا ایک سروش جسکو واسروش و آشوداشو بھی کہتے ہیں یعنے بہشتی فرشتہ آیا جسنے سلام کیا اور اُس عالم کو جانے کا حال کہا۔ اُس نے میرا ہاتھ پکڑلیا اور کہا کہ تین قدم

اوپر رکھو۔ جب میں نے رکھو لئے صراط پر پہنچا۔ وہ رہبر ساتھ تھا۔ میں نے ایک پل دیکھا کہ بال سے باریک اور استرہ کی دھار سے تیز تر اور پہلو دار اور سینتیس رسن دراز تھا اور دیکھا کہ ایک روح تن سے چھوٹی ہوئی بہت خوش صراط پر آئی اور مشرق سے ایک ہوا آئی اُسمیں سے ایک حور نہایت حسین کہ میں نے ایسی کبھی نہیں دیکھی تھی نکلی۔ اُس روح نے اُس حور سے پوچھا کہ تو ایسی حسین کون ہے۔ جواب دیا کہ تیرے کام کی صورت ہوں۔ پس میں نے مہرایزد کو ترازو سمیت دیکھا اور رش سیدھا اُس کے پاس کھڑا ہوا اور سروش ایزد نے چھاتی پر ہاتھ رکھا ہوا اور گرداگرد فرشتے کھڑے ہوئے۔ مہرایزد اُس فرشتہ کا نام ہے جسکے ہاتھ خلقت کے ثواب عقاب کا حساب ہے اور رش وہ فرشتہ ہے جسکا کام عدل ہے سروش موکل پیام و خداوند اعلام ہے۔ جب میں نے انکو سلام کیا جواب پایا اور پل سے گذر کر چند ارواح پذیرہ نے آکر گھر پوچھا۔ پس بہمن نے آکر کہا کہ چل تجھے زریں گاہ میں نے عرش دکھادیں۔ میں ہمراہ اُس کے چلا اور ایک عمدہ تخت کے پاس پہنچا اور وے ارواح جن کے اعمال حسین صورت بن گئے تھے جیسا کہ مذکور ہوا نظر آئے اور اشوان یعنے پاکوں اور بہشتیوں کی ارواح انکے گرد ایسی خوش تھیں جیسے کہ کوئی مسافر وطن میں آتا ہے۔ بہمن میرا ہاتھ پکڑ کر اُس مقام میں جو اُسکے لائق تھا لے گیا۔ جب میں تھوڑا سا چلا ایک پائگاہ نظر پڑی۔ سروش کے حکم سے پیشگاہ یزدان کے نماز ادا کی۔ نور سے میری آنکھیں تیرہ ہوئیں پھر سروش مجھے چینود پل کی طرف لے آیا کہ جہاں ایک انبوہ پل کے درمیان ہاتھوں میں ہاتھ رکھکر کھڑے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ سروش نے کہا کہ یہ سست دین ہیں جو قیامت تک اسی حال میں رہینگے کہ اگر ایک مژہ کی برابر بھی ثواب رکھتے ہیں وہ اس بلا سے رہا ہوتے ہیں۔ پس ایک اور جماعت ستارہ کے مانند روشن دیکھی۔ سروش نے کہا کہ یہ تیرا پایہ ہے۔ اسمیں وہ قوم ہے جنھوں نے باوجود اموال گیتی خریدی اور نوروز نکیا۔ پھر مجھے ماہ پایہ میں لایا جہاں ارواح چاند کے مانند چمکتی تھی۔ کہا کہ یہ ماہ پایہ بہشت پر ہے۔ اسمیں وے لوگ ہیں جنھوں نے سوائے نوروز کے سب ثواب کا ذخیرہ کیا۔ پھر مجھے خورشید پایہ میں لایا۔ وہاں

نہایت روشن ارواح مینے دیکھی۔ کہا کہ خورشید پایہ میں وہ گروہ ہے جنہنے گیتی خریدی اور نوروز کیا۔ پس سروش کے حکم سے درخ وخوارہ یزدان یعنے نورحق کو مینے سجدہ کیا۔ ہیبت اور خوف سے ہوش وخرد بھاگنے لگے لیکن ایک آواز کان میں پڑی کہ جس سے طاقت آئی اور زرین پیالہ میں تھوڑا گھی مجھے دیا۔ مینے کھایا۔ کسی چیز کا طعم محسوس نہ ہوا۔ کہنے لگے یہ بہشتیوں کی خوراک ہے پس اردی بہشت کو دیکھکر مینے سلام کیا اُسنے مجھے کہا کہ آگ پرستوارتر ایندھن ڈال پھر مجھے سروش گروتمان یعنے بہشت میں لے لیا میں اُن انوار میں متعجب اور حیران رہا۔ اُسکا مادہ کسی جنس سے معلوم نہ ہوسکا۔ پس خدا کے حکم سے مجھے بہشت کے سب مکانوں میں پھرایا۔ پھر ایک جگہ میں پہنچکر ایک شگرف جماعت حورہ یعنے نور و فرو جاہ کے ساتھ دیکھی سروش آشو نے کہا کہ یہ رادان اور کریمان کی ارواح ہیں۔ پھر دانا پایہ میں ایک انبوہ باشکوہ نظر آیا۔ سروش نے کہا کہ یہ اُن لوگوں کی ارواح ہیں کہ جنھوں نے نوروز کیا۔ پھر ایک جماعت بہت دستگاہ اور فرحت میں دیکھی سروش نے فرمایا کہ یہ عادل بادشاہوں کی ارواح ہیں۔ پھر فرخندہ ارواح نہایت خرم اور توانا نظر آئی۔ سروش نے کہا کہ دستور اور موبد ہیں اور میں موکل ہوں کہ اس فرقہ کو اس درجہ پر پہنچاوں۔ پھر عورتوں کا ایک گروہ باقدرت اور خوش دیکھا۔ سروش آشو اور اردی بہشت نے کہا کہ یہ اُن عورتوں کی ارواح ہیں جنھوں نے اپنے خاوندوں کی فرمانبرداری کی۔ پھر ایک گروہ جاہ اور خوبی کے ساتھ فرشتوں کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا سروش نے کہا یہ ہیربد اور موبد ہیں کہ جو آتشکدوں کے خادم تھے جنھوں نے یشت ونیرش امشاسفندان کی یعنے فرشتوں کی دعا پڑھی۔ پھر ایک جماعت ہتھیار پہنے ہوے خوش نظر آئی۔ سروش نے کہا کہ یہ اُن پہلوانوں کے نفوس ہیں جنھوں نے خدا کی راہ میں لڑائی کی اور کشور اور رعیت کو آباد رکھا۔ پھر ایک گروہ نہایت سامان اور فرحی کے ساتھ دیکھا۔ سروش نے کہا کہ یہ خراستر یعنے موذیات کو قاتلوں کی ارواح ہیں۔ پھر ایک قوم ساتھ ناز و نعمت کے دیکھی۔ سروش نے کہا یہ برزگوں کی ارواح ہیں اور سفندارند اُنپر موکل ہے لہذا اسکے آگے کھڑا ہوا ہے کیونکہ اُنھوں نے اسکو اپنے کاموں سے راضی رکھا ہے۔ پھر ایک فرقہ

کامیاب نظر پڑا۔ سروش بولا کہ یہ شبانوں یعنے زندبار چرانے والوں کی ارواح ہیں۔ پھر ایک گروہ آسودہ اور خوش دیکھا۔ بہشتی عناصر اُنکے آگے کھڑے ہوئے۔ سروش نے کہا یہ عمارت دوست ہیں۔ جنھوں نے دنیا میں باغ اور کاریز یعنے باولی وغیرہ بنائی اور عناصر کو گرامی رکھا۔ پھر ایک قوم نظر پڑی کہ صاحب دستگاہ تھی سروش نے کہا کہ جادنگویان کی ارواح ہیں۔ جادنگو وہ لوگ ہیں کہ دولتمندوں سے راہ خدا میں روپیہ لیکر شریف مکانوں میں لگادیں اور مستحقوں کو پہنچادیں۔ حور و قصور اور ولدان و غلمان اور کھانے پینے کا حال کیا کہوں کہ اس جہان میں اُسکا نمونہ نہیں پایا جاتا پس سروش اور اردی بہشت مجھے بہشت سے نکال کر دوزخ کی سیر کو لے گیا۔ پہلے ایک نہر سیاہ اور اندھیری گندے پانی سے بھری ہوئی دیکھی کہ ایک گروہ روتا ہوا اُس میں پڑا ہے۔ سروش نے کہا کہ یہ اُن آنسوؤں کا پانی ہے کہ جو مردہ کے بعد آنکھوں سے گرتا ہے اور مستغرق وے ہیں جو اقربا مردہ کے پیچھے روتے پیٹتے ہیں۔ پس چینود پل کی طرف آئے اور ایک روح بدن سے جُدا نظر پڑا۔ کہ جو تن کی مفارقت سے روتا تھا ایک گندی ہوا آئی اور اُسمیں سے ایک صورت نکلی۔ سیاہ رنگ سرخ چشم کج بینی زشت لب ستون کے مانند دانت اور مینار کے مانند سر۔ ہاتھ نیزے کے مانند اور ناخن سانپ کے مانند۔ مُنہ سے دھواں نکلتا۔ روح نے پوچھا کہ تو کون ہے۔ کہا میں تیرے کاموں کی صورت ہوں۔ پس وہ صورت اس روح مذکور کی گردن میں ہاتھ ڈالکر چینود پل پر جو اُسترہ کی دھار سے تیز تھا لے گئی۔ وہ نہایت دشواری سے تھوڑا چل کر دوزخ میں گر پڑی۔ اُس کے پیچھے پھر میں سروش اور اردی بہشت کے ساتھ گیا۔ سخت ہوا اور جاڑا اور بدبو اور اندھیرا دیکھا۔ پھر راستے میں جو ایک کنویں کے اندر نظر کی تو اسقدر روحیں گرفتار عذاب دیکھیں کہ شمار سے باہر تھیں وہ سب روتی اور اندھیرے میں ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتی تھیں اور دوسرے کا نالہ نہ سُنتی تھیں۔ اُنکا سہ روزہ عذاب نہ ہزار سالہ تھا۔ پھر وہاں ایسے بھی بہت کنویں دیکھے کہ جنمیں مار و کژدم وغیرہ موذیات بھرے ہوئے تھے ؎

یکے مے کند و دیگرے دریدش ✤ یکے مے خست و دیگرے گزیدش

سروش مجھے نیچے لے گیا۔ ایک روح دیکھا جسکا سر آدمی کا بدن سانپ کا سا تھا اور بہت سے دیو اُسکے گرد اور اُسکے پانوں پر شکنجہ رکھا ہوا۔ تیشہ خنجر اور گرز ہرطرف سے اُسے مارتے اور موذی ہرطرف سے کاٹتے تھے۔ سروش نے کہا یہ اغلامباز یعنے بچہ باز کی روح ہے۔ پھر ایک عورت دیکھی خون اور پیپ کا بھرا ہوا تھال اُسکے ہاتھ پر تھا۔ وہ جبرًا اُسکو کھلایا جاتا تھا اور جب وہ تمام ہوتا ایک اور تھال اُسے دیتے اور چھریوں اور گرزوں سے مارکر جبرًا کھلاتے تھے۔ سروش نے کہا کہ یہ وہ عورت ہے جسکی حیض کے وقت آگ اور پانی کے نزدیک گئی تھی۔ پھر ایک مرد دیکھا کہ ایک پانوں سے لٹکا ہوا اور خنجر سے اُسکے سر کا چمڑا اُکھاڑتے تھے اور وہ روتا تھا۔ سروش نے کہا کہ یہ وہ آدمی ہے کہ جسنے ناحق خون کیا۔ پھر ایک آدمی دیکھا جسکو خون اور پیپ کھلاتے اور شکنجہ میں کرتے تھے اور ایک بھاری پہاڑ اُسکے سینہ پر رکھا ہوا تھا۔ سروش نے کہا کہ یہ اُس زانی کی روح ہے کہ جو لوگوں کی عورتوں سے جماع کرتا تھا۔ پھر ایک روح نظر آیا کہ جو بھوک اور پیاس سے روتا اور غلبہ جوع و عطش سے اپنا خون اور گوشت کھاتا تھا۔ سروش نے کہا کہ یہ اُس شخص کی روح ہے جسنے کھانے کے وقت عمل باژ نہ کیا۔ باژ وہ عمل ہے کہ بہدین پارسی کھانے کے وقت کرتے ہیں۔ پھر ایک عورت دیکھی کہ جو پستان کے بل لٹکی ہوئی اور موذیات اُس کو کاٹتے تھے۔ سروش نے کہا کہ یہ وہ عورت ہے جسنے اپنا خاوند چھوڑ کر دوسرا ڈھونڈھا۔ پھر ایک گروہ ارواح کا دیکھا کہ جسکو درندہ اور موذی پھاڑتے تھے۔ سروش نے کہا کہ یہ اُن لوگوں کے نفوس ہیں جنھوں نے بہدینوں کی مانند کشتی یعنے زنار گیری نہیں کی۔ پھر ایک عورت لٹکائی ہوئی دیکھی کہ جسکی زبان قفا یعنے گردن کی پشت سے آگے نکالی ہوئی تھی۔ سروش نے کہا یہ وہ عورت ہے جسنے خاوند کی فرمانبرداری نہ کی اور اُسکے برخلاف تند جواب دیا۔ پھر ایک آدمی کو دیکھا کہ جو چمچہ کے ساتھ موذیات کو کھاتا تھا۔ اگر کم اُٹھاتا اُس کو لکڑی سے مارتے۔ سروش نے کہا یہ وہ ہے کہ جو امانت میں خیانت کرتا تھا۔ پھر ایک آدمی معلق لٹکا ہوا دیکھا کہ دیو اُسکے ارد گرد کھڑے ہوئے تازیانہ کی جگہ سانپوں سے مارتے اور سانپ اپنے دانتوں سے اُسکا گوشت اُکھاڑتے تھے۔ سروش آشو نے کہا یہ

وہ بادشاہ تھا کہ لوگوں کو شکنجہ میں دیکر اُن سے زر لیتا تھا۔ پس ایک آدمی کو دیکھا کہ مُنہ کھولے ہوئے اور زبان نکالے ہوئے تھا ؎

فرو آویختہ زد مار و کژدم ٭ یکے دنداں بروے زد یکے دُم

سروش نے کہا کہ یہ غماز یعنے چغل تھا کہ جھوٹ بولکر لوگوں میں لڑائی ڈالتا تھا۔ پھر ایک آدمی نظر آیا کہ اُس کا بند بند سے اور پیوند پیوند سے کھولتے تھے سروش نے کہا اسنے بہت چارپایے مارے تھے۔ پھر ایک آدمی اندام شکن شکنجہ میں دیا ہوا دیکھا۔ سروش نے کہا کہ یہ دولتمند شوم ہے کہ جو دنیا و آخرت کے کاموں میں پیسے کو نہیں خرچتا تھا۔ پس ایک شخص دیکھا کہ موذیات یعنے سانپ و کژدم اسپر لپیٹے ہوئے تھے۔ لیکن اسکے ایک پاؤں کو آسیب نہیں پہنچاتے تھے۔ سروش نے کہا کہ یہ کاہل یعنے سُست آدمی کا روح ہے کہ ہرگز دنیا اور آخرت کا کام نہ کرتا تھا۔ لیکن ایک دن راستے میں چلتے ہوئے اسنے ایک ایسی بکری کو باندھے ہوئے دیکھا کہ جسکا مُنہ گھاس تک نہیں پہنچ سکتا اسنے اس پاؤں سے گھاس بکری کے آگے ڈال دی تھی اسلواسطے وہ پاؤں آزار سے بری ہے۔ پھر ایک آدمی کو دیکھا کہ اُسکی زبان کو ایک پتھر پر رکھکر دوسرا پتھر اُسکے اوپر مارتے تھے۔ سروش نے کہا کہ یہ جھوٹا ہے کہ اُس کی جھوٹی زبان سے لوگ نقصان اُٹھاتے تھے۔ پھر ایک عورت نظر آئی جسکی پستانوں کو چکی کے پتھر کے نیچے پیستے تھے۔ سروش نے کہا کہ یہ وہ عورت ہے کہ دوا کے ذریعہ سے بچہ پیٹ سے نکالتی یعنے اسقاط حمل کرتی تھی۔ پس ایک آدمی دیکھا جسکے ہفت اندام میں کیڑے پڑے ہوئے تھے۔ سروش نے کہا یہ جھوٹی گواہی بیچتا تھا اور اس ذریعہ سے روزی پیدا کرتا تھا۔ پس ایک مرد دیکھا کہ مردہ کا گوشت اور آدمیوں کا خون کھاتا تھا۔ سروش نے کہا کہ یہ اُس آدمی کی روح ہے جس نے بذریعہ حرام روپیہ جمع کیا۔ پھر ایک گروہ زردرو بوسیدہ اندام اور اعضا میں کیڑے پڑے ہوئے دیکھا۔ سروش آشو نے فرمایا کہ یہ منافق ابلیس شعار ہیں جنکا دل زبان سے موافق نہ تھا اور انھوں نے بہدینوں کو گمراہ کیا اور اپنا دین برپا کیا۔ پھر ایک آدمی کو دیکھا کہ دوزخ کے کُتے اُسکا بدن پھاڑتے تھے۔ سروش نے کہا یہ وہ شخص ہے کہ خاکی اور آبی کتوں کو مارتا تھا۔

پھر ایک عورت دیکھی۔ اُسکے بدن کو برف میں ڈالتے اور مارتے تھے۔ سروش آشو نے کہا کہ یہ وہ عورت ہے کہ جو سر کو شانہ کرکے بال آگ میں ڈالتی تھی۔ پھر ایک عورت دیکھی کہ جو خنجر سے اپنے بدن کا گوشت کاٹ کر کھاتی تھی۔ سروش نے کہا کہ یہ جادوگر عورت ہے کہ جو لوگوں پہ سحر کرتی تھی۔ پھر ایک آدمی کو دیکھا کہ جسکو مار پیٹ کر خون اور گوشت اور پیپ کھلاتے تھے۔ سروش نے کہا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جو مردہ اور پیپ اور ناخن اور بال وغیرہ کو آگ اور پانی میں ڈالتا تھا۔ پھر ایک آدمی کو دیکھا کہ جو مردوں کا ماس اور چمڑا کھاتا تھا۔ سروش نے فرمایا یہ وہ ہے کہ جو مزدوروں کو اُجرت نہیں دیتا تھا۔ پھر ایک آدمی نظر آیا کہ جس کی پیٹھ پر ایک پہاڑ تھا اور باوجود اسقدر بوجھ کے اُسکو جبرًا برف میں چلاتے تھے۔ سروش بولا کہ یہ زانی ہے کہ جو خاوند سے عورت کو علیحدہ کرکے لیجاتا تھا۔ پھر کئی ایک بدفرجام دیکھے جو گردن تک برف میں ڈوبے ہوئے تھے اور ہر ایک کے آگے خون اور بال اور پلید چیزوں کا تھال دھرا تھا اور وہشت اور ضرب سے اُنکو کھلاتے تھے۔ سروش نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو بہ دینوں کے ساتھ حمام میں جاتے اور وہاں نجس اور ناپاک سروتن کو دھوتے تھے۔ پھر ایک شخص کو پہاڑ کے نیچے روتے ہوئے دیکھا۔ سروش نے کہا کہ یہ رعیت سے بھاری خراج لیتا اور بد رسمیں جاری کرتا تھا اور لوگوں کو نقصان پہنچاتا۔ پھر ایک آدمی کو دیکھا کہ انگشت و پنجہ کے ساتھ پہاڑ کو اُکھاڑتا تھا اور موکل سانپ واژدہا سے اُسے مارتا تھا۔ سروش نے کہا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جسنے لوگوں سے زمین چھینی ہے

ہمی تا آں زمین و جاے باشد ❊ بپاداش ایں رواں برپا باشد

پھر ایک شخص نظر پڑا جسکا گوشت آہنی شانوں سے چھیلتے تھے۔ سروش نے کہا کہ ناقص العہد اور وعدہ خلاف ہے۔ پھر ایک فرقہ کو دیکھا کہ جسکو گرز و تبر وغیرہ سے مارتے تھے۔ سروش نے کہا کہ یہ ناقص عہد ہے کہ پیمان توڑتا اور مخالفان دین سے محبت رکھتا تھا۔ پس سروش آشو اور اردی بہشت مجھے اُس اندوہ نما سرا سے گروتمان یعنے بہشت برین اور مینوان مینو میں لاے۔ میں نور اور فروغ وادار کا دیکھکر بیہوش ہوا

اور یہ روح افزا آواز میرے کان میں پہنچی کہ تو گفتار و کردار نیک موافق بہدین کے ذریعہ سے اور طاقت عقل کی مدد سے بدن میں رہنے والے دیووں کو توڑ کر اس درجہ میں پہنچا ہے۔ پس سروش نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ جو کچھ تو نے سنا ہے لوگوں کو بتلا۔ بعدہ مجھے نیچے لا کر بہشت میں پہنچایا۔ کئی ایک ارواح نے آکر کہا کہ یہ راز ہمارے خویشوں پر ظاہر کر تاکہ وے گناہوں سے پرہیز کریں۔ پس مہ پایہ میں آیا۔ روحوں نے وہی کہا۔ بعدہ ان دو ہمراہیوں کے ساتھ استر پایہ میں آیا۔ ارواح نے آکر کہا کہ ہمارے خویشوں کو نصیحت کر کہ یشت دیزش کریں اور نوروز اور کشتی کا راستہ قائم رکھیں۔ اگر ہم یشت دیزش اور نوروز کرتے اس پایہ میں نہ رہتے۔ بلکہ بہشت میں پہنچ جاتے۔ اس کلام سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ استر پایہ یعنے فلک البروج ماہ کے چرخ سے نیچے ہے۔ لیکن یزدانی کہتے ہیں کہ ستارہ پایہ اشارت ہے طرف ان رواں کے جو پایہ چرخ سے نیچے اور بچارے ہیں اور تعلق بدن نیکوکاری کا ساتھ فلک البروج کے رکھتے ہیں۔ پھر میں چینود پل پر آیا۔ کئی ایک ارواح نے آکر کہا کہ لوگوں کو ہدایت کر کہ اپنے پیچھے جہان میں فرزند چھوڑیں ورنہ ہماری طرح ہمیشہ اس پایہ میں رہیں گے۔

گروتماں راہمی بینیم از دور — ولے ہستیم از وے جملہ مہجور

ایک گروہ نے کہا کہ لوگوں کو کہو کہ دوسری عورت کی طرف نظر نہ کریں اور کسی کو تہمت مت لگاویں ورنہ ہمارے طور پہ یہاں رہینگے اور ہم اس پایہ میں منتظر اس امر کے ہیں کہ جہان سے خصم آکر خوشنود ہو تو شاید رہائی پاویں۔ پس سروش اور اردی بہشت مجھے اس دنیا میں لا وداع ہوئے۔ جب محرر نے یہ سب اردی ویراف کا کہا ہوا بادشاہ کو سنایا بادشاہ نے دین بہہ کو جیسا کہ چاہیئے تھا رواج دیا اور اطراف ایران پہ موبد بھیجے۔ پس موبد آذرباد ابن مارا سفند جسکا نسب والد کی طرف سے زردشت پیغمبر کو اور والدہ کی جانب سے گشتاسپ شاہ کو پہنچتا ہے آیا۔ اس سے اردشیر بادشاہ اور لشکر نے معجزہ مانگا راستی دین کی بابت۔ اور چالیس ہزار دانا جمع ہوئے۔ پس آذرباد غسل کر کے انجمن میں لیٹا اور نو من گالی ہوئی روی اسکے سینہ پر ڈالی گئی۔ خدا کی

مدد سے کچھ ضرر و آسیب نہ پہنچا۔ ناچار سب مشرک ایمان لاے اور آذرباد کے پیچھے بادشاہوں کے وزیر اُسکے خاندان سے ہوتے رہے۔ یہہ دین اور اسلام کے مورخ متفق ہیں کہ کشمیر میں جسکو کاشمیر بھی کہتے ہیں اور منسوب خوب رویان اعمال نیشاپور سے ہے۔ ایک سرو تھا کہ زردشت نے گشتاسپ شاہ کے واسطے لگایا تھا خوبی اور طول اور راستی میں لاثانی تھا متوکل کی مجلس میں وقت عمارت جعفریہ سرمن راے کے جو سامرہ مشہور ہے اُسکا تذکرہ ہوا۔ خلیفہ کو اُسکے دیکھنے کی بہت محبت ہوئی۔ چونکہ خراسان میں نہیں جاسکتا تھا اسواسطے عبداللہ طاہر ذوالیمین کو لکھا کہ سرو کاٹ کر اور گڈوں پہ لاد کر بغداد میں پہنچاوے۔ جب خراسانیوں کو خبر ہوئی اُس سرو کے نیچے جمع ہوے اور فریاد کرتے اور روتے تھے۔ بڑی مصیبت ظاہر ہوئی۔ بہدین پچاس ہزار دینار دیتے تھے۔ مگر اُسنے قبول نہ کیا جب سرو گرایا گیا اس نواح کی عمارات اور کاریزوں کو صدمہ عظیم پہنچا اور رنگارنگ جانور کہ اُسپہ رہتے تھے اسقدر نکلے کہ ہوا اُنکے ساتھ ڈھنک گئی۔ وہ اپنی مختلف آوازوں سے روتے تھے بیل اور گوسپند وغیرہ جو اُسکے سایہ میں آرام کرتے تھے گریہ کرنے لگے۔ چنانچہ کسی کو طاقت سُننے کی نہ تھی۔ اُسکو بغداد میں پہنچانے پر پانچہزار دینار صرف ہوگئے اور اُسکی شاخیں تین سو اونٹ پر لادی گئی تھیں۔ جب جعفریہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر پہنچے اُسی رات متوکل عباسی کو غلاموں نے پارہ پارہ کردیا اور وہ درخت نہ دیکھنا ملا۔ بعضے اسلام کی تاریخ گو مذکور کرتے ہیں کہ اُس سرو کا دور ستائیس تازیانہ تھا۔ اور ہر تازیانہ کا طول سو ارش یعنے سو گرہ۔ دوسو بتیس ہجری تک ایک ہزار چار سو پچاس سال اُس سرو کی ابتدا پر گذرچکے تھے۔ بہدین کہتے ہیں کہ زردشت نے ایک شاخ بہشت سے لاکر کشمیر کے دروازہ پر لگائی تھی کہ جو سرو ہوگیا۔ بعضے خردمند کہتے ہیں کہ یہ اشارت طرف اس کے ہے کہ نفس مجرد ثبات میں ہے اور عالم مجردات بہشت ہے۔ بعضے یزدانی کہتے ہیں کہ زردشت نے سروں کے رب سے جسکو ازروان کہتے ہیں مانگا کہ اُسکی اچھی طرح سے پرورش کرے ایک مرتاض حکیم سے نقل کرتے ہیں کہ اُسنے کہا کہ مینے سرو صاحب کو دیکھا کہ اُس متوکل کو بجرم کاٹنے

سر کے مارا۔ محمد قلی سلیم لکھتا ہے ؎

ہیچکس پروردۂ خودرا نمی خواہد زبون ۔ آب و آتش را خصومت بر سر خاشاک شد

بہدین کہتے ہیں کہ آہرمن زمان سے پیدا ہوا فرشتے اور آسمان اور ستارے قدیم سے ایسے ہی تھے اور ایسے ہی رہیں گے لیکن ظاہر ہوتے ہوئے موالید سے ہیں اور مدت رہنے اس آفرینش کی ہزار سال ہے پس قیامت ہوگی یعنے یزدان لوگوں کو اٹھاویگا اور اسی عنصری عالم کو بہشت بناویگا اور آہر آہرمنان اور دوزخ کو نابود کریگا۔ دستور شاہزادہ صدور نامہ میں کہتا ہے کہ دین بہ زردشت پیغمبر ابن پورشسپ ابن پیترسپ ابن فنجرسپ ابن مجوس ابن اسفنتمان سے ہے اور ایزد نے اُستا اور زند اُسکو عطا فرمائی جو کچھ ازل سے ابد تک ہے سب بذریعہ علم ایزدی کے معلوم کیا۔ یہ حقیقت کا جہان آسمانی کتاب ہے قبول کرو ؎

بزرگاں ز استاد و پازند و زند ۔ مر ایں صد او رش را بروں کردہ اند

زراتشت بنگر چہ دیں پرور است ۔ کہ در شہر و بنش رہ از صد در است

اول میں اس کتاب کے زردشت کے ثبوت پر اعتقاد اور اقرار ہے کیونکہ روان جب چوتھی رات میں پل چینود پر پہنچا۔ مہر ایزد اور ورش ایزد حساب کریگا۔ جسکا کرفہ یعنے ثواب بال بھر بھی گناہ سے زیادہ نکلا وہ روح بہشت کو جائیگا بشرط ایمان زردشت کے۔ دوسرے میں بہت سی کوشش اسبات کی کرنی چاہیئے کہ تھوڑے گناہ کو بہت جان کر بچے۔ کیونکہ اگر بال بھی کرفہ گناہ سے زیادہ ہے تو بہشت میں ورنہ دوزخ میں جائیگا۔ تیسرا خوشکاری یعنے اچھے کاموں کے پیچھے چلنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر اچھے کام میں چور اور دشمن سے آزار پہنچیگا تو مینو میں ایک کے چار پاویگا اور باطل کام میں جلد ہلاک ہوگا اور اسکی سزا میں دوزخ ملیگا۔ چہارم خدا کی رحمت سے نا امید نہ ہو۔ زراتشت کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص کو دوزخ میں دیکھا مگر اُسکا ایک پاؤں باہر تھا۔ یزدان نے فرمایا کہ یہ شخص تینتیس شہروں کا بادشاہ ہے جو کبھی نیک کام نہ کرتا تھا مگر ایکدن ایک گوسپند کو گھاس سے دور باندھے ہوئے پایا اُس پاؤں سے اُسکے آگے گھاس ڈالی۔ پنجم بکشش بہشت یعنے اور نوروز کرے اگر آپ نہ کرسکے خریدلے۔ ششم یہ کہ کرفہ یعنے ثواب

چھہ ہیں ایک کہنبار یعنے پارسی کہتے ہیں کہ خدا نے چھہ وقتوں میں عالم کو پیدا کیا اور ہر وقت کا نام مقرر ہے۔ پس پرستشگاہ میں جشن کرے۔ دوسرا فروردیگان ویشتن تیسرا والدین اور اقربا کی روح پر نیکی کرنی۔ چوتھا سورج کی نیایش ایک دن میں تین بار۔ پانچواں چاند کی نیایش ہر مہینے میں تین بار یعنے یکم اور پانزدہم اور آخر میں۔ چھٹا ہرسال میں یشت کرنا۔ ہفتم جب عطسہ یعنے چھینک آوے اتبا آہو ویریو اشم کہ ایک دعا ہے آخر تک پڑھے۔ ہشتم دستوروں کا فرمانبر ہو اور اپنے مال کا دسواں حصہ اُن کو دے۔ نہم بچہ بازی اور اغلام سے پرہیز کرے اور عورات کے ساتھ پچھلی راہ سے جماع نہ کرے اور حرام جانے۔ اگر دو کس کو اس بدکاری میں مصروف پاوے ہلاک کرے یہ گناہ بدکاری ضحاک اور دلکوس سرواک و افراسیاب اور توربراتور کے برابر ہے۔ دہم مرد و زن مایہ کشتی کمر پر باندھیں کشتی ایک پشمی زنار ہے کہ کمر پر باندھتے ہیں اور اسمیں چار گرہ ہوتی ہیں ایک یہ کہ خدا ایک ہے دوسرا یہ کہ دین حق ہے تیسرا یہ کہ زردشت پیغمبر خدا ہے چوتھا یہ کہ جبتک ہوسکیگا نیکی کرونگا۔ یازدہم آگ کو جلتی رکھے اور پلید شے اُسمیں نہ جلاوے۔ دوازدہم مردہ کا کفن نیا نہ ہو بلکہ پرانا اور پاک چاہیے۔ سیزدہم والدین کی جان کو خوش رکھے و درون میزد و افرنگان کرے درون ایک دعا ہے خدا کی ستایش میں اُسکو طعام پر پھونکتے ہیں اُس شے کو جسپر یہ دعا پھونکی جاوے یشتہ بولتے ہیں۔ اور افرنگان ایک نسک اکیس نسک زند سے ہے۔ چہاردہم ناخن کاٹنے پر اپنا آہو کہ جو ایک دعا ہے تین بار پڑھے اور اُنکے گرد لکیر کھینچکے مقراض سے اُنپر مٹی ڈالے یا پہاڑ کو لیجاوے۔ پانزدہم جب خوش چیز دیکھے خدا کا نام لے۔ شانزدہم حاملہ عورت کے گھر میں ہمیشہ آگ رکھے اور جب فرزند پیدا ہو تین رات دن دیا جلتا رہے کہتے ہیں کہ جب زردشت متولد ہوا ان میں ہر رات پچاس دیو زردشت کے مارنے کو آتے رہے لیکن چونکہ آگ گھر میں تھی زیان نہ کرسکے۔ ہفدہم خواب سے اُٹھتے ہی کشتی باندھے سوا اسکے ایک قدم نہ چلے۔ ہژدہم خلال کو دانت صاف کرکے دیوار میں چھپاوے نوزدہم فرزند اور دختر کو جلد کدخدا کرے جسکے پسر نہیں چینود پل سے نہیں گذرسکتا اور جسکے فرزند نہ ہو متبنیٰ بناوے اگر توفیق نہ پاوے۔ اُسکے اقربا اور

دستور پر واجب ہے کہ اسکے واسطے ایک فرزند مقرر کریں۔ بستم زراعت گری کو سب کسبوں سے اچھا سمجھے اور زمیندار کی عزت اور دوستی کرے۔ بست یکم اگر عمدہ خورش پاوے بہدینوں کو کھلاوے۔ بست دوم روٹی کھانے میں واج پکڑنا چاہیئے جب میزد اور افرنگان کرے تولب باندھے اور دعا مذکور یعنے اویزمیدی اشم باداوہواشم اینا آہو ویریو آخر تک تین بار پڑھکر کھانا کھاوے۔ جب منہ دھووے چار بار کلمہ اشم یا آہو آخر تک پڑھے اور کلمہ اینا آہو آخر تک کہے۔ جاننا چاہیئے کہ واج اور باج ایک رسم ہے اور یکوصی انار وگزوہوم کی بے گرہ شاخیں بقدر ایک وجب یعنے بالشت کے ہوتی ہیں۔ انکو برسم چین یعنے کارد آہنی دستہ سے کاٹتے ہیں۔ پہلے کارد کو دھوکر دعا پڑھتے ہیں۔ بعدہ برسم کو برسم چین سے کاٹ کر برسمدان یعنے مکان برسم کو دھوکر برسم کو اُس میں رکھدیتے ہیں۔ عبادت کرنے اور ژند پڑھنے اور غسل اور طعام کے وقت ایک برسم جو اُس کام کیواسطے مقرر ہے ہاتھ میں پکڑلیتے ہیں۔ بست سوم درویش اور مسکین اور غنی اور جاذنکوئی کے ساتھ نیکی کرے۔ جاذنکوئی وہ شخص ہے کہ جو کچھ بہدینوں نے آتشکدہ اور ارباب استحقاق کے نذر کیا ہو وہ شخص انکو مصرف میں لاوے۔ بست چہارم گناہ سے پرہیز کرے۔ خاص اُس دن میں کہ جب گوشت کھایا ہو۔ کیونکہ گوشت سے آہرمن کی پرورش ہے اگر گوشت کھاکر گناہ کرے۔ وے گناہ جو حیوان جہان میں کرتے ہیں اسکے نام لکھے جاوینگے۔ مثلاً گھوڑے نے کسیکو لات اور بیل نے سینگ مارا وہ گوشت خور کے نام لکھا جاویگا۔ بست وپنجم جاننا چاہیئے کہ اس مذہب میں گناہوں سے دور رہنے کے سواے اور کسی روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔ پس تمام سال یہی روزہ رکھنا چاہیئے کہ کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ پس کھانے پینے سے لب باندھنے کی کچھ حاجت نہیں۔ صرف بُری بات سے لب کو بند کرنا چاہیئے۔ بست وششم۔ جب طفل پیدا ہو اُسے شیرینی چکھاویں۔ بست ہفتم سوتے وقت چند کلمہ جنکا اول اینا ہے وہو ویراشم وہواچیسم سفتنم کہنے چاہئیں دیکھے اور نہ دیکھے سُننے اور نہ سُننے جانے اور نہ جانے اور کہے اور نہ کہے اور خواہشی وغیرہ گناہوں سے پشیمان ہوکر توبہ کرے اور پہلو گردانی کے وقت وہ کلام جسمیں کلمہ اشم ہے آخر تک پڑھے۔ بست وہشتم جب کسی دیندار یا

بہدین سے پیمان یعنے عہد کرو پورا کرو اور قایم رہو۔ بست نہم جب فرزند
پندرہ برس کا ہو دانا دستور کو دستوری کے واسطے قبول کرے اور اسکی
اجازت کے سوا کوئی کام نہ کرے۔ کیونکہ کوئی کرفہ یعنے ثواب بدون
رضا دستور کے خدا کو پسند نہیں ہوسکتا اور دستور کا یزدان کے پاس
وہ رتبہ ہے کہ تیسرا حصہ گناہ کا بخشا سکتا ہے اور دستور پیشوا اور
دانائے امت زروشت کو کہتے ہیں۔ سی ام۔ جب تجھے ایسا کام پیش آوے
کہ تو نہیں جانتا کہ اسمیں ثواب ہے یا گناہ پس وہ کام چھوڑ اور دستوران
سے پوچھ۔ سی و یکم اپنی تدبیر سے کام نہ کرے بلکہ دستور یا خویش یا دانندگان
سے مشورہ کرے۔ سی و دوم جو کچھ استاد سکھلاوے اسکو درست الفاظ سے
پڑھنا یاد رکھے اور ہمیشہ پڑھا کرے۔ کیونکہ اسکے بھولنے میں گناہ ہے۔ پہلے
وقتوں میں جب کوئی سیکھی ہوئی اَستا کو فراموش کرتا اسکو پھر نہ سکھائی
جاتی اور نہ اسکو انجمن گھسنے دیتے بلکہ اسکو کتوں کی طرح دور سے روٹی
پھینکتے تھے۔ سی و سوم مستحق کے ساتھ عنایت کرنی چاہیئے کیونکہ سودمند
ہے۔ سی و چہارم راست یعنے داہنی طرف خصوصًا و اختر یعنے مشرق کی
طرف پانی نہ ڈالے۔ اگر ضرورت ہو تو گرانے کے وقت وہ کلمات کہ اول
جنکا کلمہ ایتا ہے جہانتک کہ کہا ہے پڑھے اور رات کے وقت کنویں
سے پانی نہ نکالے اور بصورت ضرورت کلمات ایتا کو جہانتک کہ ان کی
کتابوں میں مسطور ہے کہے اور رات کو پانی کم پیئے۔ اگر ضرور ہی پینا
پڑے تو کنویں سے نکالے اور بہت پانی نہ گرائے۔ سی و پنجم جب روٹی
کھائیں تین لقمہ کتے کے واسطے رکھیں اور کتے کو ضرر نہ پہنچائیں۔
سی و ششم۔ جب خروس بانگ دیوے تو اسکو قتل نہ کریں بلکہ اسکی
مدد کے واسطے اور خروس لاویں کیونکہ وہ مرغ دیجی یعنے دیو اور بلا کو دیکھ
کر خبر دیتا ہے۔ سی و ہفتم جہاں خوف نہ ہو اگر کوئی مردہ وہاں دفن کرے
ظاہر کرو اور نکالو۔ سی و ہشتم حیوان بہت نہ مارے۔ کیونکہ ہر بال اسکے بدن
کا آخرت میں کشندہ کے واسطے ایک شمشیر ہوگی اور گوسپند کو مارنا سب
سے بڑا ہے کیونکہ وہ مردہ یعنے پہلا نوخ ہے۔ ایسے ہی بزغالہ اور برہ اور
بیل اور گھوڑا اور مرغ خانگی کو نہ مارے اور خروس ناکردہ بانگ کو نہ مارنا

چاہیئے اگر ضرورت پڑے اُسکا سر باندھ لیں۔ سی و نہم جب منہ دھو لب باندھ لو اور وہ کلمات کہ جسمیں رشم آہو ہے اُس کلمہ تک کہ جہاں تک کہا ہے ایکبار پڑھ لو تو منہ دھو۔ جب پونچھو تو وہ دعا کہ کلمہ کمناد مزد اُس میں ہے وہاں تک پڑھو کہ جہاںتک مذکور ہے۔ چہلم جو شخص برشنوم کرے چاہیئے کہ نیک گفتار اور نیک کردار ہو ورنہ واجب القتل ہے۔ جو شخص پندرہ سال کا ہوکر برشنوم نہ کرے وہ شخص جس چیز کو ہاتھ لگاوے اُس کے مانند ناپاک ہوجاتی ہے۔ برشنوم اپنے آپ کو دعا کے ساتھ پاک کرنے کا نام ہے۔ چہل ویکم جب فرودیکان آوے چاہیئے کہ درون یزدونیش اور آفرین کرے اور فرودیکان پانچ ستارے ہیں کہ جو کاتتے اور بنتے اور سیتے رہتے ہیں۔ اسمیں سے ایک آہنود دوسرا آشنود تیسرا اسفتمد چوتھا ہوخشتر پانچواں ہشتوش پوس نام رکھتا ہے۔ فرودیکان خمسہ مسترقہ کو کہتے ہیں۔ جبکہ روح جہان سے جاتی ہے برہنہ ہوتی ہے جو شخص فرودیکان پر آفرین کرتا ہے ان سے خلعت شاہانہ اور بہشتی پوشاک پاتا ہے۔ یزدانی کہتے ہیں کہ ان پانچ اختروں سے مراد حکمت اور شجاعت و عفت و عدالت و عقل ہے۔ چہل ودوم بہدین کے سواے پرہیز کرو اور اُسکے ساتھ ہمکاسہ مت ہو۔ اگر برنجی پیالہ کو بہدین آلودہ کرے تین بار دھونا چاہیئے اور مٹی کا کبھی پاک نہیں ہوسکتا۔ چہل و سوم آگ کو گھر میں رکھو اور رات کو ایکدفعہ جگاؤ۔ چہل و چہارم استاد اور باپ اور ماں کو گرامی رکھو ورنہ دنیا میں روزی سے تنگ رہوگے اور آخرت میں دوزخی ہوگے۔ چہل و پنجم زن و دشتان یعنے حائض آسمان و ستارہ اور آگ اور پانی رواں اور بہشتی کی طرف نہ دیکھے اور مٹی کے پیالہ میں پانی نہ پیئے اور آستین کو ہاتھ پر چڑھاوے۔ چہل و ششم ہمبال سے پرہیز کرے۔ کیونکہ وہ بہتان اور خیانت اور زنا ہے اگر زانی کو عورت کا خاوند نہ گناہ بخشے وہ باوجود کرفہ یعنے ثواب کے بہشت کا منہ نہ دیکھیگا۔ چہل و ہفتم خراستر یعنے موذیات کو مارنا چاہیئے یعنی وزغ آبی اور مار و کژدم اور مگس و مور کو مارنا ثواب ہے۔ لیکن یزدانی یعنے آبادی بہدینوں کے کیش میں جانور مارنے اور دکھ دینے والے کا ماردینا اچھا ہے اور جو جانور کو نہیں دکھاتا اُسکا مارنا ناجایز اور اُسکا

مارنے والا واجب الجزا ہے۔ یزدانی کہتے ہیں کہ اگر کسی بزرگ کے کلام میں بے آزار جانور کا مارنا لکھا ہو وہ رمز ہوگی۔ چہل و ہشتم ننگا پانوں زمین پر نہ رکھنا چاہیے۔ چہل و نہم ہمیشہ توبہ کر۔ اگر نہ کریگا ہر سال گناہ بڑھتے جاوینگے۔ خدانخواستہ اگر تجھ سے کوئی گناہ سرزد ہو دستور کے آگے آکر توبہ کر اور اگر وہ نہو تو ہیربد یعنے خادم آگ کے پاس آکر توبہ کر اور اگر وہ بھی نہ ہو تو بہدین کے پاس جاکے ورنہ آفتاب کے آگے توبہ کر۔ ایسے ہی اس جہان سے جانے کے وقت توبہ کرنی چاہیئے۔ اگر خود نہ کرسکے تو اُس کا فرزند یا کوئی خویش توبہ کرے اور اُس کے مرنے کے وقت توبہ کرے۔ پنجاہم جب لڑکا لڑکی پندرہ برس کا ہو کشتی (زنار) کمر پر باندھنی چاہیئے کیونکہ وہ خدمت کا عقد ہے۔ پنجاہ و یکم اگر طفل ایک دن سے سات برس تک مرے ع درون سروشش بخوان بے ملال اسکے مرنے سے چوتھی رات یشتن درون سروش یعنے دعاے فرشتہ پڑھنی چاہیئے۔ اکیس نسک ژند میں سے یشت ایک نسک ہے اور اس نسک کو واسطے روح مردہ کے پڑھتے ہیں اور نماز میں کئی بار پڑھتے ہیں نسک یعنے قسم اور حصہ۔ پنجاہ و دوم جب دیگ طعام کی آگ پر رکھی جاوے تو اسقدر کہ اُسکے دو حصے پانی سے خالی رہیں تاکہ جوش کے وقت آگ میں نہ گر پڑے۔ پنجاہ و سوم جب کسی جگہ سے آگ اٹھاویں تھوڑا سا ٹھہریں تاکہ وہ ذرا سرد ہو جاوے۔ اس اٹھانے کی جگہ کو گرم چھوڑیں۔ پس آتشگہ میں لے جاویں۔ پنجاہ و چہارم صبح کے وقت آب زر اور پھر پانی پاک کے ساتھ منہ دھوئیں اور وہ کلمہ کہ جس میں کمتا و مزد ہے پڑھے اگر دونوں ہاتھ جسکو پاوزج کہتے ہیں پانی زر سے نہ دھوئیں تو اُستا پڑھنے کے لائق نہیں ہوتے۔ پنجاہ و پنجم کودکان کو دانش دین سکھلاویں اور ہیربد اور اُستا کو عزیز رکھیں۔ پنجاہ و ششم جب فروردین مہینے میں خورداد کا دن آوے جو میوہ ہاتھ لگے جمع کریں درون اور یشتن میں مشغول ہوویں اور خدا کا شکر کریں تاکہ وہ سال اسکا اچھا ہو۔ یہ دن روزی لوگوں کو دیتا ہے۔ جب یشتہ ہوگا اسکی شفاعت خورداد امشاسفند کریگا اور خشنوین اسی سے مراد ہے۔

پنجاہ و ہفتم۔ جب کوئی سفر کو جاوے اُسکے واسطے یک درون یشتن چاہئے سابق میں اگر کوئی بارہ فرسنگ تک بھی چلتا اُسکے واسطے یشتن یعنے دعا کرتے۔ پنجاہ و ہشتم۔ اگر کسی کے فرزند نہو متبنّےٰ بناوے اور وہ متبنّیٰ بھی اُسکو باپ جانے۔ پنجاہ و نہم جو کوئی یشت اور نوروز کرے اور بعدہ یشتن نہ کرسکے درون فراج داورمزد کرے اور روٹی کھاوے۔ پس داجھا اور درون پکڑا شصتم کھڑا ہوکر پیشاب کرنا بُرا ہے۔ بیٹھنا چاہیئے اور ایک بالشت اُسکی دھار دور چلاوے اور آہستہ اُستا پڑھے۔ پس تین قدم چلے اور وہ کلمات جسمیں اینا اہو اور بیریواشم آہو ہے جہانتک مقرر ہے ایک بار پڑھے جب باہر نکلے وہ کلمات جنمیں اشم ہے جہانتک کہتے ہیں بولے اور کلمہ ہمشاہم دو دفعہ پڑھے اور تین بار کلمہ ہختتر کہے۔ پس وہ کلمے کہ اینا آن میں ہے جہانتک کہ مقرر ہے چار بار پڑھے اور وہ کلام کہ اہم بریم برسندی اینا آہو اسمیں ہے آخر تک پڑھے۔ شصت و یکم۔ راسو یعنے نیولا کو مت مار کیونکہ وہ سانپ کا دشمن ہے۔ شصت و دوم سگ آبی یعنے لدبر کو مت مار اگر پانی سے دور ہو تو دریا میں پہنچا۔ شصت و سوم۔ زندگی میں یشت کرے کیونکہ یزدان کا یشتن فرض ہے۔ پس زندگی میں کرنا بہتر ہے۔ شصت و چہارم جب کوئی مرجاوے اُسکے واسطے تین دن آویزش سروش کریں اور آگ جلاویں اور اُستا پڑھیں۔ کیونکہ اُسکی روح تین دن یہاں ہی ہے پس درون سرغین میں یشتن چاہیئے۔ چوتھی رات میں ایک خشومن ریش اُستاد کے واسطے۔ دوسرا خشومن اشوان کے واسطے دینا چاہیئے اور ایک اچھی پوشاک حسب استعداد درون پر رکھو اور ان کپڑوں کو اشواداد کہتے ہیں۔ شصت و پنجم عورتوں کے واسطے نیایش یعنے عبادت کا حکم نہیں۔ سوائے اسکے کہ ایک دن میں تین مرتبہ اپنے خاوند کے پاس جاکر رضاجوئی کریں اور کبھی دن رات اپنے خاوندوں کے حکم سے باہر نہ ہوں۔ یہی ان کی عبادت ہے۔ شصت و ششم۔ بہدین اسلئے آیا کہ تمھیں بیماریوں سے چھڑاوے۔ اگر کسی بہدین کو ایسا کام پیش آوے کہ اُسمیں ضرور اُسکا دین بگڑ جاتا ہے چاہیے کہ تم سے ہوسکے اس کی مدد کرو تاکہ وہ اپنے دین پر قایم رہے شصت و ہفتم۔ جھوٹ مت کہو اگرچہ اُس میں دنیاوی فائدہ ہو۔ شصت و ہشتم

راستی کو اپنا پیشہ کرو۔ اور جھوٹ کو چھوڑ کر صادق یعنے راست گو بنو۔
شصت و نہم۔ گشتی پن اور تنگی اور بےحیائی اور زنا سے پرہیز کرو۔ کیونکہ
جب کوئی فاسق کسی عورت کے ساتھ بدکاری سے ملے تو وہ عورت خاوند
پر حرام ہو جاتی ہے۔ اگر خاوند بعد اطلاع یابی کے ایسی منکوحہ سے ملے تو وہ
بھی فاسق ہے۔ ہفتادم۔ اگر کوئی ایک یا دو درہم کسی کے چرا دے۔ واپسی
مال مسروقہ کے بعد دونوں کان کاٹو اور دس ضرب بید مارو اور ایک ساعت
جیلخانہ میں رکھکر چھوڑ دو۔ اگر تین درہم یا دو دانگ چرا دے دائیاں ہاتھ کاٹو
اگر پانسو درہم چرا دے پھانسی دو۔ ہفتاد و یکم۔ ظاہری اور باطنی گناہوں سے
پرہیز کرو۔ دیکھنے اور سننے برائی سے ڈرو اور پروردگار کا شکر کرو کہ داوار
ہرمزد پاک یعنے خدائے تعالیٰ نے زردشت پیغمبر کو کہا ہے کہ وہ چیز جو تو
اپنے واسطے نہیں پسند کرتا دوسروں کے واسطے روا مت رکھ اور خلقت
سے ایسا سلوک کر کہ جب تیری نسبت وہی سلوک کیا جاوے رنجش کا باعث
نہو۔ ہفتاد و دوم۔ ہیربد کو کہو کہ تمہارے واسطے درون یعنے کھانے پر دعا
پڑھے۔ ورنہ تم آپ پڑھ لو یزش کے معنے ستائش ہے اور درون بضم
اول یزدان اور آگ کی ستایش میں ایک دعا ہے کہ ہیربد اسکو پڑھکر
کھانوں پر پھونکتے ہیں۔ وہ چیز جسپر درون پڑھکر پھونکی جاوے کہتے ہیں کہ
یشتہ ہوئی کیونکہ یشتن کے معنے زبان سے پڑھنا ہے۔ ہفتاد و سوم۔ عورات
ماہ ابان میں یشت کریں تاکہ حیض کے گناہ سے پاک ہوویں اور بہشت
میں جاویں۔ ہفتاد و چہارم۔ زناکاری سے پرہیز چاہئے۔ کیونکہ جب عورت
بیگانہ مرد کے ساتھ چار دفعہ جماع کرے تو خاوند پر حرام ہو جاتی ہے ایسی
عورت کے قتل میں درندوں کے مارنے سے زیادہ ثواب ہے۔ ہفتاد و پنجم
حایض عورت آگ کو نہ دیکھے اور پانی میں نہ بیٹھے۔ نیز سورج پر نگاہ نہ
کرے اور مرد سے ہمکلام نہ ہو اور دو وابطہ کھوئیں انگیٹھی نہ سوئیں اور آسمان
کی طرف نہ دیکھیں اور سرب یعنے سیسہ کے برتن میں کھائیں اور روٹی کو
ہاتھ نہ لگائیں اور پانی سے آدھا پیالہ بھرے نہ کہ پورا اور آستین کو ہاتھ
پر لپیٹ کر برتن کو ہاتھ لگاوے اور دھوپ میں نہ بیٹھے اگر اس کے
طفل ہو اپنے ساتھ اسکو بھی غسل کراوے۔ ہفتاد و ششم۔ دھوپ میں

آگ مت جلاؤ اور آگ پر ایسی چیز نہ رکھو جسکے سوراخوں سے سورج کی چمک اندر آوے۔ لیکن مہ آباد کے نزدیک سورج کے روبرو بخور یعنے دھوپ کے واسطے آگ کا رکھنا اچھا ہے۔ ہفتاد و ہفتم۔ نسا یعنے مردہ کو لنک کرو۔ یعنے ایک مرنے کے وقت دوسرا مردہ کو اٹھانے کے وقت ایک دھاگہ مردہ کے ہاتھوں پر باندھو اسطرح سے کہ وہ دھاگہ سب اٹھانے والوں کے ہاتھوں تک پہنچے تاکہ انہیں ملے رہیں اور راستہ میں گفتگو نہ کریں۔ اگر نسا یعنے مردہ حاملہ عورت ہو تو دو آدمیوں کی جگہ چار آدمی اسے اٹھاویں اور حضرت مہ آباد فرماتا ہے کہ اگر حاملہ عورت مرے اسکا پیٹ پھاڑکر بچہ نکال لیں اور پرورش کریں۔ ایسے ہی سب حیوانات کو جب بہدین مردہ کو دادگاہ یعنے مدفن میں پہنچاتے ہیں اٹھانے والے نہاکر تازہ کپڑے پہن لیتے ہیں۔ ہفتاد وہشتم۔ اس لکڑی سے جسپر مردہ کو لیجاویں یا جسپر غسل کریں اور اس لکڑی سے جسکے ذریعہ کوئی دار پر کھینچا جاوے اور دشتان یعنے حایضہ کے چھوے ہوے سے بہدین لوگ پرہیز کریں۔ ہفتاد و نہم۔ اگر طبیب کسی مرض کے علاج میں مردہ کا گوشت کھانے کی ہدایت کرے تو مانیں اور کھائیں۔ ہشتادم۔ نسا یعنے مردہ کو پانی اور آگ میں نہ ڈالیں۔ ہشتاد و یکم۔ اگر کوئی شخص بہدین کو مردہ کا گوشت کھلاوے یا اسپر پھینکے چاہیئے کہ برشنوم کرے۔ تیت میں اس کے یعنے توبہ و استغفار کرے۔ کوشش کرے کہ دوزخ میں نہ پڑے۔ ہشتاد و دوم۔ اگر کوئی مردار جانور کو کھاوے ایک برس تک پاک نہیں ہوسکتا۔ ہشتاد و سوم۔ جس گنہگار سے دکھ پہنچنے کا خوف نہ ہو اس کو کچھ نہ دیں۔ ہشتاد و چہارم۔ جب خواب سے اٹھے ہاتھ میں کچھ ملے اور منہ اور ساعد و ساق تک پاؤں کو تین بار دھووے۔ اس حالت میں اوستا پڑھے۔ اگر پانی نہ ملے مٹی سے دھونا جائز ہے۔ ہشتاد و پنجم۔ کاشتکار جب کھیت کو پانی دیوے احتیاط کرے کہ مبادا کوئی مردہ پانی میں ہو۔ ہشتاد و ششم۔ جب عورت بچہ جنے چالیس دن تک لکڑی اور مٹی کے برتن سے پرہیز کرے اور دہلیز پر پاؤں نہ رکھے اور سر کو دھووے۔ مرد کو چاہیئے کہ اس عرصہ میں اسکے ساتھ جماع نہ کرے۔ ہشتاد و ہفتم۔ اگر عورت کو چار مہینے سے پہلے مردہ بچہ پیدا ہو تو اس کا نام بیجان ہوتا

ہے وہ مردار نہیں ہوتا اور اگر چار ماہ کے پیچھے مردہ بچہ پیدا ہو وہ نسا ہے اسکو مردہ کے طور پر سونپنا چاہیئے۔ ہشتاد وہشتم۔ مردہ کے خویش واقربا تین دن تک گوشت نہ کھائیں۔ ہشتاد ونہم۔ بہدین کو راد اور سخی اور کریم ہونا چاہیئے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ بہشت راد مرد کا مکان ہے۔ نودم۔ اسم پڑھنے کا بے حد ثواب ہے۔ روٹی کھانے اور سونے اور آدھی رات کے وقت اور پہلو گردانی اور صبح کو نیند سے جاگنے کے وقت ضرور پڑھنا چاہیئے۔ نود و یکم۔ آج کا کرفہ یعنے کار ثواب کل پر نہ ڈالنا چاہیئے۔ کیونکہ یزدان نے زردشت کو فرمایا کہ آج کا کام فردا پر ڈالنے سے پشیمانی حاصل ہوتی ہے۔ اے زردشت مجھے تجھسے بہتر جہان میں کوئی نہیں۔ یہ جہان یعنے تیرے ہی واسطے پیدا کیا اور بادشاہوں کو آرزو تھی کہ تیرے عہد میں بہدین کو رواج دیں۔ کیومرث کے عہد سے تیرے عہد تک تین ہزار سال ہیں اور تجھسے قیامت تک بھی تین ہزار برس ہیں یعنے تجھے وسط میں پیدا کیا۔ کیونکہ وسط ستودہ ہوتا ہے اور گشتاسپ جیسے بادشاہ کو کہ جو بڑا عالم اور دانا ہے تیرا فرمانبردار کیا۔ جان تو کہ کمال علم اور ادب سے ہے نہ کہ اصل اور نسب سے۔ تیرے واسطے اُستا جیسی کتاب اور تفسیر اسکی بھیجی۔ اپنے پیچھے امید مت رکھ کہ دوسرے لوگ تیرے واسطے کرفہ کرینگے۔ جان تو کہ گنتہ یعنے آہرمن نے دو دیو دیرو بس نام چھوڑ رکھے ہیں تاکہ کرفہ کو دیر پر ڈالیں۔ نود و دوم۔ جو چیز نسا یعنے مردہ کے ساتھ چھونے سے نجس یعنے پلید ہوجاوے پادیاب اور پانی سے دھو و زر کو ایک بار چاندی کو دوبار قلعی اور برنجی چیز کو تین بار پولاد کو چار بار سنگی کو چھہ بار اور چوبی اور خاکی کو پھینکدو پادیاب پانی مع دعا سے دھونے کا نام ہے۔ نود و سوم۔ آگ اور درہرام کو مع اُسکے خادم کے اچھا رکھو اور ہر رات میں آگ کو جلاؤ اور خوشبو اُسپر چھوڑو۔ درہرام ایک فرشتہ کا نام ہے جو پرورش کنندہ اور موکل فتح کا ہے۔ نود و چہارم کھنباد کرنا چاہیئے۔ وہ چھہ ہیں کیونکہ یزدان نے عالم کو چھہ وقت میں پیدا کیا۔ ہر وقت کے اول کا نام خاص ہے ہر اول گاہ کو بہت تعظیم سے پانچ دن عیش و طرب میں مشغول کریں جیسا کہ زند میں مذکور ہے۔ کہتے ہیں کہ دادار ہرمزد نے ایک

برس میں سارا جہان پیدا کیا۔ کہنبار اول جسکا میدیوزرم نام ہے خور روز اردی بہشت ماہ کا ہے کہ خدا نے اس دن میں آسمان کا بنانا شروع کیا اور پینتالیس روز میں انجام کو پہنچایا۔ کہنبار دوم جو میدیوشم کہلاتا ہے تیر ماہ قدیم کا خور روز تھا۔ یزدان نے اس سے ساٹھ روز تک پانی کو تمام کیا۔ کہنبار سوم بینی شہیم بولا جاتا ہے شہریو ماہ قدیم سے اشتاد روز ہے۔ اس دن سے لیکہ پچھتر دنوں میں زمین پوری کی۔ کہنبار چہارم ایاسرم نام رکھتا ہے۔ مہر ماہ قدیم سے اشتاو روز ہے۔ ایزد متعال نے اس دن سے لیکہ تیس دن تک تمام نباتات یعنے اُگنے والی چیزیں بنائیں۔ کہنبار پنجم کہ میدیاریم کے نام سے مشہور ہے اردی ماہ قدیم کا مہر روز ہے کہ ایزد مطلق نے اس دن سے اسّی روز میں حیوانات پیدا کئے۔ کہنبار ششم اوہمسپدیم کہلاتا ہے۔ اہنود روز یعنے پہلا دن پنجہ وزویدہ سے کہ خدا نے اس سے پچھتر دن میں آدمی کی پیدایش کو انجام دیا۔ کہتے ہیں کہ جشن کہنبار کا واضع جمشید ہے۔ صددر میں لکھا ہے کہ ایک دن ایک دیو جمشید کے گھر آیا۔ بادشاہ نے اُسے بطریق عادت مطبخ یعنے باورچیخانہ میں بھیجا تاکہ پیٹ بھرے۔ دیو نے جو کچھ کہ مطبخ میں تھا اور جو کچھ کسی دوسری جگہ سے لایا گیا سب کھالیا اور تاہم سیر نہ ہوا۔ جمشید خدا کی درگاہ میں رویا۔ یزدان نے بہمن یعنے جبرئیل کو بھیجا تاکہ جمشید کو کہے کہ ایک سرخ بیل کو مار اور اُسپر تقوم اور سرکہ اور سداب کو چھڑک اور دیگ سے نکال کر دیو کو دیدے۔ جب ایسا کیا گیا دیو ایک ہی لقمہ کھاکر بھاگ گیا۔ اُس دن سے کہنبار مقرر ہوا۔ آبادی کہتے ہیں کہ یزدان کا کام زبانی نہیں جاننا چاہیئے کہ کہنبار کا واضع جمشید ہے۔ کہنبار اول کہ اردی بہشت کا خور روز ہے۔ جمشید نے یزدان کی تعلیم سے آسمان کی بیکہ اپنے محل کی سقف پر لکھنی شروع کی۔ پینتالیس دن میں انجام کو پہنچائی۔ پس تیر ماہ کے خور روز میں بحکم داوار محل اور باغ اور شہر اور زراعتوں میں پانی پہنچنے لگا۔ ساٹھ دن میں یہ کام پورا ہوا۔ پھر شہریور ماہ کے اشتاد روز میں خدا کے حکم سے گھر کو صفا اور آراستہ کیا اور قصر کے آگے کا میدان ہموار کیا۔ گھر اور شہر اور کوچے بنائے۔ پچھتر دن میں یہ کام

تمام کیا۔ مہرماہ کے اشتاد روز مہرماہ میں نباتات یعنے بوٹیوں کے خواص تحقیق کرنے لگا اور ۳۰ دن میں باغ آراستہ کیا۔ پس دے ماہ کے مہر روز میں ہر قسم کے حیوانوں کو اپنے باغ میں جمع کیا اور ہر ایک کے واسطے کام ٹھہرایا۔ چنانچہ بیل اور خر کے واسطے بوجھ اور گھوڑے کے لئے سواری اور اسی دن میں یہ کام انجام پذیر کیا۔ پس اشتود روز میں کہ وہ پہلا پنجہ وزدیدہ ہے آدمیوں کو بلاکر کاموں پر چھوڑا۔ پچھتر دن میں اس کام کو پورا کیا۔ پس کہا یزدان نے میرے توسط سے یہ چیزیں پیدا کیں۔ ہر گہنبار کی ابتدا میں پانچ دن شادی کے ٹھہرائے اور جو کہتے ہیں کہ دیو آیا اور جو کچھ پایا کھایا وہ دیو نفس شوم سے مراد ہے کہ کھانے پینے اور قتل کا دوستدار ہے اور ایسے کاموں سے سیر نہیں ہوتا۔ جب جمشید کی روح نے یزدان سے درخواست کی تو عقل کا جبرئیل خدا کا پیام لایا کہ نفس بہیمی کے بیل کو مار یعنے وہ فضولیات جو وہ مانگتا ہے مت دے۔ پس کم خوری کا سرکہ اور بیداری کا بقوم اور خاموشی کا سداب تن کی دیگ میں رکھ اور اس کا ایک لقمہ نفس شیطانی کو کھلا کہ بھاگ جاوے۔ جب ایسا کیا دیو سے رہائی پائی۔ یہ وہ رمز ہے کہ زردشت نے گہنباروں کی بابت لوگوں کو سنائی اور یہ حل یعنے توجہ آبادیوں سے ہے۔ زردشت کی تمام رموز باتوں کو آبادی اصطلاح حل کرتے ہیں۔ نود و پنجم۔ اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ نیکی کرے تو چاہیئے کہ وہ اس نیکی کو نہ بھولے۔ نود و ششم۔ ایک دن میں تین بار آفتاب کی نیایش کریں پھر چاند اور آگ کی۔ نود و ہفتم۔ مردے کے پیچھے رونا نہ چاہیئے کیونکہ یہ اشک یعنے آنسوؤں کا پانی جمع ہوکر متوفی کو چینود پل یعنے صراط سے گذرنے نہیں دیگا۔ جب اُستا و زند پڑھے گا گذر جائیگا۔ نود و ہشتم۔ ہر ایک آدمی دستور اور موبدوں اور ہیربدوں کے پاس جاوے اور انکا کہا ہوا سنے۔ اگر برا بھی معلوم ہو تو رد نہ کرے۔ نود و نہم۔ بہدین کو چاہیئے کہ اُستا و زند کے خطوں کو جانتا ہو۔ صدم۔ موبد کو چاہیئے کہ پہلوی لغت غیر کو نہ سکھلاوے کیونکہ یزدان نے زردشت کو فرمایا کہ یہ علم اپنے فرزندوں کو تعلیم کر۔

زردشتیوں کے بعض رموز کے فوائد کا ذکر

آبادی کہتے ہیں کہ شت زردشت کا مدار رمز و اشارت پر ہے۔ کیونکہ عوام الناس کو وہ افسانہ کہ جو انکی عقل سے دور ہو شکوہ مند ہوتا ہے۔ دوم یہ کہ اگر کسی نادان کو ہم وجود اور بے نیازی واجب الوجود یعنے یزدان سے خبردار کرنا چاہیں تو وہ سمجھیگا نہیں اور اگر عقول کے تجرد اور نفوس کی بساطت اور سپہر و کواکب کی فضیلت بیان کریں تو حیران ہوگا اور روحانی لذات اور عقوبات یعنے عذابوں کو نہ پاسکیگا اور حقیقت کو نہ سمجھیگا اور شریعت کے مرموز احکام تو ہر خاص و عام کو دریافت میں آسکتے ہیں اور سب کو وہاں سے فائدہ ہوتا اور ظاہر کرنا انکا دنیا اور آخرت کی نیکنامی کا سبب ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت اور طریقت اور حکمت کا حال خاص لوگ سمجھتے ہیں اور اکثر عوام اسکے منکر یعنے انکاری ہوجاتے ہیں۔ پس حکمت کی باتوں کو شریعت کے لباس میں ادا کرنا چاہیئے تاکہ ہر شخص اس سے اپنا فائدہ اٹھاوے۔ جاننا چاہیئے کہ بعضے یزدانی کہتے ہیں کہ کتاب زند دو قسم پر ہے اول وہ ہے کہ جو قسم صریح اور بے رمز ہے جسکو مہ زند بھی کہتے ہیں۔ قسم دوم وہ ہے کہ رمز اور اشارات میں بھی اس کو زند ہی بولتے ہیں۔ مہ زند میں شریعت مہ آباد کی مذکور تھی۔ جیساکہ آذر ساسانیوں کی کتاب میں ہے۔ لیکن وہ مہ زند ترکوں خصوصًا رومیوں کے تسلط اور تغلب سے برباد ہوگئے اور کہ زند باقی رہے اور کہ زند سے بھی بہت کچھ لوٹوں میں تباہ ہوا۔ خلاصہ مضامین مہ آباد کا یہ ہے کہ حق تعالی کو ہرمز نے کہا اور وجود اور بساطت اور تجرد ذات کا قائل ہوا اور آفریدہ نخست کو بہمن بزرگ جانا اور اسکا نام فروردین بھی کیا اور اسکو بسیط مجرد گنا اور کہا کہ اس بہمن سے اردی بہشت بزرگ اور نفس اعلی اور فلک اعظم کا جسم ظاہر آیا اور اردی بہشت سے خورد اور بزرگ اور اس سے تیر بزرگ اور اس سے مرداد بزرگ اور اس سے شہریور بزرگ اور اس سے مہر بزرگ۔ اس سے آبان بزرگ۔ اس سے دے بزرگ کہ جو ارباب فلک ہیں اور یہ فروردین کے پیچھے بزرگ ماہ ہیں جیساکہ

کلی افلاک اور دوسرے مطالب میں۔ جیسا کہ زندبار کی حفظ اور تندبار کی قتل وساتیر سے موافق ہے۔ اشکانیوں کے عہد میں کہ زند پر عمل کرتے تھے۔ جب اردشیر ساسان دوم کا مطیع ہوا وساتیر اور زند پر عامل ہوکر زندباروں کی قتل چھوڑدی اور مہ زند بھی وساتیر کی جزو ہے۔ بعدہٗ اور لوگ بھی زند پر عمل کرنے لگے۔ نوشیروان ساسان کے اشارے سے وساتیر اور مہ زند پر عمل کرکے زندبار کے قتل سے پاک جیا اور پھر اُسکے پیچھے احکام کہ زند پر عمل کیا تاکہ ساسان پنجم نے ایرانیوں کو بددعا دی اور وہ مفلس اور نادار ہوگئے۔ بہدین کہتے ہیں کہ آہرمن زمان سے ظاہر آیا۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ فرشتے اور آسمان تھے اور ہیں اور ہونگے۔ جاننا چاہیئے کہ آذرہوشنگیان یعنے یزدانیوں کا کیش یعنے مذہب یہ ہے کہ زردشت کا دین گشتاسپ سے لیکر یزدگرد تک اگرچہ نہایت مروج تھا۔ لیکن بادشاہ تاویل کرکے اُس کو شریعت آذر ہوشنگ یعنے مہ آباد سے مطابق کرلیتے تھے اور کسی طرح زندبار کے قتل کا حکم نہ دیتے اور زردشت کے احکام کو مرموز جانتے وہ مکان کہ آذر ہوشنگ کے مذہب سے مخالف اُسپر عمل نہ کرتے اور تاویل کرلیتے۔ مضمون یہ ہے کہ اردشیر بابکان اور دوسرے ساسانی ملوک آذر ساسانیان کی تعظیم بجالاتے اور اسقدر اطاعت کرتے جیسا کہ پیشکار اور پرستار اپنے صاحب کی اور اس گروہ کو حقیقی بادشاہ اور اپنے آپ کو انکا نائب جانتے ہیں کہ آذر ساسان کو بادشاہی کی خواہش نہ تھی۔ یہ آپ اُن کی جگہ حکومت کرتے۔ حالانکہ آذر ساسانیان شب مہ آباد کی راہ پر چلتے تھے اور دوسرے مذہب کو بلا تاویل ناپسند کرتے اور یہ لوگ زردشت کے کلام کو سچا جانتے۔ لیکن اُس کی ظاہر کتاب کو مرموز سمجھتے تھے۔ یہی سبب ہے کہ وہ اُس کی ظاہری باتوں پر چنداں التفات نہیں کرتے تھے اور یہ کہتے ہیں کہ بادشاہوں کا عقیدہ خصوصًا دارا اور داراب اور بہمن و اسفندیار اور گشتاسپ و لہراسپ کا بھی یہی تھا۔ اب جو کچھ رموز اور اشارات کہ مجوس کی طرف منسوب ہیں لکھے جاتے ہیں کیونکہ رمز سے حکمت محفوظ رہتی اور بیوقوف کے ہاتھ میں نہیں پڑتی ہے اور کامل اُس سے مطلب سمجھ لیتا ہے

مشہور ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ جہان کے دو صانع یعنے پیدا کنندہ ہیں۔ ایک یزدان دوسرا آہرمن۔ یزدان نے یہ بُرائی سوچی کہ ایسا نہ ہو کہ میرا ضدی اور دشمن پیدا ہوجاوے۔ آہرمن اُسکی فکر سے پیدا ہوا اور بعض جگہ لکھا ہے کہ خدا اکیلا تھا۔ اُسکو ایک وحشت پیدا ہوئی۔ بڑی فکر کی۔ آہرمن پیدا ہوا۔ پھر کہتے ہیں کہ آہرمن گیتی سے باہر تھا۔ اُس نے ایک سوراخ سے یزدان کو دیکھا۔ اُسکی منزلت اور جاہ پر رشک کھایا اور شر و فساد اُٹھایا۔ یزدان نے فرشتے پیدا کئے اور اس لشکر کے سمیت آہرمن سے لڑا۔ جب یزدان آہرمن کو نہ ہٹا سکا آپس میں اسطرح پر صلح کی کہ آہرمن مدت معین تک جہان میں رہے۔ جب جہان سے باہر جاوے تو عالم خیر محض ہوجاوے۔ حکیم بزرگوار جاماسپ فرماتا ہے کہ جہان سے بدن اور یزدان سے روح و آہرمن سے طبیعت عنصری اور فکر رویہ اور امور مادیہ کی محبت مراد ہے اور یہ جو کہا کہ آہرمن نے شور و فساد کیا اس جنگ سے نفس روح پر قوی تسلط کا ہونا مراد ہے اور عالم سفلی کی طرف کھنچے جانے سے بھی وہی تسلط قوی کا ہونا اور ریاضت سے قواے کو تسخیر کرنے کی طرف اشارت ہے۔ کیونکہ قواے مسخرہ دل کا لشکر ہے اور صلح کرنے سے یہ مراد ہے کہ صفات ذمیمہ۔ یعنے جو ابلیس کی بُری صفتیں ہیں۔ جو ایک دفعہ دور نہیں ہوسکتیں اُن کے ساتھ جنگ رکھنا چاہیئے۔ یعنے افراط و تفریط سے محترز ہونا چاہیئے اور اعتدال یعنے برابری کو حاصل کرنا چاہیئے۔ مدت معین تک آہرمن کا عالم میں رہنا یہ ہے کہ لڑکپن اور سن بلوغ سے پہلے بلکہ تمام عمر حیات بدن میں بدنی قواے مسلط اور غالب رہتے ہیں اور باہر جانا آہرمن کا جہان سے یہ ہے کہ بسبب موت اختیاری یعنے سلوک کے یا بباعث موت اضطراری یعنے مرگ طبعی کے جب نفس آزاد ہوگا اور اپنے آپ کو کمالات سے آراستہ دیکھے گا اپنے جہان کو پہنچے گا۔ جو خیر محض یعنے صرف نیکی ہے۔ کہتے ہیں کہ تاریکی یعنے اندھیرے نے خُشید یعنے نور کو محبوس کیا۔ پس فرشتے نور کی مدد سے آئے۔ اندھیرے نے آہرمن سے مدد چاہی۔ کیونکہ وہ اندھیرے کا اصل ہے اور یہ اندھیرا نور کے رویہ فکر سے حاصل ہوا ہے۔ حکیم الہی جاماسپ فرماتا ہے کہ

اس بات کی تاویل وہی ہے کہ مذکور ہوچکی ہے۔ اسطور پر کہ نفس ایک نورانی جوہر ہے اور اسکا اندھیرا جسمانی قوتیں ہیں اور حبس اور قید بدنی قوتوں کا اس نورانی گوہر پر غالب ہوتا ہے۔ کیونکہ اسی غلبہ کے باعث نفس اس دنیا میں کھینچا گیا ہے۔ فرشتوں کی مدد بسبب اشراق علوی کے جہان عقلی میں روح کا ترقی پکڑنا مراد ہے۔ مہلت بقا بدنی قوتوں کا موت طبعی تک اور تفکر ردیہ مائل ہونا نفس کا امور مادیہ کی جانب ہے۔ دادر یعنے دارائے سکندر گرد نے نامہ نگار سے رمز یزدان اور آہرمن کی بابت پوچھا تو کہا گیا کہ نور سے ہونا اور ظلمت یعنے اندھیرے سے نہونا مراد ہے۔ یزدان نور یعنے ہستی ہے اور آہرمن ظلمت یعنے نیستی۔ یہ جو مذکور ہے کہ آہرمن یزدان کی ضد ہے یہ دسیاتت کی اشارت ہے کہ یزدان ہستی یعنے وجود ہے اور وجود کی ضد بدون عدم کے اور کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔ کہتے ہیں کہ بیماریاں اور سانپ و کژدم کا پیدا کرنا کہ نکوہیدہ ہے انکا وجود آہرمن سے ہوگا۔ جاماسپ فرماتا ہے کہ جہل و حمق و غفلت و غرور وغیرہ اندرونی بیماریاں۔ اور موذی درندے مانند غضب و شہوت اور آز و حرص اور حقد و حسد دشمنی اور بخل اور مکر و فریب یقین ہے کہ سب روح سے نہیں بلکہ طبیعت عنصری سے ہیں اور کہتے ہیں کہ خیر کا فاعل ہے۔ فرشتہ اور شر کا آہرمن ہے اور خدا دونوں سے پاک اور منزہ ہے ٭ جاماسپ فرماتا ہے کہ فرشتہ بھی روح ہوگا جو نیکی کا فاعل ہے کہ اگر حواس پر غالب ہوکر گفتار و کردار میں انسان سے نیک کام کرادے وہی خیر ہے۔ آہرمن یعنے شیطان یہاں طبیعت حواس سے مراد ہے۔ یعنے اگر حواس رواں پر غالب ہوں اسکو لذات کی طرف کھینچیں چنانچہ وطن بھول جاوے یہی شر ہے اور ایزد تعالیٰ نے بندہ کو خیر و شر کا اختیار دیا ہے اور وہ آپ انکے خیر و شر سے مبرا ہے۔ کہتے ہیں کہ نفس نے جو خطا کی تھی وہ غضب الٰہی کے خوف سے بھاگا اور تنزل کیا۔ جاماسپ حکیم فرماتا ہے کہ خطبہ کی تاویل یہ ہے کہ وہ اپنے اصل میں ناقص تھا۔ ہبوط بسبب تعلق بدن کے مفارق یعنے مجردات سے روگردان ہونا ہے اور خوف سے بھاگنا تدبیروں کا شایق ہونا ہے۔ تا فیض اسکے دور ہوجاوے یہانتک جاماسپ حکیم کی تاویلیں ہیں ٭ زردشت کا مدار اشارت پر

ہے۔ چنانچہ شہنشاہ بہمن ابن شہزادہ اسفندیار ابن گشتاسپ شاہ فرماتا ہے کہ زردشت نے مجھے کہا کہ ماں باپ نے مجھے اپنے شہر سے دور وایگان کو دیا۔ میں بہت برس وہاں رہا حتیٰ کہ مجھے ماں باپ اور اپنا شہر بھول گیا۔ ایک روز ناگاہ میرے دلمیں آیا کہ میرا مادر و پدر و شہر کون ہے۔ یعنے کوشش کی حتیٰ کہ جس راہ سے آیا تھا برہنہ پھرا اور گھر میں جاکر پدر و مادر کو دیکھکر واپس ہوا۔ پھر وہاں آیا جہاں سے گیا تھا اور جہاں وہ سب دای تھے کیونکہ یہاں کے لوگوں کے کپڑے میرے بدن پہ تھے۔ میرے دلمیں آیا کہ مجھے یہ لوگ یہ نہ کہیں کہ پیشکاری یعنے خدمت نہ کرسکا ہمارے کپڑوں کو خوار چھوڑکر بھاگا۔ جبتک یہ جامہ نہ پھٹے یہاں رہتا ہوں پھر چلا جاؤنگا۔ بہمن ابن اسفندیار کہتا ہے کہ جو کچھ زردشت نے فرمایا رمز ہے۔ شہر و مکان و جامہ عالم ملکوت پدر عقل اول مادر نفس کلؒ دایہ جہالت سفلی اور بدن کے ساتھ ملک وطن کو بھولنا عنصری بدن کے ساتھ خوگیری کی یاد آنا۔ اسطرف کی کشش ہے اور وہاں بریاضت پہنچنا اور برہنہ ہونا تعلقات بدنی کا چھوڑنا اور پھر یہاں آنا بدن کی طرف پھرنا ہے۔ اسواسطے کہ نہ کہیں کہ پیشکاری سے ڈرکر جامہ چھوڑ بھاگا۔ جبتک جامہ پارہ نہو یہاں سے نہ جاؤنگا۔ پیشکاری کرنے سے دانش اور کیش مراد ہے اور جامہ پھٹنے سے اجزاے بدن کا پراگندہ ہونا یعنے جبتک بدن قایم رہے رہونگا۔ بعدہ اپنے وطن کو جاؤنگا۔ شہزادہ اسفندیار ابن گشتاسپ شاہ کہتا ہے کہ زردشت نے مجھے کہا کہ ایک گروہ اپنے شہر سے نکلا کہ مال کو اپنے گھر میں واپس لاکر عیش و عشرت کریں جب اُس شہر میں جہاں کا ارادہ رکھتے تھے پہنچے بعضوں نے روپیہ کمایا اور بعض شہر اور اسکے عجائبات کے دیکھنے میں مصروف رہے بعضے بیکار ہی پھرا کرتے۔ جب واپسی کا وقت آیا بادشاہ نے اُنھیں کہا کہ اب شہر سے نکل جاؤ تاکہ دوسرا گروہ تمھاری طرح اپنا حصہ حاصل کرے۔ یہ سب نکلے تو بعضوں کے پاس اندوختہ سامان تھا اور بعضے بے توشہ کچھ سوار اور کئی ایک پیادہ تھے۔ وہاں ایک جنگل بے آب اور دشوار پُر از سنگ و خار و بے سایہ نمودار ہوا وہ جو سوار اور توشہ دار تھے وہ تو اُسکو طے کرگئے اور اپنے شہر میں پہنچکر شادی و فرحت میں مشغول ہوے اور جو پیادہ تھے وہ بھی نہایت دقت

سے منزل میں پہنچکر اندوختہ سامان کی مدد سے اُس شہر میں عیش سے گذارہ کرنے لگے۔ لیکن اُن دولتمندوں کے مکانوں کو دیکھکر جنھوں نے بذریعہ تجارت بہت مال حاصل کیا ہوا تھا۔ حسرت کھاتے تھے۔ جنکے پاس سواری اور توشہ نہ تھا اور اس گمان پر شہر سے نکلے تھے کہ بلا زاد ہی اپنے شہر میں پہنچ جاوینگے۔ راستے میں بیمار ہوے اور بباعث ناداری اور بے زادی اور سختی راہ اور گرمی و دھوپ اور تاریکی رات کے نہ چل سکے لاچار اُسی شہر کی جانب جہاں سے نکالے گئے تھے واپس ہوے۔ جبکہ اُنکے مکان اور دُکان نووارد سوداگروں نے روک لئے تھے۔ حیران رہے۔ مزدوری اور گداگری کے سوا کچھ چارہ نظر نہ آیا۔ ناچار یہی پیشہ کرنے لگے۔ اسفندیار کہتا ہے کہ وہ شہر جہاں سے یہ لوگ سوداگری کے واسطے نکلے تھے ملکوت ہے اور وہ شہر جسمیں کمانے کے لئے گئے عالم سفلی یعنے ناسوت ہے۔ گھر اور دوکانیں بدن ہے اُس شہر کے رہنے والے۔ جانور و نباتات و معدنیات ہیں۔ اور بادشاہ طبیعت عنصری اندوختہ سامان گفتار و کردار نیک اور زہد و ریاضت ہے جنکو گروہ اول نے بہت اور ثانی نے تھوڑا حاصل کیا۔ بیکار وہ ہیں جنکا صرف کھانا سونا اور جماع کرنا کام تھا۔ یہ ندا کہ اب نکلو بادشاہ مرگ کا حکم ہے اور گھر بدن ہے جنگل و پہاڑ زمہریر اور اثیر ہیں۔ سوار عالم و عامل۔ پیادے جن سب کے پاس تھوڑا سا زاد یعنے توشہ تھا وہ لوگ ہیں جو عبادت کرتے اور خدا اور اپنا علم نہیں رکھتے ہیں۔ اور بے زاد و بے سواری وہ ہیں جو بے علم و بے عمل ہیں کہ جو عالم ملکوت تک نہیں پہنچ سکتے اور واپس ہوکر عالم عنصری میں اپنا پہلا درجہ بھی نہیں پاتے۔ حکیم شاہ ناصر خسرو فرماتے ہیں

قطعہ

چو در رہ تاں کار بیروں شود ۔ یکے ناں بگیرد بزیر بغل
تو بے توشہ و بر جہان میروی ۔ ازیں تیرہ مرکز باوج زحل

زردشت کی دوسری رمزوں میں جو اس مقام میں ہیں ایسا بیان کرتے ہیں کہ جب بے زادگی اور پیادگی کے باعث پھر بادشاہ کے شہر میں آتے ہیں تو اپنے اچھے گھر کو نہ پاکر غاروں اور کوچوں میں اپنا مسکن کرکے مزدوری اور گدائی کرتے ہیں۔ اسفندیار کہتا ہے کہ مراد اسکی یہ ہے کہ جب بدن انسانی چھوڑکر بے علمی اور بے عملی کے باعث عالم علوی میں

نہیں پہنچ سکتے تو واپس ہوکر عالم عنصری میں آتے ہیں۔ انسانی بدن کو نہ پاکر جانوروں کا لباس پہن لیتے ہیں۔ جبکہ یہ رمز اُس رمز کے قریب ہے جو مذکور ہوئی ہے تو تمام کا لکھنا فضول ہے۔ صائب ؎

از رباطِ تن چو بگذشتی دگر معمورہ نیست ۔ زاد راہے پُر نمیداری ازیں منزل چرا

یہ بھی اسفندیار کا قول ہے کہ زردشت نے فرمایا ہے کہ دو تونگر آدمی گھر میں رہتے تھے۔ انھوں نے آپس میں کہا کہ ہمکو خوراک و پوشاک وغیرہ سامان حاصل ہے۔ اب ایک معشوقہ حاصل کرنی چاہیے تاکہ زندگی خوشی سے تمام ہو پس اُسکے حصول کیلئے دونوں نے ایک شہر کی طرف رُخ کیا کہ جسکے ساکن حسن میں مشہور تھے۔ جب کاروان سرا میں پہنچے۔ ایک تو باغ کی سیر میں مشغول ہوا اور شہر کی زینت میں اسقدر مستغرق ہوا کہ کچھ کام نہ کرسکا۔ دوسرے نے ایک عمدہ شاہد حاصل کیا۔ ناگاہ اُس باغ کا دروازہ بند ہوا۔ اسفندیار کہتا ہے کہ دو یار عمرو زید ہیں خوراک و پوشاک اس جہان کے اسباب ہیں شہر خوبرویان دنیا ہے۔ شاہد نیکو علم وعمل ہے دو دام ہوام حیوان غضب و شہوت و آز و حقد و حسد و حرص وکین بخل ہے۔ گیاہ باغ غفلت وغرور ہے۔ در باغ دخمہ یا خم یا گورستان۔ باغ کا دروازہ بند ہونا موت کا وقت خم و دخمہ گور کو اسواسطے گنتے ہیں کہ آذر ہوشنگ یعنے مہ آباد کے کیش میں مذکور ہے کہ مردہ کو شراب کے خم میں ڈالیں۔ ایسے ہی دخمہ میں یا خم میں لاش ڈالتے تھے۔ گور یعنے قبر رومیوں کی آئین ہے اور جلانا ہندوؤں کی۔ اور گشتاسپ شاہ بھی زردشت سے نقل کرتا ہے کہ وہ کہتا تھا کہ ایک آدمی نے اپنا لڑکا ایک اُستاد کے سپرد کیا کہ چند مدت اُس کو بادشاہ کی ندیمی یعنے وزارت کے آداب سکھلاوے۔ وہ لڑکا بسبب کھیل اور خوشی کرنے کے یہی چاہتا تھا کہ اُسکو محنت نہ اُٹھانی پڑے اور پڑھنے میں سُستی کرتا۔ اور ہر روز اُستاد کے واسطے گھر سے پوشیدہ مٹھائی وغیرہ لذیذ چیزیں اور خوبصورت عورتیں لاتا کیونکہ معلم کو اُن سے نہایت رغبت اور میل تھی جب کہ معلم کا زمانہ اسیطرح گذرگیا اور لڑکا بھی کھانے اور پینے اور جماع کا خوگیر ہوا مگر وہ معلم بہ سبب بہتایت خورش اور شہوت رانی کے بیمار ہوا اور موت کے بستر پر لیٹا لڑکے نے جانا کہ

اب میرے واسطے اور کوئی جگہ نہیں۔ آخر والدین کے گھر جانا پڑیگا۔ پس اس حالت میں کہ اُستاد بیمار ہوا لڑکے نے اپنے کام میں تامل کیا تھا اور والد کے خوف اور والدہ کی شرم اور نادانی کے ننگ کے باعث سے انکے پاس تو نہ گیا لیکن غمناک اور پریشان ہوا۔ گشتاسپ فرماتا ہے کہ آموزگار یعنے اُستاد حواس خمسہ ہیں۔ کودک یعنے لڑکا روح بندہ ہے۔ پدر عقل کل۔ مادر نفس کل۔ مٹھائی اور معشوق دنیاوی لذتیں۔ مناسب تھا کہ روح حواس اور حس مشترک راہ سے جو کہ معلم ہے معقولات کو پہنچتا اور واپس جانے کا توشہ حاصل کرتا کہ جسکی مدد سے پادشاہ حقیقی وزارت کے لایق ہوتا۔ جبکہ یہ مراتب حاصل ہونگے بدن چھوڑنے کو بُرا جانیگا۔ جب شہوت کا خوگیر ہوا اسمیں نیکی نہ رہیگی ایام گذاری کے بعد جبکہ عالم علوی میں جانے کی طاقت ہو لیکن شرم و خجالت سے ہرگز وہاں جانا نہیں چاہتا کہ والدین کو کہ جو عقل و نفس سے مراد ہے دیکھے۔ شت داور ہوریار نے نامہ نگار کو کہا کہ یعنے رمزستان زردشت میں دیکھا کہ جہان شاہ کے وزیر کے اس قدر فرزند ہیں کہ گنتی میں نہیں آسکتے وہ ابتدا میں اُن کو مکتب میں بھیجتا ہے کہ رعایا کے لڑکوں کے ساتھ مکتب میں دانش سیکھیں۔ اگر وہ وزیر کے لڑکے دانشمند ہوتے ہیں وزیر انکو اپنے پاس بُلاکر بادشاہ کے مقرب بنادیتا ہے اور اگر بے عقل نکلیں انکو اپنا فرزند نہیں سمجھتا اور اپنے پاس نہیں آنے دیتا اور اپنی میراث اُنپر حرام کرتا ہے۔ نامہ نگار نے جواب دیا کہ میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ جہان شاہ ایزد بیچون کا نام ہے اور وزیر عقل اول ہے۔ وزیر کے فرزند نفوس ناطقہ ہیں دبستان عنصری عالم اور بدن ہیں۔ اطفال حواس اور بدنی قوتیں ہیں۔ جب یا بندہ ارواح اس مکتب میں دانش حاصل کریں تو عقل اول جو باپ ہے انکو اپنے پاس بُلاکر حضرت صمدیت کا مقرب بنادیتی ہے اور جن نفوس نے اس مکتب میں دانش نہیں سیکھی وہ عالم مجردات میں کہ جو عقل اول کا وطن ہے نہیں جاسکتے۔ جہان آفرین خدا کے قرب سے دور رہتے ہیں اور عنصری جسمانیوں سے کہ جو رعایا کا مقام ہے ترقی نہیں کرسکتے۔ عقل کے میراث سے جو علم سے مراد ہے بے بہرہ رہتے

ہیں۔ اور یہ بھی زردشت نے کہا ہے کہ عالم علوی میں ایک بڑا دریا ہے اور اُسکی نم سے جہان سفلی میں ایک سراب عظیم اسقدر ظاہر ہوا کہ اس جہان میں بدون اس سراب کے دوسری کوئی چیز موجود نہ رہی جیسی کہ علوی جہان میں سواے اس دریاکے کچھ موجود نہیں۔ شت داور ہوریا نے نامہ نگار کو کہاکہ اس رمز کی حقیقت کیا ہے۔ جواب دیا کہ وہ بڑا دریا ذات مطلق اور وجود بحت خدا کا ہے۔ اور سراب ممکنات ہے کہ فی الحقیقت تو موجود نہیں اور وجود حقیقی کی خاصیت سے موجود نظر آتی ہے۔ جیسی کہ کہا گیا کہ اُسکی نم سے سراب ہوا۔ زردشتیوں کی کتابیں اور قدماے اہل ایران کی تاریخ میں مذکور ہے کہ جب ارجاسپ نے دوسری بار بلخ پر حملہ کیا اُسوقت گشتاسپ سیستان میں زال کا مہمان تھا اور اسفندیار دژگنبدان میں مقید تھا۔ لہراسپ نے باوجود ریاضت کے ساتھ فریزدان کے جسم کو چھوڑا ترکوں نے شہر کو لے لیا تو ربرا تورترک نے جسکو توربراتورحش بھی کہتے تھے معبد میں جاکر زردشت کو تلوار سے شہید کیا پیغمبر نے شمار افراز یعنے تسبیح جسکو یاد افراز بھی بولتے تھے اور جو اُسکے ہاتھ میں تھی اُسکی طرف پھینکی اُسمیں سے ایک روشنی نکلی جسنے توربراتور کو جلادیا۔

پندرھویں نظر عقیدہ مزدکیان کے بیان میں

مزدک ایک پرہیزگار اور دانا آدمی شہنشاہ قباد کے عہد مین تھا اُسکے دین نے رواج پکڑا اور شت نوشیرواں نے اُسکو مار دیا۔ وہ کہتا ہے آغاز بے آغاز سے جہان کے دو صانع ہیں خیر کا فاعل یزدان جو نور ہے اور شر کا آہرمن کہ ظلمت ہے۔ ایزد متعال خیر کا فاعل ہے اور وہ سواے نیکی نہیں کرسکتا۔ عقول و نفوس اور آسمان و کواکب افریدہ یزدان کے ہیں اور آہرمن کو اُسپر ہرگز طاقت نہیں۔ اور عناصر و مرکبات بھی خدا سے ہیں۔ آگ سرمازدہ کو گرم کرتی ہے اور ہوا کی حرکت محرور کو خنکی دیتی ہے اور سرد پانی پیاسے کو سیراب کرتا ہے اور خاک خرامش کا مکان ہے۔ ایسے ہی اُن کے مرکبات۔ مثلاً معادن سے سونا چاندی۔ نبات سے میوہ دار درخت حیوانات سے بیل و گوسفند گھوڑا و اونٹ۔ پرہیزگار انسان وغیرہ مفید چیزیں یزدان سے پیدا ہوئیں۔ لیکن آگ کا جانور کو جلانا۔ اور زہروں کا جانور کو

مارنا۔ پانی کا کشتی کو غرق کرنا۔ لوہے کا بدن کو کاٹنا۔ اور کانٹے کا بدن کو دکھ دینا۔ درندے اور موذی شیر و پلنگ کژدم سانپ وغیرہ سب مضاد چیزیں آہرمن سے ہیں۔ چونکہ آہرمن کو آسمان پہ طاقت نہیں اسکو بہشت بولتے ہیں عنصری عالم میں آہرمن کو بھی تصرف ہے۔ ناچار ضدیت ظاہر ہوئی۔ کوئی صورت قائم نہ ہوگی۔ مثلاً یزدان زندگی دیتا ہے آہرمن ماردیتا ہے۔ یزدان نے حیات پیدا کی۔ اور آہرمن نے موت۔ یزدان نے صحت کو اور آہرمن نے بیماری کو پیدا کیا۔ یزدان نے بہشت کو بنایا۔ آہرمن نے دوزخ کو۔ یزدان پرستش کے لائق ہے کیونکہ ملک اسکا وسیع اور فراخ ہے۔ اور آہرمن کو صرف عالم عناصر میں دسترس ہے۔ دوسرا یہ کہ جو شخص یزدانی ہوگا اسکی روح جہان برین میں پہنچے گی۔ اور شیطانی کی دوزخ میں رہے گی۔ پس شرط عقل کی یہ ہے کہ عاقل اپنے آپ کو آہرمنی کاموں سے بچاوے۔ ہرچند آہرمن اسکو دکھ دیوے۔ جب اسکی جان بدن سے چھوٹیگی آسمان کو جائیگی اور آہرمن کو فلک پر چڑھنے کی طاقت نہیں۔ بعض جگہوں میں مذکور ہے کہ وجود کے دو اصل ہیں۔ نور اور ظلمت۔ اس سے مراد یزدان اور آہرمن ہے۔ اور کہتا ہے کہ نور کے فعل اختیاری ہیں اور ظلمت کے اتفاقی۔ نور عالم اور حساس ہے اور ظلمت جاہل اور امتزاج۔ نور و ظلمت کی آمیزش اتفاقی ہے۔ اور نور کا ظلمت سے چھوٹنا بھی اتفاقی امر ہے نہ اختیاری۔ جو کچھ خیر اور منفعت جہان میں ہے نور سے ہے۔ اور شر و فساد ظلمت سے۔ جب نور کے اجزا ظلمت سے جدا ہوں اور دنیا کے مرکبات کی ترکیب ٹوٹ جاوے۔ رستخیز یعنے قیامت ہے۔ پھر اسی کتاب میں کہتا ہے کہ اصول اور ارکان تین ہیں۔ یعنے پانی اور ہوا اور آگ۔ جب یہ آپس میں ملے انکی آمیزش سے مدبر خیر و شر کا حادث ہوا۔ وہ جو صفائی سے حاصل ہوا مدبر خیر کا ہے۔ اور جو کدر یعنے کدورت سے ظاہر ہوا مدبر شر کا ہے۔ اسی کتاب میں ہے کہ یزدان اصلی جہان میں کرسی پر بیٹھا ہوا ہے جیسے کہ بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں۔ عالم فرودین یعنے عنصری میں اور اسکے حضور میں چار قوتیں ہیں۔ باز کشا یعنے قوت تمیز۔ یادوہ یعنے قوت حفظ۔ دانا یعنے قوت فہم۔ سورا یعنے سرور۔ جیسے بادشاہی کاموں کا مدار ان چار شخص پر ہوتا ہے۔ یعنے موبد موبدان۔ ہیربد

ہیربدان۔ سپہ وار۔ لشکر۔ ایسے ہی یہ چار قوتیں جہان کی تدابیر کرتی ہیں اسکے نیچے سات مددگار اور ہیں۔ سالار پیشکار۔ بانورد۔ پیروان کارران دستور کودک اور یہ سات باراں روانی یعنے روحانی پر دابر ہیں یعنے خوانندہ دہندہ ستانندہ برندہ خورندہ دوندہ چرندہ کشندہ زنندہ آیندہ شوندہ پایندہ۔ جس شخص کے پاس یہ چار قوتیں مع ساتوں کے اور وہ مع بارہوں کے جمع ہوں وہ عالم سفلی میں مانند پروردگار اور رب کے ہوتا ہے اور اُس سے تکلیف اٹھ جاتی ہے۔ اُسی کتاب میں کہتا ہے کہ جو شخص کہ نور کے ساتھ راضی نہیں ہے اور جو ظلمت کے ساتھ خوش ہے نزاع اور دشمنی ہے اور اکثر لڑائیوں کا موجب مال اور عورت ہے پس عورتوں کو آزاد اور مال کو مباح رکھنا چاہیئے کہ جیسا آتش اور پانی اور گھاس میں شریک ہیں۔ اُسی کتاب میں کہا ہے کہ یہ سخت ظلم ہے کہ ایک کی عورت حسین ہو اور دوسرے کی قبیح ہو پس عدالت اور دینداری کی یہ شرط ہے کہ چند روز کے واسطے وہ اپنی حسین عورت دوسرے کو دیدے اور اُسکی قبیحہ کو عوض میں لے لے۔ اور یہ بھی ناروا ہے کہ ایک دولتمند ہو دوسرا نادار پس دیندار پر واجب ہے کہ اپنے ہمدین کو آدھا مال بانٹ دے اور ہم آئین کا ہاتھ پکڑے نیز اپنی عورت کو اُسکے پاس بھیجدے تاکہ شہوت رانی میں بے نصیب نہ رہے اگر ہمدین کمانے سے عاجز اور مسرف یعنے بہت خرچ کرنے والا اور دیوسار اور دیوانہ ہو اُسکو مکان میں رکھے کھانے پینے پہننے سے تنگ نہ ہونے دیوے جو شخص اس قسمت پر راضی نہو وہ آہرمنی ہے اُسکا زر زور سے چھین لینا چاہیے۔ فرہاد شیراب آئین ہوش اس مذہب کے پیرو ہیں۔ پھر محمد قلی گرد۔ اسمٰعیل بیگ گرجی احمدای تیرانی انکے کیش میں آئے تیران اعمال صفاہان میں سے ایک گانوں ہے ان سے سُنا گیا کہ اب مزدکی گبروں کے لباس میں نہیں ہیں اہل اسلام میں چھپ کر اپنے مذہب کی راہ پر ہیں۔ اُنھوں نے مزدک کی کتاب جسکا نام دیشاد تھا نامہ نگار کو دکھلائی پرانی پارسی ہے جسکو جد آئین ہوش آئین شکیب

نے مشہور پارسی میں بھی ترجمہ کیا ہے فرہاد وزنا آدمی تھا اور اہل اسلام کو اپنا نام محمد سعید بتلاتا۔ شیراب اپنے آپ کو شیر محمد بولتا دین ہوش اپنا نام محمد عاقل ظاہر کرتا جو اپنے علم کے ماہر تھے ویسناوی نام بھی رکھتے تھے پس پارسیوں کے عقاید کی تفصیل یہی ہے کہ جو ابتدا میں مجملاً مذکور ہوئی اس بیان میں وہی باتیں مرقوم ہوئی ہیں جو انکی کتابوں میں مذکور ہیں اور اس فرقہ کی زبان سے سُنی گئیں کیونکہ بہت سخن ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو دشمنوں نے بباعث عداوت اُنپر جمائے ہوں ؁

تعلیم دوم ہندوون کے عقائد میں

اسمیں بارہ نظریں ہیں :- پہلی نظر بودھ میانس کے عقیدوں میں جنکو سمارتک بھی کہتے ہیں اور یہ متشرع ہیں۔ دوسری نظر اُن باتوں کے بیان میں جو پیدایش کی بابت اُنکے پُران یعنے تاریخ میں مذکور ہیں۔ تیسری نظر سمارتکوں کے اعمال و افعال میں۔ چوتھی نظر ویدانتیوں کے عقائد میں۔ یہ اس گروہ کے محقق اور صوفی ہیں۔ پانچویں نظر سانکھیوں کے بیان میں۔ چھٹی نظر جوگ کے مقاصد میں۔ ساتویں نظر شاکتکوں کے عقائد میں۔ آٹھویں نظر بیشنوان کے گفتار و کردار میں۔ ناموویں نظر چارواکیوں کے حال میں۔ دسویں نظر تارکوں کے بیان میں جو صاحب بحث و فکر ہیں۔ گیارھویں نظر بودھ کے عقائد میں۔ بارھویں نظر اہل ہند کے عقائد مختلفہ کے بیان میں۔

پہلی نظر متشرعہ ہنود کے عقائد میں

چونکہ روزگار ناپائدار نے نامہ نگار کو پارسیوں سے خدا اور بُت اور آتش پرست ہندوان کا ہم انجمن اور آشنا کیا۔ اسواسطے اُنکے عقائد بیان کرتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ ہندوؤں کے مذاہب بیشمار ہیں۔ لیکن اُن میں سے عمدہ وہ گروہ ہیں کہ جو انظار عشرہ میں مذکور ہونگے۔ اور انکے بزرگوں کی عظمت کی طرف اشارہ کیا جاویگا۔ زردشت اور قدیمی حکماء کی طرح اس فرقہ کا مدار بھی رمز اور اشارات پر ہے۔ چنانچہ بوقت گذارش ظاہر ہوگا۔ پہلے انکے مطالب اسفار میں جمع کئے ہوئے تھے۔ جو اب متروک ہوئے۔ لیکن بسال ایکہزار تریسٹھ ہجری سری کاکل میں جو کلنگ کا دارالملک ہے۔ مجھے اُن بزرگوں کی ملاقات حاصل ہوئی کہ جو پہلے سے نامہ نگار کے آشنا اور اکثر متبرکہ کی زیارت کو جاتے تھے

پھر ملنے اُن سے ازسرنو پہلی سُنی ہوئی باتیں صحیح کیں اور شکوک
پر بطلان کا خط کھینچا لیکن ترتیب اول اور ثانی میں اختلاف پڑا۔ خلاصہ
مذہب بودہ میمانس کا یہ ہے کہ تمام عالم کسی حاکم حقیقی کا فرمانبردار اور
موجود حقیقی سے قایم نہیں جو کچھ نیکی برائی اور ثواب و عقاب یعنے
پن و پاپ مخلوقات کسو لاحق ہوتا ہے سب افعال اور اقوال کا نتیجہ
ہے یہ کہتے ہیں کہ تمام جہان کے لوگ اپنے کرموں کی پھانسی میں
گرفتار ہیں اور کردار کے سوا کچھ اثر نہیں پا سکتے۔ برہما یعنے فرشتہ
خالق اشیا اور بشن یعنے حافظ و پرورندہ فرشتہ۔ اور مہیش یعنے فرشتہ
مخرب ابدان۔ بھی نیک کاموں کے ذریعہ سے اس اونچے مرتبے کے
واصل ہوے ہیں اور برہما نے عبادت اور ریاضت اور نیک کاموں کی
طاقت سے عالم کو ظاہر کیا۔ چنانچہ بید کہ باعتقاد اہل ہند آسمانی کتاب
ہے اس امر پہ ناطق ہے کہ فرشتوں کے مراتب میں سے ہر ایک
مرتبہ کا حصول عمل نیک اور خلق حمیدہ پر منحصر ہے۔ جو کہ نفس ناطقہ
جوہر ملکوتی ہے لہذا ممکن ہے کہ اپنی ملکی ملکات یعنے فرشتوں والی
صفات کے ذریعہ سے ان اونچے مراتب کو پہنچے اور ایک مدت دراز
اور معین تک کام روا رہے مثلاً انسان کی روح اپنے علم اور عمل
کے ذریعہ سے اُس مرتبہ کو پہنچ سکتی ہے جو برہما کے رتبہ کے قابل
ہو۔ پھر برہما موجودہ کی حکومت کے بعد یہ منصب موعود اُسکو ملیگا۔ ایسے
ہی دوسرے فرشتوں کے مراتب کو قیاس کرو۔ یہ مقصد اُس بات پر
راجع ہے جو حکماء فارس نے کہا کہ بعد تکمیل نام کے ارواح انسانی
اجرام علویہ سے متعلق ہوتی ہیں اور ادوار کثیرہ کے بعد نفوس فلکیہ
عقول عالیہ تک ترقی فرماتی ہیں موید ہے

بادہ جان فلک ساقی بجام عقل ریخت۔ پر شراب روح انسان کردہ مینائی چرخ
اس جہان کی ابتدا ہے نہ انتہا ہے اور تمام ارواح گفتار و کردار کی
زنجیر سے باندھے ہوئے ہیں جو بلند پایہ کا شخص کمینوں کا کام کرے
وہ رتبہ بلند کو کہ جو اچھے کاموں کا نتیجہ ہے نہ پا سکے گا اور وہ کمینہ
کہ جو بڑے مرتبہ کے کام کریگا البتہ اُس عالی درجہ کو پاویگا۔ کاموں
کے لایق شعور ملتا ہے اور عقل کی صفائی ترقی مدارج۔ اور افعال

صالح کے اندازہ پر ہوگی۔ نفوس انسانی کو حیوانی بدن ملنا انکے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اور اعضاء ترکیب وحواس کا بھی وہی باعث ہے۔ یہ بھی اچھے اور برے کاموں کا ثمرہ ہے۔ کہ ایک بادشاہ فرمانروا اور دوسرا غلام بینوا بنتا ہے۔ اچھے کاموں کے وسیلہ سے ایک کریم اور دولتمند برے کاموں سے دوسرا لئیم اور فقیر بنتا ہے۔ توانگری اور کرم کے لایق کام کرنیوالا حضیض ناداری میں نہیں پڑتا۔ حرص و بخل وغیرہ خراب کام کرنیوالا دولتمند اور کریم نہیں بن سکتا۔ جہاں عمل کا کھیت اور وقت اسکا مددگار ہے۔ کیونکہ بویا ہوا بیج اپنے وقت پر ہی اُگتا ہے۔ جیسے کہ پھول اور پھل اپنے معینہ موسم میں ظہور پکڑتے ہیں۔ ایسے ہی بھلے اور برے کاموں کا نتیجہ لایق اور مناسب وقت میں عامل یعنے کرنے والے کو ملتا ہے۔ اعمال یعنے کرم دو قسم کے ہیں۔ ایک کرنے کے لایق دوسرے نکرنے کے قابل۔ کرنے کے لایق وہ کام ہیں جنکے کرنے کا حکم بید یعنے کتاب سماوی میں صادر ہوا۔ جیساکہ عبادت مقرری اور طاقت لازمی جو ہندوان میں مشہور ہے۔ ناکرنے کے قابل وہ کام ہیں جنکے کرنے سے آسمانی کتاب منع کرتی ہے۔ جیساکہ خون کرنا چوری وغیرہ برے کام جو انکی کتابوں میں مذکور ہیں۔ ایزد متعال ہماری عبادت اور بندگی سے مستغنی ہے اور وہ ہماری عبادت کا محتاج نہیں بلکہ یہ ثواب اور عذاب جو ہمکو ملتے ہیں ہمارے اعمال و افعال کا پھل ہے مثلاً اگر بیمار اچھی طرح سے پرہیز کرے گا اپنی مطلوبہ صحت کو پاکر خوشی کے ساتھ زندگی بسر کریگا۔ اگر شہوات ردیہ سے جو مرض کے مصاحب ہیں پرہیز نکریگا البتہ دکھ پاویگا اور طبیب اُسکے نفع اور ضرر سے مستغنی ہے یعنے بے پرواہ ہے۔ جہاں بمنزلہ مرض کے ہے اور جہان والے بیمار اگر کرنے کے لایق کام اچھی طرح سے کرے اور ممنوعات یعنے ناکردنی سے اجتناب لازم پکڑے البتہ صحت کامل پاویگا یعنے بدن چھوڑکر بہشت کو جو بہت اونچا رتبہ ہے جاویگا۔ یہ لوگ اس رتبہ کو مکت کہتے ہیں اس ارجمند مرتبہ کے حاصل کرنیکا طریق یہ ہے کہ لذات دنیوی میں نہ پڑے۔ اور فضول عیش سے دل اٹھاکر

ضروری مقدار پر قناعت کرے اور روزہ یعنے برت کرے۔ اور افطار یعنے برت کھولنا اُس چیز سے کرے۔ جو نفس خسیس کو مرغوب نہ ہو کیونکہ بیماری میں تحلیل مادہ کیواسطے فاقہ اور کڑوی دوا کھانی ضروری ہے یہی ہیں عقاید اُس فرقہ کے جنکو ہندو بودہ میمانسی کہتے ہیں یہ سب باتیں یزدانیوں کے اقوال سے مطابق ہیں مگر اسقدر تفاوت ہے کہ کہ یزدانی واجب الوجود یعنے معبود حقیقی کے وجود کے قایل ہیں اور ترقی اور تنزل درجات کے واسطے اعمال و افعال کو وسیلہ جانتے ہیں اور فرشتوں کے درجونکو بے زوال سمجھتے ہیں اور انسانی کمال ملاء اعلےٰ یعنے ملکوت کی مصاحبت کو پہچانتے ہیں۔ اور بودہ میمانسی معبود حقیقی کے وجود کے قائل نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حق مطلق اعمال یعنے کرم ہی ہیں اور نعمت جنت اور درجہ ملکی کا زوال مانتے ہیں۔ اب جو متشرع ہندوؤں کے بزرگوں میں مشہور ہے یہ ہے۔ کہ وے موجود حقیقی کے وجود کے تو قائل ہیں جسکے باعث سے جہان قایم ہے لیکن اُس پاک ذات کو اثر یعنے پھل دینے سے منزہ اور پاک سمجھتے ہیں اور خلقت کو بطریق مذکور ابتداء سے سلاسل اعمال میں باندھے ہوئے جانتے ہیں۔ جیسے کہ دکھلایا گیا ؁

دوسری نظر اُن باتوں کے بیان میں جو پیدایش کی بابت اُنکے پُران یعنے تاریخ میں مذکور ہیں

بھاگوت ایک تاریخ معتبر اہل ہند کی ہے۔ اُسکے دوسرے باب میں مذکور ہے کہ مبدع تعالیٰ نے ابتداء میں پرکرت یعنے طبیعت کو ہستی کا خلعت پہنایا۔ اور چودہ بھون یعنے چہاردہ طبقہ خلقت کو ظاہر کیا۔ اول کرہ زمین کا جسکی وسعت اُسکے بزرگوں نے پنجکوٹ جوجن کہی ہے اور کوٹ کروڑ یعنے سو لاکھ اور جوجن چار کوس کا ہوتا ہے زمین کے اوپر پانی اُسکے اوپر آگ اُسکے اوپر ہوا اُسکے اوپر اہنکار یعنے انانیت اور خودی اُسکے اوپر مہتت یعنے مادہ اور ہر ایک اپنے

نیچلوں سے دس حصہ زیادہ اور اُسکو پرکرت نے گھیرا ہوا ہے۔ عارفان
سب مذکورات کو چھید کر اوپر جاتا لیکن زمین سے بو۔ پانی سے طعم
یعنے مزہ۔ اور آگ سے صورت ہوا سے گرم سرد معلوم کرتا۔ آسمان
یعنے اکاس سے آواز معلوم کرتا ہے اور انکے مدرک یعنے دریافت
کرنیوالے حواس ظاہری ہیں۔ اور حس باطنی انانیت یعنے خودی کا
مکان ہے۔ اُس کتاب کے اسی باب میں مرقوم ہے کہ ادراک
اصوات کا طبع آسمان سے ہے۔ پس ہوا صوت اور لمس یعنے
آواز اور چھونے کی مدرک ہے اور سب اجساموں میں روح ہوا
ہے اور حواسوں کی قوت اُسی سے ہے اور آگ کی طبیعت
صوت اور لمس اور صورت کی مدرک ہے اور پانی کی طبیعت صوت
اور لمس اور صورت اور ذوق یعنے مزہ کی مدرک۔ اور زمین کی
طبیعت صوت اور لمس اور صورت اور مزہ اور سُونگھنے کو دریافت
کرتی ہے۔ مٹی کا دھرم یعنے خاصہ بو ہے اور پانی کا مزہ۔ آگ
کا شکل۔ ہوا کا چھونا۔ آکاس کا آواز اور حاوی یعنے گھیرنے والا
خاصہ محوی یعنے گھیرے ہوے میں آجاتا ہے۔ چونکہ حاوی کل اکاس
ہے۔ اُسکے اندر ہوا اُسکے اندر آگ اُسکے اندر پانی پس اکاس کا
دھرم صرف آواز ہوگا اور ہوا کا چھونا اور آواز۔ آگ کا آواز چھونا۔
صورت پانی کا آواز چھونا۔ صورت مزہ مٹی کا آواز۔ چھونا صورت مزہ بو
ہے۔ چودہ مرتبہ یعنے چودہ بھون مخلوق میں سے سات نصف اعلیٰ
جسم حق سے متعلق ہیں یعنے وہ حصہ جو کمر سے اوپر ہے۔ سات
دوسرے ساتھ اسافل کے تعلق رکھتے ہیں۔ اس تفصیل سے بھولوگ
یعنے زمین اور زمینی حق کے کمر میں۔ بھورلوگ ناف۔ سورلوگ دل
مہرلوگ سینہ۔ جن لوگ گلو۔ تپ لوگ ماتھا۔ ست لوگ سر۔ اتل لوگ
مقعد۔ بتل لوگ ران۔ ستل لوگ زانو۔ تلاتل لوگ ساق۔ مہاتل کوپ
یعنے گٹا۔ رساتل لوگ روے پا۔ پاتال لوگ کف پاے۔ دوسرے طور پر
کہ تین طبقہ میں منحصر ہے۔ بھولوگ کف پاے حق۔ بھور لوگ ناف۔
سور لوگ سر حق کا ہے۔ مجموعہ ان چودہ مراتب کا بتفصیل
یا بہ سہ مرتبہ اجمالیہ ایک جسم اعظم بنا کہ حق تعالیٰ سے مراد ہے۔

کتاب مذکور کے اسی باب میں مندرج ہے کہ حق سے سبھاؤ یعنے زمان پیدا ہوا اور طبیعت اور زمان سے پرکرت جو سیہاسے بودھ سے مراد ہے ظاہر ہوا۔ اور پرکرت سے مہتت یعنے مادہ تھا۔ اور مہتت سے تین طرح کا اہنکار یعنے خودی موجود ہوئی کہ ساتک اور راجس اور تامس نام سے بولی جاتی ہے۔ ساتک قوت عقلی سے مراد ہے۔ راجس شہوت اور جذب بلایم سے۔ اور تامس دفع منافی ہے۔ جسکو عربی میں غضب کہتے ہیں۔ راجس سے ہواس۔ ساتک سے ارباب طبایع اور خواص۔ تامس سے شبد سپرس روپ رس گندہ۔ یعنے سونا چھونا دیکھنا چکھنا سونگھنا۔ موجود ہوا اور ان پانچوں سے آسمان ہوا آگ پانی مٹی ظاہر ہوئی۔ اور تین طبایع یعنے گنوں سے بشن۔ برہما۔ مہیش جو اعلیٰ درجہ کے فرشتہ ہیں جلوہ گر ہوئے۔ اور برہما سے آٹھ برہما دوسرے ہستی پذیر ہوئے۔ اور روحانی۔ جسمانی۔ علوی۔ سفلی۔ جمادی۔ نباتی۔ حیوانی مراتب ہوئے۔ انکے بعضے قولوں سے پایا جاتا ہے۔ کہ حق زمان اور عمل اور طبیعت سے مراد ہے۔ اور بعضے مقالات میں یہ خدا کے آلہ یعنے ہتیار ہیں بعضی تقریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا ایک نور ہے نہایت عظیم اور روشن اور جسمانی اور لابس اجساد۔ بعض تعریفوں یعنے لکھشنوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نور صرف اور وجود مطلق اور ہستی محض مکان اور حلول سے مبرا اور جسمانیت سے معرا۔ مجرد اور بسیط اور بلا صفات ہے۔ جہان اور جہانیوں کو اسنے پیدا کیا۔ بعضی جگہ لکھا ہے کہ یہ خدا کے مظہر ہیں کہ حق نے اپنے آپکو ان عدمانی اجرام علوی اور اجسام سفلی کے شیشوں میں عکس انداز فرمایا۔ کتاب بھاگوت کے پہلے باب میں مذکور ہے کہ موجود حقیقی وجود محض اور واحد اور بے ضد ہے کہ مختلف زبانوں میں حسب عقائد ہندوؤنکے بہت نام رکھتا ہے اور اُسکے پانے کا طریق پنج کتی غضب اور شہوت پر اور عزل حواس پر منحصر ہے اور اُسی پاک ذات کا نام نارائن ہے۔ جب جہان اور جہان کے لوگ پانی میں ڈوبے ہوئے تھے وہ باوجود اسقدر سر اور ہاتھ اور پاؤں اور صفت ست یعنے عقلی کے شیش نام سانپ کے سر پر جو کہ زمین کا حامل یعنے اوتار ہے

خواب وحدت میں سویا پڑا تھا۔ اسکی ناف سے ایک بڑا کنول کا پھول ظاہر ہوا اور اُس پھول سے برہما ظاہر ہوا اور اسی موجود اکبر کے اعضا سے سب مخلوقات جلوہ گر ہوئی اسکے بعض کتب میں مرقوم ہے کہ ذات محض اور وجود مطلق ایزد کو جو مقام صرفیت میں ہے نرنجن بولتے ہیں۔ یعنے حضرت بیرنگ کہتے ہیں کہ اُس ذات مبرا از جہات نے ایک شخص کو پیدا کرکے برہما نام رکھا اور اسکو آفرینش کا وسیلہ بنایا اور باقی سب مخلوقات کو برہما ہی پردہ نیستی سے ظہور میں لایا۔ ایسے ہی اُس معلیٰ ذات نے بشن کے نفس میں جلوہ گر ہوکر اوتار دھارا اور بشسٹ کے مرتبہ میں اُس خلقت کی حفاظت کا باعث ہوا جو برہما نے پیدا کی تھی۔ پھر مہادیو کو بنایا کہ وہ برہما کی پیدا کی ہوئی مخلوقات کو وقت معین میں حکمت ازلی کے مطابق معدوم کرے۔ جہان نے ان تین کارن یعنے علل ثلاثہ سے انتظام پایا۔ برہما ایک بوڑھا آدمی ہے جسکے چار سر ہیں۔ بشن اپنے ہاتھ میں ایک چکر رکھتا ہے جو ایک قسم کا مدور آہنی ہتھیار ہے۔ اور ہمیشہ اوتار لیتا۔ یعنے بدون کا تنزل کرتا ہے اسکے نامی اوتار دس ہیں اوتار ظہور اور تعین سے مراد ہے اور کارن سبب کو کہتے ہیں۔ برہما بشن مہیش کو ترکارن یعنے تین سبب بولتے ہیں۔ ست جگ میں سونکھ اسر نام راکھس تھا اُسنے اسقدر ریاضت کی کہ خوارق عادات یعنے کرامتوں پر قادر ہوا برہما کے اسنت یعنے بیشمار بیدوں میں سے چار بید جو آدمیوں کو بھیجے تھے اُٹھاکر پانی میں بھاگ گیا پس بشن نے بروز پنجم ماہ چیت کشن پچھ یعنے اندھیرے میں مچھ اوتار دھارا یعنے مچھلی کی صورت میں ظہور کرکے اور پانی میں گیا اور راکھس کو مارکر بید مسروقہ کو واپس لایا۔ یہ پہلا اوتار تھا۔

دوم کورم اوتار جسکو کچھ اوتار بھی کہتے ہیں اسکا ظہور چیت کے کرشن پچھ میں ہوا باعث یہ تھا کہ دیوتا اور دَنیت یعنے فرشتے اور دیووں نے باشک نام اژدہا کو لاکر رسّی بنایا اور سندر نام پہاڑ کو بحر محیط یعنے سمندر میں بطور منتھنی کے ڈالکر اُس سانپ کا رسن اسکے گرد لپیٹا اور پھیرنے لگے۔ نارائین جیو کچھ روپ یعنے کچھوے کی

کی صورت بنکر اُسکے نیچے کھڑے ہوے تاکہ وہ سمندر میں غرق نہ ہوجاوے
اس دوشیدن یعنے متھنے سے امرت یعنے آبحیات نکلا۔ چیت اُس
مہینے کا نام ہے۔ جب سورج برج حوت میں ہوتا ہے اور کورم
کشف۔ کورم کی پیکر ملک کلنگ میں بنی ہوئی ہے اُس مکان معجز
کی عجائبات سے ایک یہ ہے کہ اگر برہمن یا گاؤ کے استخوان یعنے
ہڈی ایک حوض میں جو وہاں موجود ہے ڈالی جاوے۔ تو برس کے
پیچھے آدھی پتھر رہتی اور آدھی بدستور ہڈی رہتی ہے۔ جاننا چاہیے
کہ بعضے پارسی منجم برج سرطان کو کشف کے مانند جانتے اور اسی
نام سے پکارتے ہیں یعنے خرچنگ۔ فردوسی ع کشف دید طالع خداوند
ماہ ٭ اور سرطان کو خداوند عالم جانتے ہیں۔ شاید ہند کے بزرگوں
کی مراد کورم یعنے کشف سے وہی برج ہو اور مچھ سے برج حوت ٭

سوئم براہ اوتار تھا۔ جب ہرناچھ نام راکھس زمین کو اٹھاکر پانی
میں لے گیا بشن نے سوا چیت کو شکل پچھ میں براہ دھار اوتار کرکے اپنے
دانتوں سے راکھس کو مارکر زمین کو نکال لیا شکل پچھ بخش سفید ماہ
یعنے چاندنا پکھ اور براہ خوک یعنے سور کو کہتے ہیں ٭

چہارم نرسنگھ اوتار تھا۔ جب ہرن کشب راکھس نے اپنے بیٹے پرہلاد کو
کہ جو بشن بھگت یعنے پرستندہ بشن کا تھا بشن پرستی کے باعث دکھ
دیا تو بتاریخ ۱۴ بیساکھ شکل پچھ میں بشن نے نرسنگھ کی صورت میں
ظہور کیا کہ سر شیر کا اور بدن آدمی کا تھا اور ہرن کشب کو مارا ٭

پنجم وامن اوتار تھا۔ جب بل نام راکھس اپنی عبادت اور ریاضت
کے ذریعہ سے تین لوک کا مالک ہوگیا۔ یعنے زیر زمین اور بالاے زمین
اور آسمان جسکو پاتال اور انترچھ اور اکاس بھی کہتے ہیں۔ دیوتا یعنے
فرشتے تنگ ہوے اور انکی حکومت جاتی رہی اسواسطے بشن بتاریخ بارہ
بھادوں شکل پچھ میں وامن اوتار دھارکر بل کے پاس آیا اور تین
تین قدم بھر زمین مانگی۔ بل نے قبول کیا۔ شکر یعنے سیارہ زہرہ نے
کہ عفاریت یعنے دیتوں کا مرشد اور مربی تھا۔ بل کو دینے سے منع
کیا اور کہدیا کہ یہ بشن ہے تجھے چھلنے کو آیا ہے۔ بل نے جواب دیا
کہ جبکہ اُسنے بطور گدائی مانگا تو اس سے کیا بہتر ہے۔ بس بشن نے

ایک قدم سے ساری زمین اور دوسرے قدم سے سب آسمان لے لیا۔ تیسرا قدم ناف سے نکالکر راجہ بل سے پوچھا کہ کہاں رکھوں بل نے اپنا سر نیچے کیا۔ بشن نے دانستہ قدم رکھکر اُسکو زیر زمین یعنے پاتال میں پہنچا دیا۔ اب کئی لاکھ برس گذر چکے ہیں کہ وہ پاتال یعنے زیر زمین کا بادشاہ ہے۔ وامن کوتہ قد کو کہتے ہیں وہ برہمن کوتہ قد بنا تھا ؛

ششم پرسرام اوتار تھا۔ جب چھتریوں کا گروہ بدکار ہوگیا۔ سات بھادوں کو شکل پچھ میں اوتار ہوا کہ جو برہمن کا تخم تھا۔ اُس نے چھتریوں کو اسقدر قتل کیا کہ اُنکے عورات کے پیٹ پھاڑ کر بچوں کو مار ڈالا۔ اور وہ چرنجیو یعنے زندہ جاوید ہے ؛

ہفتم رام اوتار تھا۔ جب راون راکھس کا ظلم حد غایت تک پہنچا یہ اوتار اُسوقت ہوا تھا جب راون راکھسوں کا راجہ تھا۔ سات چیت کو شکل پچھ میں رام اوتار ہوا اُسنے راون راجہ کو جو لنکا کا بادشاہ تھا مارا اور اپنی عورت سیتا کو جو راون چرا کے لے گیا تھا واپس لیا۔ لنکا ایک سونے کا قلعہ دریاے شور کے وسط میں یعنے سمندر کے بیچ ہے۔ راکھس عفریت کو کہتے ہیں ؛

ہشتم کشن اوتار جسنے دواپرجگ میں واسطے مارنے کنس وغیرہ راکھسوں کے آٹھ بھادوں کو کشن پچھ میں ظہور کیا اور کنس کو مارا۔ یہ بھی چھتری تھا ؛

نہم بودھ اوتار۔ جب دو برس دواپر سے باقی رہے واسطے مارنے ملیچھان شیاطین اور خبول کے تین بیساکھ کو شکل پچھ میں اوتار ہوا ؛

دہم دور کلجگ کے اخیر میں واسطے مارنے ملیچھان یعنے مخالفان اہل ہند کے تین بھادوں کو شکل پچھ میں بمقام سنبل جھانامی برہمن کے گھر کلنگی اوتار ہوگا جہان کے فساد مٹادیگا۔ مسلمان اور یہودی اور نصاری وغیرہ ملیچھوں کو بچھوڑیگا پھر ست جگ ظہور پاویگا۔ کہتے ہیں کہ ساکنان ممکنات کو دارالملک وجوب میں راہ نہیں اور آفریدگار اس درجہ سے برتر ہے کہ مخلوق اُسکی شناسائی سے کامیاب ہو اور وسے اس شناسائی اور بندگی کے مکلف ہیں۔ پس ناچار ایزد متعال کوذا جب

ہوا کہ حضرت صرفیت اور اطلاق سے نزول فرماکر ہر ایک حیوان اور انسان کی قسموں میں ظہور کرکے انکو اپنی شناسائی سے کامیاب کیے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حسب خواہش اپنے فرمانبرداروں کے اور انکی تسلی کیواسطے انکے گھروں میں ظہور فرمایا اور اس ظہور کو اوتار کہتے ہیں۔ اور انکے نزدیک اسمیں کچھ نقص نہیں چنانچہ شیدوس ابن انوس نے اس مطلب کی تاویل اسطرح کی ہے کہ صوفیوں میں مقرر ہے کہ عقل اول علم اللہ ہے اور نفس کل حیات اللہ ہے اور ایزد متعال کی صفات اس مقام میں متمیز ہوتی ہیں۔ پس برہما سے خالقیت مراد ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ برہما بوڑھا ہے یہ بڑھاپا اُسکے کمال کیطرف اشارت ہے۔ حکمار عقل اول کو آدم معنوی اور نفس کل کو حوّاے معنوی کہتے ہیں۔ حکیم سنائی ؎

پدرو مادر جہان لطیف - نفس گویا شناس و عقل شریف

بشن سے صفت محبت مراد کہتے ہیں اور نفس کل قصد کرتے ہیں اور وے ارواح جو فلک اول کے نفس سے قایض ہوتے ہیں اُنکو اوتار بولتے ہیں۔ جیسا کہ کہتے ہیں کہ اوتار نا ذات بشن کے پرتو ہیں اور اُنکی یہ غرض نہیں کہ وہی روح رام کی اپنا بدن چھوڑ کر کرشن کے بدن سے متعلق ہوئی کیونکہ وے آپ کہتے ہیں کہ اوتار ششم یعنے پرسرام کے واسطے حیات ابدی ہے اور اُسکا بدن ہمیشہ رہیگا۔ جب رام اوتار ہوا پرسرام نے اُسکا راستہ جنگ کے ارادہ پر روک لیا رام نے کہا کہ تو برہمن میں چھتری ہوں۔ مجھپر تیری تعظیم واجب ہے پس اپنی کمان کا گوشہ اُسکے پانوں کو لگاکر قوت کھینچ لی۔ جب پرسرام نے اپنے بدن میں طاقت نہ پائی رام سے نام پوچھا جب اُسنے رام تبلایا پرسرام نے متعجب ہوکر پوچھا کہ کیا رام اوتار ہوگیا؟ اُسنے جواب دیا کہ ہاں۔ پرسرام نے کہا میری ضرب ہٹنے والی نہیں ہے اسواسطے میں نے تیری عقل کو نکال لیا۔ یہی باعث ہے رام کو اپنی ذات کا شعور نتھا اور اپنی حقیقت سے ناواقف تھا جسکے سبب اُسکو مگدھ اوتار یعنے سادہ لوح کہتے ہیں اور بشسٹ جو رکھشیروں میں سے مرتاض تھا اور اب عورت سمیت آسمان پر ستارہ

بنا ہوا ہے رام کا اُستاد بنا اور اُسکو خود شناس کیا۔ بالمیک رکھیشر
نے اُن نصایح کو کتاب راماین میں لکھا ہے۔ جو رام کے حالات میں
ہیں اور نصایح کا نام جوگ باشسشٹ رکھا ہے۔ ایک کشمیری
برہمن نے اُن میں سے بعض حکایات کا انتخاب کیا اور ملا محمد صوفی
نے فارسی میں ترجمہ کیا۔ الغرض جب رام نے پرسرام سے یہ بات سُنی
تو کہا کہ میرا تیر خطا جانیوالا نہیں تیر پھینکا جو بہشت کا دربان بنا۔
پرسرام کو بہشت میں گھسنے نہیں دیتا۔ اس رمز سے پایا جاتا ہے
کہ ناراین کے اوتار ایکدوسرے کے عین نہیں ہیں کیونکہ اگر پرسرام
اور رام دونوں بشن کے اوتار ہیں تو اُنھوں نے ایک دوسرے کو
کیوں نہ پہچانا۔ دوسرا یہ کہ حکما کے نزدیک مقرر ہے کہ ایک نفس
دو جسم سے متعلق نہیں ہوسکتا پس یقین ہوا کہ یہ نفوس نفس کل
سے فایض ہوئے ہیں جنکو یہ لوگ ناراین کے اوتار بولتے ہیں نفس
عرش کو ناراین کہتے ہیں۔ یہ جو کہتے ہیں کہ ناراین خدا ہے اور
اُسکے اوتاروں کو بھی خدا جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق نے اس
لباس میں ظہور فرمایا اشارت ہے کہ ناراین نفس کل سے مراد ہے
جسکو صوفیہ حیات اللہ بولتے ہیں۔ چونکہ حیات حق کی صفت ہے اور
اُسکی صفتیں ذات کا عین ہیں۔ ناچار وے نفوس جو نفس کل یعنے
فلک اعلیٰ کے نفس سے جو حیات اللہ ہے فایض ہونگے اپنے آپ
پہچانینگے اور دانش اور بینش سے آراستہ ہونگے جب بدن
چھوڑینگے ساتھ نفس کل کے جو بشن اور حیات اللہ ہے ایک ہوجاینگے۔
بحکم مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔ یعنے جو شخص اپنے نفس کو پہچانتا
ہے بتحقیق اپنے رب کو پہچانتا ہے۔ یہ جو چھپ کچھ براہ کو اوتار
جانتے ہیں اشارت ہے کہ سب چیزیں ذات خدا کا پرتو ہیں اور کچھ
نقصان اس سے لازم نہیں آتا چنانچہ میر سید شریف جرجانی کہتا ہے۔ کہ صوفی
اور متکلم آپس میں بحث کر رہے تھے متکلم نے کہا کہ میں ایسے
خدا سے بیزار ہوں جو کتے اور سور میں ظہور کرتا ہے۔ صوفی نے
جواب دیا کہ میں ایسے ایزد کو نہیں مانتا جو کلب سے یعنے
کتے میں ظہور نہیں فرماتا سب نے کہا ان دونوں میں سے ایک

کافر ہوا۔ ایک عارف آیا اور سمجھ سوچکر فرمایا کہ متکلم کے زعم میں
جو خدا کا کتے میں ظہور کرنا نقصان ہے ازیں موجب وہ خدا ناقص
سے بیزار ہے اور صوفی کے نزدیک جو کتے میں ظہور نہ کرسکتا نقصان
ہے اسلئے وہ ایسے نارسا خدا کو نہیں مانتا پس کوئی کافر نہ ہوا۔ صوفیوں
اور ہندوؤں کے عقاید ایک ہیں۔ نامہ نگار نے شیدوش کو کہا کہ تعجب
نہیں جو مچھ سے پانی کا رب مراد ہو یعنے فرشتہ موکل آب۔ کیونکہ یہ
کہتے ہیں۔ کہ ایک عفریت بیدوں کو پانی میں لے گیا۔ تو بشن پانی میں
گیا اور عفریت کو مارکر بید واپس لایا اور اُسکا نام مچھ اسواسطے مذکور
ہوا کہ مچھلی کو پانی سے تعلق ہے۔ کورم یعنے کشف سے مراد زمین
کا موکل ہے۔ ان لوگوں کی حکایات میں مرقوم ہے کہ کورم یعنے کشف
کا اوتار اسواسطے ہے کہ زمین کو اپنی پیٹھ پر اٹھا دے اور زمین کشف
کی پیٹھ پر ہے اور کشف اسواسطے بیان کیا کہ وہ بڑی اور بحری ہے
اُسکے پیچھے بھی زمین ہے۔ اور خوک یعنے براہ سے مراد شہوت اور
حیوانات کا تناسل ہے۔ یہ جو کہتے ہیں کہ عفریت زمین کو پانی میں
چرا لیگیا اور بشن نے خوک کی شکل بنکر اُسکو دانتوں سے پھاڑا۔
یہ گناہ کی طرف اشارت ہے کیونکہ وہ زمین کو شہوت کے پانی سے
تباہ کرتا ہے۔ جب روحانی قوت مددگار ہو عفت کے دانتوں سے فجور
کے عفریت کو پھاڑ دیتا یعنے ہلاک کرتا ہے اسکا نام خوک اسواسطے
مذکور ہوا کہ شہوت خوک کی صفت ہے اوتار اسلئے کیا کہ عفت
بہت اچھی چیز ہے۔ نرسنگھ شجاعت کا رب یعنے موکل ہے چونکہ شجاعت
محمود ہے نرسنگھ اس صورت پر کہا کہ سر شیر کا اور تن آدمی کا۔
اور بہادر کے مکان میں شیر بولا جاتا ہے۔ اور کوتہ قد برہمن سے فکر کار
اور قوت فکری اور عاقل مراد ہے۔ باوجود کوتاہی جسم کے بہت بڑے
کام اُس سے سرزد ہوتے ہیں گویا کہ اسی بابت کہا گیا کہ کوتہ خردمند بہ
از نادان بلند۔ اور راجہ بل سے سخا و کرم مراد ہے شیدوش اس تاویل
سے خوش ہوا کہتا ہے کہ یہ جو کہتے ہیں کہ کشن کی سولہ ہزار عورتیں
تھیں۔ ایک مخلص نے اس گمان سے کہ شاید کرشن ہر عورت تک
نہیں پہنچ سکتا ہوگا امتحاناً کہا کہ ان عورات میں سے ایک مجھے عنایت

کو د کرشن جیو نے فرمایا کہ جس عورت کے ساتھ تو مجھے نہ دیکھے وہ تیری ہے۔ اس مخلص نے سب حجروں میں جاکر یہی دیکھا کہ کرشن انکے ساتھ ہے۔ مراد یہ کہ کرشن جیو کی محبت انکے دلوں میں اسقدر بھری ہوئی تھی کہ غیر کی طرف ہرگز توجہ نہ تھی اور دم بھر بھی اسکے تصور سے جُدا نہ رہتی تھیں۔ یہ جو مذکور ہے کہ چکّر یعنے ایک قسم کا حربہ شری بشن کے ہاتھ میں ہے۔ دانائی اور حجت قاطع کیطرف اشارت ہے کہ بدون یاوری نفس کے ہاتھ نہیں آتی۔ مہادیو سے طبیعت عنصری مراد ہے اور سانپ سے کہ مہادیو کی گردن میں ہے غضب اور صفات ذمیمہ جسمانی مراد ہے اور بیل پر چڑھنے سے صفات بہیمی مراد ہے۔ اور یہ جو کہتے ہیں کہ مہادیو کے رہنے کا مکان سمسان یعنے مردہ جلانے کی جگہ ہے یہ مراد ہے کہ جسم کے اجزا متلاشی ہوجاتے ہیں اور آخرکار قایم نہیں رہتے۔ اور مہادیو کے زہر کھانے سے بھی یہی مراد ہے کہ مہادیو جہان کے تباہ کرنیوالا ہے یعنے عنصری طبیعت پیوند توڑنے کی مقتضی ہے اور آخر کو مرگ طبعی آپہنچتی ہے۔ یہ جو کہتے ہیں کہ ہر فرشتہ کیواسطے ایک ایک عورت مقرر ہے اپنی اپنی جنس سے اور ابتدا اُسکی برہما سے ہے۔ حکمار عقل اول کو پدر حقیقی اور نفس کل کو حوا کہتے ہیں ایسے ہی سرو کہتا تھا کہ جسم فلک اطلس کی عورت نفس کل ہے اور ایسے ہی نفوس اور اجرام دیگر کے واسطے عنصریوں کی طبیعت عورت ہے کیونکہ اُس چیز کو جس سے فعل ظاہر ہوں عورت کہتے ہیں اور اس فرقہ کا قاعدہ ہے کہ ہر گروہ ایک فرشتہ کی مع اُسکی عورت و پرستاران کے پرستش کرتا ہے اور فرشتہ مذکور کو تو خدا جانتا ہے اور دوسروں کو مخلوقات جانتا ہے۔ چنانچہ بعضے نارائن کو اور بعضے مہادیو کو اور بعضے دوسرے دیوتاؤں یعنے فرشتوں کو خدا جانتے ہیں ایسے ہی چاروں بیدوں نے جو کتاب آسمانی ہیں جس فرشتہ کی صفت کی اُسکو خدا سے جُدا نہیں جانا یہ اسبات کی اشارت ہے کہ ایزد بیچون نے مظاہر متعددہ میں ظہور فرماکر اپنے جمال باکمال کو۔ صفات کے آئینوں میں دکھایا اور ذرہ سے خورشید تک سب ذات الٰہی کا عین ہیں بیت

در ہرچہ دیدہ ام تو نمودار بودۂ — اے نانمودہ رخ خود چہ بسیار بودۂ

فقیر آرزو کہتا ہے کہ وہ جو ہندو کہتے ہیں کہ اگست ایک ستارہ ہے کہ سابق میں ایک مرتاض شخص تھا جسنے تمام سمندر کا پانی دو کف جمع کرکے پی لیا۔ مراد یہ ہے کہ اگست یعنے سہیل ایک ستارہ ہے قطب جنوبی کے قریب ہے وہ جب چڑھتا ہے سب مینھ کا پانی خشک ہوجاتا ہے۔ عربی میں کہا گیا اِذَا طَلَعَ السُّہَیلُ قَطَعَ السَّیلُ یعنے جب سہیل چڑھتا ہے سیل خشک ہوجاتا ہے۔ اس قسم کے اشارے انکے کلام میں بہت ہیں۔ مہیش یعنے مہاندیو ایک فرشتہ ژولیدہ ہے جسکی تین آنکھ چاند و سورج اور آگ ہیں اور پانچ سر ہیں گلے میں سانپ کی حمایل ہاتھی کے چرم کا خرقہ ہے۔ نو برہما ہیں اور گیارہ رودر ہیں یعنے مہادیو۔ بارہ سورج اور دس جہات ہیں یعنے مشرق مغرب جنوب شمال فوق تحت اگنی یعنے میان مشرق و جنوب۔ نیرت میان جنوب و مغرب۔ وائب میان مغرب و شمال ایشان میان شمال و مشرق۔ دیوتا یعنے فرشتے تینتیس کروڑ ہیں اور فرشتوں کی روحانی عورتیں بھی ہیں جن سے روحانی اولاد پیدا ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ارواح انسانی ذات خدا کا فروغ یعنے چمکارا ہے اگر انکا علم بعمل ہو اپنے آپ اور خدا کو پہچان لیں اور خدا سے واصل ہوجاتے ہیں۔ اگر خدا اور آپکو نہیں پہچانا اور اچھے کام کیے تو بہشت میں پہنچینگے اور اپنے اچھے کاموں کے مناسب بہشت میں رہینگے بعد تمام ہونے مدت معین عمل کے جہان سفلی میں آوینگے پھر جیسے کام کرینگے ویسا ثمرہ پاوینگے۔ بہشتیوں کے اعمال بھی قابل باز پرس ہیں یعنے تابع ثواب و عقاب کے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وے لوگ بہشت کے جانے کے لایق نہیں کہ جنہوں نے اس جہان کی ریاضت اور راحت کیواسطے عبادت کی وہ دوسرے جنم میں اپنی مراد کو پہنچینگے۔ جن بزرگوں کی خدمت میں کمر باندھ کے کھڑے ہیں اس بات کا نتیجہ ہے کہ وے اطاعت الہی میں دست بستہ کھڑے ہوے تھے اور جنکو سجدہ کرتے ہیں اُن سجدات کا نتیجہ پاتے ہیں جو درگاہ معبود حقیقی میں کرتے تھے۔ غرضکہ سب سامان بندگی کا خیرات اور احسان کی اُجرت ہے۔ کہتے ہیں کہ جن دنوں رام چندر بن باسی

یعنے صحراگزین تھے۔ اُنھوں نے لچھمن اپنے بھائی کو جنگل میں بھیجا
تاکہ کچھ گھاس کی جڑیں کھانے کے واسطے لاوے۔ لچھمن نے بہت
جستجو کی مگر کچھ نہ پایا جب رام چندر کو یہ حال کہا اُنھوں نے جواب
دیا کہ زمین خوردنی اور آشامیدنی اشیا سے بھری ہوئی ہے کیونکہ
ہمنے گذشتہ جنم کے دنوں میں برہمنوں کو رضامندی رازق کے واسطے
بہت غذا دی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ بدکاروں کی ارواح اس عالم میں
شیر پلنگ گرگ سگ خوک خرس یعنے ریچھ سانپ کژدم وغیرہ اور
نباتی اور معدنی جسموں سے متعلق ہوکر جزا پاتے ہیں۔ وے لوگ
جو نہایت گنہگار ہیں دوزخ میں جاکر مدت طویل تک رہتے
ہیں۔ اور حسب اعمال دکھ پاکر پھر اسی جہان میں آتے ہیں۔ انکے
عقیدہ میں بہشت کا بھی ایک بادشاہ ہے جسکو اندر کہتے ہیں جو
شخص سو اشمیدہ جگ کرے اندر ہوجاتا ہے اور مدت معین تک
بادشاہی کرکے بعد ختم ہونے نتیجہ اعمال حسنہ کے اس جہان میں آکر
اپنے کاموں کے موافق سزا پاتا ہے۔ اندر کی عورت کا نام سچیپوی
ہے جو اندر بنے سچی اُسی کی عورت ہوتی ہے۔ اشمیدہ گھوڑے کی
قربانی کا نام ہے جو کہ نشان اور رنگ اور اعمال معینہ سے موصوف
ہو اور انکے محقق اشمیدہ سے نفی خواطر مراد رکھتے ہیں یعنے دل کو خیالات
واہی سے روکنا کیونکہ گھوڑا تیزرو ہے جسکا قتل کرنا اہل ریاضت پر
واجب ہے یا نفس بہیمی سے مراد ہے۔ انکے نزدیک فرشتے بھی شہوت
اور غضب اور بھوک اور پیاس میں گرفتار ہیں اور انکی غذا طعاموں
کے بخارات اور دُخانوں سے اور لوگوں کی خیرات اور حسنات سے
حاصل ہوسکتی ہے۔ اور اُنکی خورش آبحیات ہے۔ کہتے ہیں کہ ستارے
وے بزرگ ہیں۔ جو اپنی ریاضت کے زور سے ظلمانی بدن کو چھوڑ
کر نورانی تن ہوگئے ہیں اور سنگداز عنصری سے آسمان بالائی پر
چڑھتے ہیں انکی زاد بوم اور خاندان اور ذات اور بزرگوں کے نام کتب
ہندیہ میں درج ہیں۔ کہتے ہیں کہ زحل یعنے سنیچر آفتاب کا بیٹا ہے
مریخ یعنے منگل زمین کا۔ سورج کشپ ابن مریچی ابن برہما کا۔ زہرہ یعنے
شکر بھرگو کا۔ عطارد یعنے بدھ چاند کا۔ بعضے کہتے ہیں کہ چاند اتری کا بیٹا

کا بیٹا ہے یعنے سمندر کا فرزند جانتے ہیں۔ یہ اشارت ہے طرف مذہب فرزنگان پارسی کے جو کہتے ہیں کہ نفس ناطقہ جس آسمان سے نسبت درست کرتا ہے اُسی کو ملتا ہے۔ پس وہ روح جو آفتاب کو ملا آفتاب کہلاتا ہے اور اُسکا باپ آفتاب کا باپ بولا جاتا ہے۔ نامہ نگار نے شیدوس ابن اونس کو کہا کہ ستارگان کے پدروں سے مراد شاید عقول ہوں کیونکہ حکما کی اصطلاح میں عقول کو ابا یعنے باپ بھی کہتے ہیں عیسیٰ کا خدا کو باپ کہنا اسی قسم سے ہے۔ کہتے ہیں کہ عناصر پانچ ہیں چار مشہورہ پانچواں اکاس۔ عوام کی گفتگو سے ایسا معلوم ہوا کہ اکاس آسمان ہے اور خواص کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ اکاس خلا یعنے خالی جگہ ہے۔ عقلا کی زبان سے جنمیں سے ایک سومترا رائے کلنگی کی بیٹی ہے ظاہر ہوا کہ اکاس مجرد ہے جسکو یونان کے اشراقی مکان جانتے ہیں۔ دامودر داس کول کشمیری سے کہ جو ایک دانا برہمن تھا سُنا گیا کہ اکاس مکان ہے۔ اور مکان یونانی اشراقیوں کے نزدیک بعد مجرد موجود ہے جو جہات میں منقسم ہوسکتا ہے اور ذی مکان یعنے مکین کے بُعد کے مساوی اس حیثیت سے ہیں کہ منطبق اور برابر ہو اُسکو اسطرح پر کہ بُعد مکان کے ہر ایک جزو ذی مکان کے ہر جزو میں ساری وحسی ہوئی ہو۔ بُعد وہ چیزوں کا درمیانی فاصلہ امتداد یعنے طول ہے۔ اور خلا وہ بعد ہے کہ مادہ سے مجرد یعنے خالی۔ انکی تقریر سے اکاس کے معنے سوائے مکان کے کچھ ظاہر نہیں ہوتے۔ کہتے ہیں کہ آسمان موجود نہیں۔ کواکب اور بروج سب ہوا پر ہیں۔ ہفت دریا یعنے سات سمندر زمین پر جاری ہیں۔ اوّل دریائے نمک آب یعنے شور پانی کا۔ دوم شیرہ نیشکر کا۔ سوم خمر یعنی شراب کا۔ چہارم روغن کا۔ پنجم دوغاب کا۔ ششم شیر کا۔ ہفتم پانی کا۔ کہتے ہیں کہ زمین پر ایک سونے کا پہاڑ ہے جسکو سمیر پربت بولتے ہیں۔ اُسپر فرشتے رہتے ہیں اور کواکب اُسکے گرد دورہ کرتے ہیں۔ نوگرہ یعنے سات سیارے اور راس و ذنب یعنے راہ و کیت عرابہ یعنے رتھوں پر سوار ہوکر چلتے ہیں۔ راس و ذنب دو عفریت یعنے دنیت تھے۔ جنھوں نے آب حیات کو پیا لیکن

نے سورج و چاند کے کہنے سے اپنے چکر کی ضرب سے اُنکی گردنیں
پھاڑ ڈالیں۔ اسی دشمنی کے باعث راس چاند کو اور ذنب سورج کو
کھا جاتا ہے کیونکہ دونوں کے گلے پھٹے ہوے ہیں۔ لیکن اُسی وقت کہ
جب وہ اُنکو کھاتے ہیں شگاف کے راستے سے باہر نکل آتے ہیں۔
کسوف و خسوف یعنے سورج گہن اور چاندگہن یہی ہے۔ برہما ایک
شہر میں رہتا ہے جسکو ست لوک بولتے ہیں اور جس جہان میں
بشن رہتا ہے اُسکا نام بیکنٹھ ہے۔ مہادیو کا مکان کوہ سمین ہے
جسکا نام کیلاس ہے کہتے ہیں۔ کہ ثوابت ستارے موجود نہیں ہیں وے
جو رات کو چمکتے نظر آتے ہیں۔ کھواڑے یعنے ہنگوڑے سنہرے مرصع
بدر و یواقیت ہیں جو اہل بہشت کی آسایش کیواسطے مقرر ہیں۔ رشیدوین
کہتا ہے کہ بہشت سے افلاک مراد ہے اور ثابت ستارے آٹھویں
فلک پر ہیں۔ نیر اعظم یعنے شری سورج کو سب سے بڑا فرشتہ
جانتے ہیں۔ اگر انکی کتابوں میں تلاش کی جاوے تو معلوم ہوتا ہے
کہ بڑا کسی کو نہیں مانتے۔ کیونکہ مرکبات کی ترکیب اور موجودات
کا وجود اُسی کے وجود سے قایم رہ سکتا ہے۔ برہما اور بشن اور مہیش
کو اُسکا چمکارا اور مظہر بولتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہی سورج اعمال
و افعال میں ان تینوں ناموں سے موسوم ہے اُسکو ایک بادشاہ نوع
انسان میں سے تصور کرتے ہیں اور عرابہ یعنے رتھ پر بیٹھا ہوا جو
فلک چہارم سے مراد ہے۔ اور اُسکے آگے آگے فرشتے اور روحانی لوگ
مع لشکر اور سامان بادشاہی کے چلتے ہیں اور اُسکو اصل وجود اور
موجد کل یعنے سب کے بنانے والا جانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ زمین
ایک راکھس کا چمڑا ہے کہ جسکو مار کے اُسکا چمڑا اُتارا اور بچھایا۔ پہاڑ
اُسکے استخوان ہیں اور پانی خون درخت اور نباتات بال یہ اشارہ ہے
مادہ عنصری کی جانب۔ کہتے ہیں کہ عناصر زمین پر ہیں اور زمین چار
ہاتھی پر۔ یہ اشارت ہے طرف طبع عناصر کے ہر ایک اپنے مرکز پر
ٹھہرتا ہے۔ زحل یعنے سنیچر کو لنگ کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ اُسکا دورہ
دیر سے ختم ہوتا ہے۔ بھوم یعنے مریخ عفریت یعنے دیت ہے۔ اسواسطے
اُسکی نحوست بیان کرتے ہیں۔ اور زہرہ کو عفریتوں کا مرشد جانتے

ہیں اور کہتے ہیں کہ علوم اور دین ملیچھوں اور غیر مذہبوں کا اُسی
سے ہوا۔ جیسا کہ اسلام کے منجم کہتے ہیں کہ اسلام کا زہرہ یعنے
شکر سے تعلق ہے۔ اسیواسطے وہ جمعہ کی تعظیم کرتے ہیں۔ فرشتوں کا
مرشد اور برہمنوں کے آئین کا مددگار مشتری یعنے برہسپت ہے۔ کہتے
ہیں کہ آسمانی کلام وہ ہے کہ جو کسی عنصری پیکروں میں مستعمل
اور مروج نہ ہو یعنے کسی ولایت کی بولی نہ ہو۔ قرآن اگرچہ آسمانی
کتاب بولی جاتی ہے لیکن عربیوں کی زبان ہے اور چار بید کہ جو حسب
عقاید ہنود سماوی کتاب ہے لغت سنسکرت میں ہے جو کسی شہر
و ولایت کی بولی نہیں اور انکی کتابوں کے سوا کہیں نہیں پائی جاتی
کہتے ہیں کہ یہ فرشتوں کا کلام ہے اور بید برہما سے واسطے انتظام جہان
کے انکو پہنچایا اور فرشتوں سے مراد گفتار آرایان کردار طراز ہیں کہ جو
عقل اول سے فروغ پذیر ہیں جو کچھ اُنکو معلوم ہوا ترجمہ کیا۔ اور بید
سے جو شخص چاہے اپنے مذہب کی دلیل نکال سکتا ہے یہاں تک
کہ مذہب حکمت تصوف موحدی ملحدی تقلید اباحت ہندوی یہودیت
نصرانی گبر مسلمان سُنی شیعہ وغیرہ مذاہب کی صحت پر دلایل اُس
سے نکال سکتے ہیں کیونکہ انہیں امورات و اشارات بلند اس قسم پر ہیں
کہ سب متلاشی اُس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حق بڑا جسم
ہے اور سب موجودات اُسکے پیٹ میں ہیں۔ یہ تقریر حضرت شیخ
شہاب الدین مقتول کے کلام سے قریب ہے جو کہتا ہے کہ تمام عالم
ایک جسم ہے جو مجموع اجسام سے مراد ہے اور اُسکو جسم کل
کہتے ہیں اور اُسکے واسطے ایک روح ملتا ہے کہ جو تمام نفوس سے
مراد ہے وہ نفس کل کہلاتا ہے اور اُسکے واسطے ایک جزو یگانہ ہے
اُس سے تمام عقول کو تلاش کرتے ہیں اور اُسکو عقل کل بولتے
ہیں۔ مجمل الحکمت میں مذکور ہے کہ حق ارواح کا روح ہے۔ آذر
ہوشنگی کہتے ہیں کہ عقل کے عقل ہے۔ شیخ بوعلی فرماتا ہے ؎

حق جان جہان ست وجہاں جملہ بدن - اجناس ملایک حواس این تن
اجرام عناصر و موالید اعضا - توحید ہمین ست و دگرہا ہمہ فن

یہ لوگ اُس شخص کو جو انکے مذہب پہ نہیں اور اچھے کام نہیں کرتا

راکھس یعنے عفریت اور شیطان بولتے ہیں۔ زمان جسکو ہندی میں کال بولتے ہیں۔ حکماء یونان اور پارس کے نزدیک حرکت فلک اعظم کا مقدار ہے۔ برہمنوں سے سُنا گیا کہ معدن الشفا اسکندری میں جو کہ اکثر کتب طبیہ ہندیہ سے منتخب بڑے بزرگ برہمنوں سے منقول ہے۔ کہ یہ عبارت کہ زمان حکماء ہند کے نزدیک ایک جوہر ہے جو قایم بذاتہ اور مادہ سے مجرد۔ یعنے مادہ سے پاک ہے اور اپنے قیام میں کسی کا محتاج نہیں۔ اور ہمیشہ موجود رہتا ہے عدم کے قابل نہیں۔ اور زمان تین قسم ہے ماضی حال مستقبل۔ یعنے گذرا ہوا۔ موجود۔ آنے والا۔ چونکہ انکے نزدیک زمان تغیر اور فنا کا قابل نہیں ماضی اور حال اور استقبال ہونا اُسکی حقیقی یعنے ذاتی صفات نہ ہوئیں بلکہ یہ تینوں صفتیں اُن افعال میں حاصل ہیں جو کہ زمان میں کئے جاتے ہیں اور بسبب تبع افعال کے مجازاً ماضی اور حال اور مستقبل بولا جاتا ہے اور بباعث گردش اور اختلاف اوضاع آفتاب کے زمان کو دن رات ماہ سال فصل کہتے ہیں۔ اس قسم کی بہت رموز اسمیں ہیں۔ اگر سب لکھی جاویں کتاب بھر جاتی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ جہان کا کا مدار چار دور پر ہے۔ پہلے دار کو ست جگ کہتے ہیں اُسکی درازی سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار سال متعارف ہے اس دور میں سب جہان چھوٹا بڑا زبردست زیردست بادشاہ رعیت نوکر خاوند راستی اور درستی سے اپنے وقتوں کو مرضیات الٰہی اور خدا پرستی میں بسر کرتے ہیں۔ اس دور کے لوگوں کی عمر ایک لاکھ برس مشہور ہے۔ دوسرا دور ترتیا جگ ہے اُسکی لمبائی بارہ لاکھ چھیانوے ہزار سال ہے اس دور میں تین رضائے الٰہی میں مصروف رہتے ہیں و عمر طبعی لوگوں کی دس ہزار سال متعارف ہے۔ دورہ سوم دواپر جگ ہے جسکی درازی آٹھ لاکھ چوسٹھ ہزار سال متعارف ہے۔ اس دور میں آدھے لوگ اپنے اوقات پسندیدہ کاموں میں خرچ کرتے ہیں اور عمر طبعی ہزار سال ہے۔ دورہ چہارم کلجگ ہے جسکا طول چار لاکھ بتیس ہزار سال ہے اس دورہ میں تین حصہ لوگوں کے اوضاع گناہ اور بیخودی اور بُرے کاموں سے آلودہ اور عمر طبعی ایکسو بیس برس مشہور ہے۔ اور ہر چہار جگ کو ایک

چوکڑی بولتے ہیں اور اکھتر چوکڑی کا ایک منتر کہا جاتا ہے۔ جب ہفتاد
ایک چوکڑی تمام ہوئی وہ حیات اندر کا ایک دن ہے جو گیتی بالا یعنے
عالم ملکوت کا بادشاہ ہے۔ جب چودہ منتر بتعداد مذکور گذرے برہما کا ایک
دن پورا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایزد تعالی برہما کے جسم میں ملا اس وسیلے
سے جہان پیدا کیا۔ برہما کے پیدا کرنیوالا وہی ہے۔ برہما نے انسانوں
کو وجود دیا اور چار گروہ بنائے برہمن۔ کھتری۔ بیش۔ شودر۔ پہلے گروہ
کو احکام اور ضبط حدود دنیا پر مقرر فرمایا۔ دوسرے کو ریاست اور حکومت
ظاہر پر منسوب کرکے انتظام مہام انام کا ذریعہ بنایا۔ تیسرے کو کاشتکار
اور پیشہ ور اور اہل صنایع ٹھہرایا۔ چوتھے گروہ کو ہر قسم کی خدمت اور
خدمتگذاری پر مقرر کیا۔ جو کچھ ان چار گروہ سے باہر ہے مردم نژاد نہیں
بلکہ راکھس ہے۔ اور راکھسوں نے بذریعہ ریاضت اسقدر ترقی پائی کہ
برہما بشن مہیش انکی خدمت کرتے تھے چنانچہ راون نام ایک راکھس
تھا جسنے اپنی ریاضت کے زور سے جہان اور جہانیوں کو مطیع کرلیا
برہما اسکے دروازہ پر بید پڑھتا رہا۔ آفتاب باورچی کا کام دیتا۔ بادل
پانی بھرتا۔ ہوا فراشی کرتی۔ بالجملہ انکے نزدیک برہما کی عمر سو برس غیر متعارف
ہے جسکا سال تین سو ساٹھ دن کا اور رات اسقدر ابتک کہ جب
سن ہجری ایکہزار پچپن ہے کلجگ سے چار ہزار چھیالیس سال گذر چکے
اس عرصہ میں اسقدر برہما ظہور میں آئے کہ انکی تعداد علم بشری سے
باہر ہے لیکن انکو اسقدر معلوم ہوا کہ ہزار برہما گذر چکا اور برہما موجودہ
ہزار ویکم ہے۔ اور اسکی عمر سے پچاس سال اور آدھا دن سپری
ہوا اور دوسرے نیمہ شروع ہے جب عمر برہما حسب تعداد مقررہ
ختم ہوگی بارہ سورج دفعتًا چڑھینگے انکی تپش سے تمام تر و خشک جہان
جل جاویگا اور موالید ثلاثہ سے کچھ اثر اور نشان نہ رہیگا اور سب
جہان پانی میں ڈوب جائینگے اسکا نام اہل ہند پرلو کہتے ہیں۔ پھر نیا
برہما اور نیا جہان ظہور کریگا اور ہمیشہ یہی طریق جاری رہیگا۔ حکیم
عمر خیام سے

آنانکہ فلک زہرہ و مہر آرایند۔ ایند و روند باز بہ دہر سے آیند
در دامن آسمان و در جیب زمیں۔ خلقیست کہ تا خدا نمیرد زاینده

اس امتداد کے بیان سے سمارتکوں کی اشارت طرف قدم عالم کے ہے کہ ہرگز انتہا پذیر نہیں۔ شیدوس ابن انوش کہتا ہے کہ جب دور اعظم پورا ہوجاتا ہے پھر جہاں ظاہر آتا ہے۔ پانی زمین کو گھیر کر ہمذات کرلیتا ہے اور سورج کی تپش سے پانی بھی نہیں رہتا اور بارہ سورج بخاروں اور دخانوں کے صعود سے باندھے جاتے ہیں اور ذوات الاذناب یعنے چوٹی والے ستاروں کی طرح سب تر و خشک جل جاتا ہے پھر جب دور اقتضا کرتا ہے جہان و جہانی پدیدار ہوتے ہیں۔ مُلّا اسمعیل اصفہانی صوفی رباعی

گیتی کہ یکیست مبدع و مبداعش
ایں ہردوجہاں چو کفہاے صاعش
ایں دور زمانہ ہمچو فانوس خیال
ہرچند رود یکے بود اوضاعش

یہ جو کہا کہ چار فرقوں کے سواے آدمی نہیں مراد یہ ہے کہ آدمیت حصول صفات فاضلہ پر منحصر ہے کہ اعلیٰ درجہ اُن صفتوں کا خدا اور اپنے آپ کو پہچاننا ہے جنہیں یہ صفات نہیں آدمیت سے بےبہرہ ہیں۔ فردوسی

ہر آنکو گذشت از رہِ مردمی۔ تو دیوش شمر مشمرش آدمی

انکے نزدیک مہاندیو اور ناراین وغیرہ روحانیات یعنے دیوتاؤں کی پرستش ستودہ ہے غیر مذہبوں کو گمان ہے کہ یہ لوگ بُت کو خدا جانتے ہیں لیکن ایسے نہیں بلکہ انکا عقیدہ یہ ہے کہ بت قبلہ یعنے سجدہ گاہ ہے اور بے جہتہ کو جہتہ میں پوجتے ہیں جو کہ انسان عالم علوی اور سفلی کا مجموعہ ہے۔ اپنے ہادیوں کی شکلیں بناکر قبلہ کرلیتے ہیں جبکہ اشیا خدا کی مظہر ہیں۔ اسی واسطے اُن کی تمثیلیں بناتے ہیں کہ اوتار ذات ایزدی کے جھمکارے ہیں۔ لاچار انکے مشابہ شکلیں بناکر پرستش کرتے ہیں جماد اور نبات اور حیوان میں سے جو کہ اپنے نوع میں کامل ہے اُسکو بزرگ جانکر پوجتے ہیں ایسے ہی بساط عناصر اور کواکب کو۔ راے منوہر کچھواہہ ؎

مسلمانان اگر کعبہ پرستی است۔ پرستاران بُت را طعنہ از چیست

تیسری نظر اعمال وافعال سمارتکوں سے یعنے متشرعہ ہندوؤں کے بیان میں

انکے نزدیک جنم یعنے پیدا ہونا دو قسم پر ہے۔ ایک ولادت یعنے مادر کے شکم سے نکلنا۔ دوئم موبجی یعنے زنار باندھنا۔ جبتک زنار نہ باندھے عبادات مقررہ واجب نہیں ہوتیں اور صاحب مذہب نہیں بنتا۔ انکے مذہب میں سولہ فرائض ہیں جنکو سولہ سنسکار کہتے ہیں۔ وے سولہ امر یہ ہیں۔ اول گربھ ادھان کرم یعنے حمل میں آنا۔ دوسرا پون سون نام یعنے وقت مقررہ پر دعاہاے معہودہ کا پڑھنا تاکہ فرزند نیک پیدا ہو۔ تیسرا جب حمل پر چھ مہینے گذرجاویں مقررہ ادعیہ پڑھیں اور برہمنوں کو ضیافت کا دینا یعنے برہم بھوج کرنا اسکو سمیت ینن کہتے ہیں۔ چوتھا جسدن فرزند پیدا ہو باپ کو غسل و ہوم وجپ کرنا چاہیے اسکو جات کرم. جانتے ہیں۔ پانچواں یہ کہ گیارھویں دن فرزند کا نام مقرر کریں اور ادعیہ معینہ پڑھیں اسکو نام کرن نام رکھتے ہیں۔ چھٹا یہ کہ چوتھے مہینے فرزند کو باہر لاویں اسکو اپ نشکرم کہتے ہیں۔ ہفتم یہ کہ ساعت سعید میں مولود کو طعام کھلانا شروع کرنا اسکو انہ پراس بولتے ہیں۔ ہشتم یہ کہ تیسرے برس میں مولود کا سرمونڈیں اور کان میں چھید کریں یہ کھوراکرم ہے۔ مولود لڑکا ہو یا لڑکی یہ آٹھوں کرم کرنے واجب اور ضروری ہیں انکو بلا ادعیہ اداکریں لیکن نکاح یعنے بیاہ میں ادعیہ مخصوصہ کا پڑھنا ضرور ہے۔ نہم یہ کہ پنجم سال میں فرزند کی کمر پر رسن باندھیں جسکو سوتر کہتے ہیں اور اس کرم کو موبجی بولتے ہیں یہ رسن چاہیے گھاس کا درب اور یوبریج کا ہو۔ دہم یہ کہ سوتر باندھنے سے پیچھے تین دن زنارکو لڑکے کے گلے میں ڈالیں جس کو یگیوپویت بولتے ہیں۔ یازدہم جب زنار باندھیں خدا کے راستہ میں مادہ گاؤ برہمن کو دیں یہ کام گودان کہلاتا ہے۔ دوازدہم طفل کو دودھ دہیں اور گھی اور شہد وشکر کے ساتھ غسل کراویں اسکو اشنان پنجہ

اور پرایشچت بولتے ہیں۔ سیز۱۳دہم جب فرزند سولہ برس کا ہو اُسکا
بیاہ کریں اسکا نام بواہ کرم ہے۔ چہار۱۴دہم یہ کہ فرزند بعد مرنے ماباپ کے
خیرات حسنات کریا کرم کرے اُسکو پنڈ پردھان بولتے ہیں۔ پانز۱۵دہم یہ کہ
ساتویں ماگھ کے مہینے میں جب سورج دلو میں ہوتا ہے۔ ماش اور
جو اور گندم و شالی و کنجد سیاہ اور طلا برہمنوں کو دیں اُسکو دان پھل
کہتے ہیں۔ شانز۱۶دہم یہ کہ شیورات میں کہ ستائیس ماہ پھاگن کی شب
ہے ایک سانپ چاندی کا بناکر مع برنج سرخ کے برہمنوں کو دیں
اسکو پہسی بولتے ہیں۔ یہ سولہ کرم تمام ہوئے۔ برہمن آٹھویں برس چھتری
گیارھویں برس بقال یعنے بیش بارھویں سال مونجی باندھے۔ مونجی باندھنے
کے بعد لڑکے کو مکتب میں بھیجیں اور برہمن کو چاہیئے کہ بول وغایط
کیوقت زنار کو کان پر رکھ لے اور دن کو شمال رویہ اور رات کو
جنوب رویہ رفع حاجت کرے اور بعد فراغ بول و غایط کے آلت کو
ہاتھ میں پکڑکر تین قدم چلے پس ہاتھ پانی سے دھوے اُسوقت
لوٹے میں پانی موجود چاہیئے اور مٹی لگاکر ہاتھوں کو اسقدر دھوے
کہ بدبو جاتی رہے پھر وضو کرے اور پاک جگہ میں اسطور پر بیٹھے
کہ دونوں ہاتھ ہردو زانو پر ہوں اور مُنہ طرف شمال یا مشرق کے
کرکے ادعیہ مقررہ پڑھے اور جوان تین مرتبہ تھوڑا سا پانی راست ہاتھ
میں لیکر پیوے اور یہ پینا سواے پینے کسی دعا کے ہو پھر مُنہ کو
ہاتھ کی پیٹھ سے پاک کرے اور پھر ایک بار پانی ہاتھ میں لیکر
اور دوسری انگلی اُس پانی میں ڈبوکر ناک و آنکھ و کان کو لگاوے
اور یہ پانی چاہیئے کہ کف اور حباب سے خالی ہو اور اس حالت
میں برہمن کو اسقدر پانی پینا چاہیئے کہ سینہ تک تر ہوجاوے اور
چھتری کو اسقدر کہ گلے تک پہنچے اور بیش یعنے بقال کا یہانتک
کہ مُنہ ہی تر ہو کبنی یعنے مزارع اور عورات اور اطفال مونجی نہ کردہ
تھوڑا سا پانی لب کو پہنچاکر بعدہ پانی سرد میں اپنا سر ڈبادے
اور ادعیہ مقررہ پڑھتے ہوے چند بار پانی سر پہ چھڑکے اور ناک
کو خوب دباوے کہ دم رُک جاوے اسوقت ادعیہ مقررہ پڑھے اور
مُنہ سورج کیطرف کرکے ایکساعت کھڑا ہوکر ادعیہ ماثورہ پڑھے۔ اور

علی الصباح خواب سے اُٹھ کر بعد فراغ بول و غایط کے سندھیا بجا لاوے۔ برہمن اور چھتری کو چاہیئے کہ دن بھر میں تین بار سندھیا کرے اول بوقت صبح یعنے صبح سے لیکر سورج کے طلوع تک۔ دوم بوقت دوپہر زوال تک۔ تیسرا بوقت شام۔ اس سندھیا کا وقت ایک ساعت دن رہنے سے نمودار ستارے تک ہے۔ سندھیا کے پہلے غسل ضرور ہے مگر سندھیا شام کو اگر نہ ہوسکے ادعیہ مشروطہ پڑھکر بعد وضو کے چند مرتبہ سر پر پانی چھڑکے اسقدر کہ پانی کے قطرات ریزہ ریزہ ہوکر سر پر پڑیں پس دعوات ضروریہ پڑھتے ہوئے ہوم کرے۔ ہوم یہ ہے کہ حضرت آگ کو پاک زمین میں جلا دے اور نازک اور باریک لکڑی اُسپر ڈالے اور لکڑی کے ٹکڑہ مع برنج پاک پانی سے تر کرکے بدفعات ڈالے اور اسطرح آگ جلادے۔ پس مرشد و اُستاد اور پدر و بزرگ کو سجدہ کرے اور اُنسے دعاء خیر مانگے۔ اور سجدہ کے وقت اپنا نام زبان پر لاوے کہ میں فلاں تعظیماً تکو سجدہ کرتا ہوں اور والدہ کو سجدہ کرنا بھی ضروری ہے۔ پس اُستاد کے پاس جاکر متواضع کھڑا ہوکر تعلیم حاصل کرے بشرطیکہ اُستاد خود کہے کہ میں فارغ ہوں نہ یہ کہ شاگرد تحکم کرے کیونکہ بے ادبی ہے۔ جب اُستاد کی خدمت میں جاوے عمدہ کپڑے پہنے اگر اُستاد و شاگرد دونوں مفلس اور نادار ہوں شاگرد کو چاہیئے کہ گداگری کے ذریعہ سے وجہ معیشت حاصل کرکے اُستاد کے آگے رکھے اور سفرہ پر خاموش ہووے۔ اور طفل کو کہ جو مونجی باندھے ہوئے ہو یعنے دواہ کیوقت تک برہمچاری کہتے ہیں۔ برہمچاری کو اگر اپنے گھر کی کوشش سے یا دوسری جگہ سے خورش روزینہ حاصل بھی ہوسکے تو مناسب ہے کہ ایک جگہ سے طعام نہ کھاوے بلکہ چند دروازوں میں پھرکے اور ہر جگہ گدائی کرکے خرچ کرے مگر جس شخص کیواسطے والدین نے سالیانہ کی بابت لوٹا دیا ہو اور وہاں اُسکے سوا کوئی اور برہمن موجود نہ ہو تو ایک جگہ سے سیر ہوکر کھا لینا معیوب نہیں۔ برہمچاری جبتک کہ خدا نہ ہو شہد نہ کھاوے اور سرمہ آنکھوں میں نہ ڈالے اور تیل اور عطریات بدن پر نہ ملے اور پس خوردہ طعام نہ کھاوے۔ اُستاد کے ساتھ کڑوا اور سخت کلام نہ کرے اور

مجامعت نہ کرے اور سورج کو چڑھتے اور غروب ہونے کے وقت
دیکھے اور جھوٹ نہ بولے اور نالایق بات زبان پر نہ لاوے اور کسی
شخص کی نکوہش اور سرزنش نہ کرے اور اُستاد کو نہایت عزیز اور
گرامی رکھے اور پانچ برس کی عمر سے بید اور مذہبی اور علوم شروع
کرے۔ کہتے ہیں کہ برہمن چاروں بید پڑھے چونکہ سب کا پڑھنا ناممکن ہے
علماء مذہب نے چند فقرہ ہر بید سے پڑھنے پر اکتفا کیا ہے۔ پہلے وید
کو رگ کہتے ہیں اُسمیں خدا کی ذات و صفات کی شناخت اور آفرینش
کی صفت اور سلوک حیات و موت کا مرقوم ہے۔ دوسرا ججر وید جسمیں
مذہبی قواعد اور ہوم و جپ کے طریق ہیں۔ سوم شام بید اُس میں
علم موسیقی یعنے راگ اور طرز تلاوت بید کی اور نغمہ اور آہنگ
لکھے ہوے ہیں۔ چہارم اتھرو بید ہے اُسمیں کمان داری کا طور اور
وے ادعیہ یعنے منتر مذکور ہیں جو بوقت مقابلہ دشمنان بوقت تیر
اندازی کے پڑھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص وہ ادعیہ پڑھکر ایک تیر چلاوے
تو لاکھ ہوجاوے اور بعض منتروں سے آگ اور بعض سے ہوا اور
اندھیری و غبار اور بعض سے مینہ اور بعض سے پتھر زمین اور بڑی
اینٹیں نکلیں اور بعض سے مہیب درندوں کی صورت جس سے
نہایت مضبوط دل آدمی ڈر جاویں صورتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ بعض
منتروں سے واسطے قتل کرنے دشمنوں کے نہایت عجیبہ امور اور
آثار غریبہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اس علم کو اتھرو بدیا بولتے ہیں اور
ایسے ہی منتر اور سحر اور جادو اور ہتھیار اور حیلے اُس میں مذکور ہیں
اور برہمچاری دو قسم کے ہیں ایک وہ جسکا بیان اوپر لکھا گیا جسکو دواہ
ہونے اور برہمن کی دفتر لینے تک برہمچاری کہتے ہیں۔ دوسرا وہ برہمچاری
ہے جو عمر بھر شادی اور دنیوی کام نکرے اور مرشد کا فرمانبردار اور
پرستار رہے اور بعد مرجانے مرشد کے اُسکے پس ماندوں کی خدمت کرے
وہ اگر اُستاد یا اُسکے خلفا کے مکان میں مرے تو بہ نسبت دوسرے
مکانوں سے بہتر ہے اگر ایسا نہ ہو ہر روز ہوم اور آتش پرستی کرے
اور بتدریج غذا کو کم کرے۔ چونکہ تھوڑا سا برہمچاری کا حال مذکور ہوا۔
اب جاننا چاہیے کہ ہندوؤں کا عورت کرنا کئی طور پر ہے۔ چنانچہ ادب

مہا بھارت یعنے قسم اول کتاب مذکور میں مسطور ہے کہ عورت
بے شوہر کو دوسرا خاوند کر لینا جائز ہے چنانچہ جب پرسرام نے چھتریوں
کو قتل کیا انکی عورات نے برہمنوں کے اختلاط سے اولاد پائی۔ ایسے
ہی جائز ہے کہ عورت اپنے خاوند کو چھوڑکر دوسرے سے مل جاوے
جیسے کہ جوجن گندھاری جو اول پراشر کی عورت تھی اور اُس
سے بیاس نام مشہور عابد پیدا ہوا پھر راجہ سنتن کی عورت ہوئی۔ اور
اُسی کتاب میں لکھا ہے کہ اپنے خاوند کی رضامندی سے عورت دوسرے
مرد سے اختلاط کر سکتی ہے چنانچہ راجہ بلی تم نام برہمن کو لے گیا اور
اپنی عورت کو اُسکے پاس بھیجکر فرزند پایا۔ ایسے ہی راجہ پانڈو نے کہ
اختلاط عورات سے محترز تھا اُسنے اپنی کنتی نام عورت کو غیر مردوں
سے ملنے کی اجازت دی اور اُسنے دعا کے زور سے ملایک یعنے
دیوتاؤں سے صحبت کرکے فرزند پائے۔ ایسے ہی جائز ہے کہ آدمی اپنے
ایسے بھائی کی عورت کو اُسکی وفات کے بعد کرلے جو باپ کی طرف
سے جُدا اور ماں کی طرف سے ایک ہو۔ چنانچہ بیاس نے جو
پراشر کے تخم سے جوجن گندھی کے شکم میں سے پیدا ہوا تھا چتر
بیج کی اُن عورات کے ساتھ اختلاط کیا جو اُن سے جوجن گندھی کے
شکم میں راجہ سنتن کے تخم سے پیدا ہوئی تھیں پھر اُن سے دہرتراشٹر
اور راجہ پانڈو پیدا ہوا۔ ایسے ہی جائز ہے کہ کئی ہم نسب اور ہم مذہب
آدمی ایک عورت کے خاوند ہو دیں چنانچہ دروپتی راجہ دروپت کی دختر
کے پانچوں پانڈو خاوند تھے اور گوتم کی اہلیہا نام عورت کی دختر کے
سات اور ایک عابد کی لڑکی کے دس شوہر تھے۔ اور یزدانی علت
جُدائی زن اور ناکردنے شوہر کے نزاع اور فساد و ابہام نسب جانتے
ہیں۔ ایسے ہی مہابھارت میں لکھا ہے کہ قدیم زمانہ میں خاص خاوند
خاص عورت کے واسطے معین نہ تھا اور ہر عورت اپنے خاطر خواہ مرد سے
مل جاتی تھی چنانچہ ایک عابد یعنے رکھیشر کی عورت ایک مرد سے
مل گئی اُس رکھیشر کے بیٹے ستونت کنش نام نے اس امر سے رنجیدہ
ہوکر دعا کی۔ کہ اس پیچھے جو عورت بیگانہ مرد سے ملیگی دوزخی ہوگی
بعض شمالی لوگ اسی طریق پر چلتے ہیں۔ اُسی کتاب میں مذکور ہے

که بیاس وکھیشر نے اُسے قبول کیا پس ظاہر ہوا کہ کمینہ عورت سے بھی اگر فرزند ہو ذلیل اور خوار نہیں ہوسکتا ہے۔ یہانتک تو مہابہارت کا کلام ہے۔ ایسے ہی انکے نزدیک عورت دو قسم پر ہے ایک عورت معینہ جسکا مرد بیگانہ سے ملنا مناسب نہیں۔ دوسری زن بے قید یعنے فاحشہ۔ ایسی عورات انکے متبرکہ میں بہت ہوا کرتی ہیں۔ ظاہراً قدیمی راجاؤں نے انکو واسطے رفع شہوت مسافران زیارت کنندوں کے معین کیا ہوا تھا۔ اور اس کام کو حسنات کا موجب گنتے تھے۔ بسبب ازدیاد مردوں کے ان عورات کی آمیزش حرام نہیں جانتے کیونکہ عورت شوہردار سے جماع کرنا زنا ہوتا ہے۔ اس جماعت کو جماع کی اُجرت دینی پڑتی تھی۔ کہتے ہیں کہ بتکدہ کورم یعنے کشف جو شہر کلنک میں واقع ہے یہاں کی رہنے والی کسبیاں پہلے اپنی دختران نوخیز کو بامید رضاء خدا اور حصول ثواب کے برہمنوں سے ہمبستر کرکے پھر حسب طور خود اُجرت پر بھیجا کرتی تھیں لیکن اب حرص کے باعث وہ طریق چھوڑدیا شیر محمد وہاں کے سپہ سالار نے جو سلطان عادل عبداللہ قطب شاہ کی طرف سے مقرر تھا انکو جبراً مسلمانوں کے پاس بھیجا جو غیر مذہبوں کے ساتھ ہمبستر ہونا کبھی پسند نہیں کرتی تھیں۔ لیکن جگناتھ کی کسبیاں ابتک مسلمانوں سے اختلاط نہیں کرتیں۔ چاہیئے کہ ایسی عورت سے شادی کریں جو اصل اور نجیب اور نیکبخت ہو اور پہلے کسی سے وواہی ہوئی نہ ہو۔ اور اُسکا اصل اور نسب ہرگز خاوند کے خاندان سے نہ ملتا ہو اور اُسکے بھائی بھی موجود ہوں اور دس پشت تک اُسکا حسب ونسب اقربا میں ظاہر ہو۔ اور دختر کے وارث بھی لڑکے کے عیب و ہنر معلوم کریں خصوصاً تندرستی اور قوت باہ یعنے مردی میں نہایت تحقیق کریں۔ بعض کہتے ہیں کہ برہمن کو دختر چھتری اور باشیا یعنے بقال اور کنبی یعنے کشاورز سے وواہ کرنا جایز ہے۔ بشرطیکہ کھانے پینے میں خاوند عورت کے ساتھ ہم کاسہ نہ ہو۔ شادی یعنے وواہ پانچ قسم کا ہے۔ اوّل وواہ اسطور پر کہ دختر کا باپ داماد کو بلاکر مع نقد و جنس مناسبہ یعنے حسب مقدور کے دختر اُسکے حوالہ کرے یہ نہایت حلال ہے۔ دوم اسر وواہ وہ ایسے ہے کہ دختر کو بلا رضامندی اُسکے

والدین کے زور و ظلم یا مالداری سے جبراً کرتا اپنے گھر لیجا کر وواہ کر لے۔ سوئم گاندھرب وواہ کہ عورت و خاوند کی آپس میں سازش ہو جاکے بلا رضامندی والدین دختر کو گھر لا کر وواہ کرے۔ چہارم راچھس وواہ کہ دونوں طرف لشکردار ہوں اور بزور شمشیر دختر کو لیجا کر وواہ کر لیں۔ پنجم پشاچ وواہ ہے کہ سوائے رضامندی پدر و مادر کے دختر کو طلسم اور فریب سے ورغلا کر وواہ اور پشاچ لغت سنسکرت میں جن کا نام ہے اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ لوگوں کو جیسے جن ورغلا لیجاتا ہے ویسے ہی یہ وواہ ہے۔ وواہ میں برہمن داتا کو چاہیئے کہ عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اپنے مذہب کے مقررہ رسوم کو ادا کرے اور سات قدم چلے۔ جب برہمن چھتری کی دختر سے کدخدا ہونا چاہے تو عقد کی حالت میں تیر کا ایک سر اپنے ہاتھ میں پکڑے اور دوسرا سر عروس کے ہاتھ میں ہو۔ اور وقت شادی دختر بقال کے تازیانہ بطرز مذکور اُسکے ہاتھ میں ہونا چاہیئے اور دختر بزرگ یعنے کاشتکار کی شادی کیوقت ایک کپڑا جسکو مقراض وغیرہ نہ لگی ہو ہاتھ میں بطور مسطور ہو اور بوقت حوالہ کرنے عروس کے داماد کو دختر کا باپ۔ اگر نہو دادا اگر وہ بھی نہ ہو تو برادر اور یہ صورت نہ ہونے برادر کے خاندان میں سے کوئی بزرگ شرائط مقررہ مذکورہ کو ادا کرے۔ اگر کوئی رشتہ نزدیکی نہ ہو تو دختر کی والدہ مستحق ادائے رسوم مسطورہ کی ہے جبکہ دختر قابل کدخدائی کے ہو جاوے اگر باوجود استطاعت کے شوہر کو نہ دیجاوے تو گناہ ہے۔ اگر مذکورالصدر میں سے کوئی شخص موجود نہ ہو تو دختر کو چاہیئے کہ وہ خود اچھے خاندان سے اپنے واسطے شوہر پیدا کر لے۔ دختر کو ساری عمر میں ایک ہی خاوند مناسب ہے اگر وہ خاوند مر جاوے تو ناجائز ہے کہ وہ دوسرے سے جفت ہو جاوے کہ بعد وفات خاوند کے اُسکے گھر میں اپنی عمر کو اکیلی بسر کرے۔ اگر سات قدم چلنے سے پہلے یعنے جسکا ذکر حالت شادی میں مذکور ہوا کوئی ایسا خاوند دستیاب ہو جو پہلے خاوند سے نیکو نژاد ہے تو روا ہے کہ پہلے سے منحرف ہو کر دوسرے سے شادی کر لے کیونکہ سات قدم چلنے سے پہلے عورت خاوند کا رشتہ مستحکم نہیں ہوتا۔ اور بدکار عورت کی

مباشرت یعنے ہمبستری ناجایز اور اُسکا قتل کرنا اور گھر سے نکال دینا
جایز ہے۔ بلکہ اُسکو ایک تنگ و تاریک حجرہ میں بند کرکے اور ایک
وقیہ یعنے چالیس درم خوراک اور موٹا کپڑا دینا مناسب ہے۔ برہمنوں کے
نزدیک حیض کے ایام سولہ ہیں اُسدن سے کہ جب عورت حایض ہوجاوے
چار دن مباشرت منع ہے۔ عروس پر فرض ہے کہ خاوند کے والدین اور
بھائی وغیرہ رشتہ داروں کی تعظیم بجالاوے اور اپنے خاوند کے مال و
اسباب کو بحفاظت رکھے۔ اگر خاوند سفر کو جاوے۔ عورت کو چاہیئے
کہ آراستہ اور شگفتہ اور خنداں نہو اور رشتہ داروں کے گھروں میں
ضیافت پر نہ جاوے اور نہ اُنکو بلاوے۔ جبتک کہ دختر دوشیزہ اور ناکدخدا
ہو اُسکی حفاظت میں کمال کوشش کرنی چاہیئے اور بعد شادی روا
نہیں۔ لڑکپن سے وفات تک کبھی عورت صاحب اختیار کلی نہیں ہوسکتی
بلکہ چاہیئے کہ ہمیشہ زیردست و فرمانبردار پدر اور شوہر وغیرہ رشتہ داروں
کی رہے اگر یہ سب موجود نہ ہوں حاکم وقت پر اُسکی خبرداری فرض ہے
ایام مسافرت خاوند میں عورت کو گھر میں اکیلی رہنا نہیں چاہیئے مگر اپنے
والدین اور بھائی وغیرہ رشتہ داروں کے پاس رہے۔ اگر اپنے خاوند کے
مرنے پر ستی نہ ہوجاوے یعنے اُسکی لاش کے ساتھ نہ جلے تو چاہیئے
کہ اپنے خاص رشتہ داروں کے پاس رہے اور کم خوری کی عادت کرکے
خدا کی عبادت میں اوقات گذاری کرے۔ کہتے ہیں کہ جو عورت اپنے
خاوند کی لاش کے ساتھ جلے یعنے ستی ہوجاوے ایزد تعالی اُسکے اور
اُسکے خاوند کے سب گناہ بخش دیتا ہے اور دونوں مدت کثیر تک بہشت
میں رہتے ہیں۔ اگر خاوند دوزخی بھی ہو تو جیسے مارگیر سانپ کو سوراخ سے
بزور نکال لیتا ہے وہ عورت اپنے خاوند کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں
لیجاتی ہے جو عورت ستی ہوجاتی ہے دوسرے جنم میں عورت کے بدن
میں نہیں پڑتی۔ راست تو یہ ہے کہ وہ دوسری بار بدن سے متعلق نہیں
ہوتی یعنے مکت ہوجاتی ہے۔ لیکن اگر بدن سے متعلق ہو تو مرد ہوجاتی ہے
اگر ستی نہ ہو اور بیوگی میں مرے تو ہرگز بدن عورت کا نہیں چھوڑ سکتی یعنے
دوسرے جنم میں بھی عورت کے بدن میں پڑیگی۔ پس عورت کو اپنے مردہ خاوند کیساتھ جلجانا چاہیئے مگر حاملہ
عورت نہ جلے۔ برہمن کی عورت اپنے مردہ خاوند کے ساتھ ایکہی آگ

ہیں جلے اور دوسری عورتیں علٰحدہ - اور زور سے عورت کو آگ میں ڈالنا
ناروا ہے ویسے ہی جو عورت ستی ہونا چاہے اسکو منع کرنا ناجایز ہے -
محقق کہتے ہیں کہ ستی ہونے سے یہ مراد ہے کہ عورت بعد وفات خاوند
کے اپنی سب خواہشوں کو خاوند کے ساتھ ہی جلادے اور مرنے سے پہلے
مرجاوے کیونکہ رمز کی زبان میں زن شہوت کو کہتے ہیں یعنے شہوت
کو دور کرے نہ یہ کہ مرد کے ساتھ جلے کیونکہ یہ کام ناستودہ ہے - پارسا
عورت کو چاہیئے کہ اپنا جسم بیگانہ مرد کو نہ دکھلاوے اور کپڑا ایسا پہنے
کہ پاشنہ پاتک پوشیدہ رہے - برہمن کا لڑکا جو چھتری کی دختر کے پیٹ
سے ہو برہمن نہیں بلکہ اچھا چھتری ہوتا ہے - مقرر ہے کہ برہمن برہمچرج
کے عہد میں آتش پرستی کرتا ہے لیکن وواہ کے وقت وہ آگ برطرف
ہوجاتی ہے پس ضرور ہے کہ اسوقت دوسری آگ گاہ میں رکھے اور دعاے
خیر جنکا پڑھنا واجب ہے پڑھیں تاکہ وہ آگ اُن شرایط کی جو بوقت
وواہ قایم ہوئیں گواہ ہو - عقد نکاح یعنے وواہ کے پیچھے وے دعائیں پڑھیں
کہ جو بوقت جلانے آگ کے پڑھی گئی تھیں پڑھیں اور ہر روز آتش
کی پرستش کریں - برہمن کو چاہیئے کہ طلوع آفتاب اور غروب کیوقت
ہوم کرے اور دو مرتبہ کھانا کھاوے - ایک دوپہر کو پھر ایک پہر رات
گذرے سے - فقیر اور دوستوں کو جو اُسکے گھر میں آویں - حتی المقدور
خورش اور پوشش دیوے - چھتری کو بید شاستر یعنے کلام آسمانی اور
علوم کا پڑھنا روا ہے لیکن وہ دوسروں کو نہیں پڑھا سکتا اور ہوم بھی
لازم ہے - حکم دینا اور خلق کا پالنا اُسکا کام ہے حسب قرارداد برہما اور
شریعت برہما کے قدیمی بادشاہ چھتری تھے - خرید و فروخت اور تجارت اور
چارپایوں کا رکھنا اور کاشتکاری جسمیں سود ہو بقالوں کا پیشہ ہے - بزرگر کا
پیشہ جسکو شودر کہتے ہیں یہ ہے کہ وہ خدمتگاری اور زراعت اور ہر کسب
جو ہوسکے جس سے روزی ملے کرے کوئی قید اسکے پیشہ میں نہیں -
ہر چہار گروہ پر واجب ہے کہ کسی کو دُکھ نہ دیں خصوصًا کسی کو قتل
نہ کریں اور راستگو اور درست کردار اور خیانت سے پاک رہیں - اور
برہمنوں پر فرض ہے کہ برس بھر میں ایکدفعہ جگ ضرور کریں کہ جو خیرات
مخصوص ہے - اگر مفلس اور نادار ہوں تو اپنے ہمجنسوں سے کچھ جمع

کرکے جگ کریں۔ اور جگ کا طریق یہ ہے کہ تین کنڈ یعنے گوے آتش بناتے ہیں اور اُنکے آگے ایک لکڑی کا ستون کھڑا کرتے اور ایک رسن گیاہ درب کا جسکو کوشا کہتے ہیں بناکر بُز سیاہ کے گلے میں ڈالے اور اُس ستون کے ساتھ باندھ دیتے ہیں اور پانچ دن ہوم کرتے ہیں پہلے دن ہوم کرنیوالا اور اُسکی عورت دونوں غسل کریں اور نو برہمن بھی سر اور بدن دھوئیں اُن نو برہمنوں میں سے ایک کو برہما خیال کریں اور سب اُسکے حکم میں ہوں اور باقی آٹھ کے سوا سولہ برہمن اور ہوں جو ہوم کے وقت جُدا و علٰحدہ منتر یعنے دعا پڑھیں۔ اور آگ جلانے کے واسطے وہ لکڑی لانی چاہیئے کہ جسکو سنسکرت میں ارنی بولتے ہیں اور جلانے کے واسطے وہ لکڑی جسکو سنسکرت میں کنڈر اور تلنگی میں جندرو نام رکھتے ہیں اور یہی ہوم کیواسطے وہ لکڑی جسکو اپامارگ تلنگی میں اوبرسی اور دکھنی اکھارہ کہتے ہیں اور جس سے مسواک یعنے داتون بناتے ہیں لاوے۔ ایسے ہی پیپل کی لکڑی جو مشہور درخت ہے اور وہ چوب جسکو سنسکرت میں اودم برہ تلنگی میں میری دکھنی میں گولر پارسی میں انجیر دشتی کہتے ہیں اور وہ لکڑی جسکو سنسکرت میں ستمی تلنگی میں جمی کہتے ہیں اور گھاس جسکو سنسکرت میں دوروا تلنگی میں گرکی دکھنی میں ہریالی کہتے ہیں اور وہ گھاس جسکو دریاس بولتے ہیں یہ نو ہوے۔ وے آٹھ برہمن مذکورہ منتر پڑھ کر بز یعنے بکری کو پکڑیں پس درخت خار زہر جسکو سنسکرت میں کال شاکھا تلنگی میں بلوکوما دکھنی میں کارنکا پھاناٹا کہتے ہیں لاکر فرش کریں پس وے آٹھو برہمن بز کو اُس خار زہر پر لٹاویں اور پکڑ رکھیں اور سولہ برہمن مسطورہ منتر پڑھ کر بز کے مُنہ وغیرہ سوراخوں کو ایسے روکیں کہ دم نہ نکلے تاکہ وہ مرجاوے پس پہلے اُن سولہ برہمنوں میں سے ایک شخص بُز کا سر کاٹے پھر اُسکا چمڑا اُکھاڑ کر پارہ پارہ کرے اور استخوان پھینک دے پس اُس گوشت میں گھی ملاوے اور وے آٹھ برہمن تھوڑا تھوڑا اُسمیں سے لیکر آگ میں ڈالیں اور سولہ برہمن مذکورہ آگ میں لکڑی مسطورہ پھینکتے رہیں اور اُس گوشت کباب شدہ کو آٹھ برہمن کھائیں اور جگ کرنیوالا بھی کھاوے پس اکیسو ایک مادہ گاؤ مع گوسالہ اور کچھ نقد

یعنے دچھنا اُن آٹھ اور سولہ برہمنوں کو دیں اور چاہیئے کہ دوسرے دن
جبکہ ہوم سرد ہو اُسی دن دان کرکے یعنے کچھ دیں اور تین دن اور
منتر پڑھیں اور آگ جلادیں جیسا کہ کہا گیا لیکن گوشت نہ ڈالیں اور
ان پانچوں دن میں جسقدر برہمن آویں اُنکو طعام کھلاوے اور
عطریات لگاوے اور کچھ دے اور پانچ دن کے بعد دو کنڈ کو بھردیں
اور بند کریں اور تیسرا کنڈ بدستور چھوڑ کر آگ کو گھر میں لاویں اور
پھر اُس کنڈ کو بھی بھردیں کیونکہ اس کام کیواسطے شہر کے باہر
گھر بناتے ہیں اور بعد تمام کے اُسکو جلا دیتے ہیں اور گھر میں ایک
کنڈ بناکر وہ آگ جو باہر سے لاتے ہیں اُسمیں چھوڑ دیتے ہیں اور
ہر روز ہوم کرتے ہیں اور خود نہیں بجھتے اور آگ پر ایک سرپوش
رکھتے ہیں اور ہوم کرنے کے وقت اُٹھا لیتے ہیں- ہوم کا طریق یہ
ہے کہ نہاکر اور اُس کنڈ کی خاکستر کا قشقہ یعنے ٹیکا لگاکر ہوم کرتے
ہیں اور ہوم برہمن کراوے دوسرے کا کرانا ناجائز ہے اگر برہمن
بیشنو ہو جگ تو اسی طریق پر کرے لیکن بز زندہ کی جگہ آرد سے
بز کی صورت بناکر اُسپر احکام مذکورہ جاری کریں- جس ہوم میں ایک
بز ماری جاوے اُسکو اگنشٹوم کہتے ہیں اور جسمیں دو ماری جاویں
اُسکو یون یکم بولتے ہیں اور جسمیں تین بز ماری جاویں واجپیم- جسمیں
چار بز ماری جاویں شنتوم- جسمیں پانچ بز ماری جاویں دتیہ ہوم کہتے
ہیں- اسیطرح گاؤ کو مارتے ہیں اور اُسکو گومیدہ بولتے ہیں- جب گھوڑا
مارا جاوے اشمیدہ اور راجسو کہتے ہیں- اور اسی طور اگر آدمی مارا جاوے
نرمیدہ کہا جاتا ہے- اور یہ جگ ماہ ماگھ یا بیساکھ یا مارگسر یعنے گھر میں
کرتے ہیں- جو شخص ایک مرتبہ جگ کرے چاہیئے کہ ہر سال ایک بز
مارا کرے اگر نہ ہوسکے آرد سے بز بناکرلے اگر بیشنو ہو چاہیئے کہ آرد سے
بناوے کیونکہ بیشنو مذہب میں حیوانات کا آزار حرام ہے- اور سمرت
یعنے شریعت میں بھی مذکور ہے کہ وہ شخص جانور کو مارے کہ اُسکو
زندہ کرسکے کیونکہ جگ کے مارے ہوئے کو پھر زندہ کردینا چاہیئے اس
فرقہ کے دانا کہتے ہیں کہ قتل گوسفندان سے مراد نادانی کا دور کرنا
ہے اور گاؤ کے مارنے سے زیادہ خورش کا چھوڑنا ہے اور مارنے

اسپ سے نفی خواطر مراد ہے کیونکہ من یعنے دل کو متخیلہ اور سایر حواس
باطنی کا کام ہے ہندوؤں کے زعم میں اس ہرزہ تاز سرکش گھوڑے
سے ہے اور آدمی مارنے سے مراد اوصاف ذمیمہ بشریہ کا دور کرنا ہے
چاہئے کہ برہمن کھیتی نکرے اور اپنے ہم مذہبوں کے گھروں سے کچھ غلہ
بطور خیرات لیکر قانع اور مشغول عبادت صانع رہے۔ غذا اسقدر جمع رکھے
کہ دوسرے دن کا گزارہ ہی ہو اور سب دھاتوں سے سونے کے آلات
طاہر یعنے پاک ہیں جہاں بتکدہ یعنے ٹھاکر دوارہ اور گنگو اور زاہد کو
دیکھے طواف یعنے پردچھنا کرے۔ جاری پانی اور مادہ گاؤ کی جگہ میں
اور خاکستر پر اور برہمن اور گؤ اور سورج اور آگ کے سامنے بول و
براز کرنا ناجائز ہے اور پاخانہ میں برہنہ ہوکر آفتاب کو نہ دیکھے اور برہنہ
بدن میں گذر نہ کرے اور مغرب کی طرف سر کرکے نہ سووے اور
عرق اور خون اور منی جاری پانی میں نہ ڈالے اور آگ کے سامنے
گرم کرنے کے واسطے پاؤں نہ پسارے اور آگ پر نہ گذرے اور
دونوں ہاتھوں سے پانی نہ پیوے اور سوتے ہوئے کو جگانا ناروا ہے
مگر بضرورت عیب نہیں اور بیمار کے ساتھ ایک فرش پر نہ بیٹھے۔ جس
کام میں نقصان کا احتمال ہو نکرے اور مردہ جلنے کے دھوئیں سے
دور رہے۔ سوائے مشہور دروازہ شہر یا دیہہ کے گھر میں نہ آنا چاہئے
رذیل اور کمینہ اور مذموم بادشاہ سے کچھ نہ لینا چاہئے کیونکہ اسکی صحبت
میں آزار ممکن بلکہ واقع ہے سلاح اور خواہش سے کچھ نہ لے۔ بوقت
عطسہ یعنے چھینکنے اور خمیازہ یعنے انگڑائی اور منہ کھولنے کے اور اس
حالت میں کہ جب خلوت میں غافل بیٹھے ہوئے یا سرمہ ڈالتے ہو یا
سر کو روغن ملتے ہو ان سب حالات میں عورات کو نہ دیکھے اور
خواب کے کپڑے میں ننگا اور خالی گھر میں بدون رفیق کے نہ سووے
اور بطور بازی ہاتھ و پاؤں سے پانی کو برہم نہ کرے اور آگ کو
سوائے بادکش وغیرہ کے پھونک سے نہ جلاوے۔ جاننا چاہئے کہ
اہل حساب و منجم برہمن ماہ کو دو حصہ قرار دیتے ہیں۔ ابتدا سے پندرہ
تاریخ تک ایک حصہ سولہویں دنکو بڑوا یعنے پکم بولتے ہیں۔ شانزدہم
سے آخر ماہ تک دوسرا حصہ۔ اسطرح پر ہر ماہ میں دو دوازدہ و یک شش

آویگا یہی وجہ ہے دو دوادسش اور چھٹی یعنے دو دوازدہ و یک شش
کی- دیو یعنے پیکر فرشتہ اور بادشاہ اور اُستاد اور مرتاض اور عورت
منکوحہ غیر کے سایہ پر قدم نہ رکھے- برہمنوں کو حقارت کی نظر سے
نہ دیکھے- اگر بباعث تقصیر مجرم یعنے گناہگار کو اور تادیب کیواسطے
شاگرد کو مارپیٹ کرے چاہیئے کہ مارپیٹ کا صدمہ کمر سے اوپر کے
بدن کو نہ پہنچے- اپنے سے بڑے اور بیوہ اور بیکس اور بڈھی عورت
اور لڑکوں کے ساتھ بحث اور مناظرہ نہ کرے- زن مرید یعنے وہ مرد
کہ عورت کا فرمانبردار ہو اور جو شخص عورت کی بدکاری سے آگاہ ہو
ایسے لوگوں پر تجاہل اور اغماض کرے- حق ناشناس اور قصاب اور
دیوث یعنے بیغیرت آدمی کے ساتھ ایک سفرہ یعنے ایک آسن پر
نہ کھاوے- کسی صاحب خانہ کو روٹی کھلانے کیلئے آواز بلند سے نہ پکارے
کیونکہ اس سے ریا کی بو آتی ہے اور نو کواکب یعنے حضرت زحل (سنیچر)
مشتری (برہسپت) مریخ (منگل) شمس (سورج) زہرہ (شکر) عطارد (بدھ) قمر (چاند) راس (راہ) ذنب (کیت) کو بمراد ترقی دولت
اور حصول مطالب و قربت حق کے پرستش کرے- غلہ اور لباس اور
جواہر جو ان کواکب سے منسوب اور متعلق ہیں دانا اور پرہیزگار برہمن
کو پہنچاوے- بادشاہ چاہیئے کہ صاحب رائے و تدبیر اور بوڑھے جوان کے
ساتھ خلیق اور عادل اور فریادرس اور سب سے رضامند اور سخی
اور کریم اور حق شناس اور لوگوں کے مطالب کا دانندہ اور اہل
ریاضت کا مطیع اور پرہیزگاروں اور دیندار اور گوشہ نشینوں کا فرمانبردار
اور متواضع اور صاحب حوصلہ ہو اور عشرت و عسرت و بہجت و محنت
یعنے فراخی و تنگی اور خوشی و غم میں منحرف المزاج اور متغیر الوضع نہو- جو
شخص جنگ سے بھاگے بڑا گناہگار ہے اور سب ثواب اُسکے اگر رکھتا
ہو اُس شخص کو ملتے ہیں جو جنگ میں مستقل اور قایم رہے- وہ بادشاہ
جو حسب آئین مذہب اپنے کے موصوف بہ صفات حمیدہ اور عادل اور
منصف اور رعیت پرور ہو سب نیکوکاریوں کا ثواب جو رعایا کرے اُسکو
پہنچتا ہے- عدالت اور انصاف بادشاہوں پر واجب اور مفروض ہے
یہانتک کہ اگر فرزند یا بھائی یا ماما یا سسر یا اُستاد یا اور کوئی شخص
عزیز گناہ کرے فوراً موافق سمارت یعنے شرع شریف خود تادیب اور تہدید

اور تنبیہ اور قصاص کا حکم دیوے۔ سمارت یعنے شریعت ہنود میں
مقرر ہے کہ ایزد پرستی کے بعد فرشتوں کی ستایش کریں اور عبادت
کی رسوم بجالاویں۔ اگرچہ گوشت کھانا اور بعض حیوانوں کا مارنا انمیں
ممنوع نہیں لیکن گائے کا آزار دہندہ اور مارنے والا بہشت کا منہ نہیں
دیکھتا۔ کہتے ہیں کہ اُس شخص کو حیوانات کا مارنا مباح ہے جو پھر
اُسکو زندہ کرسکے کیونکہ ضرور ہے کہ جس جانور کو مارے زندہ کرے اگر
اسپر قادر نہ ہو نہ مارے۔ ورنہ معاقب اور ماخوذ ہوگا۔ اور محققوں کے
نزدیک جس حیوان کا سمارت یعنے شرع میں مارنا جایز ہے اشارت
ہے بطرف دور کرنے صفت ذمیمہ کے کہ حیوان مذکور سے منسوب ہے۔
زمان قدیم میں برہمنوں اور داناؤں کا یہ رویہ تھا کہ بعد کدخدائی کے
جب فرزند پیدا ہوجاتا بے تعلق ہوجاتے اور فرزند کو کدخدا کرکے آپ صحرا
میں جاکر خدا کی پرستش میں مشغول ہوتے۔ جب اُس فرزند کے
بھی فرزند ہوجاتا اُسکے والدین گھربار چھوڑ کر جنگل کو چلے جاتے لیکن
وے زن و مرد آپس میں ملاقات نکرتے اور ایک دوسرے سے دور
رہا کرتے تھے چنانچہ اُنکا فاصلہ چند کوس کا ہوتا۔ انکی ریاضتیں بہت ہیں
جیسے کھڑے رہنا لٹکے رہنا نہ بولنا اپنے آپ کو دو ٹکڑے کرنا پہاڑ سے
گر پڑنا وغیرہ اور عورت کا مردہ خاوند کے ساتھ جلنا تو مشہور ہی ہے۔
یہ بیان سمارت کا ہے جو برہما سے منسوب ہے جو خدایتعالیٰ کا
تعین اول ہے۔ نامہ نگار نے انہیں سے شری منی برہمن کو لاہور
میں دیکھا کہ مسلمانوں سے غذا نہ قبول کرتا اور غیر مذہبوں سے نملتا۔
کہتے ہیں کہ ایک مسلمان امیر نے تین لاکھ روپیہ اُسکے دیا منظور نکیا۔
حسب قرارداد مذہب خود گوشت نہ کھاتا تھا۔ گسیاے تیواڑی بنارس کا
برہمن ہے نہایت عالم مدت سے اپنے مالوفہ وطن کو چھوڑکر لاہور میں دریاے
راوی کے کنارے باغ کامران کے قریب رہتا ہے۔ مینہ اور دھوپ میں
پناہ نہیں چاہتا۔ بہت پرہیزگار۔ تھوڑا دودھ پیتا ہے۔ جو کچھ چند
ماہ میں اکٹھا ہوتا ہے صالح برہمنوں کو بلاکر کھلا دیتا ہے ✤

چوتھی نظر بیدانتیوں کے عقاید میں

یہ فرقہ محقق اور صوفی اس قوم کے ہیں انکے مذہب کا خلاصہ بیان کرتا ہوں۔ یہ کہتے ہیں کہ موجود حقیقی کے وجود کی حقیقت علم کے مانند ہے اس مثال سے اسکی بساطت پائی جاتی ہے اور وہ ذات سب نقایص و نقایض یعنے نقصانوں اور ضدوں سے پاک اور سب موجودات پر بصیر اور بینا ہے۔ اسکا وجود سب چیزوں پر محیط۔ فنا و زوال کو اسکی ہستی میں راہ نہیں۔ نفوس و ارواح کا خداوند وہی ذات مقدس ہے۔ اس ذات مقدس اور وجود پاک کو پرماتما یعنے نفوس و ارواح کا بزرگ اور مہتر بولتے ہیں۔ اسکے وجود پر یہی دلیل کافی ہے کہ عالم مصنوع یعنے پیدا کیا ہوا ہے اور صنع یعنے کام صانع کے سوا یعنے کام کرنیوالے کے بغیر ظہور میں نہیں آسکتا پس اس بناوٹ کا بنانے والا وہی خدا ہے۔ یہ دعویٰ بدلایل عقلیہ اہل نظر اور شواہد نقلیہ بید یعنے کتاب سماوی سے ثابت ہوسکتا ہے اس موجود حقیقی نے اس عالم کو سمیا ور یعنے معلومہ ظاہر کیا لیکن وجود کی بو بھی نہیں رکھتا اور کچھ پیدا نہیں ہوا۔ اس ظہور کو مایا یعنے قدرت الہ بولتے ہیں۔ کیونکہ جہان اسکا شعبدہ ہے یعنے مداری کی کھیل اور مقلد یعنے مداری ہستی بخش واحد ثابت بذات خود ہے مقلد کی طرح ہر وقت ایک صورت میں آتا اور پھر اسکو چھوڑ کر دوسرے لباس میں ظہور فرماتا ہے۔ وہی واحد برہما اور بشن و مہیش کے لباس میں آیا اور اسی حقیقت واحد نے تینوں جگہ علیحدہ علیحدہ ظہور کیا اور جہان بنایا۔ ارواح کو اس ذات مقدس سے وہی نسبت ہے جیسا موج کو دریا سے اور چنگارہ کو آگ سے۔ اسیواسطے نفوس ارواح کو جیو آتما بولتے ہیں۔ نفس بدن اور حواس سے مجرد اور جدا ہے اور خودی اور مستی کے غلبہ سے قید میں پھنسا ہوا ناچار اسپر نفس کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اور نفس کی تین حالتیں ہیں ایک بیداری جسکو جاگرت اوستھا کہتے ہیں اس حالت میں نفس طبعی اور جسمانی لذتیں یعنے کھانے پینے وغیرہ سے آرام پاتا ہے اور بھوک پیاس

سے دکھ پاتا ہے۔ حالت دوم خواب ہے جسکو سپن اوستھا بولتے ہیں اس حالت میں اپنے مطلوب اور مرغوب یعنے سیم وزر وغیرہ کے پانے سے خوش اور نہ پانے سے مغموم ہوتا ہے۔ سوم سکھپت اوستھا اس حالت میں حصول و عدم حصول مطلوب سے شادی اور غم نہیں ہوتا۔ دکھ سکھ سے خلاص ہوتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ انکے نزدیک خواب اُس سونے سے مراد ہے کہ جسمیں واقعہ یعنے سپنا دکھا جاوے جسکو عربی میں رویا بولتے ہیں۔ مرتبہ سوم سے وہ خواب مراد ہے جسمیں سپنا نہ ہو وہ نوم عرق ہے یہ لوگ اسکو خواب نہیں جانتے بلکہ نوم سے خارج سمجھتے اور سکھوپت کہتے ہیں۔ اور نفس کو ان تینوں حالتوں میں گرفتار اور دایر اور سیر کنندہ جانتے ہیں۔ جب نفس ان مراتب میں ایمان سے متعلق ہوکر باعث ثواب اندوزی اور نکوکاری خدادانی اور خودشناسی کے مرتبہ کو پہنچے غفلت کی پھانسی ٹوٹ پڑتی ہے۔ عرفان یعنے گیان کا نشان یہ ہے کہ جیسے کہ لوگ جو کچھ خواب میں دیکھتے ہیں اسکو بیداری کی حالت میں خیالی اور معدوم گنتے ہیں ویسے ہی عارف یعنے گیانی بیداری کو خواب جانے۔ جیسے کہ بسبب غفلت رسن کو سانپ جانا اصل میں رسن تھی نہ کہ سانپ۔ ویسے جھوٹے جہان کو بسبب غفلت عالم جانا ورنہ موجود حقیقی وہی ذات ہے اس حالت کو تریا اوستھا کہتے ہیں۔ جب عارف جہانی علایق اور امکانی قیود سے چھوٹ کر مطلق ہوجاوے اور عالم اطلاق یعنے بیقیدی میں پہنچے اسکو مکت کہتے ہیں انکے نزدیک مکت پانچ قسم ہے اول یہ کہ سالک مرتبہ اطلاق کو پہنچکر ایک فرشتہ کے شہر میں پہنچے جوکہ فرشتہ مذکور کا مقام ہے جیسے برہما کا شہر اور بشن کا شہر اور مہادیو کا شہر اور اس قسم کے مکت کو سالوکیم کہتے ہیں۔ قسم دوم یہ کہ سالک فرشتوں کا مقرب ہوجاوے اور انکی صحبت سے فیضیاب ہو اس قسم کو سامیپم بولتے ہیں۔ قسم سوم یہ کہ سالک فرشتوں کا ہمصورت ہوجاوے بدون اتحاد اسکو ساروپیم مکت جانتے ہیں۔ قسم چہارم یہ کہ سالک فرشتہ سے ملجاوے جیسا کہ پانی پانی میں۔ یعنے جس فرشتہ کو چاہے اسکے ساتھ مل سکتا ہے اس مکت کو سایجم کہتے ہیں

قسم پنجم یہ کہ سالک کا نفس جسکو جیو آتما کہتے ہیں نفس بزرگ کا عین ہوجاوے جسکو پرماتما اور موجود حقیقی جانتے ہیں اور ایسا اتحاد حاصل ہوکر دوئی کی مداخلت اٹھ جاوے اس حکمت کو کیولم کہتے ہیں۔ خلاصہ عقاید بیدانتیوں کا یہی ہے اور ہندو اس علم کو عالم گیانی کہتے ہیں اور ہندو کے سب بزرگوں کے قول اسکے مقوی و موید ہیں۔ چنانچہ وششٹ نے رامچند کی نصایح میں ہدایات بلند اسی علم کے مطابق بیان کیں اُس کتاب کو یوگ وششٹ کہتے ہیں۔ سری کرشن نے ارجن کی نصیحت میں جو کلمات کہے جسکو گیتا بولتے ہیں۔ شنکر اچارج نے جو علماے متاخرین ہند کا برگزیدہ ہے اس علم میں بہت کتابیں بنائیں۔ اس طایفہ کا اعتقاد یہ ہے کہ جہان و جہانیان کے نمود بےبود ہیں یعنے موجود نہیں اور نظر آتے ہیں اور انکی حقیقت واجب الوجود ہے جسکو پرماتما کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ نمایش اور صور و تراکیب کی علٰحدگی سراب اور ہیکل خواب کے طور پر ہے۔ بھلائی بُرائی غم و شادی عبادت و طاعت وہم ہے اور یہ گوناگون شکلیں محض خیال ہیں۔ جہنم و بہشت یعنے نرک و سُرگ اور رجعت و تناسخ یعنے بار بار جنم لینا اور کاموں کے سزا خیالات ہیں۔ **سوال**۔ اگر کوئی پوچھے کہ ہمکو اپنے اصل میں کچھ شک نہیں لیکن ایک دانا ایک نادان ایک اسایش میں دوسرا رنجور نظر آتا ہے یہ خیال اور نمایش کسطرح ہوسکتا ہے؟ **جواب**۔ شاید تونے اپنے آپ کو خواب میں بادشاہ اور حاکم اور پرستار اور خدمتگذار۔ گرفتار و آزاد۔ بندہ و خداوند۔ بیمار و تندرست۔ غمناک اور خوشدل نہیں دیکھا البتہ بہت وقت خواب میں خوشی اور غم اور خوف اور رنجیدگی تجھپر غالب ہوئی ہوگی پس شک نہیں کہ یہ سب خیال اور نمایش ہے جو کچھ خواب میں نظر آتا ہے بےحقیقت ہے۔ راے روپ نے نامہ نگار سے پوچھا کہ خواب میں جو یہ دیکھا جاتا ہے کہ سخت زخم بدن پر لگا جب جاگتا ہوں اُسکا اثر نظر نہیں آتا یقین کرتا ہوں کہ خیال تھا اگر خواب میں کسی عورت سے جماع ہوجاتا ہے بیداری میں کپڑا منی سے بھرا ہوا نظر آتا ہے شق ثانی میں کیوں اثر ہوتا ہے۔ حسب عقیدہ بیدانتیوں کے جواب دیا گیا کہ جسکو تو بیداری جانتا ہے گیانیونکے نزدیک وہ بھی خواب

ہے اور تونے خواب میں گمان کیا کہ میں جاگا کیونکہ بہت وقت خواب میں معلوم ہوتا ہے کہ اب میں جاگا اور جو کچھ دیکھا گیا خواب تھا اسیطرح یہ بیداری بھی بیدار دل گیانی کے نزدیک خواب ہی ہے آپ نے نہیں سُنا کہ کامیاب سمرادی نے سمراد نامہ میں کہا ہے کہ ایک آدمی کے سات لڑکے تھے ہر ساتوں کو تمام جہان کی ریاست کی خواہش تھی اسی خواہش سے وادار کی پرستش کرنے لگے ایکدن ساتوں سو گئے ہر ایک نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنا بدن چھوڑ کر بادشاہ کے گھر پیدا ہوا ہوں اور بعد وفات والد کے بادشاہ بنا اور عاور سے آخر تک میری حکومت ہوئی اور ساتوں ولایت میں میرے سوا کوئی بادشاہ نہ رہا ــــ اور لاکھ برس سلطنت کی آخر اپنے بیٹے کو ریاست دیکر مرا اور بہشت میں گیا۔ جب خواب سے جاگا۔ ابھی وہ طعام جسکی تیاری ہو رہی تھی پختہ نہ ہوا تھا۔ پس ہر ایک نے یہ خواب بیان کیا اور ہر ایک دعوی کرتا تھا کہ میں نے خواب میں لاکھ برس ساتوں ولایت کی بادشاہی کی اور میری دارالحکومت فلاں شہر تھا۔ پس اُنھوں نے یہ ٹھہرایا کہ بیداری میں اپنے تخت گاہوں کو دیکھیں آیا سچ ہے یا کہ جھوٹ۔ پہلے بڑے بھائی کی دارالحکومت میں گئے وہاں اُسکے بیٹے کو بادشاہ پایا اور وہاں کی عمارات کو پہچانا ایسے ہی دوسرے بھائیوں کے تخت گاہ اور بیٹے دیکھے پس ساتوں اصل کار کو پاکر آپس میں کہنے لگے کہ ہم ہر ایک خواب میں ہفت کشور کے بادشاہ بنے اور دوسرے کو نہ پہچانا اور ایسے ہی بیداری میں وہاں کے رہنے والے لوگوں سے سُنا کہ ہمارے بادشاہ کا تخت تمام جہان پر تھا لیکن ہم ساتوں کیسے جہانگیر ہوے کہ ہر ایک کے حکم میں سب زمین تھی اور ایک دوسرے کو نہ پہچانا جب ہم جاگے وہ جو خواب میں دیکھا تھا اپنے دارالملک میں اُسکا اخبار سُنا۔ پس یقین ہوا کہ ہم ابھی خواب میں ہیں اور اس جہان کی ہستی خواب کے سوا اور کچھ نہیں۔ یہ لوگ ہندووں کے سب عقاید اپنے مذہب کے موافق بناتے ہیں اور تاویل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جو بید میں مذکور ہے کہ فرشتوں کو ستایش کے وقت واجب الوجود جاننا چاہیے مراد یہ ہے کہ

حقیقت میں وجود اسی سے ہے پس ہر فرشتہ کے لباس میں جلوہ گر
سوا اُسکے کوئی نہیں اور سروپش کو ہستی نہیں۔ برہما بشن مہیش جو
مذکور ہوئے کہتے ہیں کہ تین فرشتے صفات حق کے ہیں کیونکہ برہما پیدا کرتا اور
بشن حفاظت کرتا اور مہیشر فنا کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ سب دل
کی صفت ہے جسکو من کہتے ہیں اور حواس باطنی کا کام من سے
مخصوص کرتے ہیں اور حواس باطنی کے وجود کے معتقد نہیں۔ کہتے ہیں
کہ اگر دل کسی شہر کا تصور کرے تو برہما ہے کیونکہ حقیقت میں اس
شہر کو اسی نے پیدا کیا۔ جبتک چاہے رکھ سکتا ہے پس بشن ہوا کیونکہ
اُسکا محافظ ہوا۔ جب چاہے اُس تصور کو چھوڑ دے اُس جگہ مہیشر بنا۔
اُنکا یہ عقیدہ ہے کہ ریاضت اسی واسطے ہے کہ سالک کو معلوم ہو
کہ جہان خود بے بود اپنے محض وہم ہے اور موجود حقیقی خدا ہی ہے
اور اُسکے سوا جو کچھ ہے خیال ہے جو اُس سے ہے فی الحقیقت موجود
نہیں حسب زعم انکے اگر طالب اس عقیدہ کا ہو اور یہ دانش اپنی
عقل یا تعلیم اُستاد یا کتابوں کے مطالعہ سے معلوم اور یقین ہو جاوے
تو ریاضت کی کچھ احتیاج نہیں۔ اور کمال اسکو جانتے ہیں کہ ریاضت سے
بھی گذر جاوے کیونکہ ریاضت طلب ہے جبتک طلب ہے اپنے آپ کو
نہیں پہچانا کیونکہ وہ آپ ذات خدا کا عین ہے۔ جو عرفان کہ اپنے گیان
ریاضت کے زور سے حاصل ہو اُسکو کشٹ جوگ کہتے ہیں یعنی اپنے
مشقت سے ملنا۔ اور جو عرفان مدد اور استدلال اور مطالعہ کتب سے ملے
اور اُسمیں ریاضت نہ ہو اُسکو راگ جوگ کہتے ہیں یعنی بادشاہی سے
حاصل ہونا۔ ہندوؤں میں منتر اور ہوم اور ڈنڈوت کرنا ہمیشہ معمول کا کام
ہے۔ منتر دعا کا نام ہے۔ ہوم یہ ہے کہ آگ میں روغن وغیرہ ڈالیں
اور دعا پڑھیں تاکہ جس فرشتہ کو چاہیں راضی کریں۔ ڈنڈوت یہ ہے
کہ جسکی پرستش کریں اُسکے آگے عصا کیطرح پڑکے اُسکو سجدہ کریں
راجہ بھرتھری سے جو کامل جوگی اور گیانی ہے ایک شخص نے پوچھا
کہ تو منتر پڑھتا ہے کہا کہ ہاں۔ پوچھا کہ کون منتر جواب دیا کہ جو
دم آتا ہے اور جاتا ہے۔ پھر پوچھا کہ ہوم کرتا ہے کہا کہ کرتا ہوں
پوچھا کیسے جواب دیا کہ جو کچھ کھاتا ہوں۔ پھر پوچھا کہ ڈنڈوت کرتا ہے

بولا ہاں پوچھا کسوقت جواب دیا جسوقت لمبا ہوکر سوتا ہوں۔ یہ بات اس حدیث کو یاد دلاتی ہے۔ نوم العالم خیر من عبادۃ الجاہل۔ یعنے عالم کا سونا جاہل کی عبادت سے اچھا ہے۔ بت پرستی کو ہندو لوگ دیوارچہ کہتے ہیں مراد اس ارچہ کی یہ ہے کہ وہ دیوتا اختیار میں ہوجاوے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس سے یہ مراد ہے جو سپاس آپ چاہے کرے کیونکہ نفس ناطقہ فرشتہ ہے اسکا یہ ہے کہ جو کچھ وہ فرماوے اختیار میں لاوا اسپر عمل کریں یعنے جب چاہیے آنکھوں سے دیکھے کانوں سے سنے ناک سے سونگھے اسپر عمل کرنا چاہیئے تاکہ وہ رضامند ہو۔ اور انکے نزدیک اظہار وحدت وجودیہ کے بیان میں ہمہ اوست کہنا سزاوار نہیں (یعنے یہ کہنا کہ سب کچھ وہی ہے) بلکہ یہ کہنا لایق ہے کہ سب کچھ میں ہی ہوں۔ اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو قسم اول کو اختیار کرے صاحب گلشن راز سے

انانیت بود حق را سزاوار - کہ او غیب است و غائب وہم و پندار

اور یہ لوگ صاحب گفتار و کردار کے ہوتے ہیں اپنے آغاز و انجام کو پہچانتے ہیں اور اپنے ساتھ مشغول ہوتے ہیں جہانیوں کی قید میں نہیں ہوتے۔ شنکر اچارج جو برہمنوں اور سناسیوں کا برگزیدہ ہے صاحب اس عقیدہ کا تھا جو کچھ آگے آتا خوش رہتا۔ ایکدن منافق اور شاگردوں نے ٹھہرایا کہ فیل کو اسکی طرف پیلیں اگر نہ بھاگیگا اور کھڑا رہیگا صادق ہے ورنہ کاذب یعنے جھوٹا ہے جب فیل اسکی طرف آیا بھاگا منافقوں نے کہا کہ تو فیال سے کیوں بھاگا بولا نہ ہاتھی تھا نہ میں اور نہ بھاگتا تمنے سب کچھ خواب میں دیکھا ہے۔ سب ہندووں کے بزرگوں کا یہ عقیدہ ہے اور ہندووں کا اتفاق ہے کہ حقیقت میں اسکے سوا اور کوئی مذہب راست و درست نہیں۔ اوتار اور رکھشیر اور پنڈت سب اسی پر چلے ہیں۔ گیانی زیادہ کشمیری برہمن ہے انکو کشمیری لغت میں گورور گورنیہ کہتے ہیں۔ کہتے ہیں اسکا پدر گیانانند شیورنیہ نام رکھتا تھا اور حبس دم اچھا کرتا۔ ایکدن اسنے نوشہرہ کے لوگوں کو جو کشمیر کی راہ میں ہے خبر دی کہ کل کو میں عنصری بدن چھوڑدونگا دوسرے دن لوگ جمع ہوے شیورنیہ ان سے

بات چیت کرتا رہا یہانتک کہ لکڑی جمع ہوگئی پس لکڑی کے ڈھیر پر
پدم آسن جسکو پارسی میں ہمین نشستن کہتے ہیں ہوکر بیٹھا اور بدن
کا تعلق چھوڑدیا جب لوگوں نے دیکھا کہ اُسکا مرغ روح عنصری پنجرے
کو چھوڑ گیا لکڑیوں کو آگ لگادی۔ گیانی جوانی کے ایام میں حبس دم
کیا کرتا تھا اور بباعث ریاضت ایسی ترقی پائی کہ باوجود اندک علم کے
سب ہندوؤں کی کتابیں پڑھ لیں اور تمام علوم کو سب پنڈتوں سے
اعلیٰ درجہ پر سمجھ لیا چنانچہ سب اُسکے قایل ہیں اب شہر کے تمام
علما کا سرگروہ ہے اور نہایت آزادکیش ہے۔ حتیٰ کہ اُسکو تلف ہوجانے
مال و اسباب سے غم اور حاصل ہونے سے شادی نہیں دوست دشمن
خویش و بیگانہ اُسکے نزدیک ایکسا ہے۔ گالیوں سے دکھی اور ستایش
سے سکھی نہیں ہوتا جس جگہ درویش کا نام سنتا وہاں پہنچتا ہے اگر اُسمیں
سچے کی بو پاتا ہے ہمیشہ اُسکے پاس جاتا اور دلجوئی کرتا ہے اور اُسکو مغموم
نہیں ہونے دیتا ہمیشہ توحید کی گفتگو کرتا ہے اور کسی کام کیطرف
متوجہ نہیں۔ سوا ے درویشوں کے کسی کے پاس نہیں جاتا۔ اور شوورشن
نام خواہرزادہ جو اُسکا مرید ہے اُسکے گھربار کی خبر رکھتا ہے اور
وہ سے نذریں جو مرید لاتے ہیں اُنکو پہنچاتا ہے۔ جب گیانی رینہ باہر
جانیکا ارادہ کرتا ہے وہ اُنکو کپڑے پہناتا ہے کیونکہ اُسکو ظاہر کاموں
کی خبر نہیں رہی مگر یہ کتابیں دیکھتا رہتا ہے۔ مقرر ہے کہ ہندو صبح
سے شروع شام تک آگ جلایا کرتے ہیں اور گوسپند کو مارتے ہیں اور دعا
پڑھتے ہیں اسکو ہوم بولتے ہیں۔ گیانی رینہ کہتا ہے کہ ہماری آگ
عرفان ہے۔ اُسمیں دوئی کا ایندھن جلاتا ہوں اور گوسپند کی جگہ
خودی کو مارتا ہوں ہمارے نزدیک یہی ہوم ہے۔ وہ ہندوؤں کے
تمام رسومات کی اسیطرح تاویل کرتا ہے اور بہت لوگ اُسکے مرید ہیں
اُسکا خواہرزادہ دہ سالہ کنکو نام جو شوورشن سے چھوٹا ہے ایک دن
غصہ میں روتا تھا نامہ نگار نے اُسکو کہا کہ کل کہتا تھا کہ جہان اور
جہانی خیالی ہیں اب کیوں روتا ہے جواب دیا جبکہ جہان نہیں رونا
بھی نہیں اب بھی میں اُسی بات پر قایم ہوں یہ کہکر پھر رونے لگا
مصرع صحبت نیکانت از نیکاں کند ۔ جگناتھ گیانی رینہ کا بیٹا آٹھ برس

کا ہے اُسنے ایکدفعہ اسکے بُت پرستی کے مکان یعنے ٹھاکر دوارہ
میں کتے کا بچہ لیجاکر کھڑا کیا اور اُسکو قشقہ یعنے ٹیکا کھینچا جب
اُس سے پوچھا گیا کہ تونے یہ کیا کیا جواب دیا کہ پتھر تو جان نہیں
رکھتا پھر اُسکو کیوں نہیں پوجتے دوسرا یہ کہ جو کچھ کسی کو پسند آتا ہے
وہ اُسی کو پوجتا ہے کیونکہ یہ پرستش ایک کھیل ہے میں اسی سے
کھیلتا ہوں بباعث آزادی گھروالوں میں سے اُسے کوئی نہ روک سکا
بلکہ آفرین کہا۔ بسال ایکہزار اُنچاس ہجری کشمیر میں نامہ نگار نے
گیانی رینہ کی ملاقات کی اور اُسکی صحبت سے خوشدل ہوا اپنے آپ
کو آتما یعنے نفس ناطقہ بولتا تھا۔ گیانی رینہ سے لوگوں نے پوچھا کہ
تیرا شاگرد کون ہے کہا وہ شخص کہ جو خدا کو پہنچا ہوا ہو اور اپنے
آپ کو خدا کا غیر نہ جانے۔ ایکدفعہ نامہ نگار ساتھ عرفاء ہنود کے کشمیر
کے چشمہ سار پر گیا تھا ایک سنیاسی بھی جو کہ آزادگی کا دعویٰ کرتا تھا
اُسوقت ساتھ چشمہ کی سیر پر جب طعام لاے سنیاسی نے بھی مع
عرفا کے کھایا اور لاف مارنے لگا کہ اتبک کبھی یعنے گوشت نہ کھایا تھا
اب کھایا پھر گیانی یعنے عارف نے شراب کا پیالہ اُسے دیا اُسکے
دفع وہم کیلئے پیا اور اپنی تعریف کی پھر عارف نے بازار کی روٹی
کہ ہنود مذہب میں شراب سے بھی بدتر ہے حاضر کی سنیاسی نے
ایک ٹکڑہ کھاکر اپنی بہت ستایش کی کہ اب میں سب قیود سے
چھوٹا ہوں عارف نے اُسکو کہا کہ اب گاے کا گوشت بھی کھانا چاہیے
سنیاسی سُنتے ہی مجلس سے اُٹھ گیا۔ گیانی رینہ کے بھاری مرید جنکو
نامہ نگار نے دیکھا ہے۔ شنکر بھٹ۔ گنیش بھٹ۔ شیودرشن کول۔ آدیب
بھٹ۔ مہتاب رینہ۔ آوت معروف بگوپال ہیں۔ شنکر بھٹ سے ایک
سُنار نے پوچھا کہ گیانی رینہ باوجود آزادگی بُت کو کیوں پوجتا ہے شنکر
بھٹ نے جواب دیا کہ تو زرگری کیوں کرتا ہے کہا کہ یہ میرا پیشہ
ہے روزی کیواسطے کرتا ہوں جوابدیا کہ وہ بھی کسب حصول غذا کے
لئے ہے۔ ایکدفعہ ملا شیدائی ہندی جو مشہور اور فصیح شاعر تھا نامہ نگار
کے ساتھ گیانی رینہ کے گھر گیا اور ملاقات کی۔ اُسکے متعلقوں کا طور
و وضع دیکھکر بہت حیران ہوا اور کہنے لگا کہ تمام عمر میری آزادوں کی

خدمت میں آمد و رفت رہی لیکن ایسی آزادی میری آنکھوں نے نہیں دیکھی
اور کانوں نے نہیں سُنی - ہر رام پوری سنیاسی گیانیوں میں سے تھا بکمال
آزادگی جب کشمیر میں آیا اپنے لمبے بال یعنے جٹا اُس شہر پر منڈوائے جسکو
بھٹ کہتے ہیں - سری کنٹھ بھٹ پنڈت نے اُسسے دیکھ کر کہا کہ اگر
بال مونڈوانے منظور تھے کسی تیرتھ یعنے پرستشگاہ میں منڈوانے
جواب دیا کہ نہایت شریف وہی جگہ ہے جہاں دل خوش ہو یہ شخص
بہت راتیں سمسان یعنے مردہ گاہ میں اکیلا بسر کرتا تھا وہ سنہ ایکہزار
پنجاہ ویک ہجری میں کشتواڑ کو گیا چوگان نام جنگل میدان جہاں چوگان
بازی اور لی سواری کا مکان تھا اور مردہ جلانے کی جگہ سے ہوتا تھا - مہاسنگھ
پسر بہادر سنگھ راجہ کشتواڑ کا اُسکا معتقد ہوا اور اُسکی توجہ سے
ظاہر پرستوں کی قیود سے چھوٹا اور اب وہ راستوں کی صحبت کا راغب
اور مایل ہے وہ جوان اچھا شعر فہم ہے - بسال ایکہزار باون ہجری
کشتواڑ میں راجہ کو باغیوں سے جنگ پیش آئی جب لڑائی کا نقارہ
بجا اور طرفین میں جنگ شروع ہوئی ہر رام پوری ایک پشتہ کے اوپر
چڑھ کر دیکھنے لگا اور جوش خروش جنگ کا دنگل ناپنے لگا - اُسی حالت
میں اُسکا قدم پھسلا اور گر پڑا - پتھر کی چوٹ اُسکے سر کو پہنچی اُسی عرصہ
میں مرگیا ۞ مرزا شفیع

شد تیرہ دلم بعلم حکمت روشن
ہر چند کہ در دلایلش بود سخن
برہان غلط بسوے مقصودم برد
ایں راہ تمام طے شد از لغزیدن

سُتھرہ اور جادو دونوں فقیر تھے - سُتھرہ نے نگرکوٹ میں قشقہ یعنے ٹیکا لگایا
اور زنار گلے میں ڈالا گاے کا کباب بازاری روٹی کے ساتھ کھاتا اور
سیر کرتا تھا - ہندو لوگ اُسکو بزور پکڑ کر قاضی کے پاس لے گئے قاضی
نے اُس سے کہا اگر تو ہندو ہے گوشت گاؤ اور بازار کی روٹی کھانے
سے پرہیز کر - اگر مسلمان ہے تو قشقہ و زنار نامناسب ہے جواب دیا
کہ قشقہ زعفران و صندل کا ہے اور زنار سوت کا اور گاے کا
گوشت گاہ یعنے گھاس سے ہے اور روٹی گندم سے ہے تنور مٹی و پانی

سے ہے جب حقیقت میں دیکھا جاوے سب چاروں عناصر سے مرکب ہیں نہ ہندو ہیں نہ مسلمان۔ باقی شریعت کا حکم۔ قاضی نے اسکو چھوڑ دیا۔ جادو اسکا شاگرد تھا بلخ میں گیا تشقہ اور زنار کے سمیت مسجد میں جاتا تھا اسکو گرفتار کرکے قاضی کے پاس لے گئے قاضی نے اسکو اسلام کی ہدایت کی جواب دیا کہ اگر میری شادی کردو تو البتہ مسلمان ہوجاتا ہوں قاضی نے ایک خوبصورت بیوہ اسکو دیدی پس جادو مسلمان ہوگیا اور عورت کے گھر چلا گیا بعد چندروز کے کہا کہ تو اپنی دختر کو جو پہلے خاوند سے ہے میرے حوالہ کرتا کہ اسکو فروخت کرکے اسکی قیمت کو بتدریج خرچ کروں پھر جب اور اولاد ہوجاوے پھر اسکو ایسے ہی فروخت کرکے گذارہ کرونگا کیونکہ یہی میرا پیشہ ہے اور اسکے سوا اور کسب نہیں جانتا ہوں۔ عورت نے کنارہ کیا۔ جادو فارغ ہوکر کابل میں آیا اور شاطروں کی طرح سر پر کسی جانور کا پنکھ اور کمر پر جرس یعنے گھنٹا وغیرہ لباس پہن کر بازار میں پھرنے لگا شاطروں نے اسکو گرفتار کیا کہ تونے ہمارا لباس کیوں پہنا ہے جادو نے جواب دیا کہ تاج اور پر تو بلبل اور دوسرے جانوروں کے سر پر بھی ہوا کرتا ہے اور جرس اور زنگ گوسپند اور بیل کی گردن میں ہوتا ہے پس مجھے بھی ان میں سے گننا چاہیے شاطر اسپر سختی کرنے لگے جادو نے پوچھا کہ تمھارا کیا مطلب ہے انھوں نے کہا کہ تجھے ہمارے ساتھ تلنگ لگانی چاہیے جادو نے قبول کیا اور انکے ساتھ جست و خیز کرنے لگا صبح کاذب تک شاطروں میں سے تو ایک بھی نہ رہا اور وہ سات رات دن بلا خورد و نوش کے اس کام میں مشغول رہا۔ یہ جادو ریاضت میں بہت کامل تھا وہ ایکہزار باون ہجری کے سال میں جلال آباد کے اندر جو پیشاور و کابل کے درمیان ہے یا انکے سامنے فوت ہوگیا۔ پرتاب مل چڈھہ کہ کھتریوں کی ایک قوم ہے گیانی یعنے عارف ہے اور اسکی زاد بوم سیالکوٹ ہے وہ کامل عارفوں کی خدمت میں پہنچا ہوا تھا کسی مذہب کی قید میں وہ نہیں تھا سب مذہبوں کو موصل بحق جانتا تھا اور ہر صورت میں دوست کو جلوہ گر دیکھتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ بباعث کسی حاجت کے دوارہ نام نانک پنتھی کے پاس گیا

جو ہرگوبند کا خلیفہ تھا دوارہ اُسکا مرید ہوا اور اُسکے پاؤں دھوکر
وہ پانی حاضران اپنے مذہب کو پلایا کیونکہ انکی یہ رسم مقررہ ہے۔
آخر پرتاب مل اور دوارہ میں کچھ بحث ہوئی پرتاب مل کو دوارہ نے
کہا کہ کل مریدی اختیار کی اور آج میرے ساتھ لڑنے لگا۔ پرتاب مل
نے جواب دیا کہ اے بھولے آدمی میرے پاؤں کو تجھ سریکھی جٹ ہمیشہ
دھویا کرتے ہیں میں آپ اپنے ہاتھ کبھی پاؤں تک نہیں پہنچاتا جٹ
ایک کمینہ قوم ہے دوارہ جٹ تھا۔ نانک کے مریدوں میں مقرر ہے
کہ جب کوئی مراد مانگنی منظور ہو چند درم اُستاد یا خلیفہ کے آگے دھرکر
مراد مانگتے ہیں پرتاب مل نے بھی چند درم بمقام کابل ہرگوبند کے
کابلی خلیفہ کے آگے رکھکر ہاتھ باندھے اور کہا کہ میری ایک عرض ہے
نانک کے سب مریدوں نے دعا کی کہ قبول ہو کابلی نے اظہار سے
پہلے پوچھا کہ کیا تو ہرگوبند کا دیدار چاہتا ہے پرتاب مل نے کہا کہ
کیا وہ میری مراد اس سے بھی عزیز تر ہے کابلی نے پوچھا کہ وہ کیا
ہے پرتاب مل نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مسخری اور رقاص یعنے
ناچنے اور گانیوالے لوگ پیشاور سے کابل میں آویں تاکہ انکی حرکات
اور سکنات اور صورت کو میں دیکھوں۔ پرتاب مل کے گھر ایک بُت
یعنے ٹھاکر تھا جسکو ہندو پوجتے تھے چونکہ چوہے اُسکا اسباب بگاڑ جاتے
تھے آخر اُسی بت کو اینٹ کی جگہ سوراخ موش میں دبا دیا تاکہ رستہ
بند ہو لوگوں نے اُس سے پوچھا کہ یہ کیا کام ہے جواب دیا کہ وہ ٹھاکر
جو چوہے کو نہ روک سکیگا۔ ہماری حفاظت کیونکر کریگا اور مسلمانوں کی
شرارت سے کیسے بچاویگا۔ ایسے ہی ایک شیولنگ پرتاب مل کے
گھر میں تھا جسکو ہندو لوگ پوجتے تھے ایکدن میخ کی جگہ اُسکو زمین
میں ٹھوک کرکے کتا باندھا۔ ایک مسلمان نے اُس سے کہا کہ کافروں
میں سے دو آدمی یعنے نوشیرواں اور حاتم بہشت میں جاوینگے
پرتاب مل نے جواب دیا کہ یہ تو تمھارا عقیدہ ہے کہ دو کافر بہشت
میں جاوینگے لیکن ہمارا اعتقاد تو یہ ہے کہ ایک بھی مسلمان داخل
بہشت نہ ہوگا۔ متخلص بہ آزادہ برہمن ہے اُسنے ایک روز ایک مجلس
میں کہ جہاں مسلمان بھی بیٹھے ہوئے تھے روٹی کھائی اور شراب کا

استعمال کیا اُس سے پوچھا تو ہندو ہے مسلمانوں کے ساتھ کھانے میں مشارکت کیوں کرتا ہے ہندو تو اپنے غیر مذہب کا طعام نہیں کھاتے۔ آزادہ نے جواب دیا کہ میں تمکو مسلمان نہیں جانتا تھا آیندہ تمھارے کھانے پینے سے پرہیز کرونگا۔ دوسرے دن بادہ نوشی میں پھر اُنکا شریک ہوا اور طعام کھانے سے محترز ہوا کھانے کے وقت آزادہ کو لوگوں نے کہا کہ کل اپنی مسلمانی سے ہمنے تجھے آگاہ کیا تھا جواب دیا کہ مینے سمجھا تھا کہ تم دل لگی کرتے ہو تمکو خدا مسلمان نکرے ٭ بیتوالی ہیرامن کایتھ کا بیٹا ہے۔ کایتھ چوتھے درجہ کا فرقہ آفرینش برہما سے ہے یہ اشعار میں اپنا تخلص ولی کرکے رکھتا تھا۔ لڑکپن سے اُسکو درویشوں کی صحبت کی رغبت کامل تھی صغرسن میں خلیفۃ الارواح درویش کی خدمت میں یہ ذکر کرنے لگا اللّٰہ حاضری واحدی اللّٰہ شاہدی۔ یعنے اے خدا تو حاضر ہے اور واحد ہے اور شاہد ہے ٭ ایکہزار چوالیس ہجری میں فقراء ہند کی خدمت میں بہرہ اندوز ہوا۔ پھر کشمیر میں بخدمت ملاشاہ بدخشی کے پہنچکر شناخت کا کامیاب ہوا۔ وہ بموجب اس کلام کے الصوفی لامذہب لہ۔ یعنے صوفی کیواسطے کوئی مذہب نہیں۔ کسی مذہب کا پابند نہ تھا۔ بت اور بتخانہ کا آشنا ہے اور مسجد سے بھی بیگانہ نہیں۔ باوجود نہ ہونے دانش ظاہری کے بنابر شورے حال کے اونچی باتیں اُس سے سرزد ہوتی تھیں۔ نامہ نگار اور اُسکی ملاقات ایکہزار پچاس ہجری میں ہوئی اُسکا کلام ہے۔

نظم

ما نہ آن خودیم آن تو ایم ۔ بے نشانی تو ما نشان تو ایم
این نشانہا نشان ذات تو اند ۔ مظہر و جلوہ صفات تو اند
پاکی از فکر و ز قیاس ما ۔ اے تو پیدا درین لباس ما
مظہر ذات تو ہمہ اشیا ۔ بے تو و ما توئی و خود تو ما
ذات تو در صفات تو پیدا ۔ صفت عین ذات اے مولا
ما ہمہ ہیچ ہرچہ ہست توئی ۔ اے منزہ ز فہم و وہم دوئی
ما ہمہ ہیچ بحر ذات تو ایم ۔ مظہر مجمل صفات تو ایم

آزادہ اور بیتوالی چونکہ لباس ہندو میں ہیں اور گیانیوں کا عقیدہ

رکھتے ہیں لہذا ہندوؤں کی جماعت میں گنے گئے۔ مہرچند پنجابی گجرات کا زرگر آگم ناتھ کا شاگرد بمعنی رسیدہ ہے۔ آگم ناتھ جوگی مرتاض اور صاحب حال ہے۔ حسب اعتقاد اور بیان شاگردوں کے اُسکی عمر ہزار سال سے زیادہ تھی ؎

ہمچو فیروزۂ افلاک منیر دیکھے۔ گوہر کہ ز طوفاں گہ فانی رست است

وہ ایکدن جہانگیر بادشاہ کے پاس آیا بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے کہا سرب انگی یعنے تمام موجودات میرے اعضا ہیں۔ مجلس خسروی میں ایک کتاب پڑھ رہے تھے بادشاہ نے وہ کتاب پڑھنے والے سے لیکر آگم ناتھ کے ہاتھ دی کہ یہ تیرا کلام ہے پڑھ۔ آگم ناتھ نے پھر وہ کتاب قاری یعنے پڑھنے والے کے ہاتھ دی اور پڑھنے کی ہدایت کی جب وہ پڑھنے لگا بادشاہ نے فرمایا کہ مینے تجھے پڑھنے کو کہا تھا۔ جواب دیا کہ مینے پہلے ہی کہا تھا کہ سب لوگ میرے اعضا ہیں اب میں اُسکی زبان سے پڑھ رہا ہوں ؎ واصل غزنوی ؎

آں روح مجردم کہ خلقم بدن است
کے آتش و باد و آب و خاکم وطن است
ایں چرخ فلک باہمہ جرم کہ ہست
درگردش زان ست کہ جویاے من ست

اسی حال میں ایک چڑی اُڑتی ہوئی پانی سے گذر کر آئی آگم ناتھ نے بادشاہ کو کہا کہ دیکھ اس جسم کے ساتھ جو تیری خدمت میں حاضر ہے اگر پانی میں چلوں تو غرق ہوجاؤں لیکن پیکر طایر میں ہوکر پانی پر گذر گیا ہوں ؎ مولانا جامی ؎

جہاں یکسر چہ ارواح و چہ اجسام
بود شخصے معین عالمش نام

کہتے ہیں کہ آگم ناتھ کعبہ میں گیا خانہ کو دیکھا تو ایک شخص کو پوچھا کہ صاحب خانہ کہاں ہے وہ حیران رہا جب بیت اللہ کا دروازہ کھلا پھر وہی سوال کیا جب اُن سے متعلق جواب نہ پایا تو شور کیا کہ صاحب خانہ نہیں یہاں نہ رہنا چاہیئے۔ آخر لوگوں سے پوچھا کہ وے پیکر کہ اس گھر میں تھیں کسواسطے دور کی گئیں ایک شخص نے

جواب دیا کہ چونکہ بُت آدمی کی شکل بنائے ہوئے تھے اور آدمی کی شکل مخلوق ہے۔ پرستش کے قابل نہیں اسیواسطے دور پھینکے گئے۔ آگم ناتھ نے کہا کہ یہ خانہ کعبہ بھی آدمیوں کی بناوٹ ہے پس یہ بھی پرستش کے لایق نہیں اسبات کے سُننے سے مدعی بند ہوا اور آگم ناتھ گم ہوگیا آخر لوگوں نے حج سے آکر اُسے ہند میں دیکھا ٭ ۵

شاید کہ دریں بتکدہ ہا وریابیم
آں یار کہ در صومعہا گم کردیم

نظر پنجم سانکھیان کے بیان میں

یہ کہتے ہیں کہ ہستی میں دو چیز ہیں اور وجود دو قسم پر ہے ایک حقیقت یعنے پرش دوم غفلت جسکو پرکرت کہتے ہیں پرکرت عالم کا سبب ہے۔ اور پرش عدم دانش اور ذہول عقل سے ساتھ پرکرت کے ملکر اسی سبب سے عالم میں دائر و سایر ہے اور خاص اس پرش کو پانچ کلیش یعنے دُکھ ہیں۔ اور عیوب خمسہ یعنے پانچ کلیش میں سے اول اودیا ہے دوم اسمتا سوم راگ چہارم دویش پنجم ابھے نویش۔ اودیا یہ کہ جسم و حواس کو نفس گمان کرنا ہے اور اودیا کا ابتدا اور انتہا نہیں۔ اسمتا خودی اور منی اور انانیت راگ مطلوبات کا راغب ہونا۔ دویش اپنی رائے کو قبول اور منظور اور دوسرے کی رائے کو معیوب کرنا۔ ابھے نویش کروئی و نہ کردنی میں غصہ کرنا۔ یہ پانچ رنج مذکور پرش کو دُکھ میں رکھتے ہیں۔ من یعنے دل جب ان پانچ رنج سے پاک ہو بعد طہارت قلب کے طریق متعددہ اور مشاہر سب پاک ہوجاتے ہیں۔ اور طریق کو ورتہ کہتے ہیں۔ ورتہ چند قسم ہے اول میتری دوم کرنا سوم مدتا چہارم اوپچھا۔ میتری نیکوکار اور صالح سے دوستی کرنا۔ کرنا بیمار پر مہربان ہونا اور مظلوم پر عفو کرنا۔ مدتا خلق اللہ کا آرام دیکھکر خوش ہونا۔ اوپچھا بدکار سے بات چیت نہ کرنا۔ جسنے یہ پانچ کلیش چھوڑے اور پنج رنج مذکورہ سے خلاصی پائی

وہ مکت ہے جو حصول صورت پرکرت و پُرش سے مراد ہے اور صاحب اس حالت کا دونوں کو علٰحدہ علٰحدہ پہچانتا ہے اور اس علم سے پرکرت نابود ہوجاتی ہے۔ پس پُرش یعنے اپنی حقیقت کو کہ نفس سے مراد ہے پاکر محظوظ اور بہرہ مند ہوتا ہے۔ اور پرکرت سے اس فرقہ کی غرض عناصر خمسہ ہیں یہی خلاصہ عقاید سانکھیوں کا ہے۔ چھوٹی گجرات مضافہ پنجاب میں نامہ نگار نے آتما چند و مہادیو کو دیکھا کہ اپنے آپ کو سانکھی کہتے ہیں اور انکے نزدیک پرکرت طبیعت ہے اور حق اشارت طرف طبع کے۔ اور سب اجسام اور اجرام علوی بسبب اسکے موجود ہیں۔ کہتے تھے کہ کانٹوں کو کوئی سبز نہیں کرسکتا مگر طبیعت ؛

نظر ششم جوگ کے مقاصد اور مقالات میں

یہ لوگ کہتے ہیں کہ ایشر یعنے واجب ایک ذات ہے۔ واحد یکتا بے ضد و بے ہمتا۔ علم ہند میں ایشر صاحب اور خداوند کو کہتے ہیں اور ایشر کے سوا سب جیو یعنے ممکن ہیں۔ انکی لغت میں جیو جان کو بولتے ہیں کہتے ہیں کہ سب عالم و عالمیان کا خالق اور فاعل یعنے کرنے والا ایشر ہے اور اس خالق کی پاک ذات سب دُکھ و درد و آلام و عیوب سے منزہ ہے اور اعمال و افعال سے باہر۔ اس سے یہ مراد ہے کہ اُس ذات مقدس کو غسل وغیرہ عبادات شرعیہ کا ادا کرنا واجب اور لازم نہیں وہ سب ہونہار کا دانندہ اور تمام ہستی پر آگاہ ہے اور ایسا حاکم ہے کہ غیر کا محکوم اور فرمانبردار نہیں اور مرگ اور بیماری کو اُسکی سرمدی حیات کی طرف راہ نہیں۔ اور جیو وہ ہے کہ جو درد دُکھ اور بیماری اور نتیجہ اعمال کی قید میں پھنسکر غیر کا محکوم اور فرمانبردار ہو اور یہ جیو باوجودیکہ حقیقت میں جسم و جسمانی نہیں لیکن بباعث غفلت اپنے آپ کو جسم جانکر اجسام میں گردش کرتا رہتا ہے جب باقتضاء زمان و اقوال ایک بدن چھوڑتا ہے دوسرے جنم سے متعلق ہوجاتا ہے ایسے ہی متردد رہتا ہے۔ اور جیو کا بدون یوگ ابھیاس کے قید جسمانی اور بند جہانی سے چھوٹنا ممکن نہیں۔ لغت ہندی میں یوگ کے معنے ملنا اور وصول ہے اور ابھیاس ملکہ وصول کو

کہتے ہیں۔ انکی مراد یوگ سے یہ ہے کہ ہمیشہ دل کو یاد حق میں مصروف رکھے اور اس بیت المقدس اور بیت اللہ میں غیر کو دخل نہ دے اور اس ملکۃ الوصول کے آٹھ عضو ہیں۔ اول یم۔ دوم نیم۔ سوم اسن۔ چہارم پرانایام پنجم پرتیاہار۔ ششم دھارنا۔ ہفتم دھیان۔ ہشتم سمادھ٭ یم پانچ قسم ہے قسم اول اہنسا یعنے بے آزاری جسکی جزو اعظم حیوانات کا نہ مارنا ہے۔ دوم ستیم یعنے راستی۔ سوم استیم یعنے چوری نکرنی۔ چہارم برہم چرج یعنے عورت سے دور رہنا اور مٹی پر سونا۔ پنجم اپرگرہم یعنے کسی سے کچھ نہ مانگنا اگر بلا طلب بھی کوئی کچھ لادے نہ لینا٭ دوم اقسام ثمانیہ سے نیم ہے وہ بھی پانچ قسم ہے۔ اول تپ یعنے ریاضت۔ دوم سوادھیا یعنے تسبیح اور ادعیات کا پڑھنا تذکار و اذکار۔ سوم سنتوش یعنے قناعت و رضا و خورسندی چہارم شوچم یعنے پاکیزگی اور طہارت۔ پنجم ایشر پوجا یعنے خدا پرستی و عبادت حق۔ سوم از اقسام ثمانیہ آسنم یعنے جلسہ اور بیٹھنا جو انکے نزدیک کئی طور پر ہے۔ چہارم پرانایام وہ دم کا کھینچنا اور روکنا ہے بطریق معین یعنے حبس دم۔ پنجم پرتیاہار حواس خمسہ کو مرغوبات اور لذایذ سے روکنا یعنے شہوت انگیز چیزوں سے آنکھوں کو اور گل و صندل کی بو سے ناک کو ایسے ہی سب محسوسات لذیذہ سے حواس کو باز رکھنا۔ ششم دھارنا یعنے قلب صنوبری میں جو وسط سینہ میں جسکو اہل ہند کنول کے پھول سے تشبیہ دیتے ہیں دل کو حاضر رکھے اور اس جگہ میں فکر کرے۔ ہفتم دھیان خدا کو یاد رکھنا۔ ہشتم سمادھارن یعنے دل کو خدا میں باندھے یعنے اسطرح حضرت حق میں محو ہوکر محسوسات سے بیخبر ہو جاوے جو شخص ان ہشت اقسام کی تکمیل اور تتمیم کرے دور سے سننے والا اور دور بین ہو جاتا ہے اور پاک دانش ہو جاتا ہے اور علم یوگ یعنے وصول میں مستقل ہوتا ہے اور سچا رحیم اسپر رحم فرماتا ہے اور سب دکھ و درد اور نقصان اسکی ذات سے رفع ہو جاتے ہیں۔ اور انکے نزدیک اس اعلیٰ مرتبہ کا حصول مکت ہے۔ یہی ہے خلاصہ عقائد جوگیان کا۔ اب تھوڑے سے اس فرقہ کے علوم و اعمال جسکو جوگ کہتے ہیں ذکر کئے جاتے ہیں جوگی ہند کا ایک مشہور فرقہ ہے۔ جوگ سنسکرت میں ملنے کو کہتے ہیں اور یہ لوگ اپنے آپ کو واصل بحق جانتے ہیں اور خدا کو

الکھ بولتے ہیں اور انکے اعتقاد میں خدا کا برگزیدہ بلکہ عین گورکھ ناتھ ہے۔ ایسے ہی مچھندر ناتھ بڑا سدھ یعنے کامل ہے اور انکے نزدیک برہما وشن و مہیش فرشتے ہیں لیکن گورکھ ناتھ کے مرید اور شاگرد ہیں چنانچہ اب بعضے اپنے آپ کو انہیں سے ہر ایک کے منسوب رکھتے ہیں۔ یہ فرقہ بارہ قسم یعنے پنتھ ہیں۔ ست ناتھ۔ ای پنتھی۔ کنکھر۔ بیراگ۔ نایتری۔ ارو ناری۔ نایری۔ امر ناتھ۔ گم ہیپ۔ داس۔ جولی ہانڈی۔ ترنگ ناتھ۔ چاکر پراک پنتھی تک نیت وہ فرقہ ہے کہ سب مذاہبوں کے انبیا اور اولیا اور سرگروہوں کو گورکھ ناتھ کے شاگرد جانتے ہیں۔ انکا عقیدہ تو یہ ہے۔ کہ محمد علیہ السلام بھی پروردہ اور شاگرد گورکھ ناتھ کے تھے لیکن مسلمانوں کے خوف سے نہیں کہہ سکتے کہ بابا دین حاجی یعنے گورکھ ناتھ پیغمبر کا دایہ تھا اور اُسنے پالا اور پیغمبر کو جوگ کا راستہ بتلایا۔ بعضے انہیں سے مسلمانوں کے پاس نماز و روزہ کے پابند رہتے ہیں اور ہندوؤں کے پاس انکے مذہب کے کام کرتے ہیں۔ کوئی چیز انکے مذہب میں حرام نہیں خوک و گاؤ اور آدمی کو بھی کھا جاتے ہیں۔ آگمیان کے طور جنکا ذکر آگے مذکور ہوگا گبروں کے طریق پر شراب بھی پیتے ہیں۔ انہیں سے ایک ایسا فرقہ ہے کہ اپنے بول و براز کو ملا کے پی لیتے ہیں کہتے ہیں کہ اس کلام کے کرنیوالا بڑے کاموں پر توانا اور عجائب چیزوں کا دانا ہوجاتا ہے اس طریق کے عامل کو تیلیا کہتے ہیں اور گھوری بھی بولتے ہیں۔ اور حسب عقاید انکے اگرچہ سب راستے گورکھ ناتھ کو ملتے ہیں اور ہر مذہب کے ذریعہ سے گورکھ پایا جاسکتا ہے لیکن نزدیک راستہ وہ ہے جو بارہ سلسلوں سے پیوستہ ہو۔ انکے طریق میں حبس دم خوب ہے۔ جیسا کہ پارسیان ہوشنگ میں کیونکہ انکے بادشاہ حبس دم کیا کرتے تھے۔ پاستان نامہ میں لکھا ہے کہ افراسیاب ابن پشنگ حبس دم میں کامل تھا۔ اور اسی ہنر سے جب ہوم عابد کی کمند سے چھوٹا پانی میں چھپ گیا اور یہ داستان مشہور ہے ہندوؤں اور یزدانی پارسیوں میں اس سے اعلیٰ عبادت کوئی نہیں۔ اور تھوڑا سا اس طریق سے سپاسی پارسیوں کے باب میں لکھا گیا۔ اب اُس سے زیادہ بیان کرتا ہوں یہ علم دم اور وہم کا جاننا ہے۔ جوگی اور سنیاسی اور ہندو تپسی کہتے ہیں کہ جب کوئی حبس دم کا ارادہ کرے

جماع اور شور اور کڑوی اور ترش چیزوں کے کھانے سے اور محنت سے پرہیز واجب جانے۔ پس اس کام کی طرف رجوع لاوے اور جانے کہ مقعد سے تارک سر تک سات مرتبے ہیں جنکو آزری ہفت خوان بولتے ہیں اور جوگی سپت چکر بولتے ہیں۔ پہلا مرتبہ مقعد ہے کہ کنول کی طرح چار پتے یعنے چار برگ رکھتا ہے جسکو ہندی میں مولادھار بولتے ہیں اور اُسکے وسط میں پنج نزی ہے جسکو ہندی میں مندر اور عربی میں ذکر کہا جاتا ہے اور یہ دوسرا مرتبہ ہے۔ پایہ سوم ناف جسکے درمیان رگ آتشی گذری ہوئی ہے اور ہندی میں اُسے نابھہ چکر بولتے ہیں۔ مرتبہ چہارم دل ہے جسکو من کہتے ہیں وہ کنول دروازہ برگہ کی شکل پر ہے۔ مرتبہ پنجم نای گلو جسکو کنٹھہ بولتے ہیں۔ پایہ ششم دو ابرو کے درمیان ہے جو ہندی میں بھوں ہے۔ مرتبہ ہفتم تارک اور سر کا میانہ ہندی میں اُسکو برہمانڈ کہتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ اُسمیں بہت رگیں ہیں لیکن تین رگوں کا جاننا ضروری ہے ایک دائیں طرف جو شمسی ہے دوم درمیان جو تاری ہے سوم بائیں جو قمری ہے ہندی میں انگوا پنگلا سوکھمنا اور پارسی میں مہنا دیمنا دمانا کہتے ہیں۔ اور ایک سب سے بڑی رگ وسط پیٹھ سے سیدھی پیٹھ کے نقروں سے گذر کر اوپر جاکر دو شاخ ہوگئی ہے جنمیں سے ایک شاخ ناک کے دائیں سوراخ میں اور دوسری بائیں میں پہنچی ہوئی اور ہوا اسی راستہ سے پہنچتی ہے۔ اور جو ہوا ان رگوں سے برآمد ہوتی ہے بیداری میں بارہ انگل اور خواب میں بتیس انگل اور جماع کے وقت چونسٹھ انگل تک پہنچتی ہے اور اس دوم ہوا کو حیات کا مادہ جانتے ہیں۔ ہندوؤں اور سپاسیوں کے بہت سے عمل اسپر ہیں اور ہوا کو دس قسم کی جانتے ہیں وہ ہوا جسکا جاننا ضروری ہے باد فوقانی اور تحتانی ہے جسکو ہندی میں پران اپان اور پارسی میں آلاے دپاسانے کہتے ہیں۔ یہ دونوں ہوائیں آپس میں کشاکش میں ہیں۔ لفظ ہن کے کہنے سے ہوا باہر جاتی ہے اور لفظ سو کے کہنے سے اندر آتی ہے۔ جنبش زبان کے سوا تسبیح یعنے ذکر میں ہے۔ جب اسم کو مرکب کرتے ہیں ہنسو دہسو ہو جاتا ہے اور ہندی میں اسکا نام اجپا بولتے ہیں یعنے بدون مدد زبان کے

چڑھا جاتا ہے اور پارسی میں دامانی باد کہتے ہیں۔ ایسے ہی انگورہ نشستگاہ کے اوپر ایک رگ نہایت باریک درخشندہ زرسرخ سی ہے۔ اسکی آٹھ پیچ یعنے جڑ ہیں اسنے پیچوں سے سر اٹھاکر وصول تارک سرکا راستہ بند کیا ہوا ہے اسکو ہندی میں کنڈلی پارسی میں روحن ماروروشیبار کہتے ہیں۔ اور رگ تارک کا راستہ میان ہے۔ جب کنڈلی حبس دم کی گرمی سے جاگتی ہے تارک سرکو چڑھتی ہے جیساکہ دھاگا سوزن کے سوفار سے نکل کر سر کو جاتا ہے۔ جبکہ یہ معلوم ہوا اب اشنون کو پہچاننا چاہیئے۔ ان میں سے ایک تو سپاسیوں کے باب میں مذکور ہوچکا۔ یہاں ہر ایک کا نام بیان کرتا ہوں۔ سب سے اچھا وہ ہے جبکو ہندی میں مکت آسن اور سدھ آسن یعنے آزادوں اور کاملوں کی نشست اور پارسی میں رسانشین بولتے ہیں۔ اسکا طریق یہ ہے کہ بائیں پاؤں کی پاشنہ یعنے اڑی کو مقعد کے دروازہ پر چھوڑیں اور دوسری پاشنہ ذکر پر رکھکر بدن سیدھا کریں اور آنکھیں باندھیں اور دو ابرو کے درمیان دیکھیں پس مقعد کو ہلاویں اور نچلی ہوا کو اوپر کی ہوا کے سمیت اوپر کو کھینچیں اور بتدریج سر تک پہنچاویں اور ہوا اوپر چڑھنے کا طریق سپاسیوں کے باب میں کہہ چکا ہوں اور ہوا کھینچنے کے وقت ابتدا بائیں ناس سے کریں اور دائیں ناس سے چھوڑیں جب آٹھ مرتبہ دائیں سے اوپر لیجاکر چھوڑیں۔ اس عمل کو ہندی میں پرانایام اور پارسی میں افزاسدھم اور افزازدم کہتے ہیں اور ناس بائیں سے کھینچنے کے وقت چاند کا تصور کریں یعنے بائیں طرف قرص ماہ کو ظاہر جانیں اور دائیں طرف سورج کو اور بعضے سپاسی بیچ ہر مرتبہ کے ہفتگانہ سے ایک ستارہ کو اختیار کرتے ہیں۔ ہندوؤں کے نزدیک یہ عمل سب عبادات اور خیرات سے افضل ہے کہتے ہیں کہ اس عمل کا عامل اڑسکتا ہے اور بیمار نہیں ہوتا اور موت سے رہا ہوتا ہے اور بھوکھا اور پیاسا نہیں ہوتا۔ دبستان پارسیوں میں مذکور ہے کہ اسی کی مدد سے کیخسرو زندہ ہے۔ محقق سپاسی کہتے ہیں کہ جب یہ عمل کمال کو پہنچے مرگ کا خوف اٹھ جاتا ہے جبتک بدن میں رہے بدن چھوڑکر پھر اسمیں آسکتا ہے اور بیمار نہیں ہوتا اور سب کاموں پر قادر ہوتا ہے۔ کہتے ہیں چونکہ کیخسرو اس عمل میں کامل تھا

جب اُسکا دل جہان سے بیزار ہوا جہان سے کنارہ گیر ہوکر بدن چھوڑا اور مجردات سے ملکر زندگی جاوید کو پایا۔ ہنود کہتے ہیں کہ اسکے پورے عامل پر برہما و بشن و مہیش حکم نہیں کرسکتے بلکہ یہ اُنپر حکم کرتا ہے اور بعض ہندووں کے نزدیک برہما و بشن و مہیش کا کمال اسی عمل سے ہے۔ حسب عقیدہ بعض ہنود کے اس عمل کا عامل حق مطلق ہوجاتا ہے غرض اس باب میں بہت باتیں ہیں اور ہندی و پارسی کی بہت کتابیں ہیں۔ سپاسیوں میں سامنال نام ایک کتاب اسی کردار میں ہے اور اس باب میں اُس سے بزرگ کوئی کتاب نہیں۔ زردشت افشار و سرودستان وغیرہ بہت کتابیں دیکھی گئیں۔ ہندی میں بھی بہت کتابیں اس فن میں ہیں جیساکہ رسالہ سواتما رام جوگی کا جو ببٹ پردانک سے نام سے مشہور ہے اور گورکھ سکہ گورکھناتھ کی تصنیف اور امرت کنڈ۔ اور امرت کنڈ کو نامہ نگار نے بھی دیکھا پارسی میں اُسکا ترجمہ ہوا ہے اور حوض الحیات اُسکا نام تھا۔ اسمیں لکھا ہے کہ گورکھناتھ خضر سے مراد ہے اور مچھندر یونس سے لیکن یہ بات اصل امرت کنڈ میں نہیں حالانکہ جوگی کہتے ہیں کہ کئی لاکھ سال برہما کے گذرچکے کہ گورو گورکھناتھ قایم ہے۔ جوگ کا بیان زیادہ تر اس کتاب میں نہیں سماسکتا۔ کہتے ہیں کہ بالک ناتھ پیشتر ایک شہزادہ تھا جوگ میں کامل ایک ہفتہ تک دم بند رکھتا تھا جبکہ اُسکی عمر اکیسو بیس سال گذرچکی تھی ابھی پُرزور تھا۔ نامہ نگار نے موبد ہشیار سے سُنا کہ اکہزار اٹھائیس ہجری میں میں مجھے اُسکے پاس لے گیا اُسنے دعاے خیر تیرے حق میں کی اور بعدہٗ مجھے کہا کہ یہ لڑکا خداشناس ہوگا۔ سرور ناتھ پیشتر ہمایوں نسب اور حسب تھا جوانی میں داخل جوگیان ہوا دو دن تک حبس دم کرتا تھا بسال اکہزار اڑتالیس ہجری نامہ نگار نے اُسے لاہور میں دیکھا۔ سینا ناتھ اہی پنتھی حبس دم میں کامل تھا لوگ اُسکو سدھ جانتے اور کہتے تھے کہ اُسکی عمر سات سو سال کی ہے ابھی اُسکے بال سفید نہ ہوے تھے۔ سال مذکور میں لاہور میں دیکھا گیا۔ سورج ناتھ حبس دم میں بہت کامل ہے کئی سال سے پشاور میں رہا کرتا ہے اور اپنے کام میں مشغول ہے وہاں کے لوگ اُسکو سدھ گمان کرتے ہیں نامہ نگار نے اکہزار چھپن ہجری میں اُسکی

خدمت میں پہنچا جسقدر جوگی دیکھے گئے اُنکے بیان کی گنجایش کتاب میں نہیں۔ جوگیان میں مقرر ہے کہ جب مرض اُنپر غالب آتا ہے اپنے آپ کو زندہ دفن کر دیتے ہیں اسطرح کہ آنکھیں کھولکر دو ابرو کے درمیان چھوڑتے ہیں کیونکہ وہاں کے دیکھنے والے کو ایک پیکر نظر آتی ہے جس سے حسب اشارات معلوم ہوسکتا ہے کہ زندگی کتنے سال و ماہ و روز تک باقی ہے اگر اُس شکل کا سر نہ نظر پڑے ٹھیک جان لیتے ہیں کہ اب بہت تھوڑی عمر رہگئی ہے جب یہ نشان دیکھتے ہیں اپنے آپ کو دفن کر دیتے ہیں۔ گیانیان ہند کے نزدیک وہ صورت خیالی ہے اور کوئی اثر نہیں رکھتی + جبکہ سنیاسی بھی اہل ریاضت ہیں اُنکا حال بھی جوگیوں کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ سنیاسی ترک و تجرید اختیار کرتے ہیں اوکا بدنی آرام سے گذر جاتے ہیں۔ بعض اسواسطے کہ پھر دوسرا بدن نہ پاویں اور ایک تن چھوڑ دوسرے تن سے متعلق نہ ہوویں اور بعض واسطے حصول بہشت کے بعضے اس مراد پر کہ راجہ یا دولتمند ہوجاویں۔ جب کوئی سنیاسی ہوجاوے پھر اُسکو دنیاداری کا دعویٰ کرنا ناجایز ہے اور سنیاسی دس گروہ اس تفصیل سے ہیں۔ بن ارن تیرتھ اشرم گر پربت ساگر بھارتی پُری سرستی اکثر ریاضت کش اور تارک حیوانات ہوتے ہیں اور آمیزش عورات سے پرہیز واجب جانتے ہیں۔ یہ گروہ دتاتری سے منسوب ہے جسکو دیودت بھی بولتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ نارائن کا اوتار ہے اور حبس دم میں ایسا کامل تھا کہ مرگ سے چھوٹ گیا۔ جب گورکھناتھ کے روبرو ہوا جو جوگیوں کا مرشد اور بزعم سنیاسیان مہادیو کا اوتار ہے۔ دتاتری نے امتحان کیواسطے اپنا ہتھیار گورکھناتھ پر مارا وہ لوہا بن گیا دتاتری نے کہا کہ تونے اچھا نکیا کیونکہ لوہا ٹوٹنے کے قابل نہیں۔ جب گورکھناتھ نے اپنا ہتھیار اُسپر پھینکا دتاتری کے بدن سے صاف نکل گیا جیسے کہ پانی سے گذر جاتا ہے اور پھر بدن درست ہوگیا۔ صبور مشہدی فرماتا ہے ؎

ہمہ تن آب شد از کشتن من دست بدار
تاکہ زخمم کردہ باز بہم مے آید

پس گورکھناتھ پانی میں چھپ گیا دتاتری نے اُسکو خوک کی صورت پر

پہچان کر باہر نکالا۔ جب دتاتری پانی میں چھپا گورکھناتھ نے ہر چند ڈھونڈا نہ پایا کیونکہ وہ پانی ہوکر پانی سے مل گیا تھا پانی کی تمیز پانی سے نہیں ہوسکتی۔ مرزا باقی عالی سے

بدریا قطرہ چون وصل شود دریاست درمعنی
حباب و موج ہم آیند تو بشکاف ایں معما را

دیگر

زشرم آب شدم آب را شکستن نیست
بحیرتم کہ مرا روزگار چوں بشکست

اصل میں سنیاسی دو گروہ ہیں۔ ایک ونڈ دھاری جو بال لمبے نہیں کرتے سمرت یعنے شرع کے احکام پر چلتے ہیں۔ دوم اودہوت جو ونڈ دھاری نہیں اور زنار کو جلا دیتے ہیں اور پانی اور خاکستر کو پیا کرتے ہیں۔ لیکن ونڈ دھاری کے برخلاف سر کے بال بڑھاکر جٹا بنا لیتے ہیں اور ہر روز نہیں نہاتے بلکہ بدن پر خاکستر ملتے ہیں جسکو بھبوت بولتے ہیں اور مرنے کے وقت ہر دو گروہ کی لاش کو نمک سے بھری ہوئی جوال کے ساتھ باندھ کر پانی میں ڈال دیتے ہیں تاکہ گرانی کے باعث سے چند روز تک پانی میں غرق رہے یا مٹی میں دبا دیتے ہیں۔ گروہ دوم کا مرشد شنکراچارج ہے۔ راجہ سہدیو والی کشمیر نے سنہ ۷۰۵ ہجری میں گھر بار چھوڑکر اسکو مرشد بنایا۔ شنکراچارج دانا برہمن نہایت آزاد تھا۔ ہندو کہتے ہیں کہ چونکہ بیدانت شاستر کو عامانہ سمجھ سکتے تھے اسلئے مہادیو اوتار لیکر شنکراچارج کی صورت میں ظاہر ہوا تھا تاکہ بیدانت کو ظاہر کرے۔ اس علم میں اسکی بہت کتابیں ہیں۔ سنسکرت میں علم دانش کو کہتے ہیں اور بید آسمانی کتاب کو۔ انت انجام کو یعنے اپنے آپکا اور خدا کا پہچاننا ہے۔ لاجرم اس دانش کو جو علم توحید ہے آیات بید سے نکالکر بیدانت نام رکھا۔ شنکراچارج گیانی یعنے عارف اور موحد تھا اسکی گفتار و کردار گیانیوں کے باب میں گذر چکی۔ گسنائیں چترو پہ ونڈ دھاری گروہ سے ہے اصل میں برہمن قوم ناگر گجرات کا رہنے والا تھا اسکا باپ ایک دولتمند اور عزت دار جوہری تھا۔ چترو پہ نے یزدان پرستی میں ترقی پاکر اپنا گھر بار ماں باپ زن و فرزند چھوڑکر طریقہ سنیاس اختیار کیا مدت تک حبس دم کرتا رہا آخر مشہور ہوگیا لیکن ریاضت نہ چھوڑی اور تین لقمہ لینے

تین گراس سے زیادہ نہیں کھاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جو صرف نمک ہی ہاتھ لگا اُسکے تین لقمہ پر ہی اکتفا کیا۔ اور اسکی کرامات سنیاسیوں کے نزدیک اسقدر مشہور ہیں کہ کتاب میں نہیں سماسکتیں۔ کہتے ہیں کہ مواظبت یعنے ابھیاس طریق مذکور کے باعث اور سُننے اصوات مطلق کے سبب اُسکی رگوں سے طنبور کی طرح آواز نکلتی تھی۔ ایک یزدانی درویش سے سُنا گیا کہ ایکہزار پینتالیس ہجری میں ایک رات کو چترو پہ کے پاس گیا۔ اُسنے کہا اُٹھ تاکہ سیر کریں میں اسکے ساتھ چلا اور ایک گہرے پانی کے نزدیک پہنچے۔ چترو پہ سطح پانی پر پاؤں رکھکر ایسا گذر گیا کہ اُسکے پاؤں کی پیٹھ بھی تر نہ ہوئی میں مجھے بُلایا میں کنارہ کی راہ سے اُسکے پاس گیا چترو پہ میرے پہنچنے تک ایک پتھر کے صفحہ پر جو تالاب کے نزدیک تھا پہنچکر میرا منتظر تھا کہ جب میں جاکر اُسکے نزدیک بیٹھا اُس پتھر کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگا کہ تو جانتا ہے کہ یہ کسکا کام ہے۔ اُس پتھر کی طوالت دس گز سے کم نہ تھی میں اسے دیکھ کر حیران رہا اور کہا کہ یہ دیووں کی بنا ہوگی۔ چترو پہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میرا ایک دوست یہاں رہا کرتا تھا جو اس صفحہ کو بنانے لگا وہ بھاری پتھر اپنے سر پہ اُٹھاکر پہاڑ سے لاتا اور اپنا کام چلاتا تھا لوگ وہ بھاری پتھر دیکھ کر متعجب ہوے اور شب کو چھپکر بیٹھ رہے اور سنیاسی کو دیکھا کہ بھاری پتھر سر پہ اُٹھاکر لے آتا ہے اُنھوں نے عرض کیا کہ آپ کیوں اسقدر تکلیف اُٹھاتے ہیں اگر حکم ہو تو ہم پتھر پہاڑ سے لاکر مکان بنادیں سنیاسی خفا ہوکر گاؤں چھوڑ گیا۔ پھر کہا چل تجھے اُسکا دیدار کرائیں الغرض ہمنے جاکر دیکھا کہ مربع بیٹھ کر اپنے آپ میں یعنے جوگ میں مصروف تھا۔ چترو پہ نے اُس سے کہا کہ یہ درویش ہمارا مہمان ہے باجے بجانے والوں کو بُلانا چاہیئے جواب دیا کہ پہلے تو روشنی لا سُنتے ہی چترو پہ نے جنگل کی طرف دیکھا غیب سے ایک شمع روشن ہوئی جسکے نور سے تمام جنگل روشن ہوگیا اور سب سازوں کی آوازیں کانوں میں آنے لگیں۔ پہلی صبح تک یہی معاملہ درپیش رہا۔ پھر ہم اُس سے جدا ہوکر پہلی راہ سے جیسے کہ مذکور ہوا اپنے مکان میں آئے + خواجہ حافظ

گر پیر مغاں مرشد ما شد چہ تفاوت
در ہیچ سرے نیست کہ سوداے خدا نیست

در صومعۂ زاہد و در حلقۂ صوفی
جز گوشۂ ابروے تو محراب دعا نیست

حکیم کامران شیرازی کہتا ہے کہ میں بنارس میں چترو پہ کے پاس گیا ایک مسلمان امیر اُسکی زیارت کو آیا ہوا تھا اُسنے پوچھا کہ تو ہمارے پیغمبر کے حق میں کیا کہتا ہے۔ جواب دیا کہ تم آپ کہتے ہو کہ خدا کا بھیجا ہوا ہے پس جس گروہ کیطرف خدا نے اُسے بھیجا اُسکا رہبر ہے لیکن خدا کے مصاحبوں کو اُس سے تکلیف نہیں پہنچنی چاہیئے۔ حضرت نورالدین جہانگیر بادشاہ اُسکے معتقد اور بکمال خاطرداری میں تھے۔ اور عبد الرحیم خان خاناں اُسکے آگے سجدہ کرتا تھا۔ نامہ نگار سنہ ایک ہزار تینتیس ہجری میں جبکہ پٹنہ سے دوست اور خویش آگرہ کو آتے تھے صغیر سن یعنے چھوٹا سا تھا موبد ہشیار جسکے کچھ اوصاف جمیلہ مذکور ہوے ہیں نامہ نگار کو اپنی آغوش میں لیکر چترو پہ کے پاس لے گیا نہایت خوش ہوکر اُسنے دعاء خیر کی اور دعاء آفتاب یعنے سورج کا منتر نامہ نگار کو سکھلایا۔ پھر گنیش من نام اپنے شاگرد کو جو وہاں حاضر تھا فرمایا کہ سن بلوغ تک نامہ نگار کے ساتھ رہے اُسنے ایسا ہی کیا اور سن بلوغ تک ساتھ رہا۔ گنیش من چترو پہ کا شاگرد حبس دم بہت کرتا تھا۔ موبد ہشیار کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مینے اُسکو دیکھا کہ مربع بیٹھ کر حبس دم کر رہا تھا اور اُسکا پیٹ ہوا کے ساتھ اسقدر بھرا کہ زانو سے گذر گیا۔ گوسائیں چترو پہ بسال ایکہزار سینتالیس ہجری بنارس میں ملک بقا کا مسافر ہوا۔ کلیان بھارتی کو نامہ نگار نے بسال ایک ہزار ترپن ہجری کیرت پور میں دیکھا جو پنجاب کے کوہستان میں بقبضہ راجہ تارا چند ہے۔ یہ مرد مرتاض دوپہر تک حبس دم کرتا۔ بھارتی ایک گروہ سنیاسیوں کا ہے۔ فرزانہ خوشی یزدانی سے سُنا گیا کہ کلیان بھارتی پہلے تیل پھر شیر کو پی لیتا اور پھر دونوں کو نکال دیتا تھا اور وہ ہر دو اپنے رنگ پر ہوتے گویا کہ آپس میں نہ ملے تھے۔ کلیان بھارتی ہمیشہ ایران کی صفت کیا کرتا نامہ نگار نے اُنکو کہا کہ جبکہ آپکا ہند میں کچھ تعلق نہیں وہاں ہی رہنا چاہیئے تھا جواب دیا کہ میں ایران میں گیا تھا لیکن جب شاہ ایران یعنے عباس ابن سلطان خدا بندہ کو دیکھا۔ کہ باوجود کبر سن اور دریافت عالی کے بیرحم اور خونریز اور حریص اور پیمان شکن اور ہزل دوست

اور مسخرہ پرست ہے اور اُسنے اپنی ریاست میں مخبر چھوڑے ہوئے ہیں
کہ جس جگہ صاحب جمال لڑکی یا لڑکا دیکھیں بادشاہ کے پاس لاویں اور
صوفیہ قزلباش اپنے پسر و دختر کو بادشاہ کی نذر کرتے ہیں تاکہ اُنکے
ساتھ بدکاری کرے۔ مینے اپنے آپ میں کہا کہ یہ کام انکے مذہب میں
شاید اچھا ہوگا پس اس شہر میں نہ رہنا چاہیے۔ جب مینے انکے عالموں
سے پوچھا تو وے اس کام کے منکر ہوے پس مینے کہا کہ بادشاہ اس
آئین کا قایل ہے۔ کہنے لگے ہمارے مذہب کا رواج دہندہ ہے۔ پس مینے
اپنے دلمیں سوچا کہ بادشاہ خدا کا نائب ہی ہوتا ہے۔ جبکہ وہ باطل پر
چلے اور اپنے مذہب پر قایم نہ ہو تو بے ایمان ہے پس اُسکی زمین میں
رہنا اچھا نہیں ٭ کلیان بھارتی نے کہا کہ میں ایسے آدمی کو جو اپنے دین
پر قایم نہ ہو دیکھنا نہیں چاہتا ہوں اور وہ شخص کہ کسی مذہب کا
معتقد نہ ہو پس وہ اپنا آپ ہی مرشد ہے۔ وہ آدمی کہ جو صاحب دین کا کہا
ہوا کرتا ہے اور اسپر ثابت رہتا ہے بُرا نہیں ٭ ایشرگر کو نامہ نگار نے
بسال ایکہزار اڑھتالیس ہجری کشمیر میں دیکھا فرزانہ خوشی کہتا ہے کہ
وہ تین پہر تک دم کو روک سکتا تھا۔ ایسے ہی مدن گر کو دیکھا کہ وہ
انواع سحر و شعبدہ میں کامل تھا جب خوشدل ہوتا نان و نمک ڈالتا اور
استخوان سے شیر نکالتا اور بال سے استخوان کاٹتا اور مرغ کا انڈا
شیشہ سرتنگ میں ڈالدیتا۔ ایسے بہت سے کام اُس سے دیکھے گئے ٭
سنیاسیوں میں سے بعض بارہ برس تک کھڑے رہتے ہیں جنکو ہندی
میں کھڑ سرے کہتے ہیں اور بعضے نہیں بولتے وے مونی کہلاتے ہیں
اس قسم کے لوگ کتب ہندیہ میں نامہ نگار نے اسقدر دیکھے کہ اُنکے
اسم نگاری کیواسطے یہ کتاب کافی نہیں۔ اور اس فرقہ کے بعض لوگ
ایسے صاحب جاہ و ثروت ہوتے ہیں کہ کئی ہاتھی گھوڑے اور پوشاکیں
اور خدمتگار اور پیشکار پیادہ و سوار اپنے ساتھ رکھا کرتے ہیں ٭

ساتویں نظر شاکتیوں کے عقاید میں

اس گروہ کا یہ اعتقاد ہے کہ شیو یعنے مہادیو جو باعتقاد اس فرقہ کے

ایک اعظم فرشتہ ہے وہ ایک عورت رکھتا ہے کہ جسکو مایا شکتی کہتے ہیں اور یہ عورت ہر چیز کو دوسرے طور پر دکھا دیتی ہے جیسا کہ شراب کو پانی۔ یہ شکتی تین قسم ہے۔ یعنے راجس ساتک تامس ہے۔ راجس حکومت اور شہوت۔ ساتک دیانت و حکمت اور فرمانبری حواس کی طاقت تامس غضب و قہر اور اکل و شرہ و نوم ہے۔ ہندوؤں کے نزدیک برہما و بشن و مہیش ان تینوں قواے اور مراتب سے مراد ہے اور وہ مایا شکتی سب جہان و جہانیان اور ارواح و اجسام کی خالق ہے اور یے سب اس سے پیدا ہوئے ہیں اور اس صدور و ظہور اور خالقیت کے باعث اسکو جگت ابنا یعنے مادر جہان بولتے ہیں اور اس شکتی پر نیستی اور عدم جایز نہیں اور فنا کا لباس نہیں پہنتی۔ سب علوی اور سفلی موجودات اسکے فریفتہ اور شایق ہیں اور اسکے فریب کے دام میں پھنسے ہوے ہیں۔ جس شخص کا ارادہ ہو کہ مکت ہووے اور اس غفلت سے چھوٹے اسکو چاہیئے کہ اس جہان فریب خاتون یعنے مایا کی عبادت بجا لاوے اور اسکی پرستاری کے راستہ پر چلے اور یہ روحانیہ یعنے دیوی سب حیوانات میں چھہ دائرہ میں رہتی ہے۔ جسکو کھشٹ چکر بولتے ہیں اور تار ساق نیلوفر کی طرح اور ساق نیلوفر میں چھہ چکر ہیں۔ اول مولادھار یعنے نشستگاہ۔ دوم من پورک یعنے ناف۔ سوم سوادستھان یعنے جاے محکم کہ ناف سے اوپر ہے۔ چہارم ہردے یعنے دل۔ پنجم شدہ یعنے جاے پاک و مطہر وہ سینہ سے گردن تک ہے۔ ششم اگینا چکر یعنے دائرہ تارکہ ابرو ہے۔ یہ چھہ چکر ہیں اور اسکے اوپر اندر ہے یعنے روزن روانی اور منفذ روحانی . جو کھوپری اور سر کا درمیان ہے اس جگہ کنول کا پھول ہے جسکا ہزار پتہ ہے اور یہ مکان اس دیوی یعنے مایا کی جگہ ہے کہ جہاں وہ اپنی اصلی شکل پر آرام گزین ہے جسکی عالمتاب روشنی بوقت طلوع ہزار سورج کے برابر ہے اور کئی اقسام کے پھول اسکے سر و گردن پہ چڑھے ہوے ہیں اور سب عطریات و خوشبو مثل صندل و زعفران وغیرہ سے اسکا بدن معطر اور عمدہ لباس پہنا ہوا ہے اس شکل پہ اسکا تصور یعنے دھیان کرنا چاہیئے اور اسکی عبادت و پرستش ظاہری و باطنی

میں مشغول ہونا چاہیئے۔ ظاہری عبادت یہ کہ اُسکی پیکر بناکر یم اور نیم سے کہ ہر ایک پانچ قسم ہے۔ اور یوگ شاستر میں مذکور ہوچکا ہے بجالاویں اور باطنی یہ کہ تصور اور دھیان کریں اور ہمیشہ اُسکو یاد رکھیں ایسے صاحب تصور اور مطیع کو بھگت کہتے ہیں اور اُسکا ثمرہ اس جہان کی خوشی اور اُس دایمی جہان میں مکت یعنے رستگاری اور سرور دایمی ہے * طریقۂ عمل آگم۔ بعضے اس فرقہ میں سے اسپر عمل کرتے ہیں اور انکے نزدیک بھوانی یعنے مہادیو کی عورت کی طاقت اپنے خاوند سے زیادہ ہے اکثر یہ لوگ شیولنگ کو پوجتے ہیں اگرچہ اور ہندو بھی لنگ کی پرستش کرتے ہیں لنگ ذکر کو کہتے ہیں اور اسکی عبادت کی وجہ یہ تبلاتے ہیں کہ چونکہ سب انسان و حیوان اسی سے موجود ہوتے ہیں اُسکی پرستش ضروری ہے۔ بھگ پوجن یعنے فرج کی پرستش بھی کرتے ہیں ایک شخص سے کہ انکا بہت آشنا تھا سُنا گیا کہ انکا عقیدہ یہ ہے کہ محراب مساجد اہل اسلام سے مراد بھگ اور منار سے لنگ ہے اسیواسطے محراب و منار یکجا ہوا کرتے ہیں اور اکثر مکانوں کے بہت ہندو یہی مذہب رکھتے ہیں اور آگمی بہت ہیں آگم ایک طریق ہے جس میں شراب پینا اچھا ہے اور پیالہ کی جگہ اگر کاسہ سر آدمی جسکو کپال کہتے ہیں ہو تو بہت خوشتر ہے اور سب حیوانات کا مارنا حتی انسان کا شایستہ جانتے ہیں اُسکو بل بولتے ہیں اور رات کیوقت مسان میں ہوم کو کرتے ہیں یعنے مسان میں جہاں مردہ ہندو جلائے جاتے ہیں مست ہوکر جاتے ہیں اور مردہ کا جلا ہوا گوشت کھاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے عورات سے جماع کرتے ہیں اُسکو شگت پوجا کہتے ہیں۔ اگر یہ استری یعنے زن بیگانہ ہو تو زیادہ ثواب تصور کرتے ہیں اور مقرر ہے کہ ایک دوسرے کی عورت سے دست اندازی کرتے ہیں شاگرد و مرید اپنے اُستاد کے لئے جورو اور دختر لادیتے ہیں انکے نزدیک ماں بہن پھوپھی مامی اور دختر سے جماع جایز ہے برخلاف دیگر ہنود کے کہ جو دختر اپنے رشتہ داروں میں سے نہیں لیتے۔ اس فرقہ کے ایک دانشمند کو نامہ نگار نے دیکھا کہ ایک کتاب جو متاخرین کی مصنفات سے اس فن میں تھی پڑھ رہا تھا اُس میں مرقوم تھا کہ دختر کے سوا سب عورات سے آمیزش درست

ہے پڑھتے ہی نکوہش کرکے کہنے لگا کہ یہ قول اس مذہب کے بزرگوں کے برخلاف ہے۔ قدیمی کتابوں میں ایسی کوئی بات نہیں۔ آخر سہو کاتب پر حمل کیا۔ کہتے ہیں عورت واسطے جماع کے ہے گو مادر یا دختر ہو انکے زعم میں کوئی خیرات اس سے بہتر نہیں کہ عورت سے جماع کرے جسکو ہندی میں کام دان کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ عورت اور مرد کو بحالت جماع جو شخص رنجیدہ کرے وہ خدا کے حضور سزاوار ہے کیونکہ اس کام میں ہر دو کو لذت ہے کیکو دُکھ نہیں۔ عورات میں تمیز نہ کرنی چاہیئے کہ یہ دوسرے کی ہے کیونکہ سب مرد و زن عناصر سے ہیں جو اُنسے ظاہر ہووے وہ عنصری ہے یہ لوگ عورات کی تعظیم کرتے ہیں اور انکو شکت کہتے ہیں اور عورات کو بُرا کہنا نہایت بُرا سمجھتے ہیں اور فاحشہ کنچنیوں کو بزرگ جانتے ہیں اور دیوکنیاں یعنے دختر فرشتگان بولتے ہیں۔ انکے نزدیک آدمی کا ماردینا بہت اچھا ہے جسکو نرمیدہ کہتے ہیں بعدہٗ گومیدہ یعنے قتل گاؤ۔ پھر اشومیدہ یعنے گھوڑے کا قتل کرنا۔ ابعدہ دوسرے حیوانوں کا۔ جب کلاویک کہ ایک قسم کی عبادت ہے بجالاتے ہیں۔ جانوروںکا خون جتنا کہ ہاتھ لگے ایک خُم یعنے بڑے مٹکے میں بھرکر اُس میں اُس شخص کو جو انکے مذہب میں آتا ہے بیٹھاتے ہیں اور اُس خون میں سے تھوڑا اُسکو پلاکر آپ بھی پیتے ہیں۔ ہر شخص ان میں سے کسی دیوتا یا دیوی یعنے فرشتہ یا زن فرشتہ کی پرستش کرتا ہے۔ معبود کو اشٹ اور پرستش کنندہ کو اشٹی بولتے ہیں۔ انکا اعتقاد یہ ہے کہ ہر دیوی و دیوتا کی پرستش دو قسم سے ہے ایک دکھن یعنے خونریزی سے پرہیز کرنا اور پاک رہنا۔ دوم بام یعنے خونریزی اور عورات سے آمیزش کرنی اور طہارت کا مقید نہ ہونا۔ لیکن دکھن کا اثر قوی اور زیادہ مانتے ہیں کہتے ہیں کہ ہر دیوی اور دیوتا کا خاص دھیان ہے یعنے ہر فرشتہ و مادہ فرشتہ کیواسطے ایک شکل معین ہے۔ اُس صورت کا تصور کرنا چاہیئے لیکن دیوی کی پرستش کا فیض زیادہ ہے جب اپنی یا بیگانی عورت کے ساتھ جماع کرتے ہیں اُسکو دیوی اور اپنے آپ کو دیوتا یعنے اُس دیوی کا خاوند تصور کرتے ہیں اُس حالت میں اسم معزرہ پڑھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جبتک ذکر فیج میں ہو اسم کا پڑھنا زیادہ

اثر دیتا ہے۔ ایک دیوی ہے جسکی ستایش بحالت ناپاکی پڑھتے اور ایک دیوی کی پرستش پلیدی کا ٹیکا کھینچکر کرتے ہیں۔ بہت سی دیویوں کو ملکہ یعنے رانی۔ بعض کو داسی یعنے پرستار جانتے ہیں۔ نامہ نگار نے ایکشخص کو دیکھا کہ مردہ کی لاش پر بیٹھکر اسم مقررہ پڑھ رہا تھا۔ اسی مردہ کو زمین میں دفن کیا جب گل گیا تو پھر نکالکر کھالیا اس عمل کو نہایت موثر اور مبتہج جانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مطالب دینی و دنیوی اسطرح کی پرستش دیوی اور دیوتاؤں سے ہاتھ آتی ہیں۔ بعضے مخلص اپنی عقیدہ عورت کو ایسے عارفوں کے پاس بھیجدیتے ہیں تاکہ حاملہ ہو اور یہ لوگ خاوندونکے سامنے عورات سے مباشرت کرتے ہیں جو کوئی اپنی عورت کو مرشد کے پاس نہ بھیجے اسکو راسخ الاعتقاد نہیں جانتے۔ گوسائیں ترلوچن برہمن اس فرقہ میں کالکا یعنے دیوی مقررہ کا پرستار تھا۔ ایکہزار اڑھتالیس ہجری میں وہ کشمیر میں گیا اور ایک مدت تک ریاضت کی آخر حسب قواعد خود ایک داسی سے زنا کیا کیونکہ کہتے ہیں کہ اس عمل میں پانچ چیز ضروری ہیں۔ یکے ماہی دوم شراب سوم زن بیگانہ یعنے پراستری۔ چہارم گوشت اگر آدمی کا ہو بہتر ہے۔ پنجم منتر یعنے اسم مقررہ۔ ہندوؤں کے آئین میں ہے کہ مچھلی کو گوشت سے جُدا کہتے ہیں۔ الغرض جب گوسائیں کا عمل اسطرح تمام ہوا تو احسن اللہ مخاطب بظفرخاں ابن خواجہ ابوالحسن ترنذی جو کشمیر کا حاکم تھا اپنے نوکروں کے ذریعہ سے جنکا گوسائیں کے ساتھ رابطہ تھا گوسائیں کو آملا۔ اُسنے آکر درخواست کی کہ میں تبتیوں پر ظفریاب ہوجاؤں۔ ترلوچن نے فرمایا کہ ایک کنچنیوں کا گروہ مقرر کرنا چاہئے جو کبھی مجھسے جُدا نہو کیونکہ اس مذہب میں کنچنی سے زنا کرنا بہ نسبت دیگر عورات کے افضل ہے اسیواسطے اُنکو دیوکنیاں کہتے ہیں اور شراب وغیرہ مسکرات سے ہماری مجلس خالی نہ ہونے پاوے اور گوشت گوسفند جو ہمارے واسطے ذبح کیا جاوے مع لوازم کے موجود ہو۔ ظفرخاں نے ایسا ہی کیا اور جب تبت پر حملہ کیا کامیاب ہوا آخر ظفرخاں اور گوسائیں میں کچھ رنجش ہوئی تو وہ چلا گیا۔ اسکے بعد جلدہی ظفرخاں بسبب نزاع سُنّی و شیعہ کے سبک اور معزول ہوکر کابل میں گیا۔ محمد طاہر اُسکے رشتہ دار نے پاخانہ میں ضربات خنجر سے اُسے مجروح کیا۔ پھر مدت تک بیمار رہا اور جاگیر و منصب

ضبط ہوا اور بہت مدت تک لاہور میں بیکار بیٹھا رہا ۔ ایکہزار پچپن ہجری میں نامہ نگار نے ترلوچن مذکور کو پنجاب کے گجرات میں دیکھا۔ اُسنے کہا کہ میری رنجش سے یہ مصائب ظفر خاں پر عاید ہوے ۔ عرفی شیرازی

عنایت صمدی رد کفر ما نکند
اگر کمال پذیرد صنم پرستیٔ ما

شیدوس ابن انوس فرماتا تھا کہ محقق حکما نے کہا ہے کہ دعوات یعنے عملیات میں تناسب شرط ہے پس ارواح طیبہ کی دعوات میں یعنے پاک روحوں کے عمل میں پاک اور طہارت اور ارواح خبیثہ یعنے ناپاک روحوں کی دعوات میں ناپاکی اور عدم طہارت ضرور ہے پس وہ اس عمل کو قسم ثانی میں سے جانتا تھا ۔ نامہ نگار نے اسی سال اسی گجرات میں مہاندیو کو دیکھا جو بہت راتیں مردہ کی لاش پر بیٹھا تھا۔ پھر اس فرقہ میں سے سدانند کو دیکھا کہ جسنے اپنے مرید کو کہا ۔ کہ میں گنیش پوجا یعنے موئی کی پرستش کرنی چاہتا ہوں وہ مرد اپنی دختر کو لایا سدانند نے اُسکا مُنہ چوما اور اُسکے باپ کے سامنے جماع کیا۔ ایک شخص اپنی عورت اُسکے پاس لایا کہ ہمارے گھر فرزند نہیں ہوتا۔ ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جب ایسا آدمی اختلاط کرے جو کچھ وہ عورت چاہے میسر ہوجاتا ہے۔ اسیواسطے بعض عورات کامل سے زنا کرنیکے وقت مکت یعنے رستگاری اور وصل حق مانگتی ہیں۔ لاجرم سدانند اُسکے خاوند کے سامنے ہمبستر ہوا ۔ ایک دن سدانند اپنے یاروں کے ساتھ مسان میں برہنہ بیٹھ کر شراب پی رہا تھا کہ ایک متشرع برہمن اُس راستہ سے گذرا اور اُنکو دیکھا۔ شاگردوں نے کہا کہ یہ برہمن لوگوں سے ہمارا حال کہیگا ۔ اور عام میں ہمکو بدنام کریگا۔ سدانند نے جواب دیا کہ کچھ غم نہیں۔ برہمن گھر پہنچتے ہی مرگیا ۔ سال ایکہزار اُنسٹھ ہجری میں جب نامہ نگار صوبہ کُلنک کی طرف گیا ہر ایک گاؤں میں ایک پیکر دیوی کی دیکھی جو نام مخصوص سے مشہور تھی اور ہر ایک دیوی کے واسطے علحدہ مکان بنایا ہوا دیکھا۔ جب کوئی شخص مرض آبلہ یعنے ماتا میں گرفتار ہوتا ہے جانور کو اُس مکان میں لیجاکر قربانی کرتے ہیں اور اکثر مرغ خانگی قربان کیے جاتے ہیں۔ خلاصۃ الحیات میں ملا احمد ٹھٹوی نے لکھا ہے کہ اسقیلبوس یونانی حکیم کے مقبرہ میں مرغ

قربانی کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جس کتاب میں ان روحانیات یعنے دیویوں کی زیارت کے طریق مرقوم ہیں اُس میں لکھا ہوا ہے کہ انکی قربانی تین چیز ہیں۔ بوے خوش۔ حلاوی۔ مسکرات؛ خلاصۃ الحیات میں مذکور ہے کہ ہراس یعنے اودیس کی قربانی انگوری شراب مقرر ہے۔ کٹک کی زمین میں بڑی دیوی کٹک درگاہ ہے۔ کہتے ہیں کہ رامچند دیو اوڑیسہ کا عظیم الشان راجہ گج پتی کے سلسلہ میں سے تھا اُسنے ایک زرگر کو طلا دیا تاکہ درگا کی مورت بناوے۔ زرگرنے وہ سونا گھر لیجاکر ارادہ کیا کہ مس کی صورت بناکر زراندوز یعنے ملمع کردوں کیونکہ مورت بت کا توڑنا ہندؤوں کے نزدیک ممنوع ہے لہذا وہ سونا میرے گھر میں رہیگا۔ وہ زرگر اسی اندیشہ میں سوگیا جب جاگا تو دیکھا کہ ادھا سونا توڑا ہوا ہے اور آدھے سے صورت یعنے درگا کی مورت بنی ہوئی ہے پس صورت کو باقی سونے سمیت رامچند کے پاس لے گیا اور حال کہا رامچند نے وہ باقی کا سونا زرگر کو بخش دیا۔ راجہ اُس مورت کو سفر اور حضر میں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ بعد وفات گج پتی کے اُسکے قلمرو میں بہت سے راجے ہوگئے اور بشناتھ دیو نے راجہ انندپور سے سری کاکل کو چھین لیا رامچند دیو نے حملہ کرکے کاکل کے قلعہ پر تصرف کیا بشناتھ نے اطلاع پاکر لڑائی کی تو رامچند دیو بھاگ گیا پھر کٹک درگا کو اُسکے نوکروں نے ایک گانوں میں پھینک دیا اور وہاں سے ایک برہمن کے ہاتھ آئی جسنے درگا کو ایک جاٹ کے کھیت میں ڈالدیا اور وہ اپنے گھر لے گیا درگا اُسکے خواب میں آئی اور کہتی کہ اپنے بڑے بیٹے کو قربانی کر میں تجھے راجہ کردونگی بعد عرصہ کے جاٹ نے یہ بھید بشناتھ دیو کو کہا اُسنے خلعت اور سواری دیکر مورت لے لی اور نراین پور اپنی دارالحکومت میں لایا۔ درگا نے اشرف الانسان کی قربانی یعنے منکھ کا بل مانگا۔ بشناتھ ہر برس میں ایک قیدی کو اُسکے واسطے مارتا تھا۔ بشناتھ کی وفات کے بعد اُسکی اولاد بھی یہی کام کرتی رہی جب بکرماجیت دیو نے جو بشناتھ کی اولاد میں سے تھا مرا اور اُسکے ملک میں فتور پڑا اُسوقت راؤ بشناتھ کا پوتا درگا کو لیکر سرلشکر جلیل القدر تولجی خاں بیگ کے خوف سے مارکل کو بھاگا اور بھوپتی راجہ مارکل نے بھی سپہدار نامدار سے ڈرکر بتاریخ نہم ربیع الاول سنہ ایکہزار باسٹھ ہجری

دوشنبہ کے دن درگا کو سپہدار نامدار کے پاس بھیجدیا- یہ درگا کی مورت عورت کی شکل متناسب الاعضا سونے کی بنی ہوئی تھی اُسکے چار ہاتھ تھے- دونوں ہاتھوں میں دوسہ شاخہ نیزے جنکو ہندی میں ترسول کہتے ہیں اُنکو مہشاسر کے سر پر مارا ہوا- مہشاسر ایک عفریت گاومیش کی صورت پر تھا- اور وہ عفریت درگا کے دائیں پانوٗں کے نیچے پڑا ہوا ہے اور تیسرے ہاتھ میں سفید مہرہ یعنے سنکھ اور چوتھے میں چکر کہ ایک ہتیار لوہے کا مدور یعنے گول ہوتا ہے اور بائیں پانوٗں کے نیچے ایک شیر اُسکے نیچے ایک تخت تھا جب وزن کیا گیا بحساب دکھن چار پنسیری تھا- اب بھی کوہستان سندپور کے گانوٗں میں آدمی کو مارتے ہیں- ایک دیوی شہر بشتر کی ہے جسکا نام باولی ہے- وہاں کے لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ جب کوئی اس شہر پر چڑھائی کرتا ہے دیوی سبزی فروش عورت کی صورت بنکر دشمن کے لشکر میں جاتی ہے جو شخص وہ سبزی کھاے مرجاتا ہے اور رات کو کنجنی کی شکل ہوکر لشکر میں جاتی ہے جو کوئی اُسکو جمیلہ جانکر بلاوے ماردیتی ہے- بہت عجائبات اسکے بیان کرتے ہیں- ایکہزار تریسٹھ ہجری میں جب سپہدار نامدار تولچی خاں بیگ نے قلعہ کوت بہار کو جو قلاع بشتر سے مستحکم تھا محاصرہ کرکے تسخیر کیا اسقدر انسان وحیوان امراض مختلفہ سے وہاں مرگئے کہ بیان سے باہر ہیں- وشتر کے لوگ بھی اُسکو دیوی کی کرامت جانتے تھے- شیو یعنے شاکتیوں میں سے ایک گروہ ہے جو باوجود عقیدہ مذکورہ کے کنارہ گزین رہتے ہیں اور زن بیگانہ سے نہیں ملتے اور شراب نہیں پیتے- شیووں کو شیورات میں جو متبرک رات ہے شراب کا پینا ضروریات سے ہے کیونکہ انکی کتابوں میں مذکور ہے کہ ظروف کو شراب سے بھرکر پینا چاہیے چونکہ انکے مذہب میں شراب کا پینا ضروری ہے جو لوگ اسکا استعمال نہیں چاہتے شہد کا شربت بناکے اور اسمیں نشہ دار چیز ڈالکر شراب کی جگہ پیتے ہیں کیونکہ وہ شراب سے مشابہ ہے اور اُسکو پانو کہتے ہیں- شری کنت کشمیری جو اکثر علوم ہندیہ سے ماہر اور سمرت شاستر یعنے علوم شرعیہ کو یعنے شعر- ترک یعنے علم بحث- بیدنگ یعنے طب- جوتک یعنے نجوم

پاتنا جل یعنی علم حبس نفس بیدانت یعنے الٰہیات سے باخبر تھا۔ بسال
ایکہزار و انچاس ہجری کشمیر میں نامہ نگار کو ملا یہ سری کنت پارسا اور
جہانگیر بادشاہ کیطرف سے ہندووں کی قضا پر مقرر تھا تا کہ وے آسایش
میں رہکر کسی امر میں مسلمانوں کے محتاج نہوں کیونکہ ناموس اکبر میں
مقرر ہوچکا ہے کہ طوایف انام خواص وعوام باوجود اختلاف مذاہب
کے چاہیے کہ ظل حمایت عادل بادشاہ میں آسودہ ہوکر عبادات میں
مشغول رہیں اور کسی وجہ سے ابنا زمان کا ہاتھ اُنپر دراز نہو۔ ہندووں
کا زعم ہے۔ کہ جسقدر تیرتھ جہان میں ہیں ہر تیرتھ کی بجاے کشمیر میں
ایک تیرتھ بنا رکھا ہے۔ یہی باعث ہے کہ کشمیر کے لوگ اور تیرتھوں
میں جانیکے محتاج نہیں۔ تیرتھ مکان متبرک کو کہتے ہیں جیسا کہ پریاگ
جو اب الہ آباد کہلاتا ہے۔ شہاب الدین پور و گنگا وغیرہ ہیں۔ کشمیر میں
بہت عجائبات ہیں اُن میں سے ایک سندبراری ہے۔ کہتے ہیں کہ
گذشتہ ایام میں ایک مرتاض برہمن پہاڑ کے درہ میں ایزد متعال کی
پرستش کرتا اور برس میں ایک دفعہ گنگا جاکر غسل کرتا تھا جب بہت
سال اسی طور پر گذر گئے گنگا نے برہمن مذکور کو کہا کہ تو ہمیشہ میرے
غسل کیواسطے اسقدر راستہ طے کرتا ہے اس مدت میں خدا کی عبادت
سے معطل رہتا ہے پس میں عہد کرتی ہوں کہ آیندہ جب سورج برج
ثور میں آیا کریگا یعنے بماہ جیٹھ ایکدن میں تین مرتبہ میں تیری آرامگاہ
میں آیا کرونگی اُسی دن سے جیٹھ کے مہینے میں اس حوض سے جو
اُسکے معبد سے قریب ہے گنگا نکلتی ہے۔ سندبراری ایک پہاڑ کے
درہ میں واقع ہے وہ ایک حوض مربع ہے اُسکے شرقی رکن میں
ایک ہاون یعنے قلعہ ہے بعض منافذ اور سوراخوں سے حوض کے
گوشوں میں پانی جوش مارتا ہے ہرچند دیکھا جاتا ہے لیکن اُس ہاون
یعنے گڑھ کی بنیاد معلوم نہیں ہوسکتی اور طرف مشرقی کے وسط میں سات
سوراخ یعنے چھید ہیں اُنکو کشمیری لوگ سپت رلشی بولتے ہیں۔ اور
شمالی رکن میں ایک منفذ یعنے چھید ہے جسکو تھانی بھوانی کہتے ہیں
جب سورج برج ثور میں آتا ہے اُس میں پانی ظاہر ہوتا ہے اور پانی
نکلنے کا یہ طریق ہے کہ پانی پہلے ہاون سے پھر سپت رلشی سے جس کو

سپت رکھ اور بنات النعش بولتے ہیں بعد بھوانی تھان سے نکلتا ہے تھان کے معنے مکان اور بھوانی مہاندیو کی عورت کا نام ہے۔ جب حوض پانی سے بھر جاتا ہے سیڑھیوں کے راستے چڑھکر موری کی راہ چلا جاتا ہے سنیاسی اور ہندو جو شہرہاے بعیدہ سے آتے ہیں اپنے آپ کو اُس پانی میں ڈالتے ہیں جنکی گنجایش نہیں ہوسکتی باہر سے پانی لیتے ہیں۔ پس وہ پانی تنزّل کرتا ہے یعنے کم ہوتا جاتا ہے چنانچہ اسکا نشان بھی نہیں رہتا اُس مہینے میں ایک دن تین نوبت یعنے صبح اور دوپہر اور نماز عصر کیوقت پانی جوش مارتا ہے جب مہینہ گذر جاتا ہے پھر پانی کا نشان بھی نہیں پایا جاتا۔ ففی کل شی لآیۃ تدل علی اللہ واحد۔ یعنے ہر چیز میں اُسکے واسطے نشانی ہے جو رب واحد پر دلالت کرتی ہے۔ واقفان حقیقت آسنا سند براری کو قدیمی دانایان کشمیر کی طلسمات سے جانتے ہیں۔ اور کشمیر کے جاہل مسلمان سندبراری کو بوعلی کی ہاون کہتے ہیں اور اسکے زعم میں یہ شیخ الرئیس کا کام ہے حالانکہ وہ کشمیر میں نہیں آیا چنانچہ تواریخ سے ظاہر ہے۔

مختصر حال حضرت شیخ بوعلی حُسین بن عبداللہ سینا کا

بوعلی کا باپ اضلاع بلخ میں رہا کرتا اسکی ماں کا نام ستارہ تھا۔ سنہ تین سو تینتیس ہجری میں متولد ہوا اور اٹھارہ برس کی عمر میں تحصیل جمیع علوم سے فارغ ہوگیا۔ امیر نوح ابن منصور سامانی نے اُسکے معالجہ اور تجویز کے ساتھ ایک ایسے مرض سے صحت پائی کہ جسکے علاج کرنے میں اور اطبا لوگ عاجز ہوگئے تھے۔ جب سامانی بے سامان ہوگئے تو وہ خوارزم میں آیا۔ خوارزم شاہ ابن ماموں نے اُسکے ساتھ اچھا سلوک کیا جب سلطان محمود سبکتگیں کے آگے شکایت ہوئی کہ بوعلی مخالف مذہب اور حکما کے طریق پر ہے تو سلطان نے بنابر تعصب اُسکے بلانے کا ارادہ کیا۔ شیخ مارے خوف کے ابیورد کو چلا گیا۔ اسی اثنا میں سلطان کے آدمی مع تصویر اور نشان شیخ مذکور کے وہاں پہنچے۔ محمود نے اُسکی تصویریں لکھاکر سب ممالک میں اس مراد سے بھیجدیں تاکہ صاحب تصویر

کو تلاش کرکے حاضر کریں۔ شیخ یہ خبر سنکر جرجان کو گیا۔ اسکے معالجہ سے وہاں کے بہت مریضوں نے صحت پائی۔ شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر کا خواہرزادہ ایسا بیمار تھا کہ اطبا ہرچند علاج کرتے لیکن مفید نہ ہوتا قابوس کے حکم سے شیخ کو اسکے پاس لیگئے۔ شیخ نے ہرچند نبض اور قارورہ کو دیکھا کوئی مرض مشخص نہ ہوا۔ پس دلمین سوچا کہ شاید یہ جوان کسی پر عاشق ہو اور حیا سے یہ راز ظاہر نکرتا ہو۔ فرمایا کہ شہر کے محلہ کا نام بیمار کے آگے پکاریں اور اپنی انگشت اسکی نبض پر رکھی جب اسکے معشوق کے محلہ کا نام لیا گیا عاشق کی نبض میں اختلاف ظاہر ہوا پھر شیخ نے کہا کہ اس محلہ کے گھروں کا نام لیں جب معشوقہ کے گھر کا نام مذکور ہوا نبض مختلف ہوئی پس اس گھر میں رہنے والوں کا نام لیا گیا جب محبوب کا نام لیا گیا نبض زیادہ تر متحرک ہوئی + مظہری کشمیری ؎

نبض عاشق جز بنام دوست ناید در تپش
باکمال حکمت اینجا بوعلی بیچارہ شد

شیخ نے شمس المعالی کے مقربوں سے کہدیا کہ یہ شخص فلانی عورت پر جو فلانے گھر میں رہتی ہے عاشق ہے اور علاج سوائے وصال کے اور کچھ نہیں۔ جب تفحص کیا گیا شیخ کی بات درست پائی جب امرا و ارکان نے سرکش ہوکر قابوس کو گرفتار کرلیا۔ شیخ دہستان میں گیا۔ بعد عرصہ کے رے میں پہنچا جہاں مجدالدولہ ابو طالب رستم بن فخرالدولہ دیلمی حاکم تھا وہ نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ مرض مالیخولیا جو مجدالدولہ کو لگا ہوا تھا شیخ کی حسن تدبیر سے زایل ہوا۔ جب شمس الدولہ نے ہلال ابن بدر بن حسنویہ پر جو دارالسلام سے آیا تھا حملہ کرکے لشکر بغداد کو شکست دی شیخ رے سے قزوین میں اور وہاں سے ہمدان میں گیا۔ مرض قولنج شمس الدولہ کا شیخ کے معالجہ سے دور ہوا اسنے بوعلی کو منصب وزارت کا دیا۔ امیروں نے بوعلی کے قتل کا ارادہ کیا وہ بھاگ نکلا چالیس دن تک چھپا رہا اس حالت میں پھر وہی مرض شمس الدولہ کو آلگا پھر شیخ کی تدبیر سے شفا ہوئی دوبارہ عہدہ وزارت کا ملا بعد وفات شمس الدولہ کے بہاؤالدین تاج الدولہ کا بیٹا جب بادشاہ بنا امیروں نے ہرچند شیخ سے کہا کہ وزارت کا کام کرے اسنے نمانا اسی اثنا میں علاؤالدولہ

کا بیٹا جب بادشاہ بنا امیروں نے ہرچند شیخ کو کہا کہ وزارت کا کام کرے اُسنے نمانا اسی اثنا میں علاؤالدولہ بن جعفر کاکویہ نے اصفہان سے معتمد واسطے طلب شیخ کے بھیجا اُسنے انکار کیا۔ اور ابو طالب عطار کے گھر مختفی ہوکر بدون موجودگی کسی کتاب کے طبیعات اور الٰہیات شفا کے مرتب کئے۔ تاج الدولہ نے علاوالدولہ کا خط لیکر اسی تہمت سے شیخ کو ایک قلعہ میں رکھا جب علاوالدولہ تاج الدولہ پر غالب آیا شیخ کو اصفہان میں لیگیا۔ آخر عمر میں قولنج کی بیماری شیخ پر غالب ہوئی اور بسبب حرکات ضروری علاؤالدولہ اور قصد اعدا کے بڑھگئی شیخ ڈولی میں سوار ہوکر چلا کرتا تھا جب علاوالدین ہمدان میں پہنچا شیخ نے معلوم کیا کہ اب طبیعت میں مقابلہ مرض کی طاقت نہیں رہی علاج چھوڑکر غسل کیا اور اپنا مال و اسباب محتاجوں کو خیرات دیکر یاد حق میں مصروف ہوا سنہ چارسو ستائیس ہجری میں بماہ رمضان جمعہ کے دن وفات پائی۔ رباعی

از جرم گل سیاہ تا اوج زحل
کردم ہمہ مشکلات گیتی را حل
ہر بند کہ بستہ بود از مکر و حیل
از بند کشادہ شد مگر بند اجل

شیخ بوعلی کے امور عجیبہ و غریبہ معالجہ وغیرہ کے باب میں اسقدر ہیں کہ ان اوراق میں نہیں سما سکتے۔ لاجرم ظاہری کیفیت پر اختصار کیا گیا۔ اس حکایت کے ایزاد کرنے سے غرض یہ ہے کہ منصف لوگ معلوم کرلیں کہ شیخ کشمیر میں نہیں آیا۔ اور ہر دیار میں ہوشمندوں کا ہونا ممکن ہے مصرع در ہیچ سرے نیست کہ سرے زخدا نیست۔

آٹھوین نظر بیشنوان کے بیان مین

بشن بعقیدہ سمارتکان ایک فرشتہ محافظ اشیا کا ہے اور بیدانتیوں کے نزدیک صفت دیانت اور حکومت کی ہے اور حواس کا حاکم ہے نہ محکوم بیشنوان کے نزدیک وہ علت اولی اور موکل یعنے سب کا پیدا کرنیوالا

ہے اور اُسکو مرد وزن کی طرح جسمی جانتے ہیں۔ برہما جو اشیا کا خالق
یعنے کنندہ اور مہادیو جو ہادم یعنے نابود کنندہ فرشتہ ہے دونوں بشن
کے پیدا کیے ہوے ہیں اور یہ دونوں اسکی ذات مقدس سے جُدا ہیں
کیونکہ خالق و مخلوق ایک نہیں ہوسکتا۔ کہتے ہیں کہ ہر جسم جان
رکھتا ہے اور جان تن سے جُدا نہیں بلکہ اُسکی جزو ہے اور جسم یعنے
سثریر دو قسم ہے ایک مرد کا دوسرا عورت کا اُنکا خالق بشن ہے
اور بدن پانچ عناصر سے مرکب ہے اور آدمی اپنے اعمال وافعال
کے بموجب حیوانی یا انسانی ترکیب حاصل کرتے ہیں اور جان ہمیشہ غفلت
اور حرص کی قید میں گرفتار ہے۔ ارواح تین قسم ہیں اول ساتک
دوم راجس سوم تامس۔ ساتک مکت یعنے آزادی کے لایق ہے کیونکہ
وہ اس صفت محمود کی مدد سے بھگتی یعنے بشن کی بندگی کو اپنا شعار
کرلیتا ہے اور یہ بھگتی اُسکو مرتبہ اطلاق تک پہنچا دیتی ہے۔ اور انکے
نزدیک مکت یہ ہے کہ استھول سثریر یعنے جسد عنصری اور لنگ
سثریر یعنے جسم مثالی جو خواب میں دیکھا جاتا ہے چھوڑ کر اور پہلی
ہیئت پر جو صورت مردی و زنی کی ہے مصور اور متشکل ہوکر بیکنٹھ
یعنے بہشت میں جو اُسکا اصلی مکان ہے پہنچے۔ راجس اس صفت کے
صاحب کو ثواب اور ناثواب اور نیکی اور گناہ کیطرف مساوی نسبت ہوتی
ہے یعنے کبھی ثواب کبھی گناہ کا مالک ہوجاتا ہے اور ثواب گناہوں کی
جزا میں اجسام میں متردد رہتا ہے بسبب ثواب کے ثواب والوں میں
اور ناثواب کے باعث عقاب والوں میں اُٹھایا جاتا ہے۔ اور ہرگز جہان
کے سمندر سے نجات کے کنارے نہیں پہنچتا اور ہرگز مکت کے درجہ کو
فایز نہیں ہوتا۔ تامس اس صفت والا مکت یعنے اطلاق کا دشمن ہے
اُسکا اخیر یہ ہوتا ہے کہ استھول سثریر یعنے جسم عنصری اور لنگ سثریر
یعنے مثالی بدن چھوڑ کر پہلی ہیئت پر جو تذکیر و تانیث سے بحث ہے
یعنے صرف نری و مادگی ہے ہوکر عالم تاریکی میں جسکو اندھیرا کہتے ہیں
معذب یعنے دُکھی رہتا ہے اور اُس مقام کثیر الآلام سے واپس نہیں
ہوتا۔ خلاصہ عقاید بیشنوان مادھوچاری کا یہی تھا۔ جو مذکور ہوا۔ بیشنوان
رامانندی کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ وے کہتے ہیں کہ صفت ساتک

واسطے حاصل کرنے مرتبہ مکت یعنے اطلاق کے ہے اور حصول مکت کا طریق یہ ہے کہ فرشتگان دیگر کی اور اُنکے تابعداروں کی ستائش چھوڑکر سوائے ذات مقدس بشن کے اور کسی کو یاد نکرے اور غیروں سے مجتنب ہوکر صرف بشن کی یاد میں مصروف رہے جیسے استری یعنے عورت پر سوائے اپنے خاوند کے دوسرے کی محبت حرام ہے ویسے ہی بشن کے سوائے اور فرشتہ یعنے دیوتا کی یاد ناروا جانے۔ فرقہ اول اور اس فرقہ میں یہی تفاوت ہے کہ وے باوجود عبادت بشن کے دوسرے فرشتوں کو بشن کے فرمانبردار اور مقرب جانکر بزرگ سمجھتے اور تعظیم کرتے ہیں اور یہ لوگ دوسرے فرشتوں کی یاد کو قبیح جانتے ہیں بیشنوان مشہورہ کا ذکر۔ فرقہ اول بیشنوان رامانندی ہیں انکی علامت یہ ہے کہ قشقہ یعنے ٹیکا دو ساق مثلث کی طرح کھینچتے ہیں اور غیروں کے دیکھے کھانا نہیں کھاتے ٭ فرقہ دوم مادھواچاری ہیں یہ لوگ چھوٹے چھوٹے بھولوں کا ایک خط دونوں کنپٹیوں کی طرف رکھتے ہیں اور بیگانہ دین سے نہیں ملتے لیکن برہمنوں کے دیکھتے گو اُنکے مذہب میں نہ ہو کھالیتے ہیں ٭ فرقہ سوم ہربیاسی ہے یہ لوگ برہمنوں کے ساتھ جو اُنکے مذہب میں نہ ہو ہمکاسگی کرلیتے ہیں انکا قشقہ کھن یعنے چیرا ہوتا ہے ٭ فرقہ چہارم رادھا بلبھی۔ یہ کسی چیز کے مقید نہیں۔ ایکادشی کا روزہ یعنے برت نہیں رکھتے اور اپنی عورات کو مرشد اور اُستاد کے پاس لیجاتے ہیں تاکہ صحبت کرے اور اسکو اچھا جانتے ہیں۔ ہندوستان میں مشہور ہے کہ جو کوئی گوشت کا کھانا اور جانوروں کا دکھانا چھوڑدے بیشنو ہوجاتا ہے سوائے عقیدہ مذکورہ کے لیکن بعضے رام کا اور بعضے کرشن کا نام لیتے ہیں جو دونوں بشن کے مظہر ہیں رام پر عصمت اور عفت کی صفت غالب تھی اور کرشن پر افراط شہوت کی۔ ایکدن رام پرست اور کرشن پرست ایک جگہ مل گئے۔ رام پرست رام رام کرشن پرست کرشن کرشن کا ذکر کرنے لگا۔ رام پرست نے کرشن پرست کو کہا کہ اسقدر نام اُس شہوت پرست یعنے کرشن کا کیوں لیتا ہے اُسنے جواب دیا کہ کیا اُس شخص کے نام کا ذکر کروں کہ ایک عورت کو نہ سنبھال سکا یعنے رام۔ کیونکہ رام نے اپنی حکومت کے اخیر میں اپنی عورت سیتا کو نکال دیا تھا۔ اس گروہ کے پرہیزگار آدمی شلغم اور گذر

یعنے گاجر اور سماروغ وغیرہ اشیا جو مزہ اور رنگ میں گوشت سے مشابہ ہوں نہیں کھاتے۔ نامہ نگار نے ہنسراج برہمن بشنو سے سنا کہ کتب ہندیہ میں مذکور ہے کہ برہمن ہوا پر اُڑتے اور پانی پر چلتے تھے جب گوشت کھانے لگے وہ قدرت نہ رہی ❊ **احوال بیراگیان**۔ جبکہ بیراگی بھی اپنے آپ کو بشنو جانتے ہیں۔ بشنوان کے حال میں انکا حال لکھنا بھی ضروریات سے ہے۔ لغت میں بیراگ کے معنے بے محبت ہونا ہے۔ بیراگی دنیا کے تارک ہوکر بشن اور اُسکے مظاہر رام و کرشن کی ستایش کے ابیات یعنے بشن پد پڑھا کرتے ہیں اور موافقت متبرکہ ہیں جو بشن سے منسوب ہیں پھیرتے ہیں اور تسبیح تلسی یعنے تلسی کی مالا گلے میں رکھتے ہیں۔ تلسی ایک قسم کی لکڑی ہے۔ ہندو و مسلمان کو اپنے مذہب میں لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسلمان بھی بشن کی پرستش کرتے ہیں کیونکہ بسم اللہ کے یہ معنے ہیں یعنے بسم بشن کو کہتے ہیں انمیں اکثر تجرد اور بساطت بشن کے قایل ہیں یعنے اُسکی حقیقت کو جسم نہیں مانتے اور ارواح کو اُسکے وجود کی طاقت کا پرتو جانتے اور سب اجسام کو اُسکی ہستی کا سایہ پہچانتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ وہ جب چاہتا ہے اپنے آپ کو مع چار ہاتھ کے جسکا ذکر گذر چکا ظاہر کرتا ہے اُسکا مظاہر عشرہ میں آنا یعنے دس اوتار دھارنا مانتے ہیں اور گوشت نہیں کھاتے۔ یہ چار فرقے ہیں یعنے رامانج نمانج مادھوچارج راونبالبھی جیسا کہ مذکور ہوا اور ان چار اقسام کو سنپردا بولتے ہیں کبیر جولاہا جو ہندوؤنکا موحد مشہور ہے بیراگی تھا۔ کہتے ہیں کہ کبیر مرشد جولاہگی کے ایام میں کاملان ہندو و مسلمانوں کے پاس گیا جو کچھ ڈھونڈھتا تھا نہ پایا۔ آخر ایک شخص نے اُسکو رامانند برہمن کی خدمت میں جانیکی ہدایت کی۔ رامانند مسلمان اور نا مقید کا مُنہ نہ دیکھتا تھا۔ کبیر نے یقین کیا کہ وہ مجھ جولاہے سے گفتگو نکریگا۔ پس اُسکے راستہ میں ایک گڑھا کھود کر پوشیدہ بیٹھ رہا جب رامانند پچھلی رات بمراد غسل گنگا کو گیا اور اپنے عبادتکدہ کا عزم کیا اُس گڑھے کے قریب جسمیں کبیر بیٹھا ہوا تھا پہنچا۔ کبیر نے نکلکر اُسکے پانوں پکڑ لیے رامانند کو بسبب حق بینی کے سوائے رام کے جو ایزد متعال سے مراد ہے کچھ نظر نہ آتا تھا لہذا اُسوقت میں بھی اُسکے مُنہ سے رام ہی نکلا۔ جب کبیر نے رامانند کی زبان سے رام سنا پانوں چھوڑ کر رام رام کا ذکر کرنے لگا

حتیٰ کہ کثرت ذکر سے رامانند کیطرح کبیر کو بھی کوئی چیز سوائے رام کے نظر نہ آتی اور وحدت کی باتیں جو محققانہ کہا کرتا۔ لوگوں نے رامانند کو کہا کہ یہاں ایک جولاہا ہے جو اپنے آپ کو آپکا شاگرد جانتا ہے حالانکہ آپ جولاہے کا منہ تک نہیں دیکھتے کیونکہ کمینہ قوم ہے آخر رامانند کے کہنے سے کبیر کو لائے۔ جب کبیر نے رامانند کو دیکھا رام رام کہا اور رامانند نے رام رام کہتے ہوئے کبیر کو آغوش میں کھینچ لیا لوگ متحیر ہوئے اور اس توجہ کی حقیقت پوچھی رامانند نے کہا کبیر اس عنصر کا برہمن ہے کیونکہ اسنے برہم یعنے ذات حق کو پہچان لیا ہے۔ کہتے ہیں کہ برہمنوں کا گروہ دریائے گنگ کے کنارہ بیٹھکر پانی کی صفت کر رہا تھا کہ اس سے سب گناہ دھوئے جاتے ہیں اسی حال میں ایک برہمن نے پانی مانگا کبیر جلدی لکڑی کا پیالہ جو اسکے پاس تھا پانی سے بھر لایا۔ چونکہ کبیر جولاہا تھا اور ایسی کمینہ قوم کے ہاتھ کا پانی برہمن نہیں پیا کرتے برہمن نے وہ پانی منظور نکیا۔ کبیر نے کہا کہ آپ ابھی فرماتے تھے کہ گنگا کا پانی سب جسمی اور روحی گناہ اور میل دھو دیتا اور دور کرتا ہے جبکہ وہ اس چوبی پیالہ کو پاک نہیں کر سکتا تو اسقدر ستایش کے لایق نہیں؛ ہندوؤں میں مقرر ہے کہ پرستش کے وقت بت یعنے ٹھاکر پر پھول چڑھاتے ہیں۔ ایک دن کبیر نے ایک مالن یعنے باغبان کی عورت کو دیکھا کہ بت کیواسطے پھول چن رہی تھی اسکو کہا کہ پھول کے پتوں میں روح نباتاتی اہتزاز میں ہے اور جس بت کیواسطے تو پھول لیجاتی ہے وہ مرگ خواب جمادی و بیخبری میں اور روح نہیں رکھتا اور نبات کا مرتبہ جماد سے اونچا ہے اگر بت میں جان ہوتی تو تراشنے کے وقت جبکہ کاریگر نے اسکے سینہ پر پاؤں رکھا تو اسکو تادیب اور سزا دیتا پس بیدار دل اور کامل انسان کی پرستش کر کہ بشن کا مظہر ہے؛ کبیر ہمیشہ فقیروں کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایکدن درویشوں کی جماعت آپہنچی کبیر انکو نہایت تعظیم سے گھر میں لے گیا۔ بسبب سخاوت ہر روزہ کے اسکے گھر میں کوئی چیز نہ تھی جس سے انکا گذارہ کراتا۔ جب باوجود جستجو کے کچھ ہاتھ نہ لگا تو آخر عورت کو کہا کہ تیرا آشنا بھی کوئی نہیں کہ جس سے قرضہ لیکر یہ کام پورا کیا جاوے۔ اسنے جواب دیا کہ ہمارے کوچہ کا بقال یعنے دوکاندار مجھپر بدنظر رکھتا ہے

اگر اُس فاجر سے کچھ مانگوں شاید دیدے۔ کبیر نے کہا کہ جلد اُسکے پاس چلی جا اور جو کچھ کہے مانگ کچھ فقیروں کے واسطے لا۔ الغرض اُسنے بقال فاجر کے پاس جاکر قرضہ مانگا۔ جواب دیا کہ اگر آجکی رات میرے پاس رہیے تو جو کچھ مانگے گی دونگا۔ عورت نے قبول کیا اور قسم کھائی کہ رات کو آؤنگی پس بقال نے برنج و روغن وغیرہ رسد دی۔ جب فقرا کو کھانا کھلا چکی بڑا مینھ برسنے لگا عورت نے چاہا کہ عہد کی مخالفت کرے۔ لیکن کبیر نے اُسکو اُس اندھیری رات اور عین باران و کیچڑ میں اپنے کاندھے پر اُٹھا کر اُس فاجر بقال کی دوکان میں پہنچایا اور آپ گوشہ میں محجوب رہا۔ جب عورت بقال کے پاس گئی اُسنے عورت کے پاؤں کیچڑ سے پاک دیکھکر پوچھا کہ باوجود اسقدر کیچڑ کے تیرے پاؤں گل آلودہ کیوں نہیں عورت نے راز کو چھپایا جب اُسنے سوگند دی تو صاف صاف سب حال کہدیا بقال سُنکر نعرہ مارکر بیہوش ہوگیا اور باہر جاکر کبیر کے پاؤں پر گرپڑا اور دوکان لُٹا کر بیراگی بن گیا۔ شیخ محمود

کجا شہوت دل مردم ربایہ
کہ حق گہ گہ ز باطل رو نماید

فرد

جہان بہتر بسر بُردن بہر کس کز پس مردن
کنند تجہیز و تکفینت موافق دین و آئیں خود

جب کبیر نے جسم عنصری چھوڑا۔ مسلمان جمع ہوے کہ دفن کریں کیونکہ اُسکو مسلمان جانتے تھے اور ہندوؤں نے ہجوم کیا تاکہ جلادیں کیونکہ وہ اسکو ہندو سمجھتے تھے۔ آخر ایک فقیر نے آکر کہا کہ کبیر عارف اور قید مذاہب سے فارغ تھا جیسے کہ اپنی حیات میں تمکو راضی رکھا ویسے ہی بعد مرگ بھی تمھارا رضا جو ہوگا پس جب حجرہ کا دروازہ کھولا گیا کبیر کا جسم ناپدید تھا۔ دونوں فرقے متحیر اور متعجب ہوے۔ بیت

اے دوست چناں بزی کہ بعد از مردن
انگشت گزیدنی بسیاراں ماند

جگناتھ میں قبر کی صورت اور سمادھ کی شکل بناکر کبیر سے منسوب کرتے ہیں۔

یہ عبارت اصل کتاب میں نہیں ہے

چناں بانیک بد عرفی بسر کن کز پس مردن
مسلمانت بزمزم شوید ہندو بسوزاند

بڑے بیراگیوں میں سے ایک نامدیو ہے ایک دن ایک برہمن اور بقال بتکدہ بشن یعنے ٹھاکر دوارہ میں موجود تھے اُنھوں نے نامدیو کو نکال دیا۔ کہ یہ ہماری انجمن کے قابل نہیں۔ نامدیو باہر جاکر بتکدہ کے پیچھے جا بیٹھا فورا بتکدہ نے گردش کی اور مُنہ نامدیو کی طرف ہوا۔ کیوان پرہ یزدانی جو عرفا کامل میں سے ہے اور ہر فرقہ کے لباس میں جلوہ فرماتا ہے اُن ایام میں کہ بیراگیوں کے لباس میں گجرات کی سیر کو جاتا تھا راستہ میں کئی ایک بیراگی دیکھے جو دوارکا سے آتے تھے اور چھاپہ کا نشان اُنکے ہاتھوں پر لگا ہوا تھا۔ رسم ہے کہ جب کوئی دوارکا کی زیارت کو جو کرشن کا مقام ہے جاتا ہے وہ آہن جسپر حربہ یعنے کرشن کی گدا کی صورت مرتسم ہوتی ہے تپا کر اُسکے بدن پر لگادیتے ہیں۔ کیوان پرہ نے بیراگیوں سے پوچھا کہ یہ داغ کس چیز کا زخم ہے اُنھوں نے جواب دیا کہ یہ بشن کا نشان ہے جسکے بدن پر یہ نشان ہوگا اُسکو بشن اپنا جانیگا۔ کیوان پرہ نے کہا کہ جب روح بدن سے مفارقت کریگی جسم جلایا جائیگا اور یہ نشان تن پر نرہیگا اور روح تو فنا پذیر نہیں اور کوئی داغ نہیں رکھتی بشن اُسکو کیسے پہچانیگا۔ جب احمدآباد میں جو گجرات کا دارالملک ہے پہنچا ایک مؤذن کو دیکھا کہ مسجد پر چڑھکر بانگ دے رہا تھا۔ جب نیچے آیا کیوان پرہ نے پوچھا کہ کچھ جواب ملا۔ مؤذن نے کہا کس سے کہا جسکو تو پکارتا تھا۔ سبحان اللہ

فریاد کناں خدائے را میجویند
این قوم مگر خدائے دورے دارند

جب سورت بندر میں پہنچا تو ایک حاجی کو دیکھا جو دریا کی راہ سے بندر میں آیا کیوان پرہ نے پوچھا کہ تو کہاں سے آیا ہے کہا خدا کے گھر سے۔ کیوان پرہ نے پوچھا کہ تو نے خدا کو دیکھا جواب دیا نہیں پس کہا کہ گھر میں نہوگا۔ حاجی متحیر ہوا۔ بیراگیوں کا عبادت پر اعتقاد نہیں کہتے ہیں کہ بشن نام کا ذکر کرنا چاہئے کہ اس سے مُکت یعنے رستگاری اور حق رسی ملتی ہے۔ اب کلجگ میں ایسے بیراگی ہیں جو اپنے آپ کو

بیشنو کہلاتے اور دنیا ترک نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہمارا طریق بید و کتاب کے برخلاف ہے یعنے ہندو اور مسلمان سے ہم سروکار نہیں رکھتے اور بہت مسلمان اس مذہب میں داخل ہوے ہیں چنانچہ مرزا صالح اور مرزا حیدر کہ نجیب مسلمان ہیں بیراگی ہوے۔ انہیں سے نارایند اس راماننڈی کہ جو پہلے سنپردا میں سے ہے بسال ایکہزار باون ہجری نامہ نگار کو لاہور میں ملا علایق دنیوی سے آزاد تھا۔ جسکو دیکھتا تعظیم کرتا اور کہتا سب دیوہر ہیں یعنے انکا بدن بیت اللہ یعنے خدا کا گھر ہے ٭ بیت

بیرون زتو نیست ہرچہ درعالم است
از خود بطلب ہر انچہ خواہی کہ توئی

پیرانہ کوہلی بیراگیوں میں سے ہے اور کوہلی کھتریوں کی ایک قوم ہے۔ پیرانہ علایق دنیوی کو چھوڑکر گجرات پنجاب سے جو اُسکا اور اسکے بزرگوں کا مولد ہے نکل کر وزیرآباد میں رہنے لگا۔ یہ وزیرآباد حکیم علیم الدین وزیرخاں کا بنایا ہوا گجرات مذکور کے متصل ہے وہ ریاضت کا معتقد نہیں اور کہتا ہے کہ ریاضت کشوں نے نشاء سابق یعنے اگلے جنم میں لوگوں کو دکھ دیا ہے اُسکی سزا اس جنم میں پاتے ہیں۔ اور جس عبادت میں کچھ رنج ہو اُسکو سزاے اعمال جانتا ہے۔ چنانچہ روزہ داروں کو کہتا ہے کہ انھوں نے جنم گذشتہ میں زیردستوں کو بھوکا پیاسا رکھا ہے۔ اور شب بیداروں کو کہتا ہے کہ انھوں نے خدمتگاروں کو سونے نہیں دیا۔ اور سنیاسیان کھڑلیسرے کو جو برسوں تک کھڑے رہتے ہیں اس گروہ میں سے جانتا ہے جو نوکروں کو بیٹھنے نہیں دیتے ہیں اور جو شخص لٹک رہتے ہیں اور وے جو نماز معکوس پڑھتے ہیں کہتا ہے کہ یہ وے ہیں جو زیردستوں کو الٹے لٹکا رکھتے تھے۔ تیرتھ باسی یعنے اماکن شریفہ کے جانیوالوں کو وہ گروہ جانتا ہے جنھوں نے قاصدوں کو بلا اُجرت بیرحمانہ گردش میں رکھا۔ جتی یعنے جنھوں نے کبھی عورت سے آمیزش نہ کی ہو اُنکے حق میں کہتا ہے کہ یہ وے ہیں کہ جنھوں نے باوجود قدرت و سامان کے اپنے لڑکے لڑکی کو نہ بیاہا اور اُنکو اس لذت سے محروم رکھا اسیواسطے اپنے کاموں کی پاداش میں گرفتار ہیں۔ جانوروں کے آزار میں راضی نہیں۔ سب بیراگیوں کی طرح ریاضت کا منکر ہے لیکن اُنکے برخلاف

اوتاروں کا قایل نہیں۔ کہتا ہے کہ ایزد متعال حلول و اتحاد سے منزہ ہے۔ موحد اور قایلان وحدت کا معتقد نہیں۔ کرشن کا حال لوگوں نے پوچھا تو بولا کہ شہوت پرست راجہ تھا۔ نامہ نگار نے پیرانہ کو ایکہزار پچاس ہجری میں بمقام وزیرآباد پایا اور اسی سال و تمام میں آنند کو دیکھا جو پیرانہ کا ہم اعتقاد تھا۔ لیکن وحدت وجود کا قایل۔ اور بیماروں کے پرہیز کا ناقایل تھا۔ ایک آدمی اسکے معتقدوں سے بیماری اسہال میں گرفتار ہوا آنند نے اسکو چرب و شیریں کھانا کھلایا وہ مرگیا اسکا ایک مرید فصد کرانے کا قصد رکھتا تھا بعد اطلاعیابی کے نکوہش کی اور منع کیا۔ ایسے ہی نامہ نگار نے بسال ایکہزار پچاس ہجری گجرات پنجاب میں میاں لال نامی بیراگی کو دیکھا بہت سے لوگ اس کی پرستش کی مذمت کرتے تھے وہ جلالی جمالی حیوان سے محترز یعنے کنارہ گزین تھا۔ ہرشخص کی تواضع کرتا پرانا کے طور پر سنپش یعنے جوں کو گودڑی سے نکالتا نہیں تھا اور کہتا تھا۔ کہ انکی روزی ہمارے بدن پر لکھی ہوئی ہے بیراگیوں کو منڈیا بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ چار ضرب مارتے ہیں۔ اور منڈیا سارے منڈے ہوئے کو کہتے ہیں اس فرقہ سے سنیاسیوں کو نزاع ہے بسال ایکہزار پچاس ہجری ہردوار میں جو ہندوان کا معبد ہے۔ منڈے اور سنیاسیوں میں لڑائی ہوئی اور سنیاسی فتحیاب ہوے بہت منڈے مارے گئے اور منڈوں نے تلسی کی مالا اُتاریں اور کان پھاڑکر جوگیان کے طور مندریں ڈالیں تاکہ انکو جوگی جانکر تکلیف نہ دیں۔

نوین نظر چارواک کے عقاید میں

یہ لوگ جو کچھ حواس ظاہری کے ذریعہ سے دریافت کیا جائے اُسکو روپ اسگند اور مفہوم ادراک حواس کو ویدیا اسگند۔ خودی و انانیت و اہنکار کو گیان اسگند۔ حیوانات کو جاننا سوگیان اسگند۔ جو کچھ دل میں بھرے یعنے خواطر کو سوسکار اسگند بولتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان پانچ اسگند کے سوا انسان و حیوان کے بدن میں کوئی نفس ناطقہ نہیں اور جہان و جہانیوں کا پیدا کنندہ کوئی نہیں کیونکہ ظہور کے فضا میں نہیں آیا اور

صدق کی بو نہیں رکھتا اعلیٰ و ادنیٰ ہونا عالم کی طبیعت سے ہے جو کچھ بید میں مرقوم ہے ہم پر ظاہر نہیں پس جھوٹ ہوگا کیونکہ کوئی برہان یعنے دلیل نہیں رکھتا۔ بید کا جھوٹ تو بید ہی سے ظاہر ہے کیونکہ بید کہتا ہے کہ ہوم کرے ہوم اس عمل کا نام ہے کہ برنج وغیرہ کو آگ میں ڈالکر ادعیہ مقررہ پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فرشتوں کو پہنچتا ہے کیونکہ وہ شئے جو ہم آگ میں ڈالتے ہیں بعد جلنے کے خاکستر ہوجاتی ہے پس کسطرح فرشتوں کو پہنچی۔ یہ جو بید میں لکھا ہے کہ مردہ کے پیچھے طعام دو تاکہ وہ مردہ کو پہنچے یہ محض جھوٹ ہے۔ مثلاً ایک شخص ایک گانوں سے دوسرے گانوں میں گیا اُسکے پیچھے طعام دیا گیا اُس طعام سے وہ گانوں میں گیا ہوا سیر نہیں ہوتا جبکہ یہ کھانا زندہ غایب کو نہ پہنچا پس مردہ کو جو دوسرے جہان میں گیا ہوا ہے کیسے پہنچے گا۔ ایسے ہی بید کا حکم ہے کہ گنہگار آخرت میں دُکھی اور نکوکار سُکھی ہوتا ہے یہ دونوں باتیں جھوٹی ہیں کیونکہ گنہگار تو روزہ داری کے عذاب سے اور سرد پانی میں نہانے سے اور شب بیداری سے اور عبادت کے رنج سے چھوٹ گیا اور نکوکار اس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ پس عاقل کو چاہئے کہ کسی لذایذ اور مشتہیات سے احتراز نہ کرے کیونکہ دنیا میں پھر آنا نہیں ہوگا۔ ع باز آمدنت نیست چو رفتی رفتی ٭ لیکن جانوروں کو نہ دُکھانا چاہیئے کیونکہ اُنکو اس سے دُکھ ہوتا ہے۔ عقل کی شرط یہ ہے کہ دوسرے کو دُکھ نہ دیوے۔ اس سے آدمی آسودہ اور بہت پیدا ہونگے اور آبادی بڑھجائیگی۔ یہ ہیں عقاید چارواگ کے ٭ اب کھولکر کہتا ہوں۔ چارواگ کہتے ہیں جبکہ صانع ظاہر نہیں اور آدمی کا ادراک اُسکا احاطہ نہیں کرسکتا پس ہمکو ایسے مظنون و موہوم و معدوم امر کی بندگی کیوں کرنی چاہیئے اور عباڈنگا ہوں میں پتھروں کے آگے سجدہ کرنا۔ اور فرشتوں کی تعظیم اور بہشت کی نوید پر بسبب کثرت حرص کے بیوقوفوں کی طرح نعمت اور راحت کو چھوڑنا نہ چاہیئے۔ عاقل نسیہ کی امید پر نقد کو نہیں چھوڑتا۔ شاعران جاہ دوست کے جھوٹے کلام پر جسکو بید اور آسمانی کتاب نام رکھکر اُسکے ذریعہ سے مطلوبات حاصل کرنے اور عوام کو دام میں پھنسانے ہیں فریفتہ نہ ہونا چاہیئے۔ جو چیز کہ ظاہر

نہیں اعتبار کے لایق نہیں۔ موالید یعنے حیوانات و نباتات و جمادات کے
مدن عناصر اربعہ سے ہیں حسب طبیعت کچھ عرصہ قایم رہتے ہیں بحالت
ثبات اور قیام ہیئت کے اپنی طبع کے مرغوبات جس سے کسی حیوان کو
رنج نہ پہنچے حاصل کرنے چاہئیں۔ بعد تخریب بدن یعنے مرنے کے بہشت
کی نعمتیں اور دوزخ کی تکلیفیں نہ ہونگی۔ یہ لوگ جب بید پڑھنے کی
آواز سنتے ہیں کہتے ہیں کہ بیوقوفی کے بیمار اور خلقت کے مزدور بکواس
کرتے ہیں اور لوگوں کو شریف مکانوں کی زیارت کرتے دیکھکر بولتے ہیں
کہ اپنے آپ سے کمینہ چیز کو خساست طبع سے پوجتے ہیں۔ برہمن کے
گلے میں زنار دیکھکر کہتے ہیں کہ بیل کو رسن کے سوا نہ رہنا چاہئیے جب
زاہد شب بیدار کو دیکھتے ہیں کہتے ہیں کہ بوم یعنے اُلّو ہے۔ پہاڑ میں عزلت
گزین کو دیکھکر کہتے ہیں کہ ریچھ بننا چاہتا ہے۔ جب کسی کو حبس دم میں
پاتے ہیں ہمدم مار بتلاتے ہیں۔ نہانے کو دیکھکر کہتے ہیں کہ مچھلی اور غوک
کا مقام چاہتا ہے۔ جب ہندو لوگ برہما بشن مہیش یعنے ہر تین فرشتہ
نامدار کا جوکہ پیدا کنندہ اور پرورش کنندہ اور ہلاک کنندہ ہیں ذکر کرتے
ہیں تو جواب دیتے ہیں کہ خصلتوں سے مراد ہے۔ جب ہندو کہتے ہیں
کہ بشن کے چار ہاتھ ہیں کہتے ہیں کہ ہر مرد اپنی عورت کے ساتھ
بوقت مجامعت یہی حال رکھتا ہے جب مہادیو کی ستایش میں کہتے
ہیں کہ اُسکے سر سے نہر گنگ جاری ہوئی کہتے ہیں کہ وہ ذکر ہے
بوقت بول و انزال کے۔ جب برہما کی بات چلتی ہے کہ اشیا کا خالق
ہے۔ جواب دیتے ہیں بچہ دان سے مراد ہے ان لوگوں کے ایسے بہت
قول ہیں +

دسوین نظر اہل ترک کے مطالب مین

ترک شاستر یعنے علم بحث سولہ قسم پر مشتمل ہے۔ اول پرمان جسکے
معنے علم استدلال ہے وہ چار طرح کا ہوتا ہے۔ پہلا پرتچھ یعنے ظاہر یہ خاصہ
حس بصر کا ہے چنانچہ گوزن۔ دوسرا انمان یعنے ایک چیز کا نشان دیکھ کر
چیز مذکورہ سے خبر دینا چنانچہ پہاڑ میں دھواں دیکھکر آگ کی خبر دینا کہ

یہاں آگ ہوگی۔ تیسرا اُپمان جیسا کہ گاؤ ہے گوزن بھی ہے۔ جس حالت میں کہ ہمنے گوزن نہ دیکھا ہو اور سُنا ہو کہ مانند گاؤ کے ہوتا ہے۔ چوتھا شبد یعنے آواز یہ اُس سخن سے مراد ہے کہ جسکو لوگ پسند کریں جیسے کہ ہندو کو بید مسلمان کو قرآن۔ یہ پرمان کے اقسام ہیں۔ دوسرا سولہ اقسام سے پرمیم یعنے وصول و اقتران ہے۔ یہ بارہ نوع ہے۔ ایک آتما یعنے نفس کہ جسم و حواس سے جُدا اور سرمدی اور ابدی الوجود ہے سب اجسام میں ایسا ہی قیاس کرنا چاہیے۔ دوسرا شریر یعنے جسم کہ لذت اور الم کا مکان ہے۔ تیسرا اندری یعنے حواس ظاہری انکو علم کا آلت جانتے ہیں۔ چوتھا ارتھ کہ موجودات ارضی ہے۔ پانچواں بدھ کہ دانشتن کا نام ہے۔ چھٹا من یعنے حس باطن جسکو دل بولتے ہیں۔ ساتواں پرورتی کہ عدل و ظلم ہے۔ آٹھواں دوش یعنے خطا وہ تین قسم پر منقسم ہے۔ اول راگ کہ وہ شہوت کا جوش ہے۔ دوم دویش یعنے غضب۔ سوم موہ کہ جہل مرکب ہے۔ نواں پریتیا بھاؤ یعنے پھرانا خواہ بیج سے درخت یا نطفہ سے حیوان ہو۔ دسواں پھل یعنے سزا نیکی کا بدلہ نیکی اور بدی کا بدی۔ گیارھواں دُکھ۔ بارھواں اپورگ یعنے لذت و سرور حقیقی اور آزادی جسکو مکت کہتے ہیں اُس شخص کو حاصل ہوتی ہے جو اکیس کلیش یعنے الم جو مذکور ہونگیں اُن سے دور ہوجاوے۔ آلام کی تفصیل یہ ہے۔ ایک شریر یعنے جسم۔ دیگر شد اندری یعنے شش حس ظاہر کہ پانچ ظاہری اندری اور ایک دل ہے یہ دل ہندوؤں کے نزدیک باطنی حس ہے اور باطنی حواس کے یہ لوگ قایل نہیں ہیں کہتے ہیں کہ دل ظاہری حواسوں کا حاکم ہے اور چھ سدرش ہیں یعنے چھ ان حواسوں کی دریافت کی ہوئی چیزیں ہیں جیسا کہ آنکھوں سے دیکھنا۔ کانوں سے سُننا۔ ناک سے سونگھنا۔ زبان سے چکھنا۔ ہاتھ سے گھسنا۔ دلمیں سوچنا یا خیال کرنا۔ پس دیکھنے والی اور چیز ہے اور دیکھی ہوئی اور۔ چنانچہ بینندہ آنکھ ہے اور دیدہ شدہ کوزہ ہے۔ یعنے مبصرات و مسموعات و مشمومات۔ مذوقات۔ ملبوسات۔ مخیلات۔ دل سب حواسوں کی دریافت کی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے۔ وے چھ چیزیں جو چھ حواس کے ذریعہ سے معلوم ہوتی ہیں شوڑیش کہلاتی ہیں۔ یہ تیرہ ہوئے۔ اور

شد مدہ یعنے ششں ادراک شش حس کے سوائے مدرکات شش مدرک
کی۔ شکہ اور ڈکہ یہ اکیس ہوئے۔ سوم سولہ اقسام سے شنشے یعنے
ایک چیز کو اور چیز جان لینا جیسے کسی نے دور سے ایک جسم کو
دیکھا اور یقین ہوا کہ کیا ہے آیا آدمی ہے یا پتھر۔ چہارم پریوجن یعنے
مطلب۔ پنجم درشٹانت یعنے تمثیل مانند کوہ و مطبخ کی یعنے کوہ آتش دار
ہے اسواسطے کہ مطبخ آتش دار ہے علت دونوں کی دود ہے۔ ششم
سدھانت یعنے یقین سے جاننا۔ ہفتم اَوَیو یعنے اجزاء جیسا کہیں کہ
پہاڑ میں آگ ہے بسبب دود کے اس مثال میں جزو اول کو
(پہاڑ میں آگ ہے) پرتگیا یعنے حکم کہتے ہیں۔ اور جزو دوم کو بسبب
دھوئیں کے ہیتو بولتے ہیں۔ ہشتم ترک یعنے بحث جیسا کہ کہیں
کہ پہاڑ میں آگ نہیں جواب دیں دھواں یعنے جلدی معلوم کرلینا۔ نہم
واد یعنے آواز کرنا۔ یعنے حق و صدق سے سوال کرنا۔ دہم جلپ راستی
پرستی میں اپنے غلبہ کا ارادہ کرے۔ یازدہم وِتنڈ یعنے اپنی طرف
نگاہ نرکھسکے غیروں کو نکوہش کرے۔ دوازدہم ہیتو ابھیاس جیسے
کہے آواز ابدی ہے کیونکہ آنکھوں سے دیکھی جاتی ہے پیالہ کی طرح۔ حال
آنکہ پیالہ دیکھا جاتا ہے اور آواز سُنی جاتی ہے اور طرف لیجانا جیسا کہ
کسی نے کہا کہ اُسنے تو کمبل پہنے ہیں۔ اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ
نادار نو کمبل کہاں سے لاوے پہلے نو کے معنے تازہ دوسرے نو عدد
سیزدہم جاتی یعنے جھوٹ کہنا۔ جیسے کہ کہا جاوے آواز ابدی ہے کیونکہ
بنا ہوا ہے پیالہ کیطرح دونوں فرشتہ کی بناوٹ ہیں جیسے کہ پیالہ ابدی
ہے آواز بھی ابدی یعنے ہمیشہ ہے۔ چنانچہ پیالہ کان میں نہیں آتا۔
آواز بھی آنکھ سے نہیں سُنی جاتی۔ چہاردہم نگرہ یعنے غیر پر غالب
ہونیکا ارادہ کرنا۔ یہ چودہ قسم تمام ہوئے۔ واجب یعنے پرمیشر کو اسطور
پر ثابت کرتے ہیں کہ عالم مصنوع یعنے بنا ہوا ہے پس اُسکو صانع
یعنے پیدا کنندہ ضرور چاہیئے اور انکے نزدیک مکت یعنے آزادی یہ
ہے کہ مبداء سے تار و پود کی طرح تقرب اور اتحاد ہو جاوے لیکن
باوجود نزدیکی کے جدائی رہے حکیم ارسطو فرماتے ہیں کہ سلف سے
منطق میں ضوابط غیر منفصلہ یعنے مجملہ تھے یہ ترتیب جو اب متعلمین

میں مروج ہے میری بنائی ہوئی ہے اُسکی مراد بھی ضوابط سے ہوگی جو ترک سے نقل کیے گئے اور یونان میں بھی ظاہر ایسا ہی ہوا ہے اسبات کا موید یہ ہے کہ اہل فارس کہتے ہیں کہ منطق کا علم جو ان میں مفصل تھا سکندر بادشاہ نے جب ایران پر استیلا پایا اُس منطق اور قواعد حکمت کو یونانی اور رومی میں نقل کرکے روم کو بھیجا۔

گیارھوین نظر بودھ کے عقائد مین

یہ لوگ جتی بھی کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ خدا کا بدنوں میں حلول کرنا اور اوتاروں کو نہیں مانتے لیکن تناسخ نفوس کے قایل ہیں یعنے ایک نفس کا دوسرے جسم میں آنا مانتے ہیں۔ اور ہندووں کی شریعت کے منکر ہیں انکے نزدیک برہمنوں کی شرع بہت بڑی ہے یہانتک کہ اکثر انمیں سے کسی کو دکھ و درد ہو جاوے تو کہتے ہیں کہ تونے برہمن کے ساتھ نیکی کی یا استخوان خوار یعنے گنگا کا پانی پیا ہوگا۔ گنگا کو استخوان خور یعنے ہڈی کھانیوالی اسواسطے کہتے ہیں کہ ہندو مردہ کو جلاکر ہڈیاں گنگا میں پہنچاتے ہیں اور اسکو نہایت ثواب جانتے ہیں۔ حتّی کہ جانور کو ہرگز نہیں دُکھاتے اور پانی پر سے دلیرانہ نہیں گذرتے تاکہ کوئی جانور پاؤں میں نہ آجاوے۔ اور حیوانات کا گوشت نہیں کھاتے اور سبزہ پر پاؤں نہیں رکھتے اور پانی کو کپڑے سے چھان کر پیتے ہیں تاکہ اُسمیں جو جانور ہو علحدہ ہوجاوے پس اُس کپڑے کو یک لمحہ پانی میں چھوڑ دیتے ہیں تاکہ اگر جانور زندہ ہو جُدا ہوکر پانی میں چلا جاوے۔ اکثر قوم بنیا اور بھابڑہ اس مذہب پر ہیں۔ بہت غلہ فروشی اور بعضے نوکری سے گذارہ کرتے ہیں۔ اس فرقہ کے درویش سرپوڑہ اور جتی کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے سر اور داڑھی کے بال موچنے سے اُکھاڑ دیتے ہیں۔ جب چلتے ہیں ایک جاروب درختوں کے نرم پوست سے بنی ہوئی جس سے جانور نہ مرے اپنے ساتھ رکھتے اور اُسکے ساتھ راستہ کو صاف کرکے قدم رکھتے ہیں تاکہ جاندار کو دُکھ نہ پہنچے۔ بولنے کے وقت رومال مُنہ پر رکھتے ہیں تاکہ کوئی پشہ وغیرہ مُنہ میں نہ چلا جاوے۔ اور نہر سے نہیں گذرتے۔ اور

اکثر دانا اور مجرد اور پارسا ہوتے ہیں یہ جتی کہلاتے ہیں۔ جتی وہ ہر کہ جسنے کبھی عورت کا مُنہ نہ دیکھا ہو۔ گرہستی یعنے خانہ دار اس فرقہ کو نہایت دوست اور عزیز رکھتے اور بہت تعظیم کرتے ہیں۔ جب یہ کسی کے گھر میں آتے ہیں وہ حتی المقدور ان کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ یہ دو فرقے ہیں لونکی اور پوجاری۔ لونکی صرف خدایتعالیٰ کی پرستش کرتے اور اسکو سب نقصان و ضد اور حلول و اتحاد سے منزہ ومبرا جانتے ہیں اور بُت نہیں پوجتے۔ پوجاری بُت پرستی کرتے اور بتکدہ دار ہوتے ہیں۔ ان ہردو فریق کے درویش جو جتی کہلاتے ہیں روٹی کیوقت اپنے مخلصوں کے گھروں میں جاکر اسقدر غذا لیتے ہیں کہ اہل خانہ میں سے کسی آدمی کا حصہ کم نہ ہو۔ ایسے ہی چند گھروں میں پھر کر سیر ہوجاتے ہیں اور سرو پانی نہیں پیتے۔ اُس پانی سے جو لوگ بمراد غسل گرم کرتے ہیں جہاں پاتے ہیں تھوڑا تھوڑا لیتے ہیں اور سرد کرکے پیتے ہیں۔ ہردو گروہ میں سے ایک وہ ہیں کہ جو مہاتما کہلاتے ہیں۔ یہ لباس وصورت میں تو جتی کے مانند ہیں لیکن بال کو موچنے سے نہیں اُکھاڑتے بلکہ مُنڈواتے اور گھر میں روٹی بناتے اور پانی سرد پیتے اور عورات کو بھی رکھتے ہیں۔ فرزانہ خوشی کہتا ہے کہ میںنے ایک سرٹیورہ کو گجرات پنجاب میں دیکھا اور اُسسے پوچھا کہ اپنے لوگوں کی کوئی حکایت عزیب مجھے سُنا جو راست ہو۔ کہا کہ ہمارے لوگ کیا مجرد کیا تعلق دار کسی کو دُکھ نہیں دیتے اورعلوم عزیبہ اور دانش عجیبہ ہمارے فرقہ میں بہت ہے۔ ایک مہاتما کی خدمت کسی دولتمند کی عورت کیا کرتی تھی ایکدن اُس عورت نے اپنے خاوند کی نامہربانی کا تذکرہ اُسکے آگے کیا تو سرپوڑہ نے جواب نہ دیا۔ عورت نے کہا پھر میں خدمت میں نہ آؤنگی کیونکہ تونے میری مراد پوری نہ کی سرپوڑہ نے کہا کہ مجھے اگر تیرا آنا منظور ہوگا تو لاچار تجھے آنا پڑیگا۔ بس ایک پتی گھاس کی اُٹھا اور اُسپر دم پھونک کر عورت کو دی اور کہا کہ پاک کپڑے پہن اور گھاس کو گھسکر کپڑوں پر لگا خاوند مہربان ہو جاویگا۔ عورت گھر میں آتے ہی اُس گھاس کو گھسکر کپڑے پر لگانے لگی تھی کہ خاوند آپہنچا اور وہ گھسی ہوئی گھاس پتھر پر ہی رہی جب رات کو گھر کا دروازہ بند کرکے سوئے وہ پتھر ہر لحظہ حرکت کرتا اور دروازہ کے تختہ کے ساتھ ٹکراتا

اور گر پڑتا تھا۔ عورت خاوند دیکھکر متحیّر ہوے۔ شوہر نے عورت سے حال پوچھا تو اُسنے مارے خوف کے سب حال کہدیا۔ مرد نے دروازہ کھولدیا پتھر چلا اور مہاتما کے دروازہ پر پہنچا۔ ایسے بہت عجائبات سریوڑوں میں موجود ہیں۔ خوشی کہتا ہے کہ جس جتی کی نقل مذکور ہوئی مینے اُسے دیکھا۔ جو افسون یعنے منتر کی طاقت سے پتھر کو حرکت دیتا تھا وہ اسکو سراہتا کہ یہ سریوڑہ جتی ہے نہ کہ مہاتما۔ نامہ نگار کہتا ہے کہ سریوڑے اور انکے مطیع مینے بہت دیکھے الا اُن میں سے ایک مہرچند لونو ہے کہ بسال ایکہزار چھپن (۱۰۵۶) ہجری دوتارہ میں جو توابع جودھپور مارواڑ میں ہے دیکھا اور سیوا رام پوجاری کو میرتا مارواڑ میں پایا۔ جگنہ نام بقال کو راولپنڈی میں دیکھا وہ سب محاسن جتیوں سے آراستہ تھا۔ جب کوئی جانور کسی صیاد کے ہاتھ دیکھتا خرید کر چھوڑ دیتا۔ یہ لوگ حتی المقدور جانوروں کے چھڑانے میں کوشش کرتے ہیں۔ ایسے لوگ راجاؤں کی ریاستوں میں بہت ہیں۔ جب کوئی بکری مارنے کے ارادہ پر کہیں سے خرید لاتا ہے اچھا مول دیکر خرید لیتے ہیں۔ چنانچہ دیکھا گیا جب ایسی بہت سی گوسپند جمع ہوجاتی ہیں تو اُنکے چرانے کیواسطے ایک آدمی مقرر کر چھوڑتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ گجرات میں ایک جتی بقال کی قوم میں سے تھا ایک دن ایک مسلمان فقیر نے اُسکی دوکان کے سامنے گودڑی میں سے سپش یعنے جوں نکال کر مارنی چاہی اُسنے منع کیا درویش نے کہا اگر کچھ دیوے تو چھوڑ دیتا ہوں وہ پیسہ دینے لگا اُسنے نہ مانا پھر دو پیسے نکالے نمانا آخر ایک سو روپیہ دیکر چھڑائی۔ حافظ شیرازی

مباش درپے آزار ہرچہ خواہی کن
کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

بارھوین نظر عقاید مختلفہ ہند کے بیان مین

جاننا چاہئے جیسے مذکور ہوا ہے کہ سمرادی۔ خداسی۔ رادی۔ شبدرنگی۔ پیکری ہیلالی۔ آلاری۔ شیدائی۔ آخشی۔ مرزگی جو ایران و توران میں رہتے ہیں سب مسلمانوں کے لباس میں پنہاں ہوکر اپنے کیش پر چلتے ہیں۔ ایسے

ہی ہند میں بھی مختلف فرقے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے لباس میں نہیں۔ جاننا چاہیے کہ ہندوؤں کے دین میں اصل سمارت یعنے شریعت ہے کہ تمام رکھیشر یعنے پرہیزگار اسی پر چلتے رہے ہیں اور بید پر جو آسمانی کتاب ہے عمل کرتے ہیں۔ بید ایسا کلام ہے کہ ہر طایفہ اُس سے اپنے مذہب کے راستے کی دلیل نکال سکتا ہے اور یہ بید سبکو منظور ہے۔ انکے عقاید سابق میں مذکور ہوچکے لیکن یہاں بھی تھوڑا سا بیان کرتا ہوں کہتے ہیں کہ نرائن یعنے حقتعالی پہلے اکیلا تھا نیلوفر یعنے کنول جسکا ہزار پتا ہے اُسکے ناف میں ہے اُس سے برہما پیدا ہوا کہ چترمکھ ہے یعنے چار منہ رکھتا ہے جسمیں سے ایک مہادیو نے کاٹ دیا اور اُس کے اشٹ بھوجا یعنے آٹھ ہاتھ ہیں۔ برہما کی ناف میں بھی ایک کنول ہے جسکا پانچ سو پتا ہے۔ اُس سے بشن پیدا ہوا۔ بشن چتربھوج یعنے چار ہاتھ رکھتا ہے اُسکے ایک ہاتھ میں نیزہ۔ دوسرے میں چکر کہ حربہ مخصوص ہند کا ہے۔ تیسرے میں گدا یعنے گرز۔ چوتھے میں کنول کا پھول ہے۔ بشن کی ناف میں بھی کنول ہے جسکا سو پتا ہے۔ اُس سے مہادیو نکلا۔ مہادیو کے آٹھ منہ اور آٹھ ہاتھ ہیں بیل پر سوار گلے میں سانپ ہاتھی کا چرم پہنے ہوے اور خاک رمائے ہوے ہے۔ چاند سورج آگ یہ اُسکی تین آنکھ ہیں۔ شیوی لوگ جو مہادیو اور اُسکی عورت کو پوجتے ہیں۔ آگمی اور اشنی کہلاتے ہیں۔ سنیاسیوں کا طریق سمارت لوگوں میں سے افضل ہے لیکن سر پر جٹا رکھنا جو اودھوت سنیاسیوں کا طور ہے کلجگ میں پیدا ہوا ہے۔ یہ لوگ بھانت بھانت مرتاض اور دلیر و کریم ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایکدفعہ صوفیوں سے لڑے اور فتحیاب ہوے۔ جنگم بھی سر منڈاتے اور بدن پر خاک لگاتے اور مہادیو کی پرستش کرتے ہیں اور اُسکو موجود حقیقی جانتے ہیں اور یہ کئی قسم کے ہیں۔ کہتے ہیں کہ روحانیات یعنے دیوتاؤں میں سے نو برہما ہیں جو برہما مذکور کے انش یعنے پرتو ہیں اور بارہ سورج اس سورج کا پرتو ہیں سولا کلا یعنے حصہ ماہ کہ جو ماہ کے پرتو ہیں۔ یہ لوگ روشنی چاند کی سولہ حصے میں جانتے ہیں اور اٹھائیس منزل ماہ کی جانتے ہیں۔ نوگرہ یعنے سات سیارے اور عقدتین یعنے راس و ذنب جو راہ و کیت کہلاتا ہے۔ گنیش ایک فرشتہ ہے جسکا

سرہتی کا ہے۔ تحت و فوق کے سوا آٹھ جہات ہیں جن کو
اشٹ دشا کہتے ہیں بدیں تفصیل۔ پورب یعنے مشرق۔ پچھم یعنے مغرب
دکھن یعنے جنوب۔ اوتر یعنے شمال۔ اگنی درمیان پورب و دکھن۔ نیرت
میان دکھن و پچھم۔ وائب میان پچھم و اوتر۔ ایشان میان اوتر و پورب
بھیرو اور ہنونت۔ ماده روحانیات یعنے دیوی آٹھ ہیں جنکو اشٹہ
درگا کہتے ہیں۔ بدیں ترتیب۔ کالکا۔ چنڈکا کیشری۔ کوماری۔ بشنوی باراہی
چامنڈا۔ مانترا بھوانی۔ پاربتی۔ مہالچھمی۔ سرستی کہ برہما کی عورت ہے۔
رکھیشران یعنے عابدان ست جگ۔ کشب پدر آفتاب۔ بشسٹ اُستاد رام
اوتار۔ بسوامتر کہ چھتری تھا بزور عبادت برہمن بنا۔ بالمیک مولف تاریخ
رامائن جسمیں رام کا حال ہے۔ انگرشہ امر۔ بیاس جسنے مہا بھارت
بنایا۔ بھردوارج۔ جمدگنی دواپر جگ میں گوتم۔ کہہ پراشر نارد کلجگ
ہیں۔ چونہ اپروشہ اور وہ جاودیہ۔ یہ ہمیشہ جیتے رہتے ہیں۔ سپت رکھ
جو فارسی میں ہفت اورنگ کہلاتی ہیں یہ ہیں۔ کاشب اتر بھردوارج
بسوامتر گوتم جمدگنی بشسٹ۔ جاننا چاہیئے کہ ہند میں ایک گروہ ہے جو
اپنے آپکو مسلمان صوفی جانتے ہیں اور بعض قواعد و عقاید میں صوفیوں
کے شریک ہیں۔ سخت تجرد کے دوست ہیں اور جب سنتے ہیں کہ سنیاسی
کے دس فرقہ اور جوگی کے بارہ فرقے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم چودہ فرقہ
ہیں۔ جب آپس میں ملتے ہیں یہ سوال کرتے ہیں کہ چار پیر چودہ خانوادہ
کون ہیں۔ مریدوں کو کئی برس خدمت کرا کے چار پیر اور چودہ خانوادہ تعلیم
کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ پیر پیران حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ہے اور صاحب
ارادہ مصطفوی علی مرتضیٰ اُس سے خلافت امام حسن کو پہنچی اور حسن
بصری مرید اور خلیفہ علی کا ہے یہ چار شخص چار پیر ہیں۔ کہتے ہیں
کہ خواجہ بصری سے دو فرقے ہوے۔ خلیفہ اول حسن بصری کا حبیب
عجمی ہے جس سے یہ نو خانوادہ ظاہر آئے۔ حبیبیان طیفوریان کرخیان
سقطیان جنیدیان کازرونیان طوسیان فردوسیان سہروردیان۔ حسن بصری
کے دوسرے خلیفہ سے جو شیخ عبدالواحد زید تھا پانچ خانوادہ ہوے
زیدیان ہبیریان چشتیان۔ عیاضیان ادہمیان۔ یہی چودہ خانوادہ ہیں
کہتے ہیں کہ عرفاے طریقت سے ایک گروہ ہے کہ پیغمبر کا تصرف اُنپر

نہیں ہے بلکہ نبی اُنکے کمال کا خوشہ چین ہے * نقل کرتے کہ ایکدن
رسول حسب ہدایت جبرئیل کے سیر کو گیا اور ایک مکان میں شورش
سنی۔ جبرئیل نے کہا اجازت لیکر گھر میں جانا چاہیے۔ غرض پیغمبر نے
اجازت لیکر اندر جاکر دیکھا تو چالیس آدمی مادر زاد برہنہ بیٹھے ہیں اور
ایک جماعت اُنکی خدمت میں مشغول ہے۔ پیغمبر نے ہرچند چاہا کہ مجھے
کوئی خدمت فرماویں لیکن اُنھوں نے نہ فرمائی حتیٰ کہ بھنگ سائی کا
وقت آپہنچا لیکن بباعث برہنگی کے صاف کرنے کا کپڑا موجود نہ تھا۔ پیغمبر
نے اپنا عمامہ سر سے اُتار کر بھنگ صاف کی تو بھنگ کا رنگ کپڑے
مذکور پر رہا اسیواسطے پیغمبر کا لباس سبز ہے۔ جب پیغمبر یہ خدمت
بجالایا تو وے سب خوشدل ہوے اور آپسمیں کہنے لگے کہ اس جلودار
خدا کو کہ ہمیشہ پنجروں میں دور رہا ہے کچھ بھنگ دینی چاہیے تا کہ
اسرار کو معلوم کرے آخر دو جرعہ پیغمبر کو دئے جب پیئے اسرار
ملک و ملکوت پر آگاہ ہوگیا اور وہ اسرار جو لوگوں نے اُس سے
سُنے اس فیض کا نتیجہ تھا۔ یہ لوگ ہند میں بہت ہیں وے جو
بہت مشہور ہیں اُن سے اول مداری ہیں جو سنیاسیوں اودھوت
کی طرح جٹا پہنے ہوے ژولیدہ رکھتے ہیں اور خاکستر جسکو سنیاسی
بھبوت کہتے ہیں اپنے بدن پر ملتے ہیں اور گردن میں زنجیر اور
کالا علم اور سیاہ عمامہ رکھتے ہیں اور نماز و روزہ نہیں جانتے۔ ہمیشہ
آگ کے آگے بیٹھے رہتے اور بھنگ بکثرت پیتے ہیں اور انکے کامل
سخت جاڑے کے وقت لینے کابل و کشمیر میں کچھ نہیں پہنتے اور
بھنگ بہت پیتے ہیں اور اپنی قوم کی ستایش کے وقت کہتے ہیں
کہ فلانا مداری دوسیر بھنگ پیتا ہے اور آپس میں بیٹھ کر کہا کرتے
ہیں کہ جب پیغمبر معراج کو گیا فرمان ایزدی صادر ہوا کہ بہشت کی
سیر کرے جب جنت کے دروازہ پر پہنچا اسکو سوئی کے سوراخ سے
بھی تنگ تر پایا۔ رضوان نے پیغمبر کو اندر آنے کا اشارہ کیا پیغمبر
نے کہا کہ باوجود اس جسم کے میں اس تنگ دروازہ سے کیسے
اندر آسکوں۔ جبرئیل نے کہا کہو دم مدار جب پیغمبر نے یہ لفظ کہا
دروازہ فراخ ہوگیا اور وہ داخل بہشت ہوا۔ کہتے ہیں کہ جب بدیع مدار

ہند میں آیا ایک جوگی کے پاس پہنچا جسکو ہندو بہت پوجتے تھے اور اُسکے شاگرد بہت تھے مدار نے ڈیرہ کرکے۔ اپنے مرید جمن نام کو سرگیں خشک لانے کو بھیجا تاکہ آگ جلادے۔ وہ جمن جوگیوں کی جماعت میں جا پہنچا جوگیوں نے مسلمان جانکر اُسے مارکر کھا لیا۔ جب عرصہ ہوا اور سامان دھونی یعنے آتش فروزی کا نہ پہنچا مدار تلاش کرتا ہوا جوگیوں کی مجلس میں آپہنچا اور کہا کہ میرے کوچک ابدال یعنے چیلہ کو ستنے کیا کیا۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ ہمنے اُسکو نہیں دیکھا مدار نے خروش کیا جمن کے اعضا نے جوگیوں کے پیٹ سے دم مدار کہا پس مدار نے جوگیوں کو کہا کہ جمن کو میں تم سب کے پیٹ سے نکالوں یا ایک کے بدن سے نکالوں۔ جوگیوں نے کہا ایک کے تن سے نکالو۔ مدار کی توجہ سے جمن کے سب پراگندہ اعضا بطوریکہ کسی جوگی کو خبر نہ ہوئی۔ ایک بڑے جوگی کے پیٹ میں جمع ہوے اور ناک کی راہ سے نکلا جوگی کی ناک کا راستہ کشادہ اور جمن کے اعضا چھوٹے نہ ہوے ناچار جوگی بھاگ گئے۔ اور مدار اُس مکان میں بیٹھ گیا وہ مکان اب مکن پور مشہور ہے۔ مداری لوگ حتی الامکان سال میں ایکدفعہ اطراف عالم سے بروز معین مکن پور میں جمع ہوا کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اندھے اور اپاہج وہاں شفایاب ہوتے ہیں۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ چھپتا بہرام گول کی عورت نے امتحان کیواسطے ایک مجلس میں جہاں اسلام اور ہندو کے کامل فقیر جمع تھے جاکر کہا کہ جو شخص میرے ہاتھ کی تسبیح کھول لے اور اُسکو شہوت پیدا نہ ہو وہ کامل ہے سب مسلمان اور ہندو فقیر آگے گئے اور اُسکا مُنہ دیکھکر فریفتہ ہوے۔ سب سے پیچھے جمن کی نوبت آئی جمن نے چھپتا کے پاس جاکر اپنے ذکر کے ساتھ اُسکے ہاتھ سے تسبیح اُتاری اور ہرگز اُسپر شہوت غالب نہ ہوئی۔ جمن کے ذکر کا اُٹھنا شہوت سے نتھا بلکہ اُس قدرت سے تھا کہ کاملوں کو اپنے اعضا اُٹھانے میں ہوتی ہے لاجرم وہ سب ہندو و مسلمان فقرا سے اونچا بیٹھا اس قسم کی انکی بہت باتیں ہیں ✢

دوم جلالی۔ یہ لوگ سید جلال بخاری کے مرید ہیں جسکا مقبرہ قریہ اوچ میں ہے جو اعمال سندھ میں سے ہے اور یہ گروہ اپنے آپ کو شیعہ

ہیں۔ جیسے کہ مداری آپکو سُنی تصور کرتے ہیں۔ جلالی شیخین یعنے ابابکر اور عمر کو گالیاں دیتے ہیں اور نماز روزہ نہیں کرتے اور ریاضت اور شغل جو صوفیوں کا طریق ہے نہیں جانتے اور بھنگ بہت پیتے اور سانپ اور کژدم کو کھا لیتے ہیں۔ انکے کامل جب سانپ کو دیکھتے ہیں دانتوں سے پیسکر کھا جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ مرتضیٰ علی کی مچھلی ہے اور کژدم کو چونکہ علی کہکر کھا لیتے ہیں وہ کرم پانی میں رہتا ہے اور روبیان کہلاتا ہے۔ یہ بھی مداریوں کی طرح برہنہ رہتے اور جاڑے کے موسم میں آگ کے آگے بیٹھتے ہیں لیکن جلالی ژولیدہ مو یعنے جٹا دار نہیں رہتے بلکہ چار ضرب یعنے منڈے رہکر جہان کی سیر کرتے ہیں۔ ان میں سے بعضے جو کچھ حاصل ہو مرشد کے پیش کرتے ہیں۔ جب ہدایت کیواسطے پیر کے آگے جاتے ہیں سب نقد و جنس موجودہ مرشد کی نظر کرتے ہیں۔ جب مرشد انکو کلاہ اور شجرہ عنایت کرے ٹوپی کو سر پر اور شجرہ کو گلے میں رکھتے ہیں۔ اُنکا عقیدہ یہ ہے کہ جب عزرائیل جان قبض کیواسطے آویگا ٹوپی نیچے ہوکر آنکھوں کو ڈھانپ لے گی تا کہ ملک الموت کا منہ جو نہایت کریہ ہے نہ دیکھا جاوے۔ انکا پیر ہر روز نوشہ یعنے دولہ ہی رہتا ہے کیونکہ جس جگہ اپنے مریدوں کے گھر میں خوبرو دختر سُنتا ہے کرنا کو پھونک کے اور سوار ہوکر اُنکے گھر میں جاتا اور اُس دختر سے آمیزش کرتا یا اپنے گھر میں لاتا ہے اور نکاح نہیں جانتے۔ نامہ نگار نے ایک جلالی سے پوچھا کہ کیا حامد محمد تمہارا پیر اپنے مریدوں کی دختران بلانکاح کو ضرور لے لیتا ہے جواب دیا کہ شاہان صفوی عورت اور دختر اور لڑکا مریدوں کا لے لیا کرتے اور مرید اُس سے راضی تھے پس حامد محمد کہ جو علی کا خلیفہ ہے کیوں نہ لے یہ کام سعادت کا نشان ہے اور سنت محمد کا عمل ہے۔ اُس زمین میں اُسکے بہت مرید ہیں یہ نہایت شکار دوست ہے +

سوم بینوا اور بے قید ہیں۔ انکے نزدیک یہ کام بہت نیک ہے کہ خورد نوش کے سوا لوگوں سے اور کچھ نہ لیں اور ضروری لباس یعنے خرقہ وغیرہ اُن پارچات سے بناتے ہیں جو بلا وارث کسی راستہ اور گلی میں پڑے ہوں کچھ مانگتے ہیں تو گالی نکالکر مانگتے ہیں۔ اکثر اوقات اس دشنام دہی کے باعث اُن کو

لوگ دُکھ دیتے ہیں + یہ کہتے ہیں کہ خدا روح ہے اور محمدؐ بدن اور چار یار دو ہاتھ اور دو پاؤں ہیں- دم مدار یعنے مدار دم اور نفس پر ہے- مسکرات کھاتے اور وحدت وجودیہ کے قایل ہیں- ان میں سے بعض مرتاض یعنے ریاضت کش بھی ہوتے ہیں انکا مرشد گدا نارائن ہے- یہ تینوں گروہ حیوانات کو مارتے ہیں +

چہارم کاکان کشمیر کے ہیں- انکا شعار تجرد ہے اور وحدت وجودی پر ایمان رکھتے ہیں اور بھنگ بہت پیتے ہیں اور ان میں سے بعضے مرتاض بھی ہوا کرتے ہیں- انکو کاکاک اسواسطے کہتے ہیں- کہتے ہیں کہ ابراہیم کاک جس کسی کو چاہتا جذب کرلیتا بمجرد دیکھنے کے کھینچ لیتا تھا اور وہ مجذوب بیتابانہ اُسکے پیچھے دوڑتا تھا- اُسکے مرید بھی یہ کام کرسکتے- ہندو مسلمانوں میں جس کسی کو جذب کرتا اُسکو اُسکے مذہب سے نہ نکالتا یعنے ہندو کو کلمۂ محمدی نہ سکھاتا- ہندو کو سنت کی اور مسلمان کو زنار و قشقہ کی ہدایت نکرتا- مسلمانوں کی صفت اور ہندوؤں کی مذمت اُسکی زبان پہ نہ آتی- انبیاء اور اوتاروں کا نام جو مسلمان اور ہندوؤں کے بزرگ ہیں نہ لیتا مگر رام اور اللہ اور خدا کا نام لیتا تھا- اپنے مریدوں سمیت رات بھر نہ سوتا بلکہ صبح تک پیٹھ سے پیٹھ لگاکر بیٹھے رہتے- کشمیر کی وبا میں اُسنے اپنے مریدوں کو کہا کہ بہت لوگ گذر گئے ہم بھی اُنکی موافقت کرنی چاہتے ہیں اُنھوں نے کہا کہ حکم آپکو ہے پس وہ پہلے آپ سوکر فوت ہوا پھر یاروں نے اُسکی موافقت کی ثواں سے ایکدن موذن کی آواز سُنکر کہا کہ کلام الہی ہے اُسی حالت میں ایک شخص سے باد مخالف یعنے گوز سرزد ہوا تو کہا حق ہے ایک طالب علم وہاں حاضر تھا اُسنے کہا کہ کفر مت کہو جواب دیا کہ یہ دونوں ہوا ہیں اور ہوا خدا کا تعین ہے- طالب علم نے کہا پھر بدبو کیوں ہے جواب دیا کہ منی و توی کی مصاحبت کا نتیجہ ہے- طالب علم نے کہا کہ بھنگ نہ پینی چاہیے کیونکہ بھنگی صراط سے نہ گذر سکیگا کہا بھنگی بہت ہیں ہم صراط سے باہر ہی شہر بھنگی پور آباد کرینگے اور صراط سے گذرنے کی کیا ضرورت ہے- شاید قاسم کاہی نے ان سرمستوں کی کیفیت بیان کی ہے جبکہ بادشاہ قاسم انوار درمقام طیب آیا اس بیت سے متکلم ہوا-

او نور کند قسمت من بنگ کنم تقسیم
او قاسم انوار ست من قاسم اسرارم

اس قسم کے بہت آدمی ہند میں ہیں۔ ایک تیرتھ یعنے زیارتگاہ ہنود میں سنیاسی جمع ہوے ناگاہ ملنگ اور جلالی اور مداری بھی بکثرت تمام آگئے اور گاؤ لاکر مارنے لگے وہ سنیاسیوں نے خرید کی۔ پھر اور گاؤ لاے سنیاسیوں نے پھر بھی خرید لی۔ آخر اپنی کثرت سے مغرور ہوکر اور گاؤ لاکر مار دی۔ سنیاسیوں نے حملہ کیا اور فتحیاب ہوے۔ سات سو جلالی اور مداری و ملنگ مارے گئے اور اُنکے کوچک ابدال یعنے مرید اسیر ہوکر سنیاسیوں کے چیلے بنے۔ سنیاسیوں کی بہت لڑائیاں مشہور ہیں۔ ہندوؤں میں سے ایک جوگیوں کا فرقہ ہے یہ اپنے آپ کو نہایت قدیمی جانتے ہیں اُنکی حقیقت مذکور ہوچکی۔ ہندوؤں میں سے سانکھی اور پاتنجلی بھی ہیں یہ بھی ریاضت کش اور جوگ کے طریق پر چلتے ہیں۔ سب اپنے مذہب کو قدیمی جانتے ہیں۔ ہندوان میں اُنکا بیان ہوچکا۔ جتی اور بیراگیوں کے عقاید بھی کہے گئے۔ فقراے ہند میں سے ایک نرنجنی ہیں جو گوسائیں ہریداس سے منسوب ہیں۔ ہریداس قوم کا جاٹ موضع کانیر واقع سوالک کا رہنے والا ہے یہ بنی داس سانکلا کا غلام تھا۔ جو راجپوتوں کی ایک قوم ہے۔ ہریداس نے شکار میں ایک ہرنی کو تیر مارا جو باردار تھی اُسکے پیٹ سے بچہ نکلا جو تیر سے زخمی تھا۔ ہریداس نے بمجرد مشاہدہ اس حالت کے تیر و کمان کو توڑ کر اور کپڑے پھاڑ کر روتے اور چلاتے ہوے لوگوں سے کنارہ کیا اور بارہ ۱۲ برس تک آدمیوں سے نہ ملا بعدہ بہت لوگ اُسکے مرید ہوے۔ ہریداس ایکہزار پچپن ۱۰۵۵ ہجری میں بدن چھوڑ گیا۔ یہ لوگ بُت و بتخانہ اور مسجد و کعبہ کی پرستش نہیں کرتے اور کسی جہت کو افضل نہیں گنتے اور کسی چیز کو وسیلہ شناسائی اور تقرب حق کا نہیں بناتے نرنجن یعنے خدایتعالی کی پرستش پر اختصار کرتے ہیں اسواسطے انکو نرانجنی کہتے ہیں اور دنیا کے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ ترک و تجرد انکا طریق ہے۔ بعضے مٹی کا برتن پانی پینے کے واسطے اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور بعضے یہ بھی نہیں رکھتے۔ کسی جاندار کو نہیں دکھاتے اور سبز گھاس کو بھی نہیں اُکھاڑتے اور کسی چیز کو نہیں جلاتے اور طعام نہیں

پکاتے۔ جب بھوک لگتی ہے ہندوؤں کے گھروں میں جاکر قدرے غذا جس میں حیوان جلالی و جمالی کا اشتباہ نہ ہو لے لیتے ہیں۔ جب کوئی مرنے لگتا ہے تو اُس سے پوچھتے ہیں کہ تیرے جسم کو پھونکا جاوے یا پانی میں ڈالدیا یا دفن کیا جاوے جو کچھ وہ کہے وہی کرتے ہیں ٭ اور فرقہ دادو پنتھیوں کا ہے۔ دادو نداف موضع نارانیہ مضاف مارواڑ کا رہنے والا ہے اُسنے اکبر بادشاہ کے عہد میں درویشی اختیار کی۔ ایک جماعت مرید ہوئی۔ وہ اپنے مریدوں کو بت پرستی سے روکتا اور ترک حیوان جلالی کی فرماتا۔ آزار جانور سے کنارہ گزین تھا لیکن عورت اور دنیوی کام کو چھوڑنا نہ فرماتا تھا بلکہ لوگوں کو اسمیں فعل مختار چھوڑتا۔ اسکے مرید تعلقدار اور تارک بھی ہیں۔ جب انہیں کوئی مرجاتا ہے چارپائی پر ڈالکر جنگل میں چھوڑ آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی بہتر ہے کہ دد و دام اُسکو پیٹ بھر کر کھائیں ٭ ایک پیارا پنتھی ہیں جو بابا پیارا سے منسوب ہیں ٭ یہ لوگ گداگری کے وقت دوکان کے سامنے کھڑے ہوکر دیکھا کرتے ہیں زبان سے کچھ نہیں کہتے یعنے سوال نہیں کرتے ہیں اگر کوئی کچھ دیدے لے لیتے ہیں اگر نہ دے چلے جاتے ہیں ٭ سو بد سے

سوال بے زباں باشد بدیدہ
شنیدہ کے بود مانند دیدہ

یہ لوگ مسلمانوں سے پرہیز نہیں کرتے بلکہ اپنے آپ کو مسلمان جانتے ہیں ٭ ایک فرقہ بشنوی ہے جو گوسائیں جانبھا سے منسوب ہیں۔ جوگندر داس سے سنا گیا کہ انکے مرشد کو تمامی جہان کہتے تھے اور اُسکے مریدان ہندو و مسلمان نے بشنوی طریقہ اختیار کیا۔ وہ یہ ہے کہ یہ لوگ کسی جاندار کو نہیں جو کھاتے اور بیگانہ کیش ہندو یا مسلمان کا نہیں کھاتے۔ اور پانچ وقت مشرق کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھتے ہیں خدا اور فرشتوں اور انبیاء کا نام لیتے ہیں جیسا کہ اللہ میکائیل عزرائیل جبرائیل اسرافیل وغیرہ۔ جب مرتے ہیں دفن کیے جاتے ہیں اور جہانتک ہوسکے خلقت سے نیکی کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ اپنے آپ کو بیمار ظاہر کرکے گدائی کرتا ہے اور جو کچھ جمع ہو اندھے لنگڑے وغیرہ مریضوں کو پہنچاتا ہے ٭ ایک فرقہ سورج مکھی یعنے آفتاب پرست ہے۔ یہ قدیمی ہنود میں سے ہیں اور دو قسم

پر ہوتے ہیں ایک وے جو کہتے ہیں کہ آفتاب ایک بڑا فرشتہ ہے آتما اور بدھ یعنے نفس اور عقل رکھتا ہے اور سب کواکب کا نور اُسی سے ہے اشٹ بھوم لوگ یعنے زمینی موجودات اُسی کے نور سے ہے اور وہ پربھو دیو یعنے فرشتوں کا سردار ہے اور آسمان و ستارگان کا بادشاہ ہے اور مہاجوت یعنے نیر اعظم اور ڈنڈوت و نمسکار کے لایق یعنے واجب التعظیم والسجود ہے و استت ہوم یعنے دعا و مناجات کے قابل ہے جب سورج چڑھتا ہے تو پاک ہوکر اُسکے سامنے کھڑے ہوکر بعد نماز کے دعا پڑھتے ہیں جسکے بعض الفاظ کا ترجمہ یہ ہے۔ مہاجوت اوتم اودے۔ نرسواد۔ لوین انار سودرشن۔ درست معقن۔ مہا اوتار۔ اوتم پرکاش۔ پرتھی سرن۔ مہا داتا مکت سنگ۔ آتما دات۔ سریجوت۔ سواتما بدھ نات۔ سرب جوت۔ اتپ پرکاش پرم جوت۔ اوپارسک۔ سرگ واتا۔ دیوسبھا۔ کیونکہ تو روشن نور اور اوسکے اشراق رکھتا ہے۔ آنکھیں تیرے نور کے مشاہدہ سے قاصر ہیں تو وہ نور ہے کہ کوئی نور مظاہر نور الانوار میں سے تیرے نور سے زیادہ نہیں توہی تعظیم اور تسبیح کے لایق ہے کہ خدا کا خلیفہ ہے تیری بخشش سے ہم امیدوار ہیں اور تجھ ہی سے حاجات چاہتے ہیں تاکہ تیرے قدیم ابداع پر آگاہ ہوویں جب کہ تیری صورت میں یہ نور ہے تو بزرگی اور روشنی تیری کو حضرت نفس ناطقہ اور عقل مجرد کیا بیان کرسکے وہ نور جو تیری ذات کریم کے اوپر ہے جسکا تو معلوم اور مظہر ہے تجھ سے تعظیم و تسبیح اُس نور کی لایق ہے ہمکو لذات دنیوی کے ترک میں مدد دے اور نورانیت میں ہمکو اپنے مانند بنا اور اپنے عالم سے ملا کیونکہ لایق طالب وہی ہوتا ہے جو سب لذایذ دنیوی کو چھوڑ کر تیری مبارک ہمسایگی پر فیروز ہو یعنے سب لذات دنیوی ترک کیں تاکہ تیری رضامندی میں ہوجائیں اور تجھکو پہنچیں اور تیرے ساتھ رہیں ۞ دوسرے کہتے ہیں جو کچھ سور لوک اور بھو لوگ یعنے عالم علوی و سفلی میں ہے اُسکی پیدایش آفتاب کے وجود سے ہے اُسکو ہم دیکھتے ہیں اور آنکھوں کو اُسکے دیدار سے پرکاشت یعنے نور آمود کرتے ہیں۔ ادس نکرے یعنے معجزات کو سُنتے ہیں البتہ عقلمند آدمی دیکھی ہوئی چیز سے پھر کر سُنی ہوئی سنے میں دل نہیں باندھتا اس واسطے آفتاب کو ذات نات یعنے خدا سے ہستی جانتے ہیں اور اوپاسنا

یعنے پرستش اُسکی کرتے ہیں۔ دونوں گروہ حیوان کو نہیں دُکھاتے اور اُسکو جیتو دیا کہتے ہیں۔ اور حسب طاقت لوگوں سے نیکی کرتے ہیں اُسکو پُن دان کہتے ہیں۔ جھوٹ اور گناہ سے کنارہ کرتے اور اُسکو دھرم مارگ کہتے ہیں۔ انہیں گرہستی یعنے دنیادار ایک استری یعنے عورت سے زیادہ نہیں کرتے اور آفتاب کی صورت کئی قسم کی بناتے ہیں اُسکو دیان مورت کہتے ہیں۔ لیکن گروہ اول میں سے ایک جماعت ہے جو پنڈت یعنے عالم ہیں یہ لوگ اکاس گرہ تارہ پہل یعنے فلک و نجوم اور احکام کے جو اُسنے منسوب ہیں قایل ہیں اور بیدانگ یعنے قوانین کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ بُدھ واہرنا یعنے فکر کی تعظیم کرتے اور کہتے ہیں کہ فکر میانجی یعنے ایلچی ہے سن گیان یعنے معقول اور سادھان یعنے محسوس ہیں کیونکہ محسوسات کی صورتیں اور معقولات کے حقایق سری بُدھ واہرنا یعنے حضرت فکر پر وارد ہوتے ہیں۔ تعین اندیشہ سموہ یعنے مورد علم محسوس اور معقول کا ہے۔ جاے جیتا ایلوک ویلوک یعنے دونوں جہان کا مدارک ہے۔ اور ایک طایفہ درویشوں کا ہے کہ تپشا یعنے نہایت جد و جہد کرتے ہیں اور کامل ریاضت اور محنت کے ساتھ اپنے آپ میں سے بھرم یعنے وہم کو دور کر چھوڑتے ہیں تاکہ خواب میں محتلم نہ ہوں یعنے اُنکی منی نہیں چلتی۔ کہتے ہیں خواب میں احتلام یعنے منی کا چلنا وہم کے تصرف سے ہے۔ نظر بد جو تصرف وہم سے ہوتی ہے اُن میں اثر نہیں کرتی۔ وہ اُس دیوار کے سر پر کہ جسپر قدم دھرینگے جگہ نہ ہو بسہولت چلے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آدمی کا دیوار سے جسپر قدم رکھنے کی ہی جگہ ہو گر پڑنا غلبہ وہم سے ہوا کرتا ہے۔ مینھ کے برسانے پر وہ طاقت رکھتے ہیں اور میگھ بندھن یعنے مینھ کو بند بھی کرسکتے ہیں۔ وہ وشی کرن یعنے غیر کو فرمانبردار کرلینا جانتے ہیں۔ مغیبات یعنے غیر محسوس سے خبر دیتے ہیں اور انتر جامی ہیں یعنے لوگوں کے دلوں کا حال جانتے ہیں جو کچھ نزدیکوں کے دلوں میں نیکی یا بُرائی ہو اُسکو دریافت کرلیتے ہیں اور عالم کے حوادث کو جان جاتے ہیں۔ اُنکے دلوں پر جوٹ منڈل یعنے عالم نور کے اسرار روشن ہوجاتے ہیں۔ جب کوئی غمناک کام سرزد ہونیوالا ہو تو چند ریاضت کش جمع ہوکر آفتاب کے سامنے بیٹھ کر اُسکے دفع میں

اتفاق کرتے ہیں اور وہ بلا رفع ہوجاتی ہے - بہر حال ظہور آثار عزیبہ
کے مظہر ہوتے ہیں - رات دن آنکھیں باندھ کر فکر کرتے ہیں کہ جسکو دھیان
کہتے ہیں - محسوسات کی طرف مشغول نہیں ہوتے اسکو تیاگ بولتے ہیں
اور بعضے عورت سے کنارہ گزین ہوکر جتی کہلاتے ہیں اور بعضے باوجود
اس ترک کے دنیاداروں سے نہیں ملتے اور سواے ضروری غذا کے
اُن سے کچھ نہیں لیتے - یہ بیراگی اور اوداسی کہلاتے ہیں - بعضے
جنگل و پہاڑوں میں رہتے ہیں میوہ جات سے گذارہ کرتے ہیں وحوش
اُنکو دُکھ نہیں دیتے اُنکو بن باسی بولتے ہیں - اسکے اہل تعلق کے
گھر میں اگر فرزند تولد ہو یا اور کسی وجہ کی شادی و خوشی ظاہر ہو تو
لوگ مبارکبادی دینے نہیں جاتے - اگر کوئی غم ہو یا کوئی مر جاوے
ہرگز غمگین نہیں ہوتے اور ماتم نہیں رکھتے اور شہوت اور کھانا پینا
بقدر ضرورت حلال اور باقی حرام گنتے ہیں - اور جو اس سے زیادہ
طلب کرے اُس سے کنارہ کرتے ہیں - اس فرقہ کو گرہست بولتے ہیں
جو کچھ آدت جوت نے کامل اس فرقہ کا حال بیان کیا اگر کل لکھا جاوے
کتاب میں نہیں سما سکتا ❊ نواحی کلنک کے پہاڑوں میں ایک گروہ ہے
جو سوروار کہلاتا ہے اور دوسرے گروہ کا نام ندارد - یہ کسی کو محصول
و باج نہیں دیتے اور سورج کی پرستش کرتے ہیں بباعث سادگی روئے
و برنج کو طلا سے اچھا جانتے ہیں مردہ کو بیگانہ آدمی کے ہاتھ کھنچواتے
ہیں - کہتے ہیں کہ انکا سردار مٹی پر بیٹھتا تھا اور اُسکے ملازم چارپائیوں
پر - کہتے ہیں کہ رئیس زمین کا مالک ہے اسواسطے وہ خاک پر ہے
اور ہم زمین کے مالک نہیں کہ اُسپر بیٹھیں ❊ ایک فرقہ چندر بھگت
ہے یعنے ماہ پرست ہے - یہ لوگ چاند کو بادشاہ اور مقرب فرشتہ
جانکر سیوا یعنے پرستش کا مستحق گنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عالم سفلی
کی تدبیر اُسکے سپرد ہے اُسکے نور کی زیادتی اور کمی سے مہورت یعنے
ساعات روز و شب معلوم ہوسکتے ہیں اور آفتاب کے پیچھے ہے
اور آفتاب سے نور لیتا ہے آفتاب کا حضور بھی اسکے ذریعہ سے
پایا جاسکتا ہے - چاند کی صورت بناتے ہیں اُسکو پوجتے ہیں اور
قبلہ گنتے ہیں - گوشت نہیں کھاتے جانور کو نہیں دکھاتے ❊ ایک اور

فرقہ دوسرے کواکب کی پرستش کرتا ہے ؛ ایک فرقہ اگن بھگت یعنے آتش پرست ہے۔ کہتے ہیں کہ اعلیٰ درجہ کی آگ ذات خدا کی ہے جو آفتاب کہلاتی ہے اسکو پرم اگن کہتے ہیں اور دوسرے کواکب بھی اسکے فروغ سے پیدا ہوئے ہیں نیچے کی آگ بھی اسی کا چمکارا ہے۔ الغرض آگ کو پوجتے اور کہتے ہیں کہ آفتاب کی ملاقات بھی اسی کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے ؛ ایک پون بھگت یعنے ہوا پرست ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ موجود حقیقی ہوا ہے اور نفس ناطقہ کو بھی ہوا جانتے ہیں ؛ ایک آب پرست ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ موجود حقیقی پانی ہے اسواسطے دریا اور نہروں کی تعظیم کرتے ہیں ؛ ایک پرتھوی بھگت یعنے خاک پرست ہیں جو خاک کو موجود حقیقی جانکر تعظیم کرتے اور مٹی کے مہرے بناکر سجدہ کرتے ہیں ؛ ایک گروہ موالید ثلاثہ یعنے جمادات نباتات حیوانات کی پرستش کرتا اور اسکو ترلوچا بولتا ہے ؛ ایک منش بھگت یعنے انسان پرست ہیں۔ یہ لوگ آدمی کو خدا کی ذات جانتے ہیں۔ اور انسان سے کاملتر کسی موجود کو نہیں جانتے انکے نزدیک انسان بڑا نہیں ہوسکتا ؛ ایک طایفہ کاشیال کوہستانی کشمیر کے نواح میں رہتا ہے جو بت پرست ہے۔ ان لوگوں میں دستور ہے کہ پسر اپنا اور اپنے باپ کا اندوختہ مال اپنے فرزند کے لیے چھوڑتا ہے حتی کہ بیٹا اپنے باپ کی جمع کی ہوئی لکڑی میں جلایا جاتا ہے جب ان میں سے کوئی مرتا ہے تو حجام مردہ کے پاس جاتا اور خبر لاکر کہتا ہے کہ فلانی چیز پکانی چاہیے پس سب لوگ اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہ صحبت چند روز تک قایم رہتی ہے پھر مردہ کو جلاکر اسکی خاک پر ایک پتھر کی شکل بناتے ہیں کہ جسکا آدھا منہ مرد کا اور آدھا عورت کا ہوتا ہے۔ اگر اسکے فرزند نہ ہو مردہ کی عورت ستون سے بیاہ کرلیتی ہے۔ جو کوئی تعزیت کے واسطے آتا ہے اس عورت سے جماع کرتا ہے تاکہ فرزند پیدا ہو۔ یہ لوگ جانور کو نہیں دکھاتے ؛

کشمیر کے کوہستان میں ایک فرقہ درو نام ہے۔ انمیں سب بھائی ایک ہی عورت کو بیاہ لیتے ہیں اور کبھی اپنا گھر مع زمین اور زن و بچہ بیچ دیتے ہیں سب کچھ خریدار کا ملک ہوجاتا ہے اور جورو کو رہن

کر دیتے ہیں اور بعض ان میں سے باوجودیکہ مسلمان بھی ہوگئے ہیں یہ
طریق نہیں چھوڑتے۔ اور یہ گوشت بھی کھاتے اور جانور آزار ہیں۔ ایک
طایفہ ہند میں ہے جو ڈھینڈ کہلاتا ہے۔ یہ کمینہ لوگ ہیں۔ آدمی کے سوا
سب شے کھا جاتے ہیں۔ اور آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں۔ ایک دن نامہ
نگار نے ان میں سے ناگا نام آدمی کو ورسیاکل میں جو ملک کلنک
میں ایک گانوں ہے پوچھا کہ سب لوگوں سے اچھا کون ہے جواب دیا
ڈھیڈو۔ جب وے بدن چھوڑتے ہیں خدا میں ملجاتے ہیں۔ اگر برہمن مرے
تو وہ بیل بنجاتا ہے اور مسلمان گھاس ہوجاتا ہے۔ نامہ نگار نے کہا
اگر ڈھیڈو لوگ خدا کے نزدیک گرامی ہیں کیوں ہر چیز اور گوشت کو
کھالیتے ہیں۔ جوابدیا کہ خدا بسکہ اس فرقہ کو دوست رکھتا ہے اسنے
حکم دیا ہے جو چیز چاہیں کھائیں؛ ہندوستان میں ایک فرقہ چوہڑا
کہلاتا ہے جسکو اب حلال خور بھی کہتے ہیں گھروں سے خاک وخاشاک
صاف کرنا انکا کام ہے اور پاخانہ بھی صاف کرتے ہیں۔ کہتے ہیں ہمارا
پیر جھبوٹا نام سونے کی جاروب اور چاندی کی ٹوکری ہاتھ میں لیے ہوے
عرش پر خدا کا پاخانہ پاک اور خدا کا گھر صاف کرتا ہے؛ یہ لوگ
بھی ڈھیڈو کی طرح سب چیز کھالیتے ہیں؛ نانک پنتھی جو گرو کے سکھ
کہلاتے ہیں بُت اور بتخانہ پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ نانک بیدی ہے
جو کھتریوں کی ایک قوم ہے۔ نانک بابر شاہ کے عہد میں مشہور ہوا
وہ بابر شاہ کے تسلط کے پہلے دولت خاں لودی کا مودی تھا۔ دولت
خاں ابراہیم خاں بادشاہ ہند کا امیر تھا۔ مودی وہ ہوتا ہے جسکے ہاتھ
میں غلات کا کام ہو۔ نانک کو ایک درویش ملا اُسکی تاثیر سے نانک
نے دوکان پر جاکر دولت خان کا اور اپنا تمام غلہ جو دوکان وگھر میں
موجود تھا لٹا دیا۔ اور زن و فرزند کو ترک کیا۔ جب دولتخاں نے یہ حال
سُنا متحیر ہوا لیکن جب نانک میں درویشی کا اثر پایا غلات کی
بابت تعرض نکیا۔ الحاصل نانک نے سخت ریاضت کی پہلے پہلے
غذا کو کم کیا اور پھر قدرے دودھ پر اکتفا بعدہ روغن پر آخر ہوا ہی
کو کھا چھوڑتا تھا۔ بہت سے لوگ اُسکے مرید ہوے۔ نانک خدا کی
توحید اور تناسخ کا قایل و شرع محمدی کو بھی بُرا نہ جانتا تھا اور شراب

و گوشت کو حرام کہتا اور حیوانات کے آزار سے منع کرتا تھا۔ اُسکے پیچھے اُسکے مریدوں میں گوشت کھانا مشہور ہوا۔ ارجن مل نے بھی جو بالواسطہ اسکا خلیفہ تھا لوگوں کو گوشت کھانے سے منع کیا اور کہا کہ یہ کام نانک کی مرضی کے برخلاف ہے۔ آخر ہرگوبند بن ارجن مل گوشت کھانے اور شکار کھیلنے لگا اور اُسکے مرید بھی یہی کام کرنے لگے۔ نانک جیسے کہ مسلمانوں کی ستایش کرتا تھا ویسے ہی اوتاروں اور دیوتاؤں اور دیویوں کی صفت کرتا تھا لیکن سب کو مخلوق جانتا اور حلول اور اتحاد کا منکر تھا یعنے پرمیشر کا وجود میں آنا اور جیو و برہم کی ایکتا کو نہیں مانتا تھا۔ مسلمانوں کی تسبیح ہاتھ میں اور زنار گلے میں رکھتا تھا+ اُسکی کرامتیں جو اُسکے مرید بیان کرتے ہیں اس مختصر رسالہ میں نہیں آسکتیں۔ نانک نے پٹھانوں پر رنجیدہ ہوکر مغلوں کو اُنپر متسلط کیا جیسا کہ نوسوبتیس ۹۳۲ ہجری سنہ میں بابر بادشاہ ابراہیم افغان پر فتحیاب ہوا+ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں بابا نانک ساری رات ایک حصار یعنے قلعہ میں خدا کے دیدار میں مستغرق یعنے محو رہا۔ وہاں لڑکے کھیل رہے تھے ہرچند اُن لڑکوں نے نانک کے بدن پر ہاتھ لگایا کچھ حرکت ظاہر نہ ہوئی اُنھوں نے آنکھ اور ناک اور کان نانک کے سی دیئے اور ہاتھوں کو باندھا۔ جب نانک اُس حالت سے واپس ہوش میں آیا تو اپنے آپ کو بستہ پایا پھر بستی کیطرف گیا اور ایک دروازہ پر پکارا کہ کوئی میرے ہاتھ اور منافذ کو کھولے آخر ایک جمیلہ عورت باہر آئی اور اُسکو گھر میں لے گئی اور ہاتھ کھولے لیکن سیئے ہوے منافذ یعنے گوش و چشم وغیرہ اُسکے ہاتھوں سے نہ کھل سکے پس اُسنے اپنے دانتوں سے وہ دوخت کے دھاگے اُکھاڑے اُسکی پیشانی کا قشقہ نانک کے ماتھے پر لگا اور عورت کا قشقہ یعنے تلک مٹ گیا۔ جب نانک گھر سے نکلا ہمسایوں نے عورت کو نانک سے آمیزش کی تہمت دی لاچار عورت مطعون ہوئی اور خاوند اُس سے نفرت گزین ہوگیا۔ عورت نے یہ سب حال نانک کی خدمت میں عرض کیا تو نانک نے کہا کہ کل قلعہ کا دروازہ بند ہوگا۔ جبتک تیرا ہاتھ نہ لگے گا دروازہ نہ کھلیگا دوسرے دن ویسے ہی ظہور میں آیا۔ ہرچند لوگوں نے کوشش کی دروازہ

نہ کھلا۔ چونکہ جگہ بہت اونچی تھی اور چاہ بھی حصار سے باہر تھا آدمی اور چار پاے نہایت تنگ ہوے۔ قلعہ والوں نے اپنے بزرگ اور عابدوں سے اگرچہ دعا کرائی لیکن مفید نہ ہوئی۔ لاچار نانک سے اسکا علاج پوچھا جواب دیا کہ جبتک پت برتا عورت کا ہاتھ جسنے عمر بھر مرد بیگانہ سے صحبت نہ کی ہو نہ لگے دروازہ ہرگز نہ کھلیگا۔ قلعہ والوں نے ہرچند اُن عورات کے ہاتھ لگواے جنکی عصمت اور پاکدامنی کے نہایت معتقد تھے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اور دروازہ نہ کھلا حتیٰ کہ تمام باشندگان حصار کی عورات کے ہاتھ لگائے مفید نہ پڑے لاچار سب مایوس ہوے تو عصر یعنے سہ پہر کے وقت وہ عورت جسکو نانک کی تہمت لگائی تھی آئی لوگوں نے اگرچہ اُسکو دیکھ کر ہنسی کی اور شوہر چچا یا اور متعلقوں نے شرمندہ ہوکر سرزنش کی لیکن عورت نے اُنکے کہنے پر خیال نہ کرکے دروازہ کو ہاتھ لگایا اور فوراً کھل گیا۔ لوگ متحیر ہوکے عورت کے پانوں پر گر پڑے اور اُسکی عصمت کے معتقد ہوے ٭ بانی یعنے نانک کے اشعار تمام مناجات اور نصیحتوں سے بھرے ہوے ہیں اور اُسکے اکثر سخن خدا کی بزرگی اور ستایش کے بیان میں ہیں وہ سب بانی جٹان پنجاب کی زبان پر ہے اور جاٹ پنجابی لغت میں کاشتکار کو کہتے ہیں۔ نانک کے مرید زبان سنسکرت سے سروکار نہیں رکھتے۔ وے قاعدے اور قانون جو نانک نے ٹھہراے ہیں آیندہ بیان کیے جاوینگے ٭ نانک نے اپنے اشعاروں میں کہا ہے کہ آسمان اور زمین بہت ہیں انبیا اور اولیا اور اوتاروں اور سدھوں نے کمالیت خدا کی بندگی سے حاصل کی ہے۔ جو کوئی خدا کی عبادت میں کوشش کرے ہر راستہ سے خدا کا مقرب ہوسکتا ہے اور خدا کے تقرب کا ذریعہ جاندار کا نہ دکھانا ہے ٭

راستی آور کہ شوی رستگار
راستی از تو ظفر از کردگار

نانک کے فرزند پنجاب میں ہیں اُنکو کرتاری کہتے ہیں۔ بموجب زعم بعضوں کے خلافت نانک کے فرزندوں کو نہیں پہنچی اُسکے بعد گورو انگد قوم کھتری سرین اُسکے حکم سے نانک کا جانشین ہوا اُسکے بعد گورو امرداس قوم کھتری ہوا۔ اُسکے پیچھے گورو رامداس کھتری سوڈھی

جانشین ہوا جسکو سری گورو بھی کہتے ہیں۔ اور بعد وفات رامداس کے اسکا بیٹا ارجن مل اپنے باپ کی جگہ بیٹھا۔ اسکے عہد میں سکھ یعنے مرید بہت ہوے اور اعتقاد میں اسقدر ترقی کی کہ بابا نانک کو خدا اور جہان کو اسکا پیدا کیا ہوا کہنے لگ گئے۔ لیکن بابا نانک اپنے اشعار میں اپنے آپ کو بندہ گنتا اور خدا کو نرانجن اور پاربرہم اور پرمیشر کہتا تھا جو جسم و جسمانی نہیں اور بدن میں نہیں آتا۔ سکھ کہتے ہیں کہ بابا نانک جسم نہیں رکھتا لیکن اپنی قدرت سے ہمیں دکھلاتا تھا اسپر کہتے ہیں کہ جب نانک نے تن چھوڑا گورو انگد میں جو اسکا مقرب خادم تھا حلول کیا اور گورو انگد نانک سے مراد ہے پس انگد مرنے کے وقت امرداس میں بطور مذکور آیا اور گورو رامداس مرنے کے وقت گورو ارجن مل میں ملا۔ ہر ایک کو محل کہتے ہیں۔ محل اول نانک۔ محل دوم انگد اسی قیاس پہ محل پنجم ارجن مل ہوا۔ کہتے ہیں کہ جو شخص ارجن مل کو بابا نانک کا عین نہ جانے وہ کافر ہے۔ کہتے ہیں کہ بابا نانک قدیم میں راجہ جنک تھا۔ جب سکھدیو بیاس رکھیشر کا بیٹا اسکے پاس گیا تاکہ خدا کا راستہ پاوے دیکھا کہ راجہ کا ایک پاؤں آگ میں ہے اور سوار پیادہ صف باندھ کر کھڑے ہیں اور نواب و وزیر ملک کا کام کر رہے ہیں اور ہاتھی گھوڑے کی حاضری ہورہی ہے۔ سکھدیو کے دلمیں آیا کہ ایسے کامل کو ایسا دنیا کی دلبستگی نالایق ہے۔ راجہ نے اپنے صفائی قلب کے ذریعہ سے سب حال دریافت کرکے اپنی قوت سے ایسا شعبدہ دکھایا کہ گھروں کو آگ لگی آخر سب گھوڑے اور گھر صاف جل گئے۔ راجہ یہ سب حال سنتا اور دیکھتا تھا لیکن ہرگز متوجہ نہ ہوتا تھا یہانتک کہ اس مکان کو جس میں سکھدیو اور راجہ بیٹھے تھے آگ لگی سکھدیو نے اپنا کرمنڈل یعنے لکڑی کا ظرف جو اسکے ساتھ تھا بیتابانہ اٹھا لیا۔ راجہ نے ہنسکر سکھدیو کو کہا کہ میرا سب مال و اسباب صاف جل گیا لیکن میرا دل بدن اور اسباب سے کچھ متعلق نہ تھا اسلئے اسکو کچھ رنج نہ ہوا اور تو ایک کرمنڈل کے لئے بیتابانہ کودا۔ پس جاے غور ہے کہ ہم دونوں میں سے کسکو اسباب دنیا کے ساتھ دلبستگی ہے۔ یہ سنکر سکھدیو تائب ہوا۔ یہ حکایت گورو نانک کے سکھوں سے سنی گئی۔ جنک اور سکھدیو کا حال جوگ باشِشٹ میں جو ہندوؤں

کی مشہور کتاب ہے ایسا لکھا ہے کہ بسوامتر نے رکھیشروں کے روبرو
رامچندر کو مخاطب کرکے کہا کہ اے رامچند اُن والدین پر رحمت ہو جن
سے تجھ سا فرزند پیدا ہوا۔ تونے اپنا کام تمام کیا اور لطافت سرشت
اور صفائی طینت سے اپنے دل کا شیشہ ایسا روشن کیا کہ اُس میں
جمال حقیقت کا جلوہ گر ہوا اور وہ نسبت جو مرید اور طالب کو بمدت
سی مشقت اور ریاضت کے اور مدت تک رکھیشروں کے ارشاد
اور تلقین کرنے سے حاصل ہوتی ہے تجھے بے واسطہ ملی اور تو سب
دانشتی کو جانکر جیون مکت کا قایل ہوا ہے۔ سکھدیو پسر بیاس صفائر
جبلی اور سرشت خلقی کے ذریعہ سے اپنی ماں کے پیٹ سے ہی گیان
یعنے شناخت خدا کو حاصل کرکے نکلا اور جسنے بے واسطہ کمال حاصل کیا تھا
وہ اگرچہ بسبب صفائی عقل کے سر حقیقت سے واقف تھا اور سلوک
کی راہ میں کوئی پردہ اُس سے باقی نہ تھا لیکن تاہم رکھیشروں اور
سالکان کامل سے حقایق پوچھتا رہتا تھا اور رکھیشروں یعنے پرہیزگاروں نے
اُسکو اُپدیش یعنے ارشاد و تلقین کیا اُس سکھدیو کی مانند ہم تجھکو ارشاد
اور گیان اُپدیس کرینگے۔ رام چندر نے بسوامتر سے کہا کہ جو سکھدیو ایسے
کامل فطرت رکھتا تھا التماس کرتا ہوں کہ اُسکا مفصل حال بیان فرمائیں
کہ وہ باوجود حصول گیان کے کیوں اُپدیش گیان کا محتاج ہوا اور رکھیشروں
نے اُسے کیسے ارشاد کیا۔ بسوامتر نے کہا اے رامچندر تیرا حال بعینہ مانند
حال سکھدیو کے ہے اور سکھدیو کو اب اسقدر بزرگی اور کمال حاصل ہے
کہ اُسکی سرگذشت کا سننا لوگوں کو آزاد کردیتا ہے۔ اور اُسکے سننے والے
پھر دنیا میں نہیں آتے۔ اے رامچندر اُسکو بھی پھر اندیشہ پیدا ہوا تھا کہ
یہ جہان ناپایدار ہے اور جو کچھ اسمیں دیکھا جاتا ہے ہر وقت تغیر
پاتا ہے ایک جنم کر عالم میں آتا ہے۔ دوسرا مرکر چلا جاتا ہے۔ ایک
خوش دوسرا غمگین۔ ایک بیمار دوسرا تندرست ہے۔ پس دنیا میں جو کچھ
نظر آتا ہے اُسکے حالات مختلف ہوتے جاتے ہیں اُسمیں ہرگز بقا اور
ثبات نہیں اور یہ دلبستگی کے لایق نہیں جو چیز باقی اور ثابت اور برقرار
ہو اُسکی محبت میں دل لگاوے اور اُسی پر مدار رکھے اور ہمیشہ
دھیان یعنے تصور اُسی کا کرے اور اُسکی یاد کے مراقبہ میں رہے

اور باقی اور پایندہ سوائے ذات برہم یعنے ہستی مطلق وجود بحت کی کوئی نہیں پس اُسی کی یاد اور دھیان میں رہنا چاہیئے۔ جس کسی نے اپنی ہمت کو ذات برہم کے دھیان میں باندھا اُسکو پہچان لیا۔ وہ نفسانی خواہشوں اور جسمانی حظوں سے جو بھاری قید اور ہر جاندار اُس میں گرفتار ہے۔ ایک دفعہ ہی چھوٹ گیا۔ وہ مرغ پپیہا کے مانند جو ابر نیساں کے پانی کا عاشق ہے کسی دوسری فصل کا طالب نہیں جیسے پپیہا ابر نیساں کے قطرہ کا طالب ہے کسی دوسرے پانی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ ایسے ہی طالب خدا بھی کسی دوسری شئے کی جانب رجوع نہیں لاتا محض اسی کی تلاش میں مصروف رہتا ہے۔ سکھدیو اپنی مرادیں اور خواہشوں سے آزاد و فارغ ہوکر ہمیشہ دھیان و مراقبہ میں رہتا اور اپنی ہستی کو بقائے حق میں فانی کرکے بسبب شناخت برہم اور دریافت ہستی مطلق کے آرام اور تسکین یاب ہوا۔ جب وہ صاحب کمال ہوگیا اور کامل رکھیشروں کی طرح اپنی مراد دلی کو پہنچا تو اُسکا دل چودھویں رات کے چاند کے مانند روشن ہوگیا اور اُسی حالت میں اوقات گذاری کرتا تھا۔ بِالْاَرْوَاحِ عَرْشِیُوْنَ وَبِالْاَبْدَانِ فرشیون۔ یعنے بسبب ارواح کے عرشی اور بباعث بدن کے فرشی ہوکر دنیا میں تھا۔ ایکدن بحالت سیر وگشت بسمیر پربت یعنے البرز پہاڑ پر جسکو کوہ قاف کہتے ہیں پہنچا۔ جب پہاڑ مذکور پر چڑھا اپنے والد بیاس کو اُس پہاڑ کے درہ میں دھیان ذات برہم اور مراقبہ یاد ہستی مطلق میں مشغول پایا۔ تعظیم مناسب بجالایا۔ جب مراسم ڈنڈوت یعنے تعظیم اور رسم پوجا یعنے آئین پرستش سے فراغت پائی تو التماس کی کہ اے والد بزرگوار و اے گیانی یعنے صاحب علم حقیقت حال کو بیان فرماکہ یہ عالم یگانگی حق اور وحدت ذات سے کثرت اور بیگانگی میں کیسے آگیا اور جہان کی پیدایش کیسے ظہور میں آئی اور کب تک باقی رہیگا اور بقا کا باعث کون چیز ہے اور اُسکی بقا کی مدت کتنی ہے تاکہ میں حقیقت عالم کی جانوں اور پوشیدہ اور ظاہر کا شناسا ہوں۔ بیاس نے اُسکی التماس کے بموجب آفرینش کا حال بیان کیا اور اُسکا ظہور کہا لیکن جبکہ بیاس کا دل اپنے فکر و اندیشہ سے متعلق اور دھیان برہم کا مشغول تھا عالم اور اُسکے ظہور کا حال

مفصل نہ کہا جسکو سُنکے سکھدیو کی پوری تسلی ہوتی۔ جب سکھدیو کا دل اُسکے بیان سے خوش نہ ہوا تو بیاس نے جان لیا کہ اُسکا مقصود کیا ہے پھر کہا۔ اے فرزند چونکہ میرا دل دھیان و مراقبہ حق میں متوجہ ہے لہذا جیسا کہ تو پیدایش عالم کا بیان مفصل سُننا چاہتا ہے۔ میرا وقت اُسکا تقاضا نہیں کرتا کیونکہ مجھے فرصت نہیں لیکن میں تجھے ایک جگہ بتلاتا ہوں کہ وہاں سے تیرے دل کی تسلی ہوگی اور تجھے اُس شخص کے پاس بھیجتا ہوں جس سے تیری مراد حاصل ہوگی۔ ولایت ترہت میں متھلا نگری نام ایک شہر ہے اور جنک نام راجہ اُس شہر کا ہے جو صاحب کمال اور اپنے وقت کا بینظیر گیانی ہے اُسکے پاس جاکر اپنا دل مدعا ظاہر کر وہ پیدایش عالم کا حال اول سے آخر تک بتفصیل خاطرنشین کریگا اور مدت بقا و ثبات دنیا کی بتلاویگا۔ سکھدیو حسب ہدایت پدر بزرگوار کے متوجہ ترہت کا ہوا اور متھلا نگری میں جا پہنچا۔ شہر کو نہایت آباد دیکھا اور سپاہ خوشدل اور رعیت آسودہ پائی۔ کوئی اُسکے عہد میں روزگار کا شاکی نتھا۔ بیوقت ہوگیا تھا رات ایک گوشہ میں کاٹی۔ دن کو راجہ جنک کی درگاہ پر گیا۔ دربانوں نے جب دیکھا سکھدیو تپسی یعنے عابد و مرتاض بیاس رکھیشر کا بیٹا دروازہ پہ کھڑا اور اندر جانا چاہتا ہے تو راجہ کو خبر دی راجہ جنک نے اپنی روشن ضمیری سے اگرچہ خبر پہنچنے سے پہلے ہی سب حال اور مدعا اُسکا معلوم کرلیا تھا لیکن واسطے امتحان اور آزمایش حقیقت اہنکار یعنے خودی اور انانیت کے اُس خبر کیطرف متوجہ نہوا دن رات بھر سکھدیو وہاں ہی کھڑا رہا۔ دوسرے دن پھر راجہ جنک نے کچہری کی اور اُسکو نہ بلایا حتیٰ کہ سات دنرات تک راجہ جنک نے سکھدیو کا حال نہ پوچھا اور وہ ایک ہی جگہ کھڑا رہا اور کسی کو کچھ نہ کہا۔ ساتویں دن جب راجہ جنک نے دیکھا کہ اُسکا نقد بوتہ (کٹھالی) امتحان میں خالص نکلا اور تغیر ظاہر نہ ہوا تو حکم دیا کہ سکھدیو کو حرم سرا میں حاضر لائیں لیکن حرم سرا کی کنیزکوں کو پہلے ہی حکم دے رکھا تھا کہ جب سکھدیو آوے تو مرغوب کھانے اور عمدہ عطریات اور دلکش چیزیں حاضر کریں اور اُسکو فریفتہ و شیفتہ کرلیں۔ جب سکھدیو حرم میں آیا کنیزکوں نے سکھدیو کے پاس

آکر عمدہ کھانے اور سکلف لباس وغیرہ مرغوب اشیا حاضر کیں. اور تعظیم
اور پوجا کے بعد اچھی جگہ میں بٹھلایا. سات دن تک پھر راجہ جنک
اسکے پاس نہ آیا کنیزکوں اور اہل حرم نے حسب الحکم راجہ ہرچند کوشش
کی اور کسی قسم کے حیلے کیے کہ وہ متوجہ ہووے مگر وہ دام میں نہ آیا
پھر اپنے ہاتھ اسکے بدن پر لگائے اور اسکے دست و پاؤں ملے اور
خدمت اور ابیاس یعنے آزمایش کی لیکن وہ فریفتہ نہوا۔ چار ابیاس یہ
ہیں۔ اول دلربانہ جلوے دکھانے۔ دوم مرغوبات طبع کا پیش کرنا۔
سوم پوجا و پرستش۔ چہارم ہاتھ و پاؤں کا ملنا۔ مدعا انکا یہ تھا کہ اگر
کچھ بشریت اور نفسانیت باقی ہوگی تو ضرور نفس کی میل ظہور کریگی
لیکن سکھدیو ایک پہاڑ کی مانند جو کسی ہوا سے جنبش نہیں کھاتا قایم
رہا۔ اور وہ کسی کی طرف ملتفت نہ ہوا بلکہ کسی نازنین کی طرف نگاہ
بھی نکی۔ راجہ جنک نے جب معلوم کرلیا کہ نفسانیت کا کچھ اثر اسمیں
نہیں۔ اور آرزو اور مراد کا نشان بھی نہیں چھوڑا اور پندار جسمانی کی
پھانسی سے آزاد اور فارغ ہے تو بے اختیار باہر سے آکر اسکے پاؤں پر
ہاتھ رکھے کہ آفرین ہو اسے رکھیشر یعنے پرہیزگار کامل تجہیر کہ تو مطلق
روحانی یعنے دیوتا ہوگیا ہے اور خاصیت آب و گل اور طبیعت عناصر
کا کچھ اثر تجھ میں نہیں رہا اور جو کچھ مقصود جنم لینے یعنے موجود ہو
اور دنیا میں آنے سے ہوتا ہے تجھے حاصل ہوا یعنے شناخت پروردگار
کو پہنچکر تونے ہستی مطلق کو پایا ہے۔ اب مجھسے کہو کہ آپکا یہاں آنے
سے کیا مقصود ہے۔ سکھدیو نے راجہ سے کہا کہ میں اسواسطے آیا ہوں
کہ آپ مجھے ظہور عالم سے آگاہ کریں اور مطلع ہو کہ یہ عالم وحدت ذات
حق سے پیدا ہوا اور یہ دوئی اور کثرت کیونکر ہے بیان فرمائیں اور
میرے دلمیں بٹھلائیں۔ اگرچہ سابق میں اپنے والد سے پیدایش عالم
کی حقیقت کو سنچکا ہوں اور ریاضت روشنی دل اور صفائی باطن
جو تپسیا یعنے بہت ریاضت سے حاصل ہوئی آفرینش کا حال مجھپر بھی
ظاہر ہے لیکن باوجود اسکے تیرے بیان کا محتاج ہوں اور چاہتا ہوں
کہ تیری زبان سے بھی سنوں۔ راجہ جنک نے ظہور عالم کا حال
سکھدیو سے کہا اور خاطرنشین کیا۔ پھر سکھدیو نے کہا اسے راجہ راست

ہے کہ محققین اور اہل تحقیق کی باتوں میں اختلاف نہیں ہوا کرتا پیدایش
آفرینش کا حال جیسے کہ اپنے والد بیاس کی زبان حقایق بیان سے سنکر
خاطرنشین کیا تھا ویسے ہی آپکی زبان سے سنا خلاف کا نام بھی نہیں
الحاصل عالم کا ظہور اور مخلوقات کا وجود بسبب اندیشہ و خواہش ذات
برہم کے بمقتضاے ارادہ ہستی مطلق کے ہے۔ جب برہم کا ارادہ ہوتا
ہے عالم پیدا ہوتا ہے جب ہستی مطلق اپنی دانست و دریافت عالم
موجودات سے ہٹالیتی ہے تو جہان نابود ہوجاتا ہے اور مخلوقات نیستی
کے پردہ میں پنہاں ہوجاتی ہے اور ذات حق کے سوا کوئی چیز
موجود نہیں رہتی۔ ایسے ہی ہر کس یعنی کسی کا وجود بھی اس کی
خواہش نفسانی سے باندھا ہوا ہے یہانتک خواہش کا تعلق جو آرزوئی
سرشت کے ہے جسم کے درمیان موجود ہے ہر دفعہ آتی اور جاتی
یعنی پیدا ہوتی اور مرتی ہے جب خواہش جسمانی اور تعلق اور اندیشہ
نابود ہوجاتا ہے پھر نہ آتی ہے اور نہ جاتی ہے۔ جنم و مرن دنیاوی
سے اسکا تعلق نہیں رہتا کیونکہ خواہش کی رسی کٹ جاتی ہے۔
سکدیو نے کہا کہ اے راجہ جو کچھ آپ نے فرمایا میں نے سمجھ لیا اگر
حقیقت عالم سے کچھ دقیقہ رہگیا ہو تو اسکو بھی بیان فرمائیں۔ جنک
نے کہا کہ عالم کی حقیقت تو یہی ہے جو تو نے سنی اور جانی کہ وہ
ذات پاک بے نام و نشان اور بے نسبت اور منزہ اور مبرا ہے اسکے
اندیشہ اور خواہش سے یہ عالم پیدا ہوتا ہے اور ایک ذات پاک
بہت مجلی اشکال اور مظاہر متنوعہ میں ظہور فرماتی ہے جب اسکے
اندیشہ اور خواہش کی نسبت اس عالم سے برطرف ہوجاتی ہے
کوئی چیز سواے ذات پاک کے نہیں رہتی۔ اے سکدیو تو نے اپنا
دل جسمانی گناہوں سے پاک کیا اور بامراد ہوکر یقین کرلیا کہ جو کچھ
نظر آتا ہے کچھ نہیں اور بود و وجود نہیں رکھتا اور تو نے جو کام کرنے
کے لایق تھا کرلیا اور جو کچھ جاننا تھا جانا اور یقین کیا۔ یقین کر کہ تجھے
جیون مکت کا درجہ حاصل ہوا یعنے جیسے کوئی شخص بدن چھوڑنے کے
بعد خاصیت الارتی یعنے غذاے بدل مایتحلل سے خلاص ہوجاتا ہے
ویسے ہی تو بحالت زندگی جسمانی حوایج سے چھوٹا ہے اسکے سوا اور

کوئی مراد نہیں رہی اور آزاد مطلق ہوگیا جسکو پارسی میں سنی تن اور آزاد تری کہتے ہیں۔ تیری زندگی اور عمر اے سکھدیو خوش ہو اسے رامچندر تیرے دل میں وہی گیان کی دریافت بعینہ پیدا ہوئی ہے جیسے سکھدیو نے سب جسمانی خواہشوں اور نفسانی آرزوؤں کو چھوڑا اور حواس خمسہ کو جمع کرکے آزاد مطلق ہوگیا تھا ویسے ہی تو بھی کسی خواہش اور آرزو کو اپنے دلمیں راہ مت دے اور اپنے نفس کو نفسانی گناہوں اور جسمانی محنتوں سے خلاص کر تعلق اور دنیا کی اشیا کی خواہش ایک پھانسی جانداروں کی گردن میں پڑی ہوئی ہے اور اسی پھانسی کے ذریعہ سے ہر بار دنیا میں آتے جاتے اور جیتے اور مرتے ہیں جو شخص جسمانی خواہشوں کی پھانسی کو اپنی جان کے گلے سے دور کردے پھر ہرگز جہان میں نہیں آتا اور مکت کا مضمون یہی ہے۔ تجھے اس میں کوشش کرنی چاہیئے کہ کسی قسم کی خواہش و آرزو نہ رہے اور تو آزاد مطلق ہوجاوے۔ اس حالت میں تو اپنی خواہش اور مدعا سے ہٹ جائیگا اور مقصود حاصل ہوگا اور واصل مراد ہوویگا۔ جیون مکت بھی اسی کو کہا جاسکتا ہے جو جسمانی گناہ اور نفسانی خواہشوں کو چھوڑ دے۔ بعدہ بسوامتر نے اُن رکھیشروں کو جو مجلس میں حاضر تھے مخاطب ہوکر کہا اے رکھیشران و طالبان حق سوچنا چاہیئے کہ بسبب صفائی طینت اور لطافت سرشت کے وہ حال جو رامچندر پر ظاہر ہوا ہے سب سعادتمندوں پر جنکو مکت ملا کرتی ہے ظاہر ہوا کرتا ہے۔ اور وصول مبداء اور شناخت پروردگار کے باب میں ایسی ہی باتیں سب طالبان حق کی زبان سے سُنی جاتی ہیں۔ اور یہ یقین اور ارادہ جو رامچندر رکھتا ہے گیان کے طالب سب ایسا ہی رکھتے تھے اور عارفوں کو شناخت ہستی مطلق اور دریافت کمال برہم سے تسکین حاصل ہوا کرتی ہے اور ایسا ہی عقیدہ اور یقین ملتا ہے بیئے تو حقیقت کے سخن درباب فائدہ آخرکار رام چندر کو کہے اور خاطرنشیں کیئے۔ اب بششٹ کی نوبت ہے جو رکھیشر کامل اور حال گذشتہ اور آیندہ سے آگاہ ہے اور جہان میں جسکا ثانی نہیں یہاں تک باششٹ کا کلام ہے + القصہ حسب اعتقاد مریدوں کے گورو

نانک نشاار سابق یعنے پچھلے جنم میں راجہ جنک تھا۔ ظاہری اور
باطنی ریاست درست کرکے لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا تھا۔ نامہ نگار نے
سکھان معتبر سے سنا کہ جب بابا نانک نے ست جگ میں جلوہ فرمایا اور
اُسکے بہت مرید ہوے اُسنے اپنے مطبخ یعنے رسوئی میں گاؤ بھیجی جب
پکاکر سنگت یعنے مجلس میں لاے بعض نے کھایا اور بعض بھاگ
گئے۔ پس دعا کی اور گاؤ زندہ ہوگئی۔ بھاگی ہوئی جماعت نے یہ حال
دیکھکر التماس کی کہ اب اگر حکم ہو تو ہم کھاتے ہیں۔ گورو نانک نے
کہا اب نہیں ہوسکتا ہمارا اور تمھارا وعدہ ترتیا جگ میں رہا۔ جب
ترتیا جگ میں گورو نے ظہور کیا مرید جمع ہوے گھوڑا مارا گیا جب
مجلس میں لاے بعض نے کھایا بعض پھر متنفر ہوے پھر گھوڑا بھی
اُنکی دعا سے زندہ ہوا متنفر ہوے ہوے اشخاص نے پھر التماس سابقہ
کی گورو نے فرمایا اب ہمارا تمھارا وعدہ دواپر جگ ہے۔ دورہ دواپر
میں جب ہاتھی رسوئی میں لاے اُسوقت بھی ویسا ہی ہوا اور کلجگ
کا اقرار ٹھہرا۔ کلجگ میں آدمی رسوئی میں بھیجا جس کسی نے کھایا
خلاص ہوا اور جسنے پرہیز کیا عذاب میں رہا۔ اور بھی ایس سکھ سے
جو نانک کو بندہ مقرب حق کہتا تھا سُنا گیا کہ جب ست جگ میں
نانک کا جسم چھوٹا اُسکی روح کو بہشت دوزخ کی راہ دکھائی گئی لیکن
نانک نے دوزخ کا راستہ اختیار کیا اور وہاں جاکر دوزخیان کو دوزخ سے
نکالا۔ خدایتعالیٰ نے اُسکو کہا کہ یہ گناہگار بہشت میں نہیں جاسکتے
پس تجھکو دنیا میں جاکر انھیں چھڑانا چاہیے۔ ناچار نانک دنیا میں
آیا۔ اب وہ دوزخی وسے ہیں جو اُسکے مرید ہوسے۔ اور گورو دنیا میں
اسواسطے آیا جایا کرتا ہے کہ اُس گروہ کو چھڑاے۔ سوا اسکے اور کوئی
سکھوں میں نہیں دیکھا گیا۔ کہ بابا نانک کو خدا گنتا ہو۔ فی الجملہ نانک
کے مرید بتوں کو بُرا جانتے ہیں اور انکا یہ اعتقاد ہے کہ سب گورو
نانک ہی ہیں جیساکہ مذکور ہوچکا اور ہندوؤں کے منتر نہیں پڑھتے
اور تیرتھوں کی تعظیم نہیں کرتے اوتارونکو کچھ نہیں جانتے۔ اسلئے
انکو زبان سنسکرت سے کہ بزعم ہنود فرشتوں کی زبان ہے کچھ سروکار
نہیں۔ الحاصل ہر محل میں سکھ بڑھتے گئے یہانتک ارجن مل کے

عہد میں بہت ہوئے۔ بسبب کثرت شہروں میں سے ایسا کوئی شہر
نہیں جہاں سکھ نہ ہوں۔ اور ان میں یہ قید نہیں کہ برہمن کھتری سکھ
نہ ہو کیونکہ نانک کھتری تھا انکا کوئی گورو برہمن نہیں چنانچہ مذکور ہوا۔
ایسے ہی کھتری کو جاٹ کے تابع کرتے ہیں جو شودروں کا فروتر فرقہ ہے
چنانچہ مہین سندان گورو یعنی مسند اکثر جاٹ ہیں اور برہمن اور کھتری
پہلے۔ ششہانک اپنے شاگرد و مرید گورو کے مسندوں کے توسط سے شاگردی
و مریدی کو منظور کرتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ سلاطین افغانیہ کے عہد
میں مسند عالی لکھا کرتے تھے۔ آخر کثرت استعمال سے ہندوؤں نے
اسکو مسند کر دیا اور سکھ جب گوروؤں کو سچا بادشاہ یعنی بادشاہ حقیقی
جانتے ہیں تو انکے گماشتوں کو مسند بولتے ہیں اور [illegible] کہا کرتے
ہیں۔ پنجم محل سے پیشتر بھیٹ اپنے پانچ سکھوں سے کچھ نہیں لیتے
تھے اور جو کوئی کچھ نظر کرتا کافی جانتے۔ ارجن مل اپنے عہد میں ہر
شہر کے سکھوں پر ایک شخص چھوڑتا تھا تاکہ ان سے پانچ وصول کرے
اور لوگ مسندوں کے ذریعہ سے گورو کے سکھ ہونے لگے۔ اور بزرگ
مسندوں نے جنکے توسط سے بہت سکھ ہوا کرتے تھے اپنی طرف سے
نائب مقرر کئے اور ہر جگہ کے لوگ بتوسط گماشتہ مسند کے اصلی مسند
کی معرفت گورو کے سکھ بنتے ہیں۔ چونکہ مسندوں نے ایسا ظاہر کر
رکھا کہ اوداسی یعنی تارک دنیا ستودہ کیش نہیں ہوتے اسی واسطے
گورو کے سکھ بعضے زراعت اور بعض سوداگری اور بعض نوکری کرتے
ہیں۔ اور ہر شخص برس کے بعد میں حتی الوسع زر جمع کرکے آپ بطور
نذر مسند کو پہنچاتا ہے اور مسند ہاتھ نہیں لگاتا اور گورو کو پہنچا دیتا
ہے مگر جو کچھ سال میں خاص مسند کی بھیٹ لاتے ہیں اسکو لے
لیتا ہے بشرطیکہ مسند کے پاس وجہ معیشت نہو۔ اور اگر خود مسند
کچھ پیشہ کرے تو ہرگز نذر سے ہاتھ آلودہ نہیں کرتا سب کچھ جمع کرکے
گورو کو پہنچا دیتا ہے۔ ماہ بیساکھ میں کہ سورج ثور میں ہوتا ہے سب
مسند گورو کی درگاہ میں جمع ہوتے ہیں اور مریدوں میں سے جو شخص
چاہے اور چلنے پر قادر ہو مسند کے ساتھ گورو کے پاس جاتا ہے
اور رخصت کے وقت ہر ایک مسند کو گورو دستار عنایت کرتا ہے

جبکہ تھوڑے سے عقاید سکھوں کے مرقوم ہوے۔ اُنکے دیکھے ہوے بزرگ لکھے جاتے ہیں۔ محل ششم سری گورو ہرگوبند بن گورو ارجن مل ہے۔ جب جہانگیر بادشاہ نے اپنے شاہزادہ شاہجہاں کو اس قصور میں گرفتار کیا کہ وہ اُس سے باغی ہوگیا تھا۔ تو گورو ارجن صاحب نے اُس شہزادہ پر دعاے خیر پڑھی تھی جسکی پاداش میں بادشاہ نے گورو پر ایسا سخت جرمانہ کیا کہ گورو اُسکے ادا سے میں عاجز رہا۔ آخر اُسکو باندھکر ریگستان لاہور میں پھرایا۔ اور وہ شدت آفتاب اور سختی محصلوں سے مرگیا۔ یہ قصہ ایکہزار پندرہ ہجری میں واقع ہوا۔ ارجن صاحب کے پیچھے اسکا بھائی پوتھا جسکو گورو مہربان بھی کہتے تھے خلافت پر بیٹھا۔ اور اُسوقت یعنے بسال ایکہزار پچپن ہجری گورو ہرجی اُسکا جانشین ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو بھگت جانتے ہیں۔ ارجن صاحب کے بعد ہرگوبند بھی دعوی خلافت کرکے باپ کی جگہ بیٹھا اور ہمیشہ جہانگیر شاہ کے ساتھ رہتا تھا۔ اُسکو کئی مصیبتیں پیش آئیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اُسنے سپاہیانہ وضع کرلی اور برخلاف باپ کے شمشیر باندھی اور نوکر رکھکر شکار کرنے لگا۔ بادشاہ نے بابت بقاے زر جرمانہ ارجن صاحب کے ہرگوبند کو گوالیار کے قلعہ میں بھیجدیا وہ بارہ سال وہاں رہا اور اُسکو نمکین کھانا نہیں ملتا تھا۔ جب مسند اور سکھ زیارت کو جاتے قلعہ کی دیوار کو سجدہ کر آتے۔ آخر بادشاہ نے براہ شفقت گوروکو چھوڑدیا۔ بعد وفات جہانگیر شاہ کے وہ شاہجہاں کی بندگی میں رہتا تھا۔ جب اپنے وطن پنجاب میں آیا یارمحمد خاں خواجہ سرا کے جو پنجاب کا فوجدار تھا خدمات بجالایا۔ پھر وہ امرت سر میں آیا جہاں رامداس اور ارجن صاحب نے عمارات اور عمدہ تالاب بنایا ہوا تھا ہرگوبند نے بادشاہی فوج سے جوکہ اُسکے سر پہ بھیجی گئی تھی لڑائی کی۔ اور سب اسباب لوٹکر کرتارپور چلاگیا۔ وہاں بھی محاربہ ہوا اورمیر بدہرہ اور پاینده خاں پسر فتح خاں کنیدہ وہاں ماراگیا۔ اس جنگ کے پہلے اور پیچھے کئی دفعہ لشکر بادشاہی اُسپر حملہ آور ہوا لیکن وہ خدا کی مدد سے سالم نکل گیا۔ سُنا گیا کہ ایک شخص نے جنگ میں گورو پر شمشیر چلائی گورو نے اُسکا وار روک کر شمشیرزن کو کہا کہ اس طور سے نہیں چلایا کرتے چلانا اسکا نام ہے جیسا ہم تجھے دکھاتے ہیں یہ کہکر ایک ضرب

سے اُسکا کام تمام کیا۔ گورو کے ایک مقرب نے نامہ نگار سے پوچھا کہ کیا حکمت تھی کہ گورو ضرب کے وقت کہتا تھا کہ شمشیر اسطور چلانی چاہیئے۔ جواب دیا کہ گورو کا شمشیر چلانا ازراہ تعلیم تھا نہ کہ ازراہ خشم جو ایک معیوب حرکت ہے کیونکہ گورو سکھلانے والے کا نام ہے۔ الحاصل بعد جنگ کرتارپور کے گورو قصبہ پھگواڑہ میں داخل ہوا مگر چونکہ بباعث قربت لاہور کے وہاں رہنا دشوار دیکھا گورو قصبہ کیرت پور کو چلاگیا جو کوہستان پنجاب میں ہے راجہ تاراچند کے ماتحت تھا۔ وہاں کے لوگ بت پرست تھے چنانچہ پہاڑ کی چوٹی پر ایک دیوی کی ہیکل موسوم بہ نینا دیوی موجود تھی جسکی زیارت کے لئے راجے وغیرہ وہاں جاتے اور نہایت عجز کے ساتھ تعظیم بجالاتے تھے۔ جب گورو وہاں گیا بھرو نامی اُسکے سکھ نے مندر میں جاکر دیوی کی ناک توڑدی۔ جب راجاؤں کو اس امر کی خبر ہوئی تو گورو کے پاس جاکر شاکی ہوے اور بھرو کا نام لیا جب بھرو کو بُلاکر پوچھا گیا منکر ہوا راجاؤں کے خدمتگاروں نے کہا کہ ہم اُسکو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ بھرو نے جواب دیا کہ اے راجہ صاحبان آپ دیوی سے پوچھیں اگر وہ میرا نام لیگی تو میں واجب القتل ہوں۔ راجاوں نے کہا اے احمق کیا دیوی کبھی بات کرسکتی ہے۔ بھرو نے ہنسکر جواب دیا جب وہ اپنا سر ٹوٹنا اور اپنے آزارندہ کو نہیں روک سکتی تو آپ اُس سے نیکی کی امید کیا رکھتے ہیں۔ راجہ لوگ یہ سُنکر خاموش ہوے اب وہاں کی رعایا گورو کی مرید ہے۔ نامہ نگار نے گورو ہرگوبند کی زبان سے سُنا کہ شمالی کوہستان میں ایک راجہ عظیم الشان ہے جسنے ایکدفعہ میرے پاس ایلچی بھیجکر استفسار کیا کہ دہلی شہر کے مالک راجہ کا کیا نام ہے اور وہ کس راجہ کا بیٹا ہے میں نہایت متعجب ہوا کہ کیا وہ شاہجہان کا نام نہیں جانتا۔ گورو کے طویلہ میں سات سو گھوڑے ہر وقت موجود رہتے اور تین سو سوار اور ساٹھ توپچی ہمیشہ تیار رہا کرتے تھے۔ اُن میں سے بہت تو سوداگری کرتے اور بہتیرے سے خدمات و کارگزاری کیا کرتے تھے۔ جو شخص کہیں باغی ہوتا یہاں آجاتا تھا گورو ہرگوبند موحد و یگانہ بین مرد تھا۔ ایک شخص نے اُس سے ہستی عالم کی کیفیت پوچھی جواب دیا کہ جہان نمود بے بود ہے یعنے ہے نہیں اور نظر آتا ہے اُسکی حقیقت ایزد

متغال ہے۔ اور یہ اجسام اور فرشتے محض وہم و خیال ہیں چنانچہ میں
ایک قصہ بیان کرتا ہوں۔ ایک بادشاہ تھا جو حالت خواب میں شکار
کو گیا۔ اسی حالت میں ایک ہرن حلقہ لشکر میں آگیا۔ بادشاہ نے حکم دیا
جسکی طرف سے یہ ہرن نکلے جبتک اسکو گرفتار نہ کرے واپس نہ آوے
حسب تقدیر وہ بادشاہ ہی کے آگے ہو نکلا جب بادشاہ نے اسکے پیچھے
گھوڑا لگایا تو لشکر سے دور چلا گیا۔ اور ایسی جگہ پہنچا کہ کثرت اشجار سے
وہاں چلنے کا راستہ بند تھا۔ بادشاہ خوشدل ہوا کہ اس تنگی راہ کو دیکھکر
شاید ہرن واپس ہوگا۔ لیکن وہ ہرن ایک روزن کی راہ سے گذر گیا
جب بادشاہ نے اپنے گھوڑے کو آگے سرکایا تو رانوں کے نیچے سے گھوڑا
نکل گیا اور آپ ایک درخت کی شاخ کے ساتھ آویزاں ہوگیا اور
دو روز وہاں لٹکا رہا۔ جب ایک مرد و عورت وہاں لکڑیاں لینے آئے
تو عورت بولی دیکھو بادشاہ نے کسی چور کو پھانسی پر چڑھایا ہے مرد
نے کہا یہ مقام پھانسی کا نہیں چلو اسکی حقیقت کو دریافت کریں۔
جب قریب پہنچے تو پہچان لیا کہ یہ بادشاہ ہے۔ آپس میں کہنے لگے
کہ اگر ہم چھڑا دیں تو ہمارے کام ضرور آویگا۔ لیکن بادشاہ ہے جب
ایکبار ہمسے جدا ہوگا اسکے حضور تک ہماری رسائی محال ہے اگر یہ
ہماری دختر کو بیاہ لیوے تو چھڑا دینا مناسب ہے۔ جب بادشاہ کو
کہا اسنے قبول کیا پس اسے چھڑا کے اپنے گھر لے آئے اور دختر سے
بیاہ کر دیا اور مدت دراز تک وہاں رہا جب عرصہ کے بعد اپنی ریاست
میں آکے محلوں میں جانے لگا تو دربان نے روک دیا اور سر میں
ایک ڈنڈا مارا بادشاہ اس ڈنڈے کے صدمہ سے کانپ کر بیدار ہوا
اور دیکھا کہ تخت پر بیٹھا ہوں اور خدمت میں موجود ہیں۔ یہ سبب
اس خواب کے وہ بادشاہ اس خواب غفلت سے جاگا اور جانا کہ
جہان نمود بے بود ہے اور یہ جو بیداری نظر آتی ہے خواب ہے۔
اسنے معلوم کیا کہ صورتونکا اختلاف حیات ہے اور حقیقت میں موجود
وہی ایک ذات ہے ❀ دیوا نام ایک برہمن تھا جو اپنے آپ کو گیانی
بیان کرتا تھا۔ ایک روز بابا گوردتا کے پلنگ پر جا بیٹھا جو گورو ہرگوبند
کا بیٹا تھا جب اسکی بے ادبی اور برابری کو دیکھکے سکھ لوگ ناراض

ہونے لگے تو دیوا نے کہا کہ میں نفس ناطقہ اور جسم میں گوروتا سے کس بات میں کم ہوں جو تم مجھپر ناراض ہوتے ہو۔ جب یہ بات گورو ہرگوبند نے سُنی بُلاکر کہا کہ اے دیوا کیا عالم ایک ہی وجود ہے۔ جواب دیا ہاں۔ گورو نے گدھے کی طرف اشارت کرکے پوچھا یہ کون ہے۔ دیوا نے جواب دیا کہ تو خدا ہے اور یہ بھی تو ہے۔ گورو ہنسا اور ہرگز خفا نہوا۔ دیوا نے اپنی بہن بیاہ لی تھی لوگوں نے کہا یہ حرام ہے۔ جواب دیا اگر حرام ہوئی تو مرد کا آلت اُسکے اندام نہانی میں نہ جاسکتا ٭ سکھ گورو ہرگوبند کو خدا جانکر پوجتے ہیں۔ انکا اعتقاد یہ ہے کہ یہ خدا ہے اور اس دور میں پھر ظاہر ہوا ہے ٭ پرہ کیوان یزدانی گورو کے اوصاف سُنکر ملاقات کیواسطے آیا۔ گورو نے پہچان کر پوری تعظیم کی۔ پرہ کیوان واپس چلا گیا۔ ابھی تک ہفتہ تمام نہ ہوا تھا کہ بتاریخ سوم محرم الحرام ۱۰۵۵ھ ہجری میں گورو نے آخرت کا سفر اختیار کیا جب اُسکا جسم لکڑی پر رکھکر آگ لگائی اور فروزاں ہوئی تو راجہ رام نام راجپوت جو اُسکا ملازم تھا دانستہ آگ میں کود پڑا اور چند قدم آگ کی سطح پر چلکر گورو تک پہنچا اور اپنا سر گورو کے پاؤں پر رکھکر جان دیدی۔ بعدہ ایک جاٹ کا لڑکا جو گورو کے داماد کی خدمت کرتا تھا آگ میں کود پڑا۔ پھر بہت لوگوں نے آگ میں پڑنے کا ارادہ کیا لیکن گورو ہرراے مانع ہوا۔ دولت خاں قاقشال کہتا ہے۔ رباعی

از صد سخن پیرم یکحرف مرا یاد ست
عالم نشود ویراں تا میکدہ آباد ست
تا جاں کہ تواند داد تا دل کہ تواند برد
جاں دادن و دل بردن این ہر دو خداداد ست

گورو ہرگوبند اپنے خطوں میں نامہ نگار کو بابا نانک کا خطاب دیتا تھا جو اس فرقہ کا مرشد ہے۔ بسال ایکہزار ترپن ۱۰۵۳ ہجری گورو ہرراے نبیرہ گورو مذکور کو نامہ نگار نے کیرت پور میں دیکھا اُسکا باپ گوردتا مشہور بہ بابا جیون۔ گورو ہرگوبند نے ابتداے حال میں خلافت کا اختیار چاہا۔ گورانا گھورا جو ایک سکھ تھا اپنی دختر بابا جیو کے واسطے لایا۔ بابا نے اُس لڑکی کو جب خاص گھر میں بھیجدیا تو اُس کی پہلی عورت نے

جو ہر راے کی والدہ تھی گورو ہرگوبند کے پاس جاکر بابا گوردتا کی دوسری شادی کرنیکی بابت شکوہ کیا- گورو ہرگوبند نے گوردتا کو کہا کہ ناگھورا میرا سکھ ہے یعنے فرزند کی مانند ہے- پس اُسکی دختر تجھکو نہیں پہنچ سکتی- جب ناگھورا نے اپنی دختر کو واپس لے جانا منظور نکیا اور بابا بھی ناگھورا کی التماس کو رد کرنا نہیں چاہتا تھا تو گورو ہرگوبند نے سختی سے کہا کہ کدخدائی ہرگز میسر نہ ہوسکیگی تو اُسی دن گوردتا شادی کے کپڑے پہنے ہوے مرگیا- اور ناگھورا کی لڑکی بحالت بکارت اپنے گھر کو واپس ہوئی- گورو ہرگوبند نے ہرراے کو جو گوردتا کا بڑا بیٹا تھا منظور نظر عاطفت فرماکر بابا کا خطاب دیا- اور بدن چھوڑنے کے وقت اُسے اپنا جانشین کیا- گورو ہرراے ایکسال کیرت پور میں رہا پھر سنہ ایکہزار پچپن میں نجابت خاں بن شاہرخ میرزا نے شاہجہان کے حکم سے راجہ تاراچند کو گرفتار کرکے اُسکے ملک کو مسخر کرلیا اور گورو ہرراے تنابل کو چلا گیا- جو سرہند کے قریب راجہ کرم پرکاش سے متعلق تھا- سکھ گورو ہرراے کو ساتواں محل کہتے ہیں اور وہ نامہ نگار کا نہایت آشنا ہے- نامہ نگار نے جن مسندوں اور رامداسیوں کو دیکھا ہے اب اُنکے خصایل تحریر کرتا ہے- یہ جانشین اپنے آپ کو رامدیس بھی کہا کرتے ہیں- جہانگیر اور شاہجہاں بادشاہ انکو رامدیس یعنے خداے بت پرست کہتا تھا- رامدیس جھنڈا گرو کے معتقدوں میں سے ایک دولتمند شخص ہے جو کسی سے بات چیت نہیں کرتا تھا اور کسی نیک و بد سے سروکار نہیں رکھتا تھا اُسکے پاؤں پر ایک زخم کو دیکھکر ہرگوبند نے کہا کہ جوتا نہ پہننا چاہیے- اُسی وقت چھوڑ دیا اور تین مہینے تک ننگا پھرتا رہا- جب گورو کو خبر ہوئی تو بلا کر کہا کہ بیٹے تو بباعث جراحت چند روز کیواسطے جوتا چھڑایا تھا اب پہن لینا چاہیے ایک مرتبہ گورو نے سکھوں کو حکم دیا کہ مطبخ کے واسطے ایندھن لاویں- جھنڈا دوسرے دن گم ہوگیا چونکہ ہرروز دوپہر تک خواب سے نہ اُٹھا کرتا تھا اور لوگ اُسکو خبطی یعنے دیوانہ جانتے تھے- لہذا گمان ہوا کہ خفا ہوکر کہیں چلا گیا- گورو اور لوگ ڈھونڈھنے لگے تو لکڑیوں کا گٹھا لئے آتا نظر آیا- گورو نے کہا بیٹے تجھے نہ کہا تھا جواب دیا کہ آپ نے سکھوں کو کہا تھا سو میں بھی سکھ ہوں- ایک

مرتبہ گورو باغ کے دروازہ پر جھنڈا کو کھڑا کرکے اندر گئے اور دوسرے راستہ نکل کر گھر کو چلے گئے جھنڈا تین دن تک وہاں ہی کھڑا رہا۔ گورو ہرگوبند کا بدہتا نام ایک مرید تھا اُسنے ایک آدمی کو واسطے لانے غلات کے بھیجا جو کہیں بوے ہوے تھے اُسنے سب غلہ وہاں ہی صرف کرکے جواب دیا کہ آپ بھی یہ غلہ محتاجوں کو بانٹ دیا کرتے تھے سو مینے بھی وہاں ایسا ہی کیا۔ آپ کرایہ بار برداری سے بچ گئے۔ بدہتا پہلے چور تھا سو اب بھی اُسکے مرید چوری کا کام کرتے ہیں۔ اُسکا عقیدہ یہ ہے کہ گورو کے واسطے چوری کرکے لانا بھی اچھا ہے اور اس میں ثواب ہے سکھ کہتے ہیں کہ ہرگوبند نے کہا ہے کہ قیامت کو میرے مریدوں کے اعمال نہیں پوچھے جائینگے۔ سادہ نامی گورو کا مرید حسب الحکم گورو واسطے لانے گھوڑوں کے بلخ سے عراق کو چلا تو اُسکا جوان لڑکا بیمار ہوگیا۔ لوگوں نے اُس سے کہا کہ اسوقت تک تو تو شہر بلخ میں مقیم ہے اور تیرا گھر یہاں سے صرف ایک منزل پر ہے پس اپنے لڑکے کی خبر تو لے۔ جواب دیا کہ اگر مرجائیگا تو لکڑی گھر میں بہت ہے جلا چھوڑینگے۔ میں تو گورو کے کام کو چلا ہوں واپس نہ ہونگا آخر لڑکا مرگیا اور وہ واپس نہ ہوا۔ اور تین گھوڑے لایا تھا۔ خلیل بیگ ظالم نے چھین لئے۔ اسی سالمیں خلیل کا لڑکا مرا اور آپ سُبک اور بے عزت ہوا۔ سادہ نہ شادی سے خوش اور نہ غم سے غمناک تھا۔ وہ ایکمرتبہ کابل سے پنجاب تک نامہ نگار کا ہمسفر تھا۔ ناگاہ اُسکی پوستین کا بند ٹوٹ گیا سادہ نے فورًا اپنی زنار اُتار کر اُسکو باندھ دیا۔ جب مینے پوچھا کہ تونے یہ کیوں کیا جواب دیا کہ زنار گلے میں رکھنا خدمت کا بجا لانا ہے جب احباب پرستی میں کوتاہی کروں تو زنار سے کیا فائدہ ۔ ؎

این رشتۂ بے پیوند ہرچند کہ یک تارست
در صومعہ تسبیح ست در بتکدہ زنارست

گورو ہرگوبند سے ایک سکھ نے پوچھا کہ گورو کی جدائی میں ہم کسکو گورو سمجھیں جواب دیا کہ جو سکھ گورو کا نام لیکر گھر میں آوے اُسکو گورو ہی تصور کرو۔ سکھوں کا دستور ہے کہ اگر کوئی مراد مانگنی ہو تو کسی سکھ یا مسند کے آگے نذرانہ رکھکر گورو کے حضور دعا کرتے ہیں چنانچہ

جب گورو کو کچھ ضرورت ہوتی ہے تو وہ بھی اسی طرح سنگت یعنے مجلس سکھوں میں کھڑا ہوکر دعا مانگتا ہے۔ یہی طریق سپاسیان یعنے پنداثیوں کا ہے کیونکہ اُنکا یہ عقیدہ ہے کہ جس کام کے ہونے میں بہت لوگ توجہ کریں وہ ضرور ہوجاتا ہے کیونکہ نفوس کو بہت اثر ہے۔ سکھوں میں ہندوؤں کی شرعی ریاضت اور عبادت کوئی نہیں اور کھانے پینے میں کچھ قید نہیں۔ چنانچہ پرتاب مل گیانی نے ایک ہندو لڑکے کو مسلمان ہوتے دیکھکر کہا کہ تو مسلمان کیوں ہوتا ہے اگر سب کچھ کھالینے کی خواہش ہے تو گورو کا سکھ بن جا۔ سکھوں کا اعتقاد ہے کہ گورو کے سب سکھ بہشت میں جائینگے۔ اور جو سکھ گھر میں آوے اُسے روکنا نہ چاہئے۔ ایک سکھ کے گھر میں ایک چور گورو کا نام لیکر آیا۔ سکھ خدمت بجالایا۔ علی الصباح جب وہ صاحب خانہ باہر گیا تاکہ مہمان کیواسطے کوئی اچھی شئے کھانے کو لاوے تو چور نے سکھ کی عورت کو جان سے مار کر زیور اُتار لیا۔ جب باہر نکلا تو سکھ راستہ میں مل گیا اور بزور واپس لایا۔ جب چور نے دیکھا کہ اب حال کھل جائیگا تو لاچار سب کیفیت ظاہر کردی۔ سکھ نے کچھ پیچ نہ مانا بلکہ گھر کا دروازہ بند کرکے ہمسایوں سے کہا کہ میری جورو بیمار ہے۔ پھر کھانا پکاکر کھایا اور چور کو بھی دیا۔ نیز تمام زیور اُسے دیکر رخصت کیا اور عورت کو جلایا۔ ایسے ہی ایک فقیر سکھ کے گھر میں رہتا تھا ایک دن فقیر نے اُسکی عورت کو کہا کہ گورو کے واسطے میری مراد پوری کر۔ عورت نے جواب دیا کہ میں اپنے خاوند کی ملک ہوں۔ فقیر خوف سے پھر کبھی سکھ کے گھر نہ آیا۔ تو سکھ نے پوچھا کہ اب وہ فقیر ہمارے گھر میں کیوں نہیں آتا۔ اُسنے سب حال بیان کیا۔ سکھ نے کہا تونے کیوں اُسکا سوال نہ مانا۔ جا اُسکو ڈھونڈھکر لا اور مراد پوری کر۔ عورت فقیر کو لائی اور ہمبستر ہوئی۔ جب گورو ہرگوبند نے اس ماجرے کو سُنا تو نہایت خشمناک ہوا اور اُسی روز سے فقیر کوڑھی ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ ایک گورو نے کسی بولنے والی طوطی کو پسند کیا تھا۔ اسکے واسطے ایک سکھ طوطی کے مالک کے پاس گیا اور سوال کیا۔ مالک نے کہا کہ اگر اسکے عوض میں تو اپنی دختر مجھے دیوے تو طوطی دیدونگا جب سکھ نے یہ بات قبول کی۔ تو طوطی کے مالک نے کہا اپنی عورت

بھی مجھے وے۔ ورنہ طوطی نہیں دونگا۔ سکھ نے اُسے اپنے گھر لاکر دونوں حوالے کیں۔ جب طوطی کے مالک نے دونوں کو گھر لیجاکر اپنی عورت سے کہا تو عورت نے نکوہش کی۔ اس لیے وہ طوطی اور دختر و عورت اُسکو دے آیا۔ سکھ خوش ہوکر گورو کے پاس گیا اور طوطی کو پیش کیا۔ یہ سب حال گورو ہرگوبند سے پہلے وقوع میں آیا۔ سکھوں سے یہ پہلے درجہ کے سکھ تھے۔ جنکا بیان کیا گیا۔

تعلیم سوم قرابتیون کے عقاید مین

یہ لوگ خدا کو حق کہتے ہیں اور مجرد و بسیط اور قادر جانتے ہیں اور ان تین چیزونمیں اُسکا ظہور قرار دیتے ہیں۔ اگر کوئی شخص حق کو جانے اور بدون زبان کے اُسکے ساتھ بات کرے تو یہ مرتبہ نبوت کا ہے۔ کہتے ہیں کہ روح قدیم ہے اور ارواح نیچے بھیجی گئی ہیں۔ روح نے اگر اپنے آپ کو اور خدا کو پہچانا تو عالم علوی میں جاتا ہے اور نہ پہچانا تو عالم خاک میں رہتا ہے۔ انکے ایک کامل مرد سے نامہ نگار نے سُنا کہ جب نفس ناطقہ زبان سے مفارقت کرتا ہے عالم علوی میں جاکر آسمان سے بھی گذر جاتا ہے اور جب اوپر جاتا ہے تو ایک پہاڑ پر پہنچتا ہے جسکے اوپر خدا بیٹھا ہوا ہے اگر روح نیکوکار ہو خدا بہت اچھی صورت سے اُسپر ظاہر ہوتا ہے چنانچہ اُسکے دیکھنے سے ایسی عمدہ لذت پاتا ہے کہ زبان سے بیان نہیں ہوسکتی اُسکے مشاہدہ میں ہمیشہ خوش اور کامیاب رہتا ہے۔ اگر بدکار ہے تو خدائیتعالے اپنے آپ کو بہت بُری اور ہولناک شکل میں ظاہر کرتا ہے روح اُسکی ہیبت سے اپنے آپ کو آسمان سے نیچے گراتا اور خاک میں ملجاتا ہے۔ ان میں سے ایک آدمی چرن سینہ نام نہایت مرتاض تھا جسکی کرامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک پتھر پر کودا اور پاؤں کا نقش پتھر مذکور پر رہا اب لوگ اُسکی زیارت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب وہ کامل عمر طبعی کو پہنچا لوگوں کو جمع کرکے انکے حضور میں اُسنے اپنی کتابیں اور اپنا اسباب ایک شخص کے سپرد کیا اور کہا کہ میں تیرے گھر آؤنگا۔ بعد بدن چھوٹ جانے کے اُسکا جسم حسب دستور دفن میں پہنچایا گیا۔ پس اسکی عورت کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ ایک سال کے اندر اُن گواہوں کو بلایا اور اپنا اسباب مفوضہ واپس لیا اور پھر نہیں بولا۔ پسر نے بالغ ہوکر درویشی کا راستہ پکڑا۔ کہتے ہیں کہ یہ

کامل لوگ ناقصوں کی تکمیل کے واسطے دنیا میں آتے ہیں۔ انکے بتخانے بھی ہوتے ہیں کہ جنکو چیتربان کہتے ہیں اور بہت تعظیم کرتے ہیں۔ انکا آئین یہ ہے کہ جسکے دو فرزند ہوں ایک خدا کے راستے میں فقیر بناوے چنانچہ اگر بادشاہ کے بھی دو لڑکے ہیں تو ایک کو ضرور فقیر بناویگا۔ انکا عقیدہ یہ ہے کہ عمارت دو طرح پر بناتے ہیں یعنے دنیاوی اور اخروی پس جو لڑکا درویش بنتا ہے وہ آخرت کی عمارت میں رہتا ہے اور جو لڑکا اہل تعلق ہوتا ہے وہ دنیا کا روزگار کرکے بحالت پیری والدین کی خدمت بجالاتا ہے۔ والدین بعد مفارقت بدن کے درویش فرزند سے مدد پاتے ہیں۔ جب اس قسم کے بہت نوجوان فقیر جمع آتے ہیں تو بادشاہ یا سپہدار کا لڑکا افسر ہوکر انکو یارمہانک کی طرف جو ایک بڑا معبد ان کا ہے روانہ کرتا ہے جب زیارت سے واپس آتے ہیں لامہ یعنے حاجی کہلاتے ہیں۔ لامی لوگ حیوان اور عورت کے تارک ہوکر دنیوی کام نہیں کرتے اور جٹا دھاری رہکر آدمی کی کھوپڑی میں کھاتے پیتے ہیں اور آدمیوں کی انگلیوں کی ہڈیاں ڈورے میں پروکر تسبیح بناتے اور ہاتھ میں رکھتے ہیں پھر آدمی کے ساعد کی ہڈی ہاتھ میں رکھکر کہتے ہیں کہ ہم مردے ہیں پس مُردوں کو اسباب حیات سے کیا کام ؎

خود رفتہ ایم وکنج فراسے گرفتہ ایم
تا بار دوش کس نشود استخوان ما

یہ لوگ سحر و شعبدہ و افسون اور نیرنجات اور طب وجراحی میں بےنظیر ہوتے ہیں۔ اگر بادشاہ شاہزادی کے پیٹ سے نہ ہو اُسکو ارغون کہتے اور بادشاہی کے لایق نہیں جانتے اور اُن میں سے اہل تعلق لوگ حیوانات کے مارنے اور کھانے سے اور غیر مذہب کے ساتھ کھانے سے پرہیز نہیں کرتے اور خورش میں ہر ایک شخص سے مشارکت کرلیتے ہیں۔ نامہ نگار نے اُنکے علما سے ملکر ایک مترجم شخص کے ذریعہ سے گفتگو کی۔ مگر جب کوئی دقیق مطلب آجاتا تو مترجم ترجمہ نہیں کرسکتا تھا۔ مصرع

؎ زبانانِ محبت را زبانے دیگر است

تعلیم چہارم عقائد یہود کے بیان مین

اسمیں دو نظریں ہیں۔ نظر اول میں وہ بیان ہے جو محمد سعید سرآمد سے سُنا۔ نظر دوم میں ترجمہ صحیفہ آدم جو سر صحیفہ توریت کا ہے*

نظر اول

نامہ نگار کو یہودوں اور اُنکے دانشمندوں اور نیکوں سے اتفاق صحبت کا نہیں پڑا جو کچھ اُنکے عقاید غیر مذہبوں کی کتابوں میں مرقوم تھے اُسکی طرف ملتفت نہیں ہوا کیونکہ غیر لوگ نقصان اور جھوٹ کی تہمت اپنے دشمن کو لگا دیتے ہیں لیکن سال ایکہزار ستاون ہجری میں جب میں حیدرآباد میں وارد ہوا محمد سعید سرآمد کی آشنائی حاصل ہوئی۔ اصل میں وہ دانشور یہودوں کے خاندان میں سے تھا جنکو ربانی کہتے ہیں لیکن وہ ربانیوں کے عقاید سے آگاہ ہوکر اور توریت پڑھکر مسلمان ہوگیا ہوا تھا۔ اُسنے حکمت کے علوم ملاصدرا اور میرزا ابوالقاسم فندرسکی وغیرہ خردمندان ایران سے پڑھے تھے آخر بطور سوداگری براہ دریا عازم ہند ہوا۔ جب شہر پٹنہ میں پہنچا مسمی ابھے چند ہندو لڑکے پر عاشق ہوا اور سب کچھ چھوڑکر برہنہ معشوق کے دروازہ پر جا بیٹھا۔ ابھے چند کے والد نے جب سرمد کا عشق پاک اور صادق پایا گھر آنے کی اجازت دی لڑکے کو بھی سرمد کے ساتھ اسقدر محبت ہوئی کہ ہرگز اُس سے جُدا نہ ہوسکتے تھے۔ اُسنے توریت و زبور وغیرہ صحایف سرمد سے پڑھے یہ بیت اُس لڑکے کی تصنیف ہیں ؎

هم مطیع فرقانم هم کشیش و رهبانم
ربی یهودانم کافرم مسلمانم

ربیؔ دانا کو کہتے ہیں اور ربانیاں اُسکی جمع ہے۔ بنی اسرائیل میں

عورتوں کا ستر ضروری نہیں۔ سرمد سے سُنا گیا کہ اشعیاء پیغمبر آخر عمر میں برہنہ رہتا تھا۔ سرمد اشعار بھی کہا کرتا تھا یہ ابیات اُسکے ہیں۔ رباعی

سرمد کہ زجام عشق مستش کردند۔ خواندند سرافرازش و پستش کردند

میخواست خدا پرستی و ہشیاری۔ مستش کردند و بت پرستش کردند

در مدح رسولؐ عربی۔ رباعی

اے از رخ تو شگفتہ خاطر گلسرخ۔ باطن ہمہ خون دل و ظاہر گل سرخ

زاں دیر برآمدی زیوسف کہ بباغ۔ اول گلؔ زرد آمد و آخر گل سُرخ

رباعی

آں ذات بروں زگنبد ارزق نیست۔ ذاتے ست مقید کہ بجز مطلق نیست

حق باطل نیز ہست باطل حق نیست۔ آن ذات بجز مصدر ہر مشتق نیست

رباعی

ایزد بہ ترازوے قدر با خورشید۔ چوں جنس نکوی بخ تو مے سنجید

ایں لبکہ گراں بود نہ جنبید زجا۔ واں لبکہ سُبک بود برافلاک رسید

فرد

سرمد کہ عندلیبست پروائے نہ ندارد۔ یارش گل ست وگل راکیشت زر ضرورست

فرد

در کعبہ وبتخانہ سنگ او شد وچوب او شد۔ یکجا حجر الاسود و یکجا بت ہندو شد

شیخ محمدؐ خاں پیشواے سلطان عبداللہ قطب شاہ کی مدح میں کہا ہے۔ قطعہ

اے آنکہ مدار عرش را دائرہ عظیمۂ۔ کردہ بخدمت تو صباحچو سپہر نوکری

نصفت انتہا رواکن شام من غریب را۔ گر بہ جناب قطب چون نصفت النہار بگذری

شیخ محمدؐ خاں سرمد کی صحبت کا راغب ہوا۔ ایک دن سرمد نے نامہ نگار کے روبرو حیران کو جو شیخ کی ستایش کو رہا تھا کہا کہ شیخ جلد فوت ہوجاویگا اور امیر محمدؐ سعید میر محلہ ترقی یاب ہوگا۔ اسی سال میں شیخ بارادہ حج حیدرآباد سے روانہ ہوا اور بسال ایکہزار انسٹھ ہجری بندر مخا میں جاکر مرگیا۔ حافظ شیرازؒ سے

روضہ خلد بریں خلوت درویشانست

مکیہ کون و مکاں حضرت درویشانست

ایدل اینجا بادب باش کہ سلطان وملک

ہمہ دربندگی حضرت درویشانست

سرمد سے سنا گیا کہ یہود کے نزدیک بزرگ آدمی کیمیا ہے جو بہ شکل
انسان مجسم ہوتا ہے اور کبھی کبھی شعاع متفرق کی طرح پراگندہ بھی ہوجاتا
ہے اور کہا ہے کہ توریت و زبور میں مذکور ہے کہ روح جسم لطیف ہے
اور پیکر انسانی اُسکا مظہر ہے اور ثواب و عذاب آخرت اسی جہان
میں موجود ہے ایکسو بیس ۱۲۰ سال زندہ رہکر بھی مرجاویگا تو تمام حیات اُسکی
ایک روز ہے۔ اور جب مرگیا تو رات ہوگئی اور اُسکے بدن کے اجزا جماد
و نبات و حیوانات میں چلے گئے۔ جب ایکسو بیس سال اور گذرے رات
پوری ہوگئی صبح نمودار ہوئی اُس کی عمر کی خاک کے ذرات بالفرض اگر
ایک مشرق اور دوسرا مغرب میں بھی ہو سب جمع ہوکر پھر زندہ ہوجائیگا
اور یہ چکّر ہمیشہ جاری رہیگا جیساکہ کہا گیا ہے کہ ثواب و عذاب اسی
جہان میں ہے۔ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہے پیکر انسان کے باطن میں ہے
حتّٰی کہ پانی اور خاک بھی۔ یہود لوگ عیسیٰ کی نبوت کے قایل نہیں
بلکہ وہ اُسکو جھوٹا سمجھتے ہیں جو کچھ عیسائی عیسیٰ کی نبوت پر توریت
میں سے دلیل لاتے ہیں قبول نہیں کرتے کہتے ہیں کہ اشعیا نے
وے چیزیں اپنے حق میں کی ہیں۔ یہود یہ بھی کہتے ہیں کہ ابراہیم
پیغمبر نہ تھا لیکن ولی تھا اور وے ولایت کو نبوت سے افضل جانتے
ہیں۔ کہتے ہیں کہ توریت میں مذکور نہیں کہ فرعون نے خدائی کا دعویٰ
کیا۔ روایت ہے کہ ظالم تھا اور بنی اسرائیل کو دُکھ دیتا تھا اسی واسطے
موسیٰ کو خدا نے بھیجا تاکہ اُسکو سمجھاوے جب اُسنے نہ مانا ہلاک ہوا۔
یہ بھی توریت میں نہیں لکھا کہ ہارون رسالت میں موسیٰ کا شریک تھا
بلکہ اُسکا خلیفہ تھا۔ یہ اس بات کے قایل ہیں کہ داؤد نے اوریا کو مارنے
کے واسطے بھیجا کیونکہ اُسکی عورت کو چاہتا تھا پس اُسکی عورت کو لیا
جس سے سلیمان پیدا ہوا۔ کہتے ہیں کہ عیسیٰ نبی نہ تھا جیساکہ نصاریٰ
کہتے ہیں۔ داؤد نے لکھا کہ میرے ہاتھوں اور پاؤں کو چھیدے اور میری
ہڈیاں شمار کیں یہ سب ماجرا بوقت مرگ عیسیٰ کے سرپر آیا۔ لیکن یہود
کا خیال ہے کہ یہ بات داؤد نے خاص اپنے حق میں کہی تھی۔ نصاریٰ
لوگ عیسیٰ کی شان میں جو کچھ بیان کرتے ہیں یہود اُسکی دیگر تشریح
کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ توریت میں مذکور ہے کہ جب بنی اسرائیل

بڑے کام کرینگے لاجرم حضرت محمدؐ آویگا۔ سرمد کہتا ہے کہ اگرچہ پیغمبر کا نام توریت میں ہے اُسکے معنے یہ ہونگے کہ بنی اسرائیل کہتا ہے کہ اُسکے دین میں مت جاؤ اس باب میں مبالغہ بہت ہے وہ کہتا ہے کہ دین یہود میں انکے سوا اور کوئی نہیں آسکتا اور ختنہ یعنے سنت کرنا انکے پیغمبروں کی شریعت صرف اُنکے ہی واسطے ہے نہ کہ دوسروں کے واسطے۔ کہتے ہیں کہ پیغمبر زندہ اور حاضر ہونا چاہیئے۔ ابیچند نے ایک حصہ توریت کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا نامہ نگار نے سرمد کے ساتھ اُسکا مقابلہ کرکے داخل کتاب کیا وہ یہ ہے:-

دوسری نظر صحیفہ آدم کے ترجمہ میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلاصہ ترجمہ۔ آفرینش کی ابتدا میں خدا نے زمین اور آسمان بنائے زمین خراب اور خالی اور اندھیرے پانی پر تھی اور خدا کی ہوا پانی کی سطح پر چلتی تھی۔ خدا نے کہا روشنائی ہو۔ ہوگئی اور خدا نے روشنائی کو دیکھا کہ خوب ہے اُسمیں اور تاریکی میں فرق رکھا۔ خدا نے روشنائی کا نام دن اور تاریکی کا رات رکھا۔ یہ شام و صبح ایکدن تھا۔ خدا نے فرمایا کہ رافیعہ درمیان پانی کے ہونا چاہیئے جو نیچے اور اوپر کے پانی کو جُدا جُدا کرے اور ایسا ہی ہوگیا۔ خدا نے رافیعہ کا نام آسمان رکھا یہ دوسرے دن کی صبح و شام تھی۔ خدا نے کہا کہ سب پانی آسمان کے نیچے ایک جگہ جمع ہوتا کہ خشکی نکالی جاوے اور ایسا ہی ہوگیا خدا نے خشکی کا نام زمین اور پانی کا نام دریا رکھا اور دیکھا کہ خوب ہے۔ پھر خدا نے کہا کہ زمین سبزہ اور بیج دار گھاسوں اور میوہ دار درختوں کے ساتھ جنکا بیج اپنے میں ہو سرسبز ہو جاوے اور ایسا ہی ہوگیا یعنے زمین میں سبزی مذکورہ ظاہر ہوگئی۔ خدا نے دیکھا کہ خوب ہے یہ تیسرے دن کی شام و صبح تھی۔ خدا نے کہا آسمان پر واسطے علیحدہ علیحدہ کرنے دن اور رات کے روشنائیاں پیدا ہوں یہ نشان عیدوں اور دنوں اور برسوں اور واسطے روشن کرنے زمین کے اور آسمان کے ہوا۔ خدا نے سب سے بڑی روشنی کو دن کی سلطنت پہ اور چھوٹی کو جو ستاروں سے مراد ہے ریاست رات پر معین

کیا۔ یہ شام و صبح چوتھے دن کی ہوئی۔ خدا نے کہا کہ جانور پیدا کریں اور وہ زمین و آسمان پہ اڑیں پھر خدا نے پیدا کئے بڑے سنسار اور مرجان۔ اور ہر زندہ جنبندہ کو اپنے نوع میں خصوصاً مرغان صاحب بال کو اور دیکھا کہ خوب ہے۔ خدا نے انکو دعا دی کہ بہت ہوجاویں پانی دریاؤں کو پُر کریں اور زمین میں مرغ بہت ہوویں۔ یہ پنجم دن کی صبح و شام تھی۔ خدا نے کہا کہ زمین انواع نفس زندہ اور بہائم اور دابۃ الارض اور حیوانات زمینی کو نکالے اور ایسا ہی ہوا۔ خدا نے سب حیوانات مذکورہ کو بہ نوع خود دیکھا کہ خوب ہے۔ اسپر خدا نے کہا کہ آدم کو اپنی صورت پہ بناؤں جو دریائی مچھلیوں اور مرغان آسمانی۔ اور بہائم پر۔ اور تمام جانوروں پر جو زمین پر جنبش کرتے ہیں غالب اور مسلط ہو۔ پھر خدا نے نر و مادہ کو پیدا کیا اور انکو پیدا کرکے خدا نے دعا دی کہ یہ بہت ہوں اور زمین کو پُر کریں اور اپنے قبضہ میں لائیں۔ دریائی مچھلیوں اور آسمانی مرغوں اور زمین پر رہنے والے جانوروں پر غالب ہوں۔ خدا نے کہا کہ دیکھو میں نے تمکو تمام بیجدار گھاس جو تمام زمین کی سطح میں ہیں دئے پھر میں نے میوہ دار اور بیجدار درخت اور پھل تمہارے کھانے کے واسطے بنائے اور تمام حیوانات زمینی اور مرغان آسمانی کے واسطے سبز گھاس کو پسند کیا۔ خدا نے دیکھا کہ جو کچھ کیا گیا ہے بہت اچھا ہے یہ شام و صبح ششم روز کی تھی۔ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے خدا تعالی نے پیدا کرکے ساتویں دن آرام کیا اور روز ہفتم کو عزیز و مقدس کیا کیونکہ اُس میں سب پیدایش کے کام سے فراغت پاکر آرام پایا۔ یہ آسمان اور زمین کی پیدایش ہے اگرچہ یہ سب سبزے اور گھاس جو ہوئے اور ہونگے شگفتہ اور آراستہ ہیں لیکن آدم انکی خدمت کیواسطے نہیں تھا بادل آکر زمین کو ڈھانپ لیتے تھے۔ خدا نے خاک سے جسم آدم کو پیدا کرکے روح یعنے نسیم حیات اُس میں پھونکی۔ آدم زندہ ہوا۔ خدا نے ایک باغ میں جو قدیمی ہے سب عمدہ درخت اور حیات کا درخت اور نیک وبد جاننے کا شجر اُس میں پیدا کیا وہاں ایک نہر اُس باغ کی سیرابی

کے واسطے ہے جسکے آگے جاکر چار نہریں ہوجاتی ہیں۔ پہلے کا نام پیشون
ہے جو زمین خویلا کو جاتی ہے جہاں بلور اور سنگ یشب موجود ہیں۔ دوسری
نہر کا نام جیحون ہے۔ تیسری کا نام حیدیقل ہے جو طایفہ آشورا کے آگے
چلتی ہے۔ چوتھی نہر فرات ہے۔ خدا نے آدم کو واسطے خدمت اور حفاظت
باغ عدن کے چھوڑا۔ اور فرمایا کہ باغ کے سب درختوں کا پھل کھاسے
لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت کا پھل کھانے سے پرہیز کرے۔
جو درخت بُرا ہو اُسکا پھل نہ کھاسے۔ کیونکہ اُسکے کھانے سے مرجائیگا۔
پھر خدا نے کہا کہ آدم کا اکیلا رہنا اچھا نہیں اُسکے واسطے مددگار بناؤں
اُسکے سامنے خدا نے سب حیوان صحرائی اور مرغ آسمانی خاک سے
پیدا کئے اور اس غرض سے آدم کے سامنے گئے کہ دیکھوں انکو کس
نام سے بلاتا ہے کیونکہ جس نام سے وہ بلائیگا اُس جانور کا وہی نام
ہوگا۔ آدم نے سب بہایم اور آسمانی مرغ اور زمینی حیوانات کے نام
پکارے لیکن اپنے سامنے اپنا مددگار نہ پایا۔ خدا نے ایک پلنگ پر
آدم کو سُلایا اور اُسکے پہلو کی ہڈیاں لیں اور اُسکی جگہ گوشت بھر
کے درست کیا۔ خدا نے اُن ہڈیوں سے جو آدم سے لی تھیں عورت
بنائی اور اُس عورت کو آدم کے پاس لایا۔ آدم نے کہا یہ استخوان
میری استخوانوں میں سے اور گوشت میرے گوشت میں سے ہے۔ اسی
واسطے آدمی ماں باپ کو چھوڑ کر اپنی عورت کے ساتھ رہتا ہے اور
دونوں ایک تن ہوجاتے ہیں۔ آدم اور اُسکی عورت اگرچہ بحالت برہنہ
ہونے کے تھی الا شرمندہ نہ ہوتے تھے۔ سب حیوانوں میں سے سانپ
کو عیار بنایا۔ سانپ نے عورت کو کہا کہ کیا خدا نے تمھیں کہا ہے
کہ اس باغ میں سے کسی درخت کا پھل مت کھاؤ۔ عورت نے کہا
کہ ہم اس باغ میں سے تمام درختوں کے پھل کھاتے ہیں لیکن ایک
درخت کی بابت ہمکو خدا نے منع کیا ہوا ہے۔ فرمایا ہے کہ اسکے کھانے
سے تم مرجاؤگے۔ سانپ نے عورت سے کہا کہ مرتا کوئی نہیں الا خدا
جانتا ہے کہ بوقت کھانے اُس پھل کے تمھاری آنکھیں کھل جائینگی
اور خدا کی طرح نیک و بد کے دانا ہوجاؤگے۔ جب عورت نے دیکھا
کہ وہ درخت دیکھنے اور کھانے میں اچھا ہے اور عقل پیدا کرنے کے

واسطے خوش ہے تو اُسکا میوہ لیکر کھایا اور خاوند کو بھی کھلایا دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور معلوم کیا کہ ہم برہنہ ہیں۔ انجیر کے پتوں کو سی کر اُنھوں نے تہبند بنایا۔ جب خدا اُس باغ میں چلا جاتا تھا تو اُنھوں نے اُسکی آواز سُنی۔ آدم اور اُسکی عورت اُس دن اُس باغ کے درختوں میں چھپ گئے۔ خدا نے آدم کو بُلایا اور کہا کہ تو کہاں ہے۔ آدم نے کہا کہ مینے تیری آواز باغ میں سُنی اور ڈرکر چھپ گیا ہوں کیونکہ ننگا ہوں۔ خدا نے کہا کس نے تجھے معلوم کرایا کہ تو ننگا ہے شاید تونے اُس درخت کا پھل کھایا ہے جسکے کھانے سے مینے تجھے منع کیا تھا۔ آدم نے کہا کہ اس عورت نے جو تونے مجھے دی تھی اُس درخت کا میوہ مجھے دیا اور مینے کھا لیا۔ خدا نے عورت کو کہا کہ تونے یہ کیا کیا۔ اُس نے کہا کہ سانپ نے مجھے فریب دیا اور مینے کھایا۔ خدا نے سانپ کو کہا کہ تونے ایسا کام کیا اسواسطے تجھپر لعنت ہو۔ سب حیوانات میں سے تو سینہ کے بل چلیگا اور مٹی کھائیگا ساری عمر۔ اُس عورت میں اور تجھ میں اور اُسکی اولاد اور تیری نسل میں مینے دشمنی رکھدی وہ تجھے مارینگے تو اُنکے پاؤں کو کاٹیگا۔ عورت کو کہا تجھے زہ کا درد بہت ہوویگا اور تو دُکھ سے پسر جنے گی اور خاوند کی مشتاق رہا کریگی اور وہ تجھپر غالب ہوگا۔ آدم کو کہا کہ تونے جو اپنی عورت کی بات سُنی اور اُس درخت کا میوہ کھایا جسکی بابت تجھے منع کیا تھا۔ تیرے سبب زمین کو لعنت ہے تو عمر بھر دُکھ پائیگا۔ اور تیرے راستہ میں خاک وخاشاک نمودار ہونگے تو جنگل کی گھاس کو عرق پیشانی کے ساتھ کھائیگا۔ خاک میں سے روٹی کھایا کریگا کیونکہ تو خاکی ہے اور خاک کی طرف پھریگا۔ آدم نے اپنی عورت کا نام حوّا پکارا۔ جو سب زندوں کی ماں ہے۔ خدا نے آدم اور اُسکی عورت کیلئے چمڑے کے پیراہن بنائے اور اُنکو پہنائے پھر کہا کہ دیکھو آدم نیک وبد کے جاننے کے واسطے ہمارے برابر ہوگیا مبادا اب درخت حیات سے پھل کھاوے اور یہ زندہ رہے۔ پھر خدا نے آدم کو واسطے خدمت زمین کے باغ عدن سے باہر بھیجا۔ پھر آدم حوّا سے ملا اور قابیل پیدا ہوا کہا آدم نے کہ مینے وہ خدا سے پایا۔ پھر ہابیل پیدا ہوا ہابیل گوسپند کا شبان اور قابیل زمین کا خدمتگار تھا۔ بعد

چند ایام کے قابیل زمین کا میوہ اور ہابیل ایک بکری کا پہلا پیدا ہوا بکرا خدا کے پیشکش کے واسطے لایا۔ خدا نے ہابیل اور اُسکے پیشکش کی طرف تو توجہ کی مگر قابیل اور اُسکے پیشکش کی جانب متوجہ نہ ہوا قابیل اس بات سے دلگیر ہوا اور چہرہ کا رنگ بدل گیا۔ خدا نے قابیل کو کہا کہ تو کیوں دلگیر ہوا اور تیرے مُنہ کا رنگ کیوں اُڑا اگر تو اس امر کو برداشت کریگا تو تیرے لئے بہتری ہوگی وہ تیری مشتاق ہے۔ اور تو اُسپر غالب ہوتا ہے۔ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو جسوقت وے صحرا میں تھے مارڈالا۔ خدا نے قابیل کو کہا کہ تیرا بھائی ہابیل کہاں ہے کہا میں نہیں جانتا مگر بھائی کا نگہبان ہو۔ خدا نے کہا کہ تیرے بھائی کے خون کی آواز میرے آگے روتی ہے یہ تو نے کیا کیا۔ اب اُس زمین پر لعنت ہو جسنے اپنے مُنہ کو تیرے بھائی کے خون پر کھولا۔ تو جب زمین کی خدمت کریگا وہ تیرے واسطے نہ برلاویگی اور تو زمین میں سرگردان رہیگا قابیل نے خدا کو کہا کہ میرا گناہ بھاری ہے اور میں اُسے نہیں اُٹھا سکتا اب جو آپ نے مردود کیا اسواسطے میں آج زمین کی سطح پر سے اور تیرے سامنے سے پوشیدہ ہوتا ہوں میں ہمیشہ سرگردان رہونگا جو مجھے پائیگا قتل کریگا۔ خدا نے اُسکو کہا جو کوئی تجھے مارےگا سات پشت تک عقوبت میں رہیگا۔ پھر خدا نے قابیل کے واسطے ایک نشان کیا تاکہ جو کوئی اُسکو پاوے مارنا نہ چاہیئے۔ قابیل خدا کی پیشگاہ سے نکلا اور آوارگی میں عدن کے آگے بیٹھا اپنی عورت سے ملا اور حنوخ پیدا ہوا یہ شخص شہر کا آباد کنندہ تھا اُسنے شہر کا نام اپنے فرزند کے نام پر رکھا۔ حنوخ سے عیرا۔ عیرا سے محویائیل۔ محویائیل سے لامح پیدا ہوا۔ لامح نے دو عورتیں کیں ایک عاذا۔ دوسری سیلا۔ عاذا سے یاوال پیدا ہوا جو خیمہ نشینوں اور گلہ بانوں کا باپ تھا۔ اُسکا بھائی یوبال چنگ و چغانہ داروں کا باپ تھا۔ سیلا سے توبل قاین پیدا ہوا جو مسگران اور آہنگران کا اُستاد ہے اور توبل قاین کی بہن نعمہ بھی اس سے پیدا ہوئی۔ پھر آدم اپنی عورت سے ملا اور ایک لڑکا پیدا ہوا اُسکا نام شیث رکھا جو خدا نے اُسکو ہابیل کے عوض پیدا کیا جسکو قابیل نے مارڈالا تھا شیث کے گھر پسر پیدا پیدا ہوا جسکا نام انوش پکارا۔ اُسوقت سے خدا کا نام بولنا شروع

ہوا۔ جسدن خدا نے آدم کو اپنی شکل پر پیدا کیا اور نر و مادہ پیدا کرکے
اُن کو دعا دی تو آدم نے اُنکے نام اُنکی پیدایش کے دن پکارے۔ آدم
سے ایک سو تیس سال کی عمر میں اُسکی شکل پر شیث پیدا ہوا اور آدم
اُسکی پیدایش کے بعد آٹھ برس جیا اور اُس سے لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئیں تمام
عمر آدم کی نوسو تیس سال کی ہوئی بعدہ مرگیا۔ جب شیث ایک سو ۵ برس
کا ہوا انوش اُسکے گھر پیدا ہوا تولد انوش کے پیچھے شیث آٹھ سو سات
سال جیتا رہا اور لڑکے لڑکیاں پیدا کیں۔ شیث نوسو بارہ برس کی عمر میں
مرگیا۔ جب انوش نو د سالہ ہوا اُس سے قنتبان پیدا ہوا اور انوش اُسکے
جسم کے بعد آٹھ سو ۱۵ برس جیتا رہا اُس سے بہت اولاد پیدا ہوئی آخر
نوسو پانچ برس کی عمر میں مرگیا۔ جب قنتبان ہفتاد سالہ ہوا اُسکے گھر مہلائیل
پیدا ہوا اور اُسکے تولد کے بعد قنتبان آٹھ سو چالیس برس جیا اور اُس سے
بہت لڑکے لڑکیاں متولد ہوئیں۔ مہلائیل ۶۵ سال کا تھا جب بارد پیدا ہوا
اور بارد کے تولد کے بعد آٹھ سو تیس برس زندگی کی۔ بہت لڑکے لڑکیاں پیدا
ہوئیں آخر نوسو نوّد و پنج (۹۹۵) سال کی عمر میں مرگیا۔ بارد جب ایکسو باسٹھ برس
کا ہوا اُسکے گھر جنوح متولد ہوا بارد اُسکے تولد کے پیچھے آٹھ سو برس جیتا
رہا بہت لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ بارد کی تمام عمر نو سو باسٹھ سال کی تھی
آخر مرگیا۔ جب جنوح پینسٹھ سال کا ہوا اور اُسکے فرزند منوسالح نے ظہور
پایا منوسالح کے تولد کے بعد تین سو چار برس جیا اور لڑکے لڑکیاں پیدا
ہوے۔ جنوح تین سو پینسٹھ برس کی عمر میں مرا منوسالح کی ستاسی سال
کی عمر میں لامح فرزند پیدا ہوا اور منوسالح اُسکے تولد کے بعد سات سو بہتر
برس جیا اور اُس سے بہت اولاد پیدا ہوئی۔ منوسالح آٹھ سو اُنسٹھ سال کی
عمر میں ہوا۔ جب لامح ایک سو بیاسی برس کا ہوا اُسکے گھر لڑکا پیدا ہوا
جسکا نام نوح رکھا کیونکہ اُسنے یہ سمجھا کہ یہ ہمکو ہمارے کاموں میں تسلی دیگا
اور ہمکو اُس زمین میں مدد دیگا جو خدا نے ہمارے واسطے ملعون ٹھہرائی
ہوئی ہے۔ نوح کے تولد کے بعد لامح پانچسو برس جیتا رہا۔ اور چھ سو بیاسی
برس کی عمر میں مرا۔ نوح جب پانچسو برس کا ہوا سام اور حام اور
یافث پیدا ہوے اور زمین پر آدم کی بہتایت شروع ہوئی اور لڑکیاں
پیدا ہوئیں اور خدا کے لڑکے آدم کی دختران کی طرف بھاگے اور جو انھیں

پسند آئیں پکڑ کر اپنی عورتیں بنالیں۔ خدا نے کہا کہ میری روح آدم میں ہمیشہ نرہیگی کیونکہ وہ گوشت ہے اور اُسکی عمر ایکسو بیس سال کی ہوگی۔ اُن ایام میں اور اُسکے پیچھے پسران خدا آدم کی لڑکیوں پر آوینگے اور وہ خدا کے لڑکے اپنے واسطے پیدا کرینگے۔ یہ اور اُنکی اولاد پہلوان ہوگی* خدا آدم کو زمین پر پیدا کرکے غمگین ہوا اور دلمیں چاہا کہ وہ آدمی اور اُسکی اولاد نیز تمام چرند پرند کو نابود کروں کیونکہ میں اُنکی پیدایش سے پشیمان ہوا ہوں۔ نوح نے خدا کی نظر میں آبرو پائی* یہی ہے تمام صحیفہ آدم کا جو توریت میں ہے اور ہمنے بطور خلاصہ یہاں لکھدیا ہے*

تعلیم پنجم ترسا کے عقاید میں

اس میں تین نظر ہیں۔ پہلی نظر حضرت عیسیٰ کے ذکر میں دوسری نصاریٰ کے عقیدوں میں۔ تیسری ترسا کے اعمال میں۔ ترساؤں سے چند فاضل دیکھے گئے۔ ایک پادری فرنسائی جسکو پرتگال اور گووہ کے لوگ جو ہند اور بندر سورت میں ہیں گرامی جانتے ہیں۔ اسکو نامہ نگار نے ایکہزار ستاون ہجری میں بندر سورت میں پایا۔

پہلی نظر حضرت عیسیٰ کے بیان میں

کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کی ولادت تین ہزار ایک سو ننانوے سال خلقت عالم سے پیچھے۔ اور دو ہزار نوسو ستاون سال طوفان نوح سے۔ اور دو ہزار پندرہ سال ولادت ابراہیم سے۔ اور ایکہزار پانسو دس سال ظہور موسیٰ اور بنی اسرائیل سے۔ اور پینسٹھ ہفتہ دانیال پیغمبر نے خبر دی تھی۔ اور بعد بنائے شہر رومیہ کے سات سو باون سال پیچھے اور بیالیس سال سلطنت قیصر سے بعد واقع ہوئی ہے۔ جب عیسیٰ آیا بڑے کاہنوں یعنے جادوگروں نے اُسے کہا کہ ہم تجھکو خدا زندہ کی سوگند دیکر پوچھتے ہیں کہ تو خدا مبارک تبارک کا بیٹا ہے۔ حضرت ایشوع نے جواب دیا کہ میں ویسا ہوں جیسا کہ تم کہتے ہو اور البتہ تمھیں کہتا ہوں کہ تم دیکھوگے آدمی زادہ کو خدا کے دائیں ہاتھ بیٹھا ہوا کہ آسمان کے بادلوں میں نیچے آتا ہے۔ اُنھوں نے کہا تو کفر کہتا ہے کیونکہ یہود کے عقیدہ پر خدا آسمان کے بادلوں میں نیچے نہیں آتا۔ عیسیٰ کی تولد سے اشعیا پیغمبر نے خبر دی تھی۔ اُسکے سخن کا ترجمہ یہ ہے کہ بیخ ایشیاے سے شاخ نکلے گی اور اُس شاخ سے پھول پیدا ہوگا جس میں خدا کی روح قرار پکڑیگی البتہ کنواری حاملہ ہوگی اور پسر جنے گی۔ ایشیاے داؤد کے باپ

کا نام ہے۔ عیسیٰ کو پکڑ لیا اور اُسکے مُنہ پر تھوکا اور پیٹا۔ اشعیا نے اس سے پہلے ہی خبر دی تھی۔ پٹنے کے وقت عیسیٰ نے یہ کہا تھا۔ سپرد کیا مینے اپنا بدن پیٹنے والوں کو اور رخسارہ اُکھاڑنے والوں کو اور نہیں پھیرا مینے اپنا مُنہ اس بات سے کہ فاحش کہیں اور تھوک ڈالیں۔ جب افلاطس حاکم نے یہودوں کے واسطے حضرت عیسیٰ کو زد وکوب کیا چنانچہ اُسکا تمام بدن مجروح ہوگیا تھا۔ اشعیا نے اس حال سے خبر دی کہ وہ ہماری بدیوں کی بابت ستایا گیا اور ہمنے بہ سبب اپنے کاموں کے اُسکو آزردہ کیا۔ جب فیلاطس نے دیکھا کہ یہودی عیسیٰ کے مارنے اور سولی دینے پر مستعد ہیں تو کہا کہ مجھ سے اس خون میں شرکت نہیں ہوسکتی۔ یہودوں نے جواب دیا کہ اُسکا خون ہماری اور ہمارے فرزندوں کی گردن پر ہے۔ اسیواسطے یہودی جہاں ہیں خوار و زار و زیردست ہیں۔ جب عیسیٰ کو کندھے پر سولی اُٹھواکر قتل کے واسطے لیئے جاتے تھے ایک عورت نے عیسیٰ کے خون آلودہ منہ کو اپنے دامن سے پاک کیا۔ تین صورتیں درست پائیں اور گھر میں لے گئی۔ اُن صورتوں میں سے ایک اسپانیہ کے شہر شاہین میں جو پُرتگال کی ریاست میں ہے اب بھی موجود ہے اور سال میں دو مرتبہ دکھلاتے ہیں۔ دوسری شہر سیلان میں موجود ہے جو ملک ایتالیہ میں ہے۔ اور تیسری شہر روم میں موجود ہے*

دوسری نظر عیسائیوں کے عقایدین باسم الاب والابن وروح القدس

کہتے ہیں کہ عیسوی کو چاہیئے کہ حضرت عیسیٰ کو دل میں رکھکر زبان سے بھی اقرار کرے لیکن کبھی انکار نہ کرے اگرچہ سر بھی اس کام میں چلا جاوے فیلس علیسیٰ کو کہتے ہیں۔ عیسائیوں کی علامت صلیب مقدس ہے۔ کہتے ہیں کہ عقاید ایمان کے اجزا چودہ ہیں اُن میں سے سات دیوس یعنے خداتعالیٰ کی الوہیت سے مخصوص ہیں۔ اور سات حضرت عیسیٰ کی الوہیت سے مخصوص ہیں۔ اوّل اقرار کرنا کہ خدا قادرِ مطلق ہے۔ دوئم ایمان لانا کہ پاک ہے۔ سوئم ایمان لانا کہ لپسر ہے۔ چہارم

ایمان لانا کہ روح پاک ہے۔ پنجم ایمان لانا کہ خالق ہے۔ ششم ایمان لانا کہ بہشت بخشنے والا ہے۔ ہفتم ایمان لانا کہ سلامتی دینے والا ہے۔ دیوس حق تعالیٰ کا نام ہے وہ سات جو مردمی عیسیٰ کے مخصوص ہیں یہ ہیں۔ اوّل ایمان لانا کہ وہی خدا کا بیٹا روح القدس کی قدرت سے مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ دوئم ایمان لانا کہ وہ پیدا ہوا مریم پاکیزہ سے اور اُسکا کنوارپن زایل نہ ہوا۔ سوئم ایمان لانا کہ ہمارے واسطے مصلوب ہوا یعنے سولی پر چڑھا اور مرا اور مدفون ہوا۔ چہارم ایمان لانا کہ زمین پر اُتریگا اور اولیاے اولین کو جو وہاں اُسکے آنے کے منتظر ہونگے لاویگا۔ پنجم ایمان لانا کہ تیسرے دن زندہ ہوکر اُٹھا۔ ششم ایمان لانا کہ آسمان پر جاکر اپنے باپ یعنے قادر مطلق کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہوا ہے۔ ہفتم ایمان لانا کہ دنیا کے اخیر میں واسطے حکومت زندوں اور مردوں کے اور براے تمیز نیک و بدکردار دنیا میں آویگا۔ خدا کو پدر اسواسطے کہتے ہیں کہ بندہ پر مہربان ہے جیسے کہ باپ بیٹے پر۔ عیسائی کہتے ہیں کہ خدا کے اگرچہ تین وجود مختلف ہیں مگر حقیقت میں ایک ذات ہے چنانچہ وہ پدر اور پسر اور روح القدس کا وجود ہے اگرچہ وحدت ذات مبارک سے تجلی لیکن یہ خاصہ خدا کا ہے مخلوق میں یہ صفت پائی نہیں جاتی۔ عیسیٰ خدا کا حقیقی بیٹا اور باقی مجازی بیٹے ہیں۔ عیسیٰ اس حیثیت سے کہ خدا آسمان میں ہے خدا سے پیدا ہوا نہ کہ مادر سے۔ ایسے ہی زمین میں بسبب آدمی ہونے کے ما رکھتا ہے نہ کہ باپ۔ عیسیٰ کبھی نہ مرتا لیکن بنی آدم سے جو وہ نہایت محبت رکھتا تھا اس لئے اپنے تئیں قوم کے واسطے قربان کیا تاکہ یہ لوگ گناہوں سے چھوٹیں۔ کہتے ہیں کہ زمین کے نیچے چار مکان ہیں ایک سب سے نیچے دوزخ ہے جس میں شیطانوں اور گنہگاروں کو عذاب دیا جاتا ہے۔ اُس سے اونچا ایک مکان ہے جسکو پرگترریو یعنے نیک آدمیوں کے پاک ہونے کی جگہ کہتے ہیں وہاں نیکمرد ہوجاتے ہیں اور گناہوں سے جو اُنھوں نے کئے پاک ہوکر بہشت میں جاتے ہیں۔ اُسکے اوپر ایک مکان ہے جسکو لیمبو بولتے ہیں وہاں نابالغ طفل رہتے ہیں جہاں سواے محرومی دیدار خدا کے کچھ عذاب نہیں۔ اُس سے رفیع تر ایک جگہ ہے جو گوشہ

ابراہیم یعنے مقام ابراہیم کہلاتا ہے وہ ارواح انبیا اور اولیا کا مقام ہے یہ معذب نہیں ہوتے اور عیسیٰ کا انتظار کھینچتے ہیں۔ جب عیسیٰ نے بدن چھوڑا اور مدفون ہوا تو مقام چہارم میں اترا اور پاک روحوں کو قبر سے اٹھاکر اپنے ساتھ لے گیا۔ تین مقام کی روحوں کو وہاں ہی چھوڑا۔ جب عیسیٰ مارے جانے کے بعد زندہ ہوا تو چالیس روز اپنے شاگردوں کے پاس رہا پھر سب کے روبرو آسمان پر چڑھا جو قدرت الٰہی سے بڑا اونچا مقام ہے۔ کہتے ہیں کہ جو عیسیٰ اپنے باپ خدا کے دائیں ہاتھ بیٹھا ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ ہم خدا کو جسم و جسمانی جانتے ہیں لیکن یہ سخن صرف اسبابت کے سمجھانے کے لئے ہے کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے اور وہی بزرگی اور قدرت رکھتا ہے جو اُسکے باپ خدا میں ہے اور وہ بسبب آدمیت کے عزیز اور بہتر مکان میں جو آسمان کے اوپر ہے مقام گزین ہے۔ کہتے ہیں کہ آخرت کے دن عیسیٰ نیچے اُتریگا تاکہ زندوں اور مُردوں کی حکومت کرے اور اُنکو جزا دیوے اُس دن سب لوگ زندہ ہونگے۔ زندوں سے نیک اور مُردوں سے گنہگار مراد ہے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے سوا کوئی ایسا نہ پایا جائیگا جو پاک اور زندہ ہونگے اور پھر ہرگز نہ مرینگے ؛

تیسری نظر عیسائیوں کے اعمال میں

دس حکم جو انجیل میں مکرر آئے ہیں اُن میں سے پہلے تین عزت خدا سے تعلق رکھتے ہیں اور باقی خدا کے بندوں سے :۔

اوّل یہ کہ خدا تعالیٰ کو سب چیز سے دوست رکھے ؛

دوئم خدا کی سوگند بلا ضرورت نہ کھاؤ اور سچ بولنے کی عادت کرو جب دس صفت کی خوبی معلوم ہوگی تو تجھے کسی قسم کے کھانے کی حاجت نہ پڑیگی ؛ حکیم صاحب اسرار شاہ ناصر خسرو فرماتا ہے ؎

چو براستی نکوے گاہ و بیگاہ
تا حاجت نائدت بہ سوگند

سوئم پاک رکھو عیدوں کو یعنے یکشنبہ وغیرہ اچھے دنوں کو ؛

چہارم ماں اور باپ کی عزت کرو۔
پنجم کسی قسم کے جانور کو مت مارو اسکی وے یوں تاویل کرتے ہیں کہ وے جو ملک میں ہوں اُنکو مت مارو کیونکہ اُس میں فواید بہت ہیں پس اُنکو نہ مارنا چاہیے یہ اسبات کی اشارت ہے کہ اپنے بھائی کو نہ مارو اور اپنے گفتار و کردار سے نہ دُکھاؤ۔
ششم زنا یعنے غیروں کی عورات سے مجامعت نہ کرو خواہ وہ بیوہ ہو یا شوہر دار۔
ہفتم چوری مت کرو۔
ہشتم کسی کو جھوٹی تہمت مت لگاؤ اس حکم میں یہ بھی داخل ہے کہ ہم اگر کسی کی پوشیدہ بُرائی کو جان لیں تو پوشیدہ رکھیں اور ظاہر نہ کریں مگر وہ بدی جو خلاف دین و عقیدہ یا بدگمانی نسبت بادشاہ کے ہو
نہم بیگانہ عورت کی خواہش مت کرو۔
دہم مال بیگانہ کی بھی آرزو نہ کرو۔
پانچ چیزیں اور ضروری ہیں۔ ایک یکشنبہ کا دن اور دوسری عیدوں میں شامل یعنے وہ نماز جسکو پادری ادا کرے یا جب وہ عیسیٰ کے رنجوں کی یاد کرے تو ہر شخص کو چاہیے کہ نہایت توجہ سے اُسے سُنے۔ دوئم کنفیا کرون اقلاً سال میں ایک مرتبہ بجالاوے۔ کیفیا کی تین شرطیں ہیں۔ اول راستی۔ دوم عاجزی۔ سوم درستی یعنے اپنے گناہوں کو عاجزوں کی طرح بلاکم و زیادہ ظاہر کرے اور آمرزش چاہے۔ سوئم کمنار عید پاسکو میں کرے یعنے اُسدن کہ جب عیسیٰ بالغ ہوکر سکریمنت مقدس پر جو ایک عبادت ہے واقف ہوا تھا لازم ہے کہ ہر سال عید پاسکو میں کمنار کرے۔ چہارم روزہ کلاں رکھے اور دوسرے روزے بھی ضرور رکھے مگر وہ شخص کہ جو معذور ہو۔ پنجم دسواں حصہ اُس چیز کا جو زمین سے یا جانوروں کے ذریعہ سے حاصل ہو خدا کے واسطے نکالے اور خدا کو دعا کے وقت اپنا باپ کہے کیونکہ خدا ہمکو ایسا دوست رکھتا ہے کہ جیسا باپ فرزند کو۔ بس چاہیے کہ ہم گناہوں سے پرہیز کریں تاکہ اُسکی فرزندی کے قابل ہوجاویں۔ ہم جو خدا کو آسمان پر رہتا کہتے ہیں موجب اُسکا یہ ہے کہ ہم زمین سے اپنا دل اُٹھاکر آسمان کی طرف رجوع

کریں یعنے دنیوی محبت کو توڑکر خدا میں محبت کریں ورنہ خدا کوئی مکان نہیں رکھتا تاکہ بہشت میں خدا کو دیکھے۔ مناسب ہے کہ دعا میں ہم خدا سے روٹی نہ مانگیں کیونکہ اس بات میں خدا راضی نہیں کہ ہم آج اُس سے کل کی معیشت کا سامان مانگیں بلکہ ہمکو چاہیئے کہ صابر ہوکر کل کی روزی کی فکر نہ کریں اور چاہیئے کہ ہم وے بُرائیاں کہ لوگوں سے ہمکو پہنچی ہوں بخش دیں تاکہ خدا ہماری بُرائیاں ہمیں بخش دیوے۔ ایسے ہی حضرت مریم کی دعا پڑھیں۔ کہتے ہیں کہ جس جگہ بی بی مریم کی صورتیں ہوں اُس مقام میں خدایتعالیٰ بہت لطف کرتا ہے اور ایسے ہی جہاں حضرت عیسیٰ اور صلیب مقدس کی صورتیں ہوں۔ اور سکرمنیت سات ہیں اور وہ خدا سے آمرزش مانگنے کا نام ہے۔ اول ستس مون یعنے خدا اور اُسکے بیٹے اور روح القدس کے نام کے ساتھ ظاہری بدن کا ہونا ہے اس کام میں ہر قسم کا اصلی پانی اچھا ہے اس عمل سے جان سب گناہوں سے پاک ہوتی ہے اس کام کے واسطے پادری کا ہونا بہت اچھا ہے ورنہ عیسائیوں میں سے کوئی ضرور موجود ہونا چاہیئے ٭ دوئم گون فرمشایو یعنے ایک مالش بروغن مقدس دیا جاتا ہے یہ دہندہ یعنے پادری فضیلت میں مشہور ہونا چاہیئے ٭ سوئم سینو کرلینا اسکو سب سکرمنت سے بہت پاک کہتے ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ صورت نان کے نیچے ہے تاکہ ہماری روح کی قوت ہو اس عمل میں تین چیزیں ضروریات سے ہیں۔ اول عقیدت درست۔ دوئم گناہ سے توبہ۔ سوئم نہار ہونا یعنے اُسکے لینے تک کچھ نہ کھانا اور اُسکے لینے کا وقت روز کلاں تک ہے ٭ چہارم پنی تنشیار دو چیز ہے کہ حضرت عیسیٰ نے داخل پنی تنشیا کی۔ ایک کنفیار یعنے عاصی کا اپنے گناہوں پر اقرار کرنا اور پادری کا بخشنا کیونکہ وہ عیسیٰ کا جانشین ہے اور اُسکا بخشنا گویا عیسیٰ کا بخشنا ہے پس گنہگار پر لازم ہے کہ اپنا ہر ایک گناہ اُسکو کہہ دیوے اور اسمیں دو چیزیں ملحق ہوں۔ ایک دوری اور ندامت اُس کام سے کہ جس سے خدا کی نافرمانی کی ہو۔ دوسری نیت کی درستی یعنے بڑے کاموں کا مرتکب نہ ہونا۔ پس پادری وہ سزا جو ہر گناہ کے عوض میں عیسیٰ نے فرمائی ہے اُسکے حق میں بجا لاوے۔ اور چھوٹے بڑے گناہ جو پادری نے اُس سے سُنے ہیں اگر پادری کا سر بھی جاتا رہے تو ظاہر نہ کرے۔ اس

عمل کا وقت اقلاً یعنے برس میں ایکبار بوقت روز کلاں کے مقرر ہے+ پنجم سکرنیت استرمیہ اونشا ہے وہ عیسائی آدمی کے واسطے روغن مقدس کے ساتھ مالش کرنا ہے۔ یہ سکرنیت بالغ عیسوی کو دیتے ہیں۔ یہ پانچوں سکرنیت لازم ہیں+ ششتم ناشیو کا لانا یہ سکرنیت وہ شخص لیتا ہے کہ جو اپنے آپکو باختیار خود عبادت کے واسطے مرد وہی عیسائیوں میں تفویض کرے+ ہفتم متر مونیہ یعنے وے شرطیں کہ جو مرد وزن نکاح کے وقت آپس میں کرتے ہیں تاکہ ساری عمر ایک دوسرے کے ساتھ وفا کریں۔ یہ امر بالغ سے مخصوص ہے۔ یہ عمل عورات کو اکثر اوقات بارہ برس کی عمر میں اور مردوں کو چودہ برس کی عمر میں درکار ہے۔ مرد کو ایک عورت کے سوائے بیاہ نکرنا چاہیئے اور عورت کو بھی ایک مرد کے سوا لایق نہیں۔ یہ سکرنیت پادری بعد تحقیق اس بات کے کہ کدخدائی میں بالغ نہوں دیتا ہے اور گواہوں کے روبرو عقد نکاح باندھکر دونوں کو کدخدائی کی شرائط سے آگاہ کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ بعقیدہ درست ہمیں اُس پیغام کو جو خدا نے بھیجا ہے ہرچند کہ سخت مشکل اور عادات و روش طبعی سے باہر ہو ضرور قبول کرنا چاہیئے کیونکہ خدا جھوٹ نہیں کہتا اور وہ کتاب الہی میں یکتا ہے اور مقرر ہے کہ وہ کسی کو غلطی میں نہیں ڈالتا ہے کیونکہ حضرت نے انجیل میں اُسکو ایسا ہی قرار دیا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ آدمی کی معیشت اوصاف حمیدہ پر موقوف ہے۔ دانش ہر کام شائستگی سے سرانجام پانے کا نام ہے اور دانش کا شیوہ اسباب میں کوشش کرنا کہ سب کام ترتیب اور صلاحیت کے ساتھ انتظام پاویں۔ دانش سب چیزوں کی اُستاد ہے جیسا کہ کھانوں میں لون۔ اور جسم میں آنکھ اور آسمان میں سورج۔ عدالت لوگوں کے کاموں میں اعتدال کا رکھنا ہے اور لوگوں کو آپس میں خوش اور صلح مند رکھنا ہے کیونکہ اگر ہر ایک آدمی اپنے انصاف پر صادر ہوتا اور زیادتی نہ کرتا ہرگز جنگ اور ستیزہ نہ کرتا۔ شجاعت وہ چیز ہے کہ جسکے باعث سے انسان اُن سختیوں پر غالب ہوجاتا ہے جو حیات کے مانع ہیں۔ شجاعت کا شیوہ اُس قوت پر غالب ہونا ہے جو شیطان دلمیں ڈال کر کرنے والے کاموں سے روکے۔ عفت وہ طاقت ہے جو نفس کی خوشیوں

میں ایک اندازہ اور ترتیب ٹھہرا دیتی ہے اور عفت کا شیوہ یہ ہے کہ آدمی دنیوی خوشیوں کی طرف نہ کھینچا جاوے۔ اور چاہیئے کہ ہم دنیا میں ریاضت کریں کیونکہ وہی سعادتمند ہیں جنکو خدا کی ہی بھوک پیاس ہے اور چاہیئے کہ خدا کی عبادت میں سوائے خوشنودی حق کے ہمارا کوئی مطلب نہ ہو۔ اسواسطے سعادتمند پاک دل ہیں کیونکہ بہشت میں خدا کا دیدار ان کے نصیب ہے دنیا میں بھی ایک طرح خدا کو دیکھیں گے جیسے کہ جنکی پاک آنکھیں ہیں وہ لطیف چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ چاہیئے کہ ہم سب آپس میں بہ صلح گذارہ کریں اور بہت سعی بجا لاویں۔ وے جو خلاف میں ہیں کوشش سے مصیبت کا راستہ لیتے ہیں کیونکہ صلح کرنیوالے سعادت مند ہیں اور خدا کے فرزند بولے جاتے ہیں۔ خدا کی رحمتیں چودہ ہیں جن میں سے سات جسمانی اور سات روحانی ہیں۔ جسمانی یہ ہیں۔ اول بھوکوں کو سیر کرنا۔ دوئم پیاسوں کو سیراب کرنا۔ سوئم برہنوں کو ڈھانپنا چہارم مسافروں کو مکان دینا۔ پنجم بیمار کو پوچھنا اور قیدیوں کو تسلی دینا۔ ششم قیدیوں کو چھوڑنا۔ ہفتم مُردوں کو دفن کرنا۔ روحانی اعمال یہ ہیں اول ناداں کو علم سکھلانا۔ دوئم محتاجوں کو مصلحت دینا۔ سوئم غمناکوں کو دلاسا کرنا۔ چہارم گنہگاروں کو تنبیہ کرنا۔ پنجم عفو کرنا۔ ششم لوگوں کی بے ادبیوں کا تحمل کرنا۔ ہفتم زندوں اور مُردوں کے حق میں نیک دعا کا کرنا۔ کہتے ہیں کہ خواہ کسی مذہب میں سے ہو ہر محتاج خیرات کا مستحق ہے لیکن اپنا ہمدین بہت لایق ہے۔ گناہ وہ ہے کہ ہم باختیار خود ایسا کام کریں کہ جو خدا کی رضا کے برخلاف ہو یا ایسا کام چھوڑ دیں کہ جسکے واسطے ہم مامور ہیں۔ کبیرہ گناہ وہ بڑا کام ہے جو باختیار خود کیا جاوے جیسا کہ جان بوجھکر ناحق خون کر ڈالنا۔ صغیرہ وہ ہے جس میں خفت کی جاوے چنانچہ کم قیمت یعنے ناکارہ چیز کا چرا لینا سب گناہوں کا سردار تکبر۔ حرص۔ شہوت۔ غضب۔ کھانے کی حرص۔ حسد کاہلی ہے۔ تکبر اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا جاننا لاف زنی اور دوسروں کو حقیر جاننا اور نزاع اور نافرمانی پیدا ہوتی ہے۔ اسکا علاج تواضع اور فروتنی ہے اور لایق آدمی کی اطاعت تاکہ مکروہ طبایع کا نہ ہو۔ حرص دنیا کی نہایت طمع کرنے میں ہے اس سے یہ فساد سرزد ہوتے ہیں۔

یعنے چوری دغابازی خرید و فروخت میں جھوٹھ بولنا اور جھوٹی قسم کا کھانا۔ اسکا علاج نیک کام اور سخاوت ہے شہوت نفس امارہ کی خوشی کی طرف بہت آرزو رکھنا اُسکا شرعورات سے آلودہ ہونا اور شرمندگی ہے۔ علاج اُسکے برخلاف پاکدامنی میں کوشش کرنا ہے ÷ غضب انتقام یعنے بدلہ لینے کی بے اندازہ آرزو رکھنا اُسکے فساد یہ ہیں۔ خلق خدا کے ساتھ دشمنی۔ لوگوں کو اہانت آمیز باتیں کہنی۔ لڑنا۔ اپنے وقار کو بہت نقصان پہنچانا۔ اُسکا علاج صبر اور تحمل اور فکر کرنا ہے کہ یہ مصائب جو مجھپر عاید ہوے ہیں اُنکا مستوجب میں ہوں اور عیسیٰ اور حواریوں کے حال میں نظر کرنا کہ وے اُن لوگوں کے ساتھ جو کہ اُنکو ایذا اور دُکھ دیتے تھے مہربانی بجالاتے تھے ÷ کھانے کی حرص یہ ہے کہ کھانے پینے میں بے اندازہ خواہش کا رکھنا۔ اسکا نتیجہ شہوت۔ روزہ سے انکار۔ اور عبادت میں سستی۔ امراض مہلک کا پیدا ہونا ہے۔ علاج۔ کھانے پینے میں صبر کرنا تاکہ خدا کی پرستش کے لایق ہوجاوے اور مزاج کی استقامت رہے۔ اپنے آپکو اسراف یعنے زیادتی سے باز رکھے ÷ حسد وہ غم و اندوہ ہے جو لوگوں کو اپنی اور دوسروں کی مہموں کے انتظام کرنے میں ترقی کرتے ہوے دیکھکر حاصل ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اُسکی میں فتور و قصور پڑے۔ اسکے فساد یہ ہیں کہ دوسروں کی شماتت اور لوگوں کی مذمت اور بے فائدہ جینا۔ علاج۔ خدا کے واسطے خلقت کے ساتھ محبت کرنا۔ اور فکر کرنا کہ یہ خوبی اور شایستگی اُنکو خدا نے عنایت کی ہے ÷ کاہلی۔ خدا کی پرستش اور نیک کام کرنے میں سستی کرنا۔ اُسکا فساد یہ ہے کہ اکثر اوقات ضروری کاموں سے مقصر رہنا۔ اور ہمیشہ روحانی اور جسمانی زندگی کا معالجہ چھوڑ دینا۔ علاج۔ چستی اور چالاکی ÷ دوزخ ایک مکان ہے کہ جس سے بدتر کوئی جگہ نہیں بسبب گناہوں کے اُس مکان میں نہایت بدتر عقوبت میں گرفتار ہونا پڑتا ہے ÷ بہشت ایک مکان سب خوبیوں سے بھرا ہوا ہے جو شخص اُسکے لایق ہوتا ہے وہاں نہایت عیش سے زیست کرتا ہے۔ عیسیٰ نے لوگوں سے کہا کہ میرے پیچھے بہت لوگ پیغمبری کا دعویٰ کرینگے سب جھوٹے ہونگے تمکو میرے آئین پر قایم رہنا چاہیے تاکہ میں آؤں۔ انجیل کو عیسیٰ کی زبان سے کئی زبانوں میں نقل کیا ہے:۔ اوّل عبرانی۔ دوئم یونانی۔ سوئم زبان

لاتینی ہیں کہ اہل فرنگ کی علمی زبان ہے۔ چہارم سریانی۔ ان سب کو کلام الٰہی جانتے ہیں۔

تعلیم ششم محمدیون اور اہل اسلام کی حقیقت مین

اس میں دو نظریں ہیں
پہلی نظر سُنیوں کے عقاید میں۔ دوسری نظر شیعوں کے عقیدوں میں ہے

پہلی نظر اہل سنت وجماعت کے عقاید مین

نامہ نگار نے اہل سنت کے معتبر آدمیوں میں سے سُنا اور اُنکی کتابوں میں دیکھا۔ اور ملل و نحل امام محمد شہرستانی میں مذکور ہے کہ اشارات وحی آیات رسول علیہ السلام میں وارد ہے کہ میری امت تہتر فرقہ ہوجائیگی اُن سب میں ایک فرقہ صاحب نجات یعنے رستگار۔ اور باقی سب اہل گناہ اور مورد وبال ہونگے۔ لوگوں نے پوچھا کہ کس فرقہ پر رستگاری کا سہرا چمکیگا فرمایا کہ اہل سنت و جماعت پر۔ پھر پوچھا گیا کہ اہل سنت وجماعت ہیں کون ہیں۔ فرمایا وے لوگ جو اُس راستے پر چلتے ہیں جسپر میں آج چلتا ہوں اور میرے پیچھے میرے اصحاب چلیں گے۔ اُسی کتاب میں صفاتیہ کے بیان میں لکھا ہے کہ سلف یعنے گذشتگان میں سے بہت لوگ ذات کبریای الہی کے واسطے ازلی صفات سمجھتے ہیں از قسم علم و قدرت و حیات و سمع و بصر و ارادات و کلام و جلال و کرم و جود و انعام و عزت و عظمت اُنھوں نے صفات ذاتی اور افعالی میں کچھ تفرقہ نہیں کیا بلکہ دونوں طرح کی صفات میں اُنکے کلام کی طرز ایک ہی ہے۔ اور اُن صفات کو بھی ثابت کرتے ہیں کہ جنکے ثبوت میں حدیثیں وارد ہیں اور اُنکو صفات خبریہ کہتے ہیں اور اُنکو تاویل نہیں کرتے مگر یہ کہتے ہیں کہ یہ صفات شرع میں وارد ہوئی ہیں۔ لاجرم ہم اُنکو صفات

جزیہ کہتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ صفات کے ثابت کرنے میں اسقدر مبالغہ کرتے ہیں کہ سرحد تشبیہ تک پہنچا دیتے ہیں۔ اور بعضے انھیں صفات پر حصر کرتے ہیں جنپر افعال دلالت کریں اور جنکی بابت حدیث وارد ہوئی ہے اسمیں بھی دو فریق ہوے۔ بعضے اُن لفظوں کو اسی وجہ پر تاویل کرتے ہیں جسپر لفظ احتمال رکھتا ہو۔ اور بعضے تاویل میں توقف کرکے کہتے ہیں کہ ہم مقتضاے عقل سے جانتے ہیں کہ حضرت کبریاے سبحانی کے مانند کوئی چیز نہیں ہوسکتی البتہ کوئی چیز مخلوقات میں سے اُسکے مشابہ نہیں۔ اور اسپر قایم مستقین ہوکر کہتے ہیں کہ ہم اُن الفاظ کے معنے نہیں جانتے جو تشبیہ کے وہم میں ڈالتے ہیں جیساکہ الرَّحمٰن علیٰ عرش استوی یعنے خدا عرش پر کھڑا ہے اور خلقت کو پیدا کیا میںنے اپنے ہاتھ سے۔ اور جاءَ ربّک۔ یعنے آیا رب تیرا۔ اور ہم اُسکے جاننے کے اور تاویل کے مکلف نہیں یعنے ہمکو یہ حکم نہیں ہکہ انکی تاویل کریں بلکہ ہم اس امر کے مکلف ہیں کہ خدا کی عظمت اور کبریائی سے مخلوقات اور محدثات کی تشبیہ کی نفی کریں۔ جو کچھ سلف نے کہا تھا متاخرینوں کے ایک گروہ نے اُسپر کچھ بڑھا دیا اور کہا کہ ضرور ان الفاظ کو ظاہری معنوں پر لگانا اور اُسکی تفسیر کا قایل ہونا چاہیئے۔ البتہ یہ لوگ محض تشبیہ میں پڑے اور اس امر میں سلف کے مخالف ہوے کیونکہ تشبیہ صرف یہود کا خاصہ ہے بلکہ خاص قرائیوں کا کیونکہ انھوں نے توریت میں بہت سے ایسے لفظ پاے کہ تشبیہ پر دلالت کرتے تھے۔ اس امت کے لوگوں میں سے بعضے افراط اور بعضے تفریط میں پڑے۔ لیکن اُس گروہ نے جو افراط میں۔ پڑے تھے بعضے اماموں کو حضرت کبریا سے تشبیہ کیا۔ اور وہ گروہ جو تقصیر اور تفریط میں واقع ہوا اُس نے ایک فرد مخلوق کو حضرت الٰہی سے تشبیہ کیا۔ جب معتزلہ اور متکلم پیدا ہوے بعضے رافضی عناد اور تقصیر سے جو رکھتے تھے والپس ہوکر معتزلہ ہوے۔ اور سلف میں سے بعضے لوگ بسبب بعض الفاظ کے کہ تشبیہ کے وہم میں ڈالتے تھے خطا میں پڑے۔ لیکن سلف کا وہ گروہ جو اُن الفاظ کی تاویل کا متعرض نہوا تشبیہ کی ملامت سے بچا۔ لیکن قدوۃ المجتہدین ایمۃ الاسلام

انس ابن مالک رضؓ نے کہا کہ الرحمن علی عرش استوی معلوم ہے اور اسکی کیفیت مجہول۔ یعنے مضمون معلوم ہے اور کیفیت یعنے کسطرح گھڑا تھا معلوم نہیں پہلی بات پر ایمان لانا واجب ہے۔ اور دوسرے کی بابت سوال کرنا بدعت ہے۔ امام احمد حنبل اور داؤد اصفہانی اور اُن کے تابع اس طریق پر چلے تاکہ عبداللہ کلابی اور ابی العباس قلانسی اور حارس بن اسد محاسبی کا زمانہ آیا۔ یہ اگرچہ سلف میں سے تھے لیکن چونکہ علم کلام میں مشغول ہوے اور اپنے سلف کے عقاید کو براہین اصول کلام کے موافق روشن نہ کرسکے شور اور اشتغال بڑھا حتیٰ کہ شیخ ابوالحسن اشعری اور اُسکے اُستاد میں مسئلہ صلاح و اصلاح میں خلاف پڑا اور مناظرہ یعنے بحث واقع ہوئی اور خصومت ظاہر ہوئی۔ اشعر نے اِنکی طرف میل کیا۔ اصول کلام کے راستے اسکے مقاصد کو مستحکم کیا۔ اور یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہوا۔ صفاتیہ کہتے تھے کہ وہ لقب مبدل ہوا اور اُنکو اشعریہ کہنے لگے۔ چونکہ اشعریہ اور کرامیہ صفات کے مثبت ہیں اُنکو صفاتیہ میں سے دو فریق جانا۔ من ذالک اشعریہ۔ اشعری کے مسایل میں سے یہ ہے کہ ہر موجودہ کا دیکھا جانا صحیح ہے اور یہ بات وجود کی رویت کو صحیح کرتی ہے۔ باری تعالیٰ موجود ہے البتہ حضرت حق کی رویت یعنے دیدار صحیح ہوگا۔ اور اسپر شرع وارد ہے کہ قیامت میں مومن یعنے مسلمان خدا کو دیکھیں گے۔ قال اللہ تعالیٰ وُجوہٌ یَومئذٍ ناظرۃٌ اِلیٰ رَبِّہا ۔ اور کہتا ہے کہ اگر خدا ے تعالیٰ سب مخلوقات کو بہشت میں داخل کرے یا دوزخ میں ڈالے ظلم نہ ہوگا کیونکہ ظلم غیر کے ملک میں تصرف اور قبضہ کرنے کا نام ہے۔ اور کہتا ہے کہ امامت اتفاق اور اختیار سے ثابت ہوتی ہے نہ تعین اور نص سے یعنے حکم قطعی اور آشکارا سے کیونکہ اگر نصی ہوتی پوشیدہ نہ رہتی اور اُسکی نقل میں بہت داعی ہوتے۔ اور سقیفہ بنی ساعدہ میں ابی بکر پر اتفاق کیا اور تعین ابی بکر کے پیچھے عمر پر اور شور کے بعد عثمان پر اور اُسکے پیچھے علی پر اتفاق کیا۔ اور انکی فضیلت امامت میں بہ ترتیب مذکور ہے۔ من ذالک مشبہہ سلف یعنے مشبہ ایسے ہی ہیں۔ اصحاب حدیث میں سے احمد حنبل اور داؤد بن علی محمد اصفہانی اور ایک جماعت سلف سے سلف کے راستہ پر چلے

مالک بن انس اور مقابل بن سلیمان مرکیون نے سلامتی کے راستے پر قایم ہوکر کہا کہ ہم کتاب اور سنت پر ایمان لاے اور تاویل کے درپے نہ ہوے وہ کتاب خدا اور سنت پر ایمان رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم جانتے ہیں کہ حضرت کبریا کسی جز سے مشابہ نہیں اور نہ کوئی مخلوق خدا کے مانند ہے - یہ لوگ تشبیہ سے نہایت پرہیز کرتے اور کہتے ہیں کہ جو شخص خلقت بیدی (یعنے پیدا کیا اپنے ہاتھ سے) پڑھنے کے وقت جو شخص ہاتھ کو ہلاوے یا قلب المومنین بین الاصبعین من اصابع الرحمٰن یعنے دل مومن کا درمیان دو انگلی ہے انگلیوں رحمٰن سے) اس حدیث کی روایت کے وقت جو شخص انگلی کی طرف اشارہ کرے اُسکا ہاتھ کاٹنا واجب ہے - اور کہتے تھے کہ اسکی تفسیر میں ہم متوقف ہیں کیونکہ آسمانی کتاب میں آچکا ہے فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ماتشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون آمنا بہ کل من عند ربنا - ہم زیغ یعنے شک سے پرہیز کرتے ہیں - اور تاویل امر مظنون ہے - اور باتفاق صفات باری تعالیٰ میں مظنون کلام کرنے جایز نہیں - اور کبھی ہوسکتا ہے کہ ہم اُسکی وہ تاویل کریں کہ خدا کی مراد نہ ہو البتہ ہم شک اور انحراف میں پڑینگے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جیسے کہ راسخان علم کہتے ہیں کہ تمام حضرت خدا سے ہیں ہم اُسکے ظاہر پر ایمان لاویں اور دل کے ساتھ تصدیق کریں اور اُسکا علم یعنے جاننا حوالہ بخدا کریں ہمکو اُسکے جاننے کی تکلیف نہیں دیگئی کیونکہ اُسکا جاننا ایمان شرایط میں سے ہے - بعضے اسقدر احتیاط کرتے ہیں کہ ید وجہ استوی کی تفسیر فارسی میں نہیں کرتے - لیکن مشبہ حشویہ اشعریہ جو قرآن میں آیا ہے از قسم استوار - یدین - وجہ - مجی - اتیان فوقیت ٭ حدیث خلق اللہ ادم علی صورتہ (یعنے پیدا کیا خدا نے آدم کو اپنی صورت پر - اور حدیثوں میں وارد ہوا سب کو اُسکے ظاہری معنے پر حکم کرتے ہیں - جو کچھ ان الفاظ کے اجسام پر بولنے سے مفہوم ہوتا ہے وہی سمجھ لیتے ہیں ٭ یہانتک ملل ونحل کا مذکور ہے ٭ بسال ایکہزار اڑتالیس ہجری نامہ نگار نے لاہور میں ملا عادل کاشغری سے سُنا جو کتب معتبرہ سے پڑھتا تھا اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی نے بھی اپنے منظومہ رسالہ اعتقادیہ میں کہا کہ مسلمان پر واجب ہے کہ دلمیں اعتقاد اور زبان سے اقرار کرے کہ صانع ہستی یعنے جہان کا

بنانے والا غنی مطلق اور بے احتیاج ہے اور اسکی ذات جوہر نہیں ہے اور جو کچھ خیال کیا جاوے اس سے برتر ہے پہلے بھی موجود تھا جبکہ جہان معدوم تھا اسکے پیچھے بھی قایم رہیگا۔ اسکے سوا کسی کو قیام یعنے ہمیشہ رہنا نہیں۔ واحد ہے۔ لیکن یہ عدد اسکی صفات اور نام بے شمار ہیں اگرچہ خبر یعنے حدیث میں انکھزار ایک لکھا ہے لیکن اس میں بھی محصور نہیں اور اسکی صفتیں نہ عین ہیں نہ غیر۔ اسکی صفات میں سے ایک حیات ہے لیکن نہ ساتھ روح اور جسم اور نفس کے بلکہ وہ اپنے آپ سے زندہ ہے ؛

وہ عالم ہے ساتھ علم کے جسکے پہلے جہل نہ تھا۔ سب جزویات و کلیات اور مکان و مکین پر اسکا علم محیط ہے حتیٰ کہ ایک دانہ ریت کا بھی اسکے علم سے باہر نہیں ؛

مرید یعنے ارادہ کنندہ ہے اور سب چیزوں کے کام خواہ ارادی ہوں چنانچہ آدمی کا فعل یا طبعی مثل میل حجر یعنے پتھر کے تمام اسکی مشیت یعنے مرضی سے منبعث یعنے اٹھتے ہیں ؎

نخلد بے ارادتش خارے
نگسلد بے مشیتش تارے

قدیر ہے اور کامل قدرت رکھتا ہے بلا ذریعہ آلہ کے کارساز ہے اور عدم سے ہستی کو ظہور میں لانے والا ہے ؛

سمیع یعنے سننے والا بدون کان کے ؛

بصیر یعنے دیکھنے والا ہے بدون آنکھ کے ؎

بشنود خواہ دور یا نزدیک
بیند او روشن ست و تاریک

متکلم یعنے کلام کنندہ ہے لیکن اسکا کلام حلق اور زبان اور کام کے ساتھ نہیں لیکن عبارت اور سکوت اسکے کلام کے پہلے نہیں اور خاموشی اسکے گرد پھر نہیں سکتی ؎

حق تعالیٰ چو بے ارادت و حرف
با عدم گفت نکتہ ہاے شگرف
ہمہ آمد ز ذوق آں سخناں
بہ فضاے وجود رقص کناں

سب جہان کی خیر و شر کے حواوث اُسکی تقدیر میں اور سب نیک اور بُرے کام اُسکے پیدا کئے ہوے ہیں ؎

نیک و بد گرچہ مقتضاے قضاست
ایں خلاف رضا و آں برضاست
ہرچہ خواہد کند ز منع و عطا
نیست کس را مجال چون وچرا
عدل و فضل ہست سوے او منسوب
ظلم باشد ز فعل او مسلوب

فرشتے نہ نر ہیں نہ مادہ اور کفر و عصیاں سے پاک ہیں۔ پہلی صفت سے بعضے اسقدر شہود اور حضور میں غرق ہیں کہ یہ بھی نہیں جانتے کہ ایزد تعالیٰ نے عالم اور آدمی پیدا کیا۔ قسم دوم اشیاء و ہیاکل یعنے صورتیں اور جسموں کے مدبر یعنے تدبیر کنندہ ہیں آسمانوں کا پھرنا بھی ان سے منسوب ہے۔ ہر قطرۂ مینھ کے ساتھ ایک فرشتہ اُترتا ہے اور کوئی پتا نہیں لگتا کہ فرشتوں کا اُس میں دخل نہ ہو۔ لیکن فرشتوں میں سے چار مشہور ہیں۔ جبرائیل۔ میکائیل۔ اسرافیل عزرائیل۔ وحی کا نازل کرنا جبرئیل کا کام ہے۔ اور کرنا کا پھونکنا اسرافیل رزقوں کا ضامن میکائیل اور ارواح کا قابض عزرائیل ہے۔ اور چار فرشتے آدمی کے موکل یعنے چھوڑے ہوے ہیں کہ جو نیکی اور بُرائی کو لکھتے ہیں اور شب و روز اسی کام میں لگے رہتے ہیں۔ نیکی لکھنے والا دائیں اور بُرائی کا کاتب بائیں ہاتھ رہتا ہے اور ملایک صورتیں بنکر لوگوں کی آنکھوں میں جلوہ گر ہوسکتے ہیں ؎

خاصہ در چشمہا و یان سبل
از اُلو العزم انبیا و رسل

انبیا یعنے پیغمبر خدا کے برگزیدہ اور آدمیوں اور فرشتوں سے اشرف ہیں اور نفس شیطان انکا رہزن نہیں ہوسکتا اگر ان سے کبھی کچھ بُرائی بھی ہوجاوے اسمیں البتہ کچھ مصلحت اور نیکی ہے ؎

آدم آندم کہ خورد گندم را تخم ے کشت نسل مردم را
دانہ را کہ خورد زان شجرہ شد وجود تو و منش ثمرہ

اگرچہ سب پیغمبروں کے شرف میں بیشی اور کمی ہے لیکن محمدؐ عربی سب پیغمبروں سے افضل اور اشرف ہے کہ وہ سب رسالوں کے فضایل اور شمایل کا جامع ہے۔ ع

نیست مبعوث پیش کارشناس
جز محمدؐ کسے بکافۂ ناس

اور وہ خاتم الانبیا ہے یعنے اُسکے پیچھے کوئی رسول نہ آویگا۔ اور مسیح الزمان میں اُتر کر شرع محمدؐ کا پیرو ہوگا اور لوگوں کو اسی دین کی طرف دعوت یعنے بُلایا کریگا۔ اور نبیؐ کی شرع سب شریعتوں کی ناسخ یعنے ردکنندہ ہے۔ ع

گرفتہ حکم شرع آں سرور
متفق با شریعت دیگر
نیست اصلاً متابعت آں را
جز ازاں کاں بشرع اوست روا

اور پیغمبر کا معراج بیداری میں جسم کے ساتھ تھا مسجد اقصیٰ تک۔ وہاں سے براق گھوڑے پر چڑھا اور آسمانوں سے گذرا اور پیغمبروں کو دیکھا اور بہشت اور دوزخ کے طبقے دیکھے۔ اور سدرۃ المنتہیٰ میں جبرئیل رہگیا پس انساں رفرف کی مدد سے اوپر گیا ع محرمے جز خدا نبود آنجا۔ دیکھنے والی چیزیں دیکھیں اور سُننے والی سُنیں۔ ع

روے زانجا بجاے خویش آورد
جائگاہش ہنوز نا شدہ سرد

خرق عادات یعنے کرامتیں اگر دعویٰ پیغمبری کے ساتھ ملیں تو معجزہ کہلاتی ہیں ورنہ کرامات کہی جاتی ہیں۔ حضرت رسولؐ مقبول کی ذات میں سب پیغمبروں کے معجزے تھے اور بہت معجزات ایسے بھی تھے کہ دوسرے پیغمبروں میں نہ تھے۔ خدا کی کتابیں بہت ہیں اُن میں سے ایکسو چار تو حدیثوں میں آچکی ہیں لیکن محصور نہیں ہیں۔ اور اُنکا حصر کرنا اچھا نہیں۔ ع

ہر کتابے کہ کرد حق انزال
باش مومن باں علے الاجمال
ہمچو توریت آں کتاب کریم
بہ کلیم و صحف ابراہیم

دیگر انجیل کا دست فرود
بر مسیح و زبور بر داؤد
جامع ایں چہار قرآن است
کہ محمد مبلغ آن است

اسکے معنے اور الفاظ معجز ہیں ~~ع~~

فصحائے عرب اگر بہ تمام
سحر ورزند در ادائے کلام
عاجز آیند تا صد و مضطر
یک از مثل سورہ اقصر

چونکہ خدا کی کتاب کلام الہی ہے قدیم ہوگی۔ حرف اور آوازیں حادث ہیں۔ اور یہ حادث معنے قدیم کے واسطے لباس کے مانند ہیں ~~ع~~

دمبدم گر شود لباس بدل
شخص صاحب لباس را چہ خلل

محمدؐ کی امت سب امتوں سے افضل اور اکرم ہے اور رسول عربی کی امت کے اولیا دوسری امتوں کے اولیاؤں سے بہتر اور افضل ہیں۔ خصوصًا اصحاب اور آل لیکن پیغمبروں سے بہتر نہیں ہیں ~~ع~~

درمیان ہمہ نبود حقیق
بہ خلافت کسے چو از صدیق
در پئے آں نبود از احرار
کس چو فاروق لایق آں کار
بعد فاروق جز بذوالنورین
کار ملت نیافت زینت و زین
بود بعد از ہمہ مجلے و وفا
اسد اللہ شاہ افتخار
نام شاں جز باحترام مبر
جز بہ تعظیم سوئے شاں منگر

اہل قبلہ میں سے جس شخص کو خطا میں پاوے اس سے نفرت نہ کر اور بہ دوزخیوں میں سے نہ جان اور نہ اپنے نیکوکار اور پرہیزگاری

سے بیزار کو بہشتیوں میں سے مان ؛ شعر

آنکہ او کافرست با زنار
بیقینش ماں ز اہل النار

جنکے واسطے بہشت میں داخل ہونیکی بشارت آئی ہے وے دس ہیں لیکن ان میں منحصر نہ رکھنا چاہیے ؛ شعر

زانکہ جمعے ز اہل پاک سرشت
ہم بشارت رسید شاں بہ بہشت

جب کسی کو قبر میں چھوڑ آتے ہیں اُس سے دو خوفناک فرشتے پوچھتے ہیں۔ کہ تیرا خدا اور دین کونسا ہے اگر جواب درست دیوے اسکی قبر کشادہ کرتے ہیں اور اُسکے واسطے ایک دریچہ کھول دیتے ہیں تاکہ اپنا مکان بہشت میں دیکھے۔ اگر شافی جواب نہیں دیتا تو اُسکے پیکر کو گرز سے زخم کرتے ہیں اور اُسکی قبر کو تنگ کر دیتے ہیں حتّٰی کہ اُسکے افشار یعنے بھینچنے سے اُسکے پہلو ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور ایک دریچہ دوزخ سے اُسپر کھولدیتے ہیں۔ تاکہ اُس میں اپنا مکان اور درجہ دیکھے۔ جب جہان آخر ہونے لگیگا خدا کا نام کسی کی زبان پر جاری نہ ہوگا۔ پس حُکم کی طاقت سے اسرافیل کرنا کو بجا دیگا۔ پس بہت برس زمین پر کوئی چلنے والا نہ رہیگا حتّٰی کہ پھر اسرافیل خدا کے حُکم سے کرنا کے ذریعہ پراگندہ بدنوں میں ارواح کو پھونک دیگا سب زندہ ہونگے۔ بعدہ قیامت میں نیکوکاروں کو اعمالنامے بسبب شرف دائیں ہاتھ میں دینگے اور گنہگاروں کو بائیں ہاتھ میں۔ تب ہر ایک شخص کی طاعت اور گناہ میزان سے تولیں گے پس جنکے نیک کاموں کا پلہ بڑھیگا جنت میں اور جنکے گناہ زیادہ ہونگے دوزخ میں جائینگے جب اس کام سے فارغ ہونگے ایک عجیب پُل دوزخ پر قایم کرینگے جو تلوار کی دھار سے تیز اور بال سے باریک ہوگا اور مومن اور کافر اُسپر چلینگے ؛ شعر

ہرکہ کافر بود بہد چوں پاے
قعر دوزخ بود مرا اورا جاے

مومن بھی بقدر علم اور عمل کے جلدی اور دیر کرنے کے سبب زیاں اُٹھاوینگے ضعیف ایمان والے آسان نہ گذر سکینگے ؛ شعر

لیک یابد خلاصی آخر کار گرچہ بیند مشقت بسیار

سیئات کے موافق وے مکان کہ جنپر گنہگار کھڑے ہونگے پچاس ہیں۔ ہر موقف میں نیا سوال کرینگے ؎

ہر کہ گوید جواب خود بہ صواب
طے ہر موقفے کند بشتاب
ورنہ در ہر یکے ز سختی حال
رنج بیند ہزار سال ملال

کافر آگ کے عذاب میں ہمیشہ رہینگے اور مومن گنہگار بقدر جُرم کے ؎

یا خود اورا شفاعت شفعا
برہاند ازاں جزا و سزا
ور درے از شفیع نکشاید
ارحم الراحمیں بہ بخشایدش

جب دوزخ سے گذر جائینگے اپنے آپ کو کوثر میں دھوئینگے۔ بہشت کے درجہ آٹھ ہیں۔ ہر ایک کو بقدر علم اور عمل اُن میں مکان ہوگا اور ہمیشہ وہاں بخوشی رہا کرینگے۔ سب نعمتوں سے عمدہ خدا کا دیدار ہے اُس کو چودھویں رات کے چاند کی طرح نیک آدمی دیکھیں گے۔ یہانتک مولانا عبدالرحمن جامی کے اعتقاد کا یہ مضمون تھا۔ معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ دوزخ کے درجے سات ہیں اُن میں بھی گنہگار لوگ اپنے گناہوں کے اندازہ پر جاگزین ہونگے ✤ اچھے مسلمانوں میں سے سُنا گیا ہے کہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے۔ وہ چیز کہ جو پہلے پیدا کی گئی روح محمدی تھی کہ اول ما خلق اللہ روحی یعنے وہ شے جو خدا نے پہلے پیدا کی میری روح تھی اسی سے مراد ہے بعدہ سب انسانوں کی روح ظاہر کیں اور یہ ارواح جسموں سے چار ہزار برس پہلے ایزد متعال کی عاطفت کے جوار میں تھے۔ ان اللہ خلق الارواح قبل الاجساد باربع الف سنۃ یعنے خدا نے پیدا کیا روحوں کو پہلے جسموں کے چار ہزار برس ✤ سمٰوات اُن اجرام سپہری سے مراد ہے جو ہمارے سر پر ہیں اور وے سات ہیں۔ اور زمین جرم کثیف یعنے موٹا جسم ہے جو ہمارے پاؤں کے نیچے ہے اور زمین سات ہیں۔ الذی خلق سبع سمٰوات ومن الارض مثلھن یعنے وہ خدا جسنے سات آسمان پیدا کئے اور زمینیں اُنکے مانند۔ ہر ایک زمین میں خالق کی بنائی ہوئی خلقت ہے

اور ہر ایک زمین پانسو برس کا راستہ ہے اور آسمانوں کے آشیانے گول ہیں لیکن خرگاہ کی طرح آدھا دائرہ ہیں۔ اور ہر آسمان ایک نوع فرشتوں کا معبود حقیقی کی عبادت میں مشغول ہے ایک گروہ قیام میں ہے بعض رکوع میں بعض سجود ہیں اور ایک جماعت قعود میں یعنے بیٹھی ہوئی ہے۔ اور بعضے عرش کے حامل یعنے اٹھانے والے ہیں۔ اور ہر فرشتہ کے واسطے مکان معین ہے کہ جس سے آگے گذر نہیں سکتا۔ وما منا الا له مقام معلوم یعنے نہیں ہمسے وہ مگر مقام معلوم۔ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کی راہ ہے۔ سات سیارہ ہیں ان میں سے ہر ایک سیارہ ایک ایک آسمان میں ہے اور ان کے سوا باقی ستارے ہیں ان سب سے خدا نے آسمانوں کو زینت دی ہے جیسا کہ فرمایا ہے انا زینا السماء الدنیا بزینة الکواکب وحفظا من کل شیطان مارد یعنے زینت دی ہمنے دنیا کے آسمانوں کو ساتھ زینت کواکب کے اور واسطے نگہبانی کے تمام شیطان مارد سے۔ اور آسمان کے کنارے کوہ قاف پر ہیں۔ اور سات آسمانوں کے اوپر کرسی ہے جیسا کہ وارد ہے ہو الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش یعنے وہ خدا جسنے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھہ دن میں پس کھڑا ہوا اوپر عرش کے۔ اور کرسی اور ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ساکن ہیں اور ہرگز حرکت نہیں کرتیں۔ یہ سب کچھ جو مذکور ہوا ازل میں نہ تھا ایزد توانا نے اپنی قدرت کاملہ سے بدون مادہ ہیولی کے پیدا کیا۔ جب قیامت ہوگی آسمان لپیٹ جائینگے اور زمین دوسری زمین سے بدلجائیگی اور آسمان اور زمین باہم منطبق ہونگے اور قیامت کے دن وہ زمین چاندی خالص ہوگی جس میں کسی نے گناہ نہ کیا ہوگا۔ چنانچہ عبداللہ مسعود کہتا ہے۔ یوم یبدل الارض اسے یبدل بارض کالفضة البیضاء لم یصفک فیها دماء و لم یعمل فیها خطیئة ۔ یعنے قیامت کے دن بدل جائیگی زمین ساتھ دوسری زمین کے یعنے بدلے گی ساتھ ایسی زمین کے جو مانند سیم کے روشن ہوگی اور وہ زمین وہ ہوگی جسپر خونریزی اور گناہ نہ ہوا ہوگا۔ قیامت کے دن بہشت اور دوزخ کو حاضر کریں گے اور بدن کے پراگندہ اجزا ملائے جاوینگے اور اس میں روح تصرف کریگی۔ بعض کو بہشت میں اور بعض کو دوزخ میں لے جاوینگے۔ سب آدمیوں سے پہلے

آدم پیدا کیا گیا اُسکا جسم مٹی سے ہے۔ آدم ابوالاجساد یعنے جسموں کا باپ ہے اور محمدؐ ابوالارواح یعنے روحوں کا باپ ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کنتُ نبیًا و آدمُ بین الماء والطین یعنے تھا میں نبی اور آدم درمیان پانی اور مٹی کے۔ اور خدا نے سب ہستی کو ساتھ پیروی اور تبعیت وجود اپنے رسول محمدؐ کے ظاہر کیا۔ فرشتوں کے واسطے بازو اور پر ہیں اور وے ایک آن میں ہزار برس کا رستہ طے کرسکتے ہیں۔ اور شیطان آگ سے پیدا ہوا اور وہ بہ سبب نافرمانی ملعون کیا گیا ہے۔ یہ ہیں اکثر عقاید اہل اسلام کے۔ اور اُنکو آپس میں بہت خلاف ہے۔

بعض اہل سنت اور جماعت کے عقیدون کا بیان

جاننا چاہیئے کہ ملا معصوم کاشغری ایک نیکوکار اور دانشور آدمی مذہب حنفی کا تھا اور ایسا ہی وہ ایک رفیق رکھتا تھا جسکو وہ اپنا مرشد گنتا تھا اُسکا نام شیخ حسن تھا اور وہ رہنے والا اصل میں بدخشان کا تھا۔ وہ ہمیشہ قرآن اور حدیثیں اور فقہ کی کتابیں لکھتا تھا اور اُنکو بیچ کر گذارہ کرتا تھا اور ہمیشہ روزہ رکھتا تھا اور شعر نہ پڑھتا اور حکایات کو نہیں سُنتا تھا۔ اگر کوئی دنیا داروں کی بات اُسکو کہتا رنج ہوتا اور شیعہ سے نہایت پرہیز کرتا اور انکو اپنے گھر میں ہرگز نہ آنے دیتا تھا۔ لاہور میں نامہ نگار نے اُس سے پوچھا کہ شیعہ سے اسقدر نفرت کی وجہ کیا ہے جواب دیا کہ میں بھی پہلے شیعہ تھا اور اُنکے مذہب پر چلتا تھا ایک رات میں نے حضرت امام حسنؑ ابن حضرت علیؓ ابن ابیطالب کو خواب میں دیکھا اور درستی حقیقت دین کی بابت پوچھا تو فرمایا کہ سُنّی ہو اور رافضیوں سے پرہیز کر کیونکہ وے ہمارے دشمن ہیں۔ اور بہ سبب عداوت کے نالایق باتیں ابی بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور اصحاب کبار کے حق میں کہتے ہیں۔ بہ سبب اسی خیال کے گمراہ ہوے ہیں۔ سچا طریق اہل سنت اور جماعت کا ہے۔ جو کچھ شیخ حسنؒ اور ملا عادل مرحوم سے مینے سُنا یہ ہے کہ رافضی مسلمان نہیں۔ اگر ایمان لاوے درست نہیں بحکم اس حدیث کے سبُّ الشیخین کفرٌ لا توبۃ معہا۔ یعنے شیخوں کو گالی دینا ایسا کفر ہے کہ جسکے ساتھ توبہ نہیں۔ ملا ترفانی مرحوم سے سُنا گیا کہ یہ قول زبان بندی اعدا کے لئے اور احترام شیخین کے واسطے ہے ورنہ توبہ قبول ہے اور کافر سے مسلوب نہیں واللہ اعلم۔

بعض عقاید سُنیہ میں شیخ منصور ماتریدی مرحوم جو امام ابوحنیفہ کوفی مرحوم کے کیش پر چلنے والا ہے اور حجت الاسلام امام محمد غزالی مرحوم جو امام شافعی مرحوم کا پیرو ہے اپنی تصنیفات میں فرماتا ہے کہ بہتر مذہبوں کی جڑ اور بنیا چھہ مذہب ہیں تشبیہ[۱] - تعطیل[۲] - جبر[۳] - قدر[۴] - رفض[۵] - نصب[۶] - کتاب عمدۃ المعتقد المصنفہ شہاب الحق مرحوم شیخ الاسلام والمسلمین ابوعبداللہ فضل اللہ بن الامام السعید المرحوم المغفور تاج الدین ابوسعید الحسن رضا بن الحسین رح ابن یوسف الثوری میں لکھا ہے کہ تشبیہی[۱] ایزد متعال کو نالایق صفتوں سے متصف ٹھہراکر جواہر اور اعراض سے نسبت دیتے ہیں جو اُسکے آفریدہ ہیں÷

تعطیلی[۲] خدا سے منکر ہوکر خدا کی صفتوں کی نفی کرتے ہیں- اور عمدۃ المتقدمین میں مذکور ہے کہ تعطیل یہ ہے کہ ایک قوم اعتقاد کرتی ہے کہ عالم کا صانع یعنے پیدا کرنیوالا کوئی نہیں اور عالم ہمیشہ سے ایسا ہی چلا آتا ہے اور محسوسات کے سوا کوئی موجود نہیں- اور شیخ حسن رضا سے بھی سُنا گیا کہ تعطیل وہ ہے جو فلاسفہ یعنے حکما کہتے ہیں کہ خدایتعالیٰ سب چیزوں کی علت ہے اور مادہ عالم ہمیشہ اُسکے ساتھ ہی رہتا ہے- ایک عزیز سے سُنا گیا کہ معطلہ ہندو کہتے ہیں کہ خدایتعالیٰ نے عالم کو پیدا کیا جو کچھ پیدا ہوتا ہے سبکو تقدیر پر چھوڑا اب کسی نوع سے فعل حق کو اُس میں دخل نہیں÷

جبریہ[۳] بندوں کو فعل مختار نہیں کہتے اس سے انکار کرتے ہیں اور اپنے سب کام کو خدا پر رکھتے ہیں÷

قدریہ[۴] خدائی کو اپنے آپ سے منسوب کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اپنے کاموں کا خالق جانتے ہیں÷

رافضیہ[۵] یعنے رافضیوں نے حضرت علی کی دوستی میں اسقدر غلبہ کیا کہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم کے حق میں ناسزا کہنے لگے اور سرزنش کی اور مقر ہوے کہ جس شخص نے عربی پیغمبر کے بعد بلافصل علی کی بیعت نہ کی اور اُسکو پیشوا اور پیغمبر کا جانشین نہ جانا مسلمان نہیں÷

نواصب[۶] نے شیخین کی محبت میں اسقدر غلبہ کیا کہ حضرت علیؓ کو بُرا کہنے لگے اور اسپر قایم ہوے کہ جو شخص نبی کے پیچھے بلا جدائی اور فضل کے صدیق اور فاروق کو رسول کا خلیفہ اور امام نہ مانے دایرہ ایمان سے خارج ہوگا- ان چھہ فرقوں میں سے ہر ایک فرقہ بارہ قسم کا ہوگیا تاکہ بہتر فرقہ ظاہر ہوے

یہ سب دوزخی ہیں بہ فرمان اس حدیث پیغمبر کے ستفترق امتی علی ثلثہ وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ یعنے قریب ہے کہ میری امت تہتر فرقہ ہو جاویگی سب آگ میں پڑینگے مگر ان بہتر کے سوا ایک فرقہ ناجی یعنے رستگار ہے جو مذہب پر اور مستقیم یعنے سیدھی راہ پر ہے۔ اور مذہب مستقیم وہ ہے کہ جو فرق مذکور میں مسطور نہیں اور اُن چھپہ مذہبوں میں نہیں کیونکہ یہ چھپہ مذہب پیغمبر کے عہد میں نہ تھے پیچھے ظاہر ہوے چنانچہ یہ پوشیدہ نہیں کہ ہر ایک فرقہ کس عہد اور شہر اور مکان میں کس سبب سے ظاہر ہوا*

باتفاق اہل اسلام کے سیدھا راستہ اور مستقیم مذہب وہی ہے جو محمدؐ اور اُسکے اصحاب کرام رکھتے تھے اور وہ مذہب اہل سنت وجماعت کا ہے۔ یہی خلاصہ عقیدہ شیخ منصورؒ اور حجت الاسلام ابو عبدہ کا ہے کہ جو علماے حنفی مذہبوں سے سُنا گیا۔ ملا یعقوب ترخانی مرحوم سے جو ملا عادل مرحوم کا مددگار تھا سُنا گیا کہ اہل سنت وجماعت چار طریق پر ہوے کہ شریعت محمدی کی چار طرفیں ہیں۔ حنفیہ۔ مالکیہ۔ شافعیہ۔ حنبلیہ۔ ان چار مذہب کے سالک رستگار ہیں*

در بیان امویہ ویزیدیہ مقارن بہ علی اللہیان

کوہستان مشرق میں ایک مشہور زمین ہے جسکو شکوند کہتے ہیں اسکا حاکم ملک یعقوب اپنے آپ کو خال المومنین معاویہ بن ابی سفیان کے خاندان سے جانتا ہے۔ وہاں کے لوگ دلیر اور جنگی اور نمازی اور پرہیزگار ہیں۔ تفسیر اور فقہ اور دین کی کتابیں بہت رکھتے ہیں اور محمدؐ کی نبوت کے اور شیخین اور ذوالنورین اور معاویہ کی امامت اور خلافت کے قایل ہیں۔ اور حضرت علیؓ کے حق میں طعن کرتے ہیں کہ اُسنے خدائی کا دعویٰ کیا اور اُسکا عقیدہ یہ تھا کہ غلات رکھیں اور اُسکو خدا جانکر پوجیں کیونکہ لوگوں کو اُسکی طرف دعوت کرتا یعنے بُلاتا تھا چنانچہ آپ خطبۃ البیان میں جو اُسکی تصنیف ہے کہتا ہے انا اللہ وانا الرحمن وانا الرحیم وانا العلی وانا الخالق وانا الرازق وانا الحنان وانا المنان وانا المصور النطفۃ فی الارحام۔ یعنے میں اللہ اور رحمن اور رحیم۔ علی اور خالق۔ رازق۔ حنان منان ہوں اور میں مصوّر نطفہ

کا رحم میں ہوں۔ یہ قول فرعون اور نمرود کا ہے ایسے لفظ اُسکے کلام میں بہت ہیں۔ باوجود اسکے وہ خونریز اور بے رحم اور مسخرہ بھی تھا کہتے ہیں کہ رسولؐ خدا کے ساتھ ہمیشہ بے ادبانہ سلوک کرتا تھا چنانچہ ایک دفعہ دونوں خرما کھاتے تھے رسولؐ نے خرما کی استخوان اُسکی طرف پھینک کر کہا کہ اے علیؓ تونے بہت خرما کھاے کیونکہ سب دانہ یعنے استخوان تیرے پاس ہیں۔ علی رضؓ نے جواب دیا کہ تو دانہ کے سمیت ہی کھا گیا۔ کہتے ہیں کہ یہ آیت اُسکے حق میں ہے۔ من الناس من یعجبک قولہ فی الحیات الدنیا ویشہد اللہ علیٰ ما فی قلبہ وہوالد الخصام ؁

علیؓ کے قاتل ابن ملجم کو اچھا جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابن ملجم کی شان میں ہے من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ؁

کہتے ہیں کہ حسنین یعنے حسنؓ و حسینؓ رسولؐ کی نژاد سے نہیں بدیں آیت ماکان محمدؐ ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ یعنے محمدؐ نہیں کسی آدمی کا باپ لیکن خدا کا رسول اور نبیوں کا خاتم ہے۔ کہتے ہیں کہ حسینؓ ابن علیؓ کو یزید نے اپنے گھر میں مروایا اور گوشہ سے نہ نکالا اور وہ باراد و تسخیر ملک عراق میں آیا تھا لاجرم مقتول ہوا۔ یہ لوگ دسویں محرم کو سوار ہوکر ایک فراخ جنگل میں جو شہر کے باہر ہے اور جس میں مردوں کی صورتیں مٹی کی بنا چھوڑتے ہیں۔ جاکر اُن صورتوں پر گھوڑوں کو پھراتے ہیں اور جانتے ہیں کہ شہیدان کربلا کے جسموں پر گھوڑے دوڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری فتحمندی کا دن ہے اسدن میں عید سے زیادہ شادی کرتے ہیں۔ کیونکہ امام زمان یعنے یزید باغی پر غالب ہوا۔ جمعہ اور عیدوں میں منبروں پر چڑھکر حضرت علیؓ اور اُسکی اولاد کو بُرا کہتے ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ ننگی تلوار ہاتھ میں لیکر حضرت علیؓ اور اُسکے فرزندوںؓ کو نفرین کرتے اور اس ذریعہ سے روزی حاصل کرتے پھرتے ہیں۔ انکو سیاف کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ انبیا اور اولیا خصوصًا ہمارا پیغمبر زندہ کرنے اور مار دینے اور پیدا کرنے اور پیدا کرنے اشیا کا قادر تھا۔ اور جو کچھ چاہتے کرتے اگرچہ وہ امر اُن کے پیروان کے واسطے شایستہ نہیں مثلاً ہمارا پیغمبر حیوانوں کو مارتا تھا کیونکہ اُسکے زندہ کرنے کی طاقت رکھتا تھا ہمکو نہ چاہیئے کہ کسی جاندار کو ماریں کیونکہ زندہ کرنے کی طاقت ہم میں

نہیں اور یہ ہمارے واسطے پیدا نہیں ہوے۔ ہمارا پیغمبر جسکی عورت چاہتا تھا لے لیتا تھا کیونکہ جہان اُسکے واسطے ہی ہے۔ ہمکو ہرگز جایز نہیں کہ کسی کی عورت لے لیں۔ لیکن ہمکو اپنے دین کی محافظت کے واسطے مخالفوں اور دشمنو سے لڑنا چاہیئے جسکا نام جہاد اور غزا ہے۔ شکوہ میں جاندار نہیں مارتے۔ ان کی خوراک حیوانات جمالی پر منحصر ہے مثلاً شہد و روغن وغیرہ۔ مسکر یعنے نشہ وار چیز نہیں کھاتے حتّٰی کہ افیون اور جوز سے بھی اجتناب کرتے ہیں۔ نامہ نگار چُپ کے گھر میں رہتا تھا جو کہ اس قوم کا ہوشمند آدمی تھا۔ ہشیار نامہ نگار کے رفیق نے اُس سے پوچھا کہ اگر مسکرات کے کھانے کی مخالفت ہے تو پہلے انبیا اور بعض خلفاء بنی امیہ شراب کیوں پیتے تھے۔ جواب دیا کہ ان کی عقل کو شراب مغلوب نہیں کرسکتی تھی ہمارا حال ایسا نہیں۔ ایسے ہی ہشیار نے اُس سے کہا کہ موجود اور نیست کرنیکی قدرت کے ہوتے ہوے خلفا کی روحوں نے رافضیوں کو گونگ ولال کیوں نہ کردیا جواب دیا کہ ایک بادشاہ نے زہر قاتل کا بھرا ہوا شیشہ امیرالمومنین عمرؓ کے پاس بھیجا کہ اپنے دشمنوں کو دینا چاہیئے خلیفہ بولا کہ میرا دشمن نفس سے زیادہ کوئی نہیں پس سارا شیشہ پی لیا کچھ آسیب بدن کو نہ پہنچا پس ایسا حلیم کہ زہر پی گیا ذلیلوں کے طعن کو کیوں نہیں سُن سکتا اسی پر ہی دوسرے اصحاب کو قیاس کرنا چاہیئے۔ چپ شکوہ کے آدمیوں میں سے ایک طایفہ ہے۔

دوسری نظر بیچ بیان فرقۂ دوم اہل اسلام کے جس کو شیعہ کہتے ہیں

نامہ نگار نے انکے عالموں سے سُنا کہ شیعہ لوگ بخصوصیت خلافت اور امامت امیرالمومنین علیؓ کے قایل ہوے جو ساتھ نص جلی یا خفی یا وصایا کے ثابت ہے۔ اور اعتقاد کیا کہ خلافت اُسکی اولاد سے تجاوز نہیں کرسکتی (یعنے پیغمبرؐ کی اولاد کے سوا کسی کو پہنچ نہیں سکتی) اگر خلافت نے اولاد سے تجاوز کیا ہے تو یہ بسبب ظلم کسی ظالم کے ہوگا یا بباعث تقیہ اُن حضرات کے۔ اور امامت کچھ مصلحتی معاملہ نہیں کہ عامہ کے اختیار سے منوط ہو بلکہ اصولی معاملہ اور ارکان دین میں سے ایک رکن ہے اور حضرت رسول

کے لایق نہیں کہ اُس سے تغافل اور اہمال کیا ہو اور عامہ کے سپرد فرمایا ہو۔ اور امام کے تعین کے وجوب کے باب میں متفق القول ہیں۔ اور نص سے ثابت ہے کہ اماموں کا صغائر وکبائر یعنے چھوٹے بڑے گناہوں سے معصوم اور پاک ہونا واجب ہے۔ ایسے ہی تبرّا کے یعنے بیزار ہونے کے قایل ہیں۔ از روے قول و فعل اور عقل کے مگر درحال تقیہ اور بعضے زیدیہ اس قول میں مخالف ہیں۔ شیعوں کو تقدم امامت میں بہت خلاف ہے اور ہر ایک کے واسطے تقدم اور تاخر میں گفتگو ہے۔ اور امام کی تعداد میں بڑا اختلاف ہے۔ یہ کئی فریق ہیں لیکن ان میں سے جو دیکھے ذکر کرتا ہوں ؎

مذہب اثنا عشریہ کا بیان

ملا معصوم اور محمد مومن توفی و ملا ابراہیم سے جو ایکہزار پچاس ہجری میں لاہور میں تھے اور دوسری جماعت سے جو کچھ نامہ نگار نے سُنا تحریر کرتا ہے۔ کہ ملا ابراہیم اپنے آئین میں غرقاب اور اہل سنت وجماعت سے نہایت نفرت کرتا تھا اور کھانے پینے میں انکے ساتھ شامل نہ ہوتا تھا۔ اُسنے چھ ماہ تک لاہور میں کچھ نہ کھایا کیونکہ بیچنے والے ہندو یا سُنّی تھے۔ اور کہتا تھا کہ میں ابتداء بلوغ میں ایک جنگل میں سویا اور خواب میں دیکھا کہ ایک بڑی نورانی فوج نے مجھے کہا کہ مسلمان ہو مینے کہا کہ اُسی کا ارادہ رکھتا ہوں۔ کہنے لگے ہرگز سُنّی نہ ہونا اور مجھکو اس باب میں بہت ممانعت کی۔ جب یہ چلے گئے مینے انکے خادموں سے پوچھا کہ یہ کون تھے جواب دیا کہ امام تھے جب میں جاگا پھر سُنیوں کے ساتھ آمیزش نہ رکھی۔ انکے نزدیک خداوند بھی مثل اور چیزوں کے ہے۔ واحد یعنے ایک۔ حیّ یعنے زندہ۔ مرید یعنے ارادہ کنندہ۔ قدیر یعنے قدرت والا۔ سمیع یعنے سُننے والا۔ بصیر یعنے دیکھنے والا۔ متکلم یعنے کلام کرنے والا ؎ خدا کو ممکنات اور محالات پر قادر اور اُسکی ذاتی صفات کو عین خدا جانتے ہیں۔ اور بندے کو فاعل و مختار مانتے ہیں۔ خدا کا کلام انکے نزدیک قدیم نہیں بلکہ حادث ہے کیونکہ وہ آوازوں سے مراد ہے۔ کہتے ہیں کہ شیخ

ابو جعفر طوسی رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ ان تہتر مذہبوں کا اصل دو مذہب ہیں یعنے نواصب اور روافض۔ کیونکہ جس دن محمد صلعم نے بدن چھوڑا چالیس ہزار اصحاب حاضر تھے سب نے ابی بکر کی بیعت یعنے مریدی کی اور اسکی خلافت پر راضی ہوے مگر ایک علی اور سترہ اور۔ کل اٹھارہ نے بیعت نہ کی اور اسکی خلافت پر راضی نہ ہوے۔ اور صحابہ نے اُن سترہ کو کہا رفضونا یعنے ہماری ترک کی اور ہم سے جدا ہوے بدیںوجہ انکا لقب روافض ہوا۔ اور اُن اٹھارہ آدمیوں نے صحابہ کو کہا نصبتم بابی بکر بلا نص یعنے تمنے نصب کیا ابوبکر کو خلافت پر بدون نص کے۔ اسیواسطے انکا لقب نواصب ٹھہرا۔ ان دونوں مذہبوں کے دو دو نام ہوے۔ ایک نام آپ انھوں نے اپنے واسطے مقرر کیا اور دوسرا خصم اور دشمن نے رکھا۔ سب اصحابوں نے اپنے تئیں اہل ایمان و اہل سنت و جماعت بنایا لیکن ان سترہ آدمیوں نے ان کو نواصب بلایا اور اپنے تئیں مومن اور شیعہ ٹھہرایا اور سب اصحابوں نے ان کو روافض کہا۔ بعدہ نواصب کا مذہب پچپن فرقہ پر اور روافض کا مذہب تیرہ فرقہ پر منقسم ہوا لقولہ کلھم فی النار الا واحدۃ۔ سب آگ میں ہونگے مگر ایک اور یہ ایک فرقہ رستگار ہے کیونکہ مذہب مستقیم پر ہے۔ مذہب مستقیم وہ ہے کہ جسکے سپرد توحید و عدل و نبوت و امامت و معاد پر ایمان رکھیں اور پانچوں کو تصدیق کریں۔ جاننا چاہئے کہ خدایتعالیٰ کو واجب ہے کہ اپنے بندوں میں سے ایک شخص کو پیغمبری اور رسالت پر بھیجے تاکہ بندوں کو سیدھی راہ سے خبردار کرے اور چاہئے کہ وہ صغائر اور کبایر سے معصوم اور پاک ہو تاکہ اسکا قول پیغمبری پر حجت ہو۔ اور اسپر ہی واجب ہے کہ اپنے تمام نسلوں میں سے ایک شخص کو خلافت کے واسطے مقرر کرے تاکہ اسکے پیچھے اسکا جانشین ہو اور یہ خلیفہ بھی صغایر وکبایر سے معصوم ہونا چاہئے۔ اور اس خلیفہ پر بھی واجب ہے کہ ایک شخص کو اپنا خلیفہ ٹھہراوے تاکہ اسکے پیچھے خلیفہ بنے اور روے زمین امام سے خالی نہ ہو۔ اپنے قیاس اور راے اور اجتہاد سے کوئی حکم شریعت میں روا نہیں اور اجماع یعنے اتفاق راے حجت نہیں ہے مگر بشرطیکہ کوئی معصوم درمیان ہو۔ محمد نے علیؓ کو اپنا خلیفہ اور وصی بنایا اور محمد کے بعد بہتر اور سب اولیا و انبیا سے داناتر علی ہے اور باقی امام معصوم کیونکہ اسکے فرزند ہیں۔ بنابر حدیث نبی کے امام

بارہ ہیں ان میں سے گیارہ گذر چکے اور بارھواں پائدار اور قائم ہے کہ
انجام کو ظاہر ہوگا اور جہان کو عدل سے پُر کریگا جیسا کہ وہ جور و ظلم سے
بھرا ہوا ہوگا۔ کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور بنی امیہ اور عباسیہ مع
اپنے مددگاروں کے اماموں کے حق کے غاصب یعنی لٹیرے ہیں۔ یہ لوگ
اُنکو لعنت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عثمانؓ نے قرآنوں کو جلایا اور وے
سورے جو علی کی شان میں اور اسکی آل کی فضیلت میں تھے معدوم کردئے

تعلیم ہفتم صادقہ کے بیان میں

طریق اخباریین۔ اس طریق کو اُس وقت میں ملا محمد امین استرآبادی نے مروج کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ بعد تحصیل علوم عقلی اور نقلی کے مکہ معظمہ میں گیا اور بعد مقابلہ حدیث کے یہ معلوم کیا اور کتاب فواید مدنی بنائی۔ وہ دانشنامہ قطب شاہی میں ہے جو واسطے محمد قلی قطب شاہ کے لکھا وہ کہتا ہے کہ اعلیٰ مطلب اور عمدہ مقصد مبداء اور معاد کی معرفت ہے جسکا بیان آیات کریمہ میں مسطور ہے۔ اور پیغمبر کی حدیث میں وارد ہے۔ فضلا کے اس مقام کی تحصیل میں کئی فرقہ ہوگئے۔ ایک فرقہ نے اس مقام کی تحصیل نظر اور فکر سے کی پس انھوں نے لازم پکڑلیا کہ صاحب وحی یعنے پیغمبر کے برخلاف کچھ نہ کہیں۔ انکو متکلمین کہتے ہیں اسواسطے کہ انھوں نے فن کلام کو از روے افکار عقلیہ کے تصنیف کیا۔ فن کلام میں خدا کے کلام کی بابت لمبا کلام ہے۔ اور ایک طایفہ ہے کہ جسنے اس متابعت کو لازم نہ جانا انکو حکماء مشائین کہتے ہیں کیونکہ یہ لوگ ابتدا میں ارسطو کی رکاب میں چلتے تھے جبکہ وہ سکندر کا وزیر بنکر اُسکے دربار کو جایا کرتا۔ راستے کے درمیان ارسطو سے علوم کی تعلیم پاتے تھے۔ ایک اور فرقہ نے اس مقام کی تحصیل ریاضات کے ذریعہ سے کی اور لازم پکڑا کہ برخلاف صاحب وحی کے نہ کہینگے انکو صوفیہ متشرعین کہتے ہیں۔ ایک اور گروہ نے اسکا التزام نہ کیا وہ حکماء اشراقیین کہلاتے ہیں۔ افلاطون نے جو ارسطو کا اُستاد ہے تعلم اور تعلیم بطریق ریاضت کے کیا کرتا تھا۔ ایک اور فرقہ نے اس مقام کی تحصیل از روے کلام ارباب عظمت یعنے پیغامبروں اور اماموں کے کی اور اور اسباب کو لازم پکڑ لیا کہ ہم ہر مسئلہ میں کہ جہاں عقل غلطی میں پڑے احادیث اہل عظمت پر عملدرآمد کرینگے انکو اخباریین کہتے ہیں۔ پاک اماموں کے اصحاب سب یہی طریق رکھتے تھے اماموں نے انکو فن کلام اور فن اصول فقہ سے کہ جو از روے انظار فکری کے مرتب ہوا اور فن فقہ سے جو از روے استنباطات ظنیہ کے مطالعہ ہوا منع کیا کیونکہ خطا سے پاک رہنا اصحاب

عقلیت کے کلام کے تمسک یعنے اُسکے اختیار کرنے پر منحصر ہے اسیواسطے
تینوں فنون میں اختلافات اور تناقضات بہت ہیں۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے اور معلوم
ہے کہ دونوں نقیض یعنے ضدیں سچ نہیں البتہ ان میں سے ایک باطل
ہے اُنھوں نے فن کلام اور فن اصول فقہ اور فن فقہ اپنے ہمنشینوں یعنے
اصحاب کو سکھلایا اور یہ تینوں فن اکثر مسایل میں اُن فنون کے مخالف ہیں
جو عامہ نے مرتب کیے۔ اور اہل بیت عم فرماتے ہیں کہ فنون ثلاثہ عامہ
میں جو کچھ حق ہے ہمسے اُن کو پہنچا اور جو باطل ہے اُنکے ذہنوں
سے صادر ہوا۔ اخباریین کا طریق زبان غیبت صغریٰ کے اخیر میں جو ازروے
بعض روایات کے تہتر اور چوہتر واں سال ہے شایع اور مشہور ہوا۔ ایمہ کے
اصحاب نے فنون ثلاثہ کو اہل بیت عم سے سیکھ کر بموجب انکے حکم کے
اپنی کتابوں میں ترتیب کیا تاکہ اہل بیت کی غیبت کرنے کے وقت شیعہ
لوگ اپنے عقاید اور اعمال سے اُسکی طرف رجوع لاویں۔ اور وے کتابیں
بطریق تواتر متاخرین کو پہنچیں اور کتاب کافی کہ ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب
الکلینی نے تالیف کی فنون ثلاثہ پر مشتمل ہے۔ پس جب محمد بن احمد الجنید العامل
بالقیاس اور حسن بن حسینؒ بن علیؓ بن ابی عقیل المعالی المتکلم ظاہر ہوے۔ یہ بہت بڑے
فقیہ تھے انکے عہد میں مدرسوں اور مسجدوں میں تعلیم و تعلم کا مدار طریقہ
عامہ پر تھا چونکہ فن اصول فقہ اور فن کلام میں جو ایمہ سے منقول ہے کامل
مہارت نہ رکھتے تھے لہذا فن کلام اور فن اصول فقہ کے بعض مباحث میں
عامہ کے موافق ہوگئے اور طریق جو اخباریین اور طریقہ عامہ سے مرکب تھا
اختیار کیا اور اجتہادات کی بنیاد اسی پر رکھی۔ انکے بعد شیخ مفید یعنے
شیخ ابو جعفر نے بسبب غفلت اور حسن ظن کے جو ان دو فاضلوں کی
نسبت رکھتا تھا انکی موافقت کی اور کلام اصول فقہ میں وہ طریق جو
طریقہ عامہ اور اخباریین اور اصولیوں سے مرکب تھا اختیار کیا۔ اسیواسطے
علماے امامیہ اخباریین اور اصولیین دو قسم ہوگئے۔ چنانچہ علامہ حلی یعنے شیخ
جمال الدین مطہر نے کتاب نہایت میں خبر واحد کی بحث میں ذکر کیا ہے
اور شرح مواقف کے اخیر اور کتاب ملل و نحل کے ابتدا میں بھی اسکی
تصریح ہے چونکہ شیخ مفید علم الہدیٰ یعنے سید مرتضیٰ اور رئیس الطایفہ کا
اُستاد تھا لہذا وہ طریقہ افاضل امامیہ میں ایسا پھیل گیا کہ علامۃ المشارق

والمغارب علامہ حلی کی نوبت پہنچی۔ چونکہ علامہ حلی علوم نحو میں ابن جنید ور ابن ابی عقیل اور شیخ مفید سے زیادہ متبحر تھا اسواسطے اُنھوں نے طریقہ مرکبہ کو کتب کلامیہ اور اصولیہ میں زیادہ تر رواج دیا اور اجتہادات فقہیہ میں طریقہ مرکبہ پر بنیاد رکھی۔ چونکہ احادیث عامہ ازقسم خبر واحد قراین سے خالی نہ تھیں اُنھوں نے اپنی کتابوں کی حدیثوں کو چار قسم مشہورہ پر تقسیم کیا اور علامہ حلی نے بسبب غفلت کے اپنی کتابوں کو اور طایفہ محقہ کے کتب کی احادیث کو اقسام اربعہ پر بانٹ دیا اور علم الہدیٰ اور رئیس الطایفہ اور ثقۃ الاسلام اور شیخ محمد بن بابویہ قمی وغیرہ نے تصریح کی کہ جسکی صحت پر طائفہ محقہ کا اجماع ہوا۔ علامہ حلی کے بعد شیخ شہید اول یعنے شیخ محمد مکی نے بھی اُسکے طریقہ کی رعایت کی اور اپنی تصانیف کی بنا اُسی پر رکھی۔ اسکے بعد سلطان المدققین شیخ علی نے ان کی موافقت کی اور عالم ربانی شہید ثانی یعنے شیخ زین الدین جبل عاملی نے بھی اُسی طریقے کی رعایت کی تاکہ العلما میرزا محمد استرآبادی کی نوبت آئی پس اُنھوں نے احادیث کے نسب حق فقیر کو پڑھاکر اشارہ کیا کہ طریق اخباریین کو زندہ کرے اور وے شبہات جو اس طریق کا تعرض کرتے ہیں دفع کرے۔ اگرچہ مجھے یہ یہ امر مشکل نظر آتا تھا لیکن خدا کی تقدیر تھی کہ یہ معنی میرے قلم پر جاری ہوں۔ فقیر سب مشہورہ علوم اعظم علمار فنون سے تحصیل کرکے کئی برس مدینہ منورہ میں فکر کرتا رہا اور خدا کی جناب میں تضرع اور اصحاب عظمت کی روحوں سے مدد چاہتا اور از سرنو احادیث کتب عامہ یعنے مخالفان امامیہ اور کتب خاصہ امامیہ کیطرف رجوع لاتا اور انہیں نہایت تعمق اور تامل کرتا رہا تاکہ بتوفیق رب العزت اور برکات پیغمبر اور ایمہ کے اُس حکم کی اطاعت پوری ہو۔ پس کتاب فواید مدینہ تالیف کی گئی وہ کتاب جب اُنکے مطالعہ میں مشرف ہوئی بہت تحسین فرمائی اور مولف کی تعریف کی۔ امامیہ کے نزدیک مقرر ہے کہ امام محمد بن حسن عسکری زندہ ہے لیکن نظر سے پوشیدہ۔ اُسی کی تعبیر سابقہ غیبت صغرا اور غیبت کبرا کے کرتے ہیں۔ غیبت صغرا جسکی مدت بہتر برس ہے معتمد عباسی کے عہد میں دوسو چھیاسٹھ ہجری میں تھی اور غیبت کبریٰ راضی ابن مقتدر عباسی کے عہد میں تھی۔ دونوں غیبتوں میں فرق یہ ہے کہ صغریٰ میں سفیر اور وکیل درمیان صلحار امت اور امام کے

واسطہ ہوتے ہیں اور کبریٰ میں یہ منقطع ہوجاتے ہیں۔ پہلا وکیل عثمان بن سعید العمری الاسدی ناحیہ مقدسہ میں تھا۔ اور اُسکے بعد امام زمان کے حکم سے وہ وکالت اُسکے بیٹے ابوجعفر کے سپرد ہوئی وہ قریب پچاس برس کے اس کام میں رہا۔ اسکے پیچھے ابوالقاسم حسین ابن روح ابن بوبحر نوبختی ہوا۔ اُسنے اپنے پیچھے ابوالحسن علی ابن محمد سمیری کو وصیت کی اور وہ اخیری وکیل تھا۔ جب بیمار ہوا شیعہ نے سوال کیا کہ آپ کے بعد ناحیہ مقدسہ کا وکیل کون ہوگا اُسنے ایک توقیع یعنے فرمان منع وصیت کا نکالا ہے۔ اسنے نصف شعبان سنہ ۳۲۸ھ میں وفات پائی۔ جاننا چاہیے کہ شیعہ امامیہ اصولیہ کے نزدیک حدیثیں چار قسم ہیں۔ صحیح حسن موثق ضعیف۔ صحیح حدیث وہ ہے کہ جسکی سند امام عادل کی نقل کے ذریعہ امام معصوم تک پہنچی ہو اور امام عادل وہ ہے کہ خواہ اسکے راوی ایک یا زیادہ ہوں لیکن اُسکی صفت میں ارباب حدیث نے عدل کیا ہو۔ حدیث حسن وہ ہے کہ حدیث صحیح کی طرح اُسکی سند امام ممدوح کی نقل کے وسیلہ سے امام معصوم تک پہنچے لیکن اہل حدیث سے اُسکے راوی کی شان میں ثقہ عادل تو وارد نہ ہوا ہو لیکن ساتھ الفاظ دیگر کے تعریف کی گئی ہو۔ حدیث موثق وہ ہے کہ اگرچہ سب راوی امام نہ ہوں لیکن ارباب حدیث سے اُسکے راویوں کی تعریف میں ثقہ عدل وارد ہوا ہو۔ حدیث ضعیف وہ ہے کہ یہ تینوں شرطیں اُس میں نہ پائی جاویں جو توصیف ثقہ عدل کے واسطے ہیں۔ اور حدیث متواتر اور غیر متواتر ہوتی ہے۔ متواتر وہ ہے کہ بہت لوگ بہت جماعتوں سے ہر زمان میں روایت کریں تاکہ معصوم تک پہنچے چنانچہ اُس عہد میں کثرت ہر جماعت کی اس درجہ تک پہنچ جاوے کہ عقل تجویز نہ کرسکے کہ ان کا اتفاق جھوٹ پر ہوا ہے یا سچ پر۔ حدیث غیر متواتر وہ ہے کہ اُسکے روایت کنندوں کا شمار سب یا بعض مراتب میں اُس کثرت تک نہ پہنچا ہو۔ اس قسم کی حدیث کو ارباب حدیث کی اصطلاح میں خبر واحد کہتے ہیں۔ اخباریین کے نزدیک یہ ترتیب و تقسیم درست نہیں والعلم عنداللہ۔ علم نزدیک خدا کے ہے۔ اخباریین کے طریق میں نامہ نگار نے جو کچھ اس راہ کے امانت داروں سے جنمیں سے ایک محمد رضائی قزوینی ہے سنا ہے لکھتا ہے انکو اخباریین اسواسطے کہتے ہیں کہ خبر پر مدار رکھتے ہیں اور

اجتہاد نہیں کرتے۔ ملا محمد امین بعد تحصیل علوم عقلی اور نقلی کے مکہ معظمہ میں گیا اور ظاہر کیا کہ اجتہاد پُرانے شیعہ کا طریق نہیں۔ جس شخص کو زیادہ تحقیق درکار ہو فواید المدنی کو دیکھے۔ کہتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ رحم اللہ امرءً عرفَ من اَینَ وفی اَینَ والی اَینَ۔ مِن اَینَ سے غرض خدا ہے اور فی اَینَ سے دنیا اور الی اَینَ سے آخرت ہے۔ پس ہمکو ان تین مراتب کی معرفت حاصل کرنی چاہیئے لیکن نہ طریقہ اُس گروہ سے جو اہل بیت ہیں بلکہ مدینۂ علم یعنے رسول کی طرف رجوع لاویں۔ اور ابواب العلوم یعنے بارہ اماموں کے ذریعہ سے داخل ہوں۔ پس جو کچھ اس طریق کے سوا ہے اہل بدعت کا طریق ہوگا اور وہ دو طریق میں منقسم ہیں۔ ایک اہل ریاضت۔ دوم اہل استدلال اہل ریاضت کی پھر دو قسم کے ہیں۔ ایک انکے قدما اشراقی جنھوں نے کسی پیغمبر کی بیعت نہیں۔ دوم انکے متاخرین جو صوفی ہیں اور نبی پہ ایمان رکھتے ہیں اور اپنا علم و عمل نبی اور ایمہ سے منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تحقیق کا راستہ اور باطنی مسلک ایمہ معصوم کا یہی تھا اور ان ہی سے ہمکو پہنچا اور ایمہ نے ریاضت سے تہذیب اخلاق کیا۔ یہ لوگ کم کھانے اور کم سونے میں کوشش کرتے تھے۔ حضرت نے یہ طریق علیؑ کے سپرد کیا اور ان ریاضتوں کا وکیل امیرالمومنین علیؑ تھا اور حسن بصری امیر کے ارادتمندوں میں سے تھا اور بایزید امام جعفر صادق کا مرید تھا۔ معروف کرخی نے ارادت کا ہاتھ امام رضا کو دیا۔ ان میں سے شگرف جماعت کے لوگ اپنی تئیں کائنات کا نبی اور قایمقام جانتے ہیں انکے اقوال کی طرف راغب نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہمارے مذہب میں ثابت نہیں ہوا بلکہ یہ لوگ نفسانی حرص میں گرفتار ہیں اور یہ طریق رہبانیوں یعنے ترساؤں کا ہے اور رہبانیت یعنے ساری عمر عورت سے کنارہ کش رہنا بدعت ہے۔ فرقہ دوم جسکا نام اہل استدلال ہے اُنکے قدما مشائین تھے جنھوں نے نبی کی بیعت نہ کی۔ اور انکے متاخرین متکلمین کہلاتے ہیں یہ لوگ بھی اہل بدعت ہیں کیونکہ دین اسلام کے اصول مشائین کے عقیدوں سے ملا کر کہتے ہیں طریق سالم وہی ہے جو حضرت رکھتے تھے اور وہ اخباریین کا طریق ہے انکو اخباریین اسواسطے کہتے ہیں کہ انکا مدار خبر یعنے حدیث پر ہے اور حدیث پہ عمل کرتے ہیں۔ ملا محمد امین متاخرین مجتہدین اجتہاد پیشہ کو مخاطب کرکے

کہتا ہے کہ تم آپ اقرار کرتے ہو کہ سلف اور قدما کا طریق اجتہاد نہ تھا اور سلف اور قدما کا طریق محمدؐ اور ایمہ کے عہد میں اخباریین کا مذہب تھا پس ہمارے واسطے یہی دلیل کافی ہے کہ ہمارا طریق مستمر یعنے استوار ہے لیکن تمکو اجتہاد کے جایز ہونے کی دلیل نکالنی چاہیئے اور ظاہر کرو کہ تمنے کس اصحاب عصمت کے فرمانے سے یہ طریق پکڑا کیونکہ صلعم کے پیچھے توکوئی پیغمبر دین نہ لاویگا پھر قرآن اور پیغمبر اور ایمہ کی حدیث میں کہیں وارد نہیں ہوا کہ ناقل اپنے اختیار کے ساتھ عمل کرینگے اور اجتہاد کو پیشہ کریں گے پس یقین ہوا کہ تمنے اپنے اصول ساتھ مسایل سنت اور جماعت کے ملادئے ہیں اور تمہارا مذہب سکنجبین کے مانند بنگیا ہے کہ وہ نہ شہد ہے اور نہ سرکہ اور تم نہ سنی ہو نہ شیعہ۔ وجہ اجتہاد پیشہ ہوجانے متاخرین کی یہ ہے کہ جب وقت تقیہ شدید کا ہوا انھوں نے مخالفوں کی کتابوں سے علم تحصیل کیا اور وہ مطلب انکے دلوں میں ٹھہر گئے۔ پس اپنے میں جو کچھ خراب دیکھا دور کردیا اور انکے بعض مطالب اپنے آئین میں ملادئے۔ جاننا چاہیئے کہ بعض امور ضروریات دین سے ہیں کہ جنکو مخالف و موافق جانتا ہے مثلاً نماز کہ جسکو کافر بھی جانتے ہیں کہ محمدؐ کے دین میں واجب ہے اور امامت کہ جسکو سب کوئی جانتا ہے کہ امامیہ کے مذہب میں اسکا جاننا ضروری ہے۔ جاننا چاہیئے کہ جو کچھ قرآن کی آیات میں محکم ہے اسکی تعمیل ضروری ہے اور جو متشابہات ہیں ہمکو انکے دریافت کی طاقت نہیں پس معلوم ہوا کہ وہ نبی اور ایمہ سے مخصوص ہے اور ہمارے کام نہیں آتی پس ہمکو نبی اور ایمہ کی حدیث پر عمل کرنا چاہیئے۔ چونکہ بہت حدیثیں ایک دوسرے کی ضدیں ہیں اور انکی تمیز دشوار ہے امام نے اپنے معتقدوں کے واسطے ایک قانون قایم کر چھوڑا ہے کہ جو ذہن کو خطا سے بچاتا ہے وہ قانون یہ ہے کہ جب دو حدیثیں آپس میں مخالف پائی جاویں تو احکام قرآنی کی طرف رجوع لاویں یعنے وہ حدیث جو آیت سے مطابق ہو اسپر عمل کیا جاے اور دوسری حدیث کو تقیہ پر حمل کریں۔ اگر متشابہات کا کھولنا تمہاری طاقت سے باہر ہو تو مذہب مخالفین کی طرف نظر کرو کہ وہ کس پر عمل کرتے ہیں جسپر وہ عامل ہوں اسکی ضد کو تم حق سمجھو اور وہ جو مخالفوں کے مطابق ہو قبول کرو اگر دونوں حدیثیں مخالفوں کے مذہب میں ستودہ ہوں جسکو وے ترجیح دیتے ہوں اسکی

ضد کو قبول کرو اگر کوئی سوال کرے کہ تمھارے مخالف تو بہتر فرقے ہیں جو آپس میں مختلف الرائے ہیں اور اسقدر خلاف کے ہوتے ہوے متشابہات کا کھلنا مشکل ہے۔ جواب اُسکا یہ ہے کہ امام نے فرمایا ہے کہ جس راہ پر اُنکے غالب اور حاکم اور علما چلتے ہوں اُسکی ضد پر چلیں اگر سب کو ایک ہی طریق پر پاویں تو وہاں دو حکم ہیں ایک یہ کہ جس حدیث پر عمل کریں اُس حدیث میں کچھ سخن نہیں کیونکہ معصوم سے بلکہ امام سے وارد ہے اور امام کی اطاعت فرض ہے پس جسپر عمل کریں اُسکے کہنے پر عمل ہوگا۔ دوم یہ کہ ملاقات امام تک توقف کریں۔ اگر کوئی کہے کہ ہمکو عمل کرنا ضرور ہے ہم کب تک صبر کریں امام کا آنا معین نہیں تو جواب یہ ہے کہ عمل کو روکو کیونکہ توقف کرنے سے یہ مراد ہے کہ اگر معاملات میں ہے تو صلح کرو اور اگر طاعت میں ہو تو احوط کا پیشہ کرنا چاہیے اگر کوئی سوال کرے کہ اس قانون پر عمل کرنا بھی اجتہاد ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ وہ قانون ہے جو کہ امام نے وضع کیا اگر اجتہاد ہے تو امام کا ہوگا نہ کہ تمھارا۔ طریق وزن کرنے دو حدیث کا جو آپس میں مخالف ہوں یہ ہے مثلاً شراب کی پاکی اور پلیدی میں حدیث ہے پس ہمنے محکمات قرآن کی طرف رجوع کیا تو آیت محکم نہ پائی اور متشابہات میں دیکھا۔ شراب کو رجس کہا ہے اور رجس کے معنے بہت ہیں۔ جبکہ ہمکو طاقت دریافت حقیقت متشابہات کی نہیں اور مخالفوں کا مذہب دیکھا تو وہ شراب کو پلید جانتے ہیں پس ہمنے اُسکی ضد لی اور اُسکو تقیہ پر حمل کیا۔ جاننا چاہیے کہ مجتہد اپنے ظن کے ساتھ عمل کرتا ہے اور ظن مشتبہ کو شبہہ اسواسطے کہتے ہیں کہ باطل ہے۔ طریق اخباریین کا یہ ہے کہ بدون لم ولا نسلم کے احمقوں کی مانند جو کچھ امام سے سُنتے ہیں دلیل قطعی جانتے ہیں پس اخباریین کے مذہب پر عمل کرنا یقینی طریق ہے اور یقینی کو ظنی سے کیا نسبت۔ شیعہ متاخرین کہتے ہیں کہ مجتہد اپنے ظن پر عمل کرتا ہے اور دوسرے اُسکے گمان کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ متقدمین کا طریقہ نہ تھا پس اجتہاد سہو اور خطا ہوگا ﴿

اسمعیلیہ کا ذکر

نامہ نگار نے میر امیر سے جو نواحی شہر شگوفہ کا سردار تھا سُنا کہ اسمعیلیہ

شیعوں میں ایک گروہ ہے اور یہ مذہب حضرت امام اسمعیل ابن حضرت امام جعفر صادق سے منسوب ہے اور یہ لوگ حضرت اسمعیل کو امام جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق نے امامت اُسکے سپرد کی اور اُسکی والدہ کے ساتھ کسی عورت اور کنیزک کو شریک نہ کیا جیسے کہ نبی نے خدیجہ سے اور علی نے فاطمہ سے کسی عورت کو انباز نہ کیا تھا۔ اسمعیل کی وفات میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ وہ عین حیات جعفر میں مرگیا نص انتقال امامت کا یہی فائدہ ہے جو امام جعفر سے بطرف اولاد اسمعیل کے منتقل ہوئی چنانچہ موسیٰ نے ہارون پر نص فرمایا وہ موسیٰ کی حیات میں گذر گیا۔ جعفر بدون اُستاد کے جو آبای کرام سے سُنی ہو ایک شخص کو اولاد کرام میں سے مقرر نہیں فرماتا اور ابہام اور اجہال امام پر جائز نہیں اور اثنا عشریہ بھی اس بات کے قایل ہیں کہ امام جعفر نے اُسکے حق میں نص کی۔ بعضے کہتے ہیں کہ اسمعیل مرا نہیں تھا لیکن تقیہ کے واسطے اُسکی وفات ظاہر کی گئی تاکہ مخالف اُسکی ہلاکت میں سعی نکریں چنانچہ اُسکی وفات کا ایک محضر بھی لکھا گیا تھا۔ جب خلیفہ منصور کو خبر پہنچی کہ اسمعیل مرا نہیں بلکہ اُسکو بصرہ میں لوگوں نے دیکھا اور اُسکی دعا سے ایک مریض مرض سے شفایاب ہوا تو منصور نے امام جعفر سے پوچھا۔ اُسنے وہی محضر جسپر منصور کے عامل کا بھی دستخط تھا خلیفہ کے پاس بھیجا۔ کہتے ہیں کہ اسمعیل محمد اسمعیل کا بیٹا تھا اُسپر شیعوں کا دورہ تمام ہوا۔ ائمہ سے بعد مستور ہیں اور اعیان ظاہر۔ اور زمانہ بدون امام جعفر ظاہر مستور کے نہیں ہوتا اور جب امام ظاہر ہوا اُسکی حجت البتہ ظاہر ہوگی۔ احکام ائمہ کا مدار سات پر ہے مانند ہفتہ اور سات آسمان اور سات کواکب کے۔ اور نقبا کا مدار بارہ پر ہے اور امامیہ نے یہاں غلطی کھائی کہ ائمہ کو نقبا کے عدد پر گنا یہ باطنیہ ہیں اور یہ لوگ ظاہر شرع پر کام نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ خدا موجود ہے یا موجود نہیں عالم ہے یا نہیں قادر ہے یا نہیں۔ ایسے ہی تمام صفات ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اثبات حقیقی سے خدا اور موجودات کے درمیان شرکت ہوجاتی ہے۔ یہ تشبیہ ہے اور نفی مطلق سے خدا معدات کا شریک ہوجاتا ہے اور یہ تعطیل ہے۔ اور ان حقایق کا اطلاق حضرت واجب الوجود پر اُس طریق پر ہے کہ کسی وجہ سے مشارکت مقصود نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ

ایزد متعال متقابل کا آلہ اور متضادین کا خالق اور حاکم ہے۔ جب خدا نے عالموں کو علم بخشا عالم کہلانے لگے اور جب قادر کو قدرت دی قادر کہلایا۔ البتہ ذات ایزد پر عالم و قادر کا اطلاق یعنے بولنا اس اعتبار سے ہے کہ وہ علم اور قدرت کا بخشندہ ہے۔ کہتے ہیں کہ اُسنے ایک ہی حکم سے عقل کو پیدا کیا کہ سب جہت سے تام ہے اور عقل تام کے ذریعہ سے نفس کو جو ناتمام تھا ظاہر کیا اور عقل کو نفس سے وہ نسبت ہے جو نطفہ کو طفل مخلوق سے یا بیضہ کو مرغ سے یا باپ کو فرزند سے یا خاوند کو عورت سے ہے۔ پس نفس فیض تام کا مشتاق اور آرزومند رہتا ہے کہ اُس سے فیض حاصل کرے لاجرم محتاج ہوا کہ نقصان سے کمال کی طرف حرکت کرے۔ چونکہ حرکت بدون آلہ کے تمام نہیں ہوتی پس اجرام آسمانی کو ظاہر کیا اور فلک نے ساتھ حرکت دوری کے جنبش کی اور نفس کی تدبیر سے طبایع بسیط عنصری کو اور اسکے ذریعہ سے بسایط عنصری کو ظاہر کیا۔ پس مرکبات کانی اور نباتاتی اور جانوروں کی انواع پیدا کیں۔ آدمی اُن میں سے عمدہ شئے ہے جیسا کہ عالم علوی یعنے عقل کامل کلی اور نفس ناطقہ کلیہ تمام کاینات کا مصدر ہے ویسا ہی واجب ہے کہ جہان سفلی میں عقل کامل کلی اور نفس موجود ہو تاکہ جہان کی نجات کا وسیلہ بنے وہ عقل رسول ناطق اور نفس امام ہے۔ جیسے کہ بہ سبب تحریک عقل اور نفس کے افلاک حرکت کرتے ہیں ویسے ہی بہ سبب تحریک یعنے حرکت دہی ناطق اور وصی یعنے پیغمبر اور امام کے نفوس انسانی رستگار ہونگے اور ہر زمانہ میں ایسا ہی ہوگا اور ہر دور سات شخص پر دایر ہے تاکہ قیامت ظاہر ہو اور شرعتوں اور سُنتوں کی تکلیفیں اُٹھ جاوینگی کیونکہ حرکات فلکی اور لازم پکڑنا شرعتوں کا اسیواسطے ہے کہ نفس کمال کو پہنچے۔ انسان کا کمال بھی ہے کہ عقل کے مرتبہ کو پہنچے یہی قیامت کبریٰ ہے۔ یہ لوگ جب کسی شخص کو اپنے مذہب میں لایا چاہتے ہیں۔ تحقیق مذہب کے واسطے پہلے اُسکو شک میں ڈالتے ہیں تاکہ اچھی طرح خدا کی راہ کو پاوے اور معلوم کرے کہ اس مذہب کے سوا اور کوئی سچا نہیں وہ تشکیک ہے جو شریعت کے ارکانوں میں بذریعہ مقطعات سور کے ڈالتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ حروف

مقطعات کے معنے جو سور کی ابتدا میں ہیں اور قضاء حایض بدون قضائے صلوۃ کے اور واجب ہونا غسل بحالت جریان منی سوائے بول کے کیوں ہے اور رکعت کی تعداد میں کہ جنکو بعضے چار اور بعض تین اور بعض دو کہتے ہیں کیوں اختلاف ہے۔ ایسے سب امور عبدویہ میں شک ڈال دیتے ہیں یہانتک کہ خدا کا طالب ان سوالوں میں گرفتار ہوکر حق پژوہی کے درپے ہوتا ہے پھر جواب دیتے اور راہ تحقیق کی طرف ہدایت فرماتے ہیں۔ چنانچہ اُسکے دل سے سب شکیں اُٹھا دیتے ہیں اور پھر وہ اُنکے مذہب میں آجاتا ہے۔ تشکیک کے بعد ربط ہے جو اخذ میثاق یعنے عہد لینے کا نام ہے کیونکہ خدا کی سنت مواثیق اور عہود کے لینے پر جاری ہوئی ہے اِذْ اَخَذْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ مِیْثَاقَهُمْ واقع ہے۔ پیمان کے بعد حوالہ ہے یعنے امام کے بعد حوالے ہے کہ اُن دشواریوں کو جو اُسکو پڑتی ہیں حل کرے کیونکہ اُسنے ذات حمیدہ صفات امام کے بخوبی آگاہ ہے اور دوسرے لوگ اُس بلند درجہ پر چڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ بعدہ تدلیس ہے وہ یہ ہے کہ امام اکابر دین اور دنیا کی موافقت کا دعویٰ کرے تاکہ اُسکی محبت اُن امور کی نسبت جنکو وہ ڈھونڈھتا اور چاہتا ہے بڑھ جاوے۔ بعدہ تاسیس ہے وہ تمہید مقدمات کا نام ہے کہ جنکو وہ قبول کرے اور مسلم رکھے۔ پھر خلع ہے جو اسقاط اعمال مدینہ کا نام ہے۔ پھر سلخ ہے یعنے ظاہری دین کے عقاید کو چھوڑ دیوے۔ پھر گرایش ہے یعنے اپنے آپ کو استعمال لذات پر برانگیختہ کرے پھر شرایع کی تاویل کے جو بلند مرتبہ کا نام ہے کیونکہ دنیا میں جو چیز مضر نہیں خدا کے مقبولوں کو پہنچتی ہے جیساکہ شراب کہ جسکا باعتدال پینا سراسر فائدہ مند ہے اور مانند اسکے اور بھی بہت چیزیں۔ کہتے ہیں کہ وضو امام کے ذریعہ آئین قبول کرنے سے مراد ہے اور تیمم اس جہت سے مراد ہے کہ جو بحالت غیبت امام کے کسی دوسرے سے ہو اور نماز رسول سے مراد ہے بدلیل اس قول ایزد کے اَلصَّلٰوۃُ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ۔ احتلام اس بات سے مراد ہے کہ بدون کسی ہدایت کے اپنی آرزو کو اُس شخص کے پاس ظاہر کرے کہ جو اپنے مذہب میں نہ ہو۔ غسل عہد کا نیا بنانا ہے زکوۃ نفس کو پاک کرنا ہے بذریعہ معرفت ذہن انسان کے۔ صوم یعنے روزہ امام کے بھید کی محافظت کرنا ہے۔ زنا اپنے دین کے اسرار کا

ظاہر کرنا ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ نماز بجماعت امام معصوم سے متابعت ہے۔ زکوٰۃ سے یہ مراد ہے کہ اپنے مال کا پانچواں حصہ امام معصوم کو دیدیں۔ کعبہ پیغمبر ہے۔ دروازہ علی۔ صفا نبی۔ اور مروہ وصی۔ میقات اقتباس۔ تلبیہ اجابت مدعو۔ خانہ مولا کے ساتھ طواف شیعوں کے امام ہیں۔ بہشت بدنوں کی راحت ہے تکالیف سے۔ دوزخ بدنوں کا دکھ پانا بسبب تکالیف کے۔ ایسے ہی سب چیزوں کی تاویل کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہر ظاہر کے واسطے ایک باطن ہے کہ وہ باطن اُس ظاہر کا مصدر ہے اور وہ ظاہر اُس باطن کا مظہر ہے کوئی شے ظاہر نہیں کہ جسکا باطن نہیں اور جو شے ظاہر رکھتی اور باطن نہ رکھتی ہو وہ حقیقت میں کچھ نہیں ہوگی اور کوئی ایسا باطن نہیں جسکے واسطے کوئی ظاہر نہ ہو الا خیالی ہوگا۔ جب خدایتعالیٰ نے عالم ظاہرا اور عالم باطن پیدا کیا تو عالم باطن ارواح و نفوس اور عقول کا عالم ہوا اور عالم ظاہرا عالم اجسام علوی و سفلی اور اُنکے اعراض کا عالم ہوا۔ عالم باطن کا حاکم امام ہوتا ہے اور کسی شخص کو بالا کا علم سوائے اُسکی تعلیم کے نہیں ہوسکتا۔ اور عالم ظاہر کا حاکم نبی ہوتا ہے کیونکہ جس شریعت کے لوگ محتاج ہیں وہ بہ سبب نبی کے تمام ہوتی ہے۔ شریعت کا ظاہر تنزیل یعنے قرآن ہے اور باطن تاویل ہے۔ اور زمانہ نبی یا شریعت سے خالی نہیں ہوتا اور ایسے ہی امام یا دعوت سے۔ کہتے ہیں کہ امام اگرچہ ظاہر ہو مگر دعوت کبھی پوشیدہ ہوتی ہے اور گو امام پوشیدہ ہو مگر دعوت کبھی ظاہر ہوتی ہے جیسے کہ نبی کو قولی یا فعلی معجزہ سے پہچانتے ہیں۔ ویسے ہی امام کو دعوت و دعویٰ سے جانتے ہیں اور سوائے امام کے خدا کی شناخت نہیں ہوسکتی۔ واجب ہوتا ہے کہ امام کا وجود ہر زمانہ میں ظاہر ہو یا مستور جیسے کہ کوئی وقت روشنی روز یا تاریکی رات سے خالی نہیں ہوسکتا۔ حسن صباح نائب امام کی ایک کتاب دیکھی گئی جسکی پہلی فصل میں کہتا ہے کہ مفتی کے حضرت الٰہی کی معرفت میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ خدا صرف عقل سے پہچانا جاسکتا ہے معلم صادق کی تعلیم کی کچھ احتیاج نہیں۔ دوم یہ کہ خدا کی معرفت بذریعہ عقل کے دشوار ہے اور سوائے تعلیم معلم صادق کے نہیں ہوسکتی۔ اگر وہ قول اول پر فتویٰ دیوے تو غیر پر انکار نہیں کرسکتا کیونکہ اگر انکار

کرے تو تعلیم کا انکار ہے اور اسبات پر دلیل ہے کہ منکر علیہ غیر کا محتاج نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ دونوں قسم ضروری ہیں کیونکہ جب ایک قول پر فتویٰ دیوے گا تو یا اُسکا قول ہوگا یا غیر کا۔ ایسے ہی جب اعتقاد کرے تو یا اُسکے نفس سے اُس راسخ دا اعتقاد کا سبدار ہوگا یا غیر سے۔ یہ اُس خبر کا مضمون ہے کہ جسپر فصل اول مشتمل تھی اور اس فصل کی ضمن میں اصحاب عقل و رائے کی کسر ہے۔ اُسی کتاب کی دوسری فصل میں ذکر کیا ہے کہ جب معلم کی احتیاج ہوئی پس ہر معلم بہ اطلاق تعلیم کے صلاحیت رکھتا ہے یا معلم صادق کی ضرورت ہے۔ کہتا ہے کہ جو شخص اس بات کا قایل ہو کہ ہر معلم تعلیم کی شایستگی رکھتا ہے اُسکو خصم کے معلم کا انکار روا نہیں جب خصم کے معلم کا انکاری ہو تو البتہ معلم صادق کو ماننا اور مسلم رکھنا پڑا۔ کہتے ہیں کہ اس فصل میں سے اصحاب حدیث کی کسر پائی جاتی ہے + تیسری فصل میں ذکر کیا ہے کہ جب احتیاج معلم صادق کی طرف ثابت ہوئی تو پہلے معلم کا امتحان کرکے تعلیم پانا چاہیئے یا ہر معلم سے بدون تعین اور تشخیص کے جایز ہوگی۔ چونکہ سوائے رفیق کے کسی طریق پر چلنا دشوار ہے لہذا ثابت ہوگیا کہ پہلے رفیق اور بعد اسکے طریق ہے۔ یہ شیعوں پر کسر ہے + چوتھی فصل میں کہتا ہے کہ افراد انسانی دو قسم ہیں ایک فرقہ کہتا ہے کہ ہم خدا کی معرفت میں معلم صادق کے محتاج ہیں اُس معلم کی تعیین واجب ہے پھر اس سے تعلیم پانا چاہیئے۔ دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ ہر علم کی معرفت ہر شخص سے کی جاسکتی ہے خواہ معلم ہو خواہ غیر معلم۔ چونکہ مقدمات سابقہ سے معلوم ہوا کہ فرقہ اول کی طرف حق ہے البتہ انکا رئیس اور مقدم محققوں کا رئیس ہوگا۔ اور جبکہ دریافت ہوا کہ دوسرا فرقہ باطل پر ہے انکا رئیس مبطلوں کا رئیس ہوگا۔ کہتا ہے کہ یہ وہ طریقہ ہے کہ ہم محقق کو بسبب حق کے پہچانتے ہیں بطور مجمل کے اور معرفت مجمل کے بعد محقق کو ساتھ حق کے پہچانتے ہیں اس جگہ بھی سے ہماری مراد احتیاج ہے ساتھ محق کے۔ کہتا ہے کہ ہم بباعث احتیاج کے امام کو پہچانتے ہیں اور بذریعہ امام حق کو۔ جیسے کہ بوسیلہ ممکنات کے واجب وجود کی ذات کو جانتے ہیں۔ کہتا ہے کہ توحید کے جاننے کا طریق یہی ہے۔ اسکے بعد کئی فصول اپنے مذہب کی تقریر کی اور بعض میں اپنے مذہب کی تمہید اور بعض میں غیر مذہب کی کسر کری۔ اُسکی اکثر

فصلوں میں کسر اور الزام ہے اور بہ سبب اختلاف بطلان کے - مذہب غیر پر اور باعث اتفاق کے اپنے مذہب کی راستی پر استدلال ہیں - اُن دلایل میں سے ایک حق و باطل یعنے سچ جھوٹ کی تمیز اور صغیر و کبیر کا تفرقہ ہے - کہتا ہے کہ عالم حق و باطل یعنے سچ اور جھوٹ دونوں ہیں - حق کی علامت وحدت اور باطل کی کثرت ہے - اور وحدت تعلیم کی مقرون ہے اور کثرت رائے کی مقارن - اور تعلیم ساتھ جماعت کے ہے اور جماعت ساتھ امام کے - اور رائے ساتھ فرق مختلفہ کے اور یہ ساتھ اپنے رئیسوں کے متفق ہیں واسطے تمیز حق اور باطل کے اور دور کرنے تشابہ کے جو حق کو باطل کے ساتھ ہے اور تمایز رز دیجیے اور تضاد طرفین کے واسطے ایک میزان بنائی چاہئے کہ سب کو اُس میں وزن کریں - کہتا ہے کہ ہمنے یہ میزان کلمہ شہادتین سے نکالی اور وہ نفی اور اثبات سے مرکب ہے جو کہ نفی کے لایق ہے باطل ہے اور جو اثبات کا مستحق ہے حق ہے اور اسی میزان سے ہم خیر و شر یعنے بھلائی بُرائی اور صدق و کذب یعنے سچ جھوٹ اور سب ضدین کو وزن کرسکتے ہیں - اس مقالہ میں ہر ایک کلمہ بحقیقت طرف اثبات معلم اور توحید کے راجع ہے اور امامت یا نبوت کا اثبات اسمیں داخل ہے یہاں تک کہ نبوت امامت کے ساتھ نبوت ہوتی ہے او. اصلی بات ان مباحث میں کچھ ہے - عوام کو علم میں خوض کرنے سے منع کیا اور خواص کو متقدمین کی کتابوں کے مطالعہ کی ممانعت کی مگر سوائے اُس شخص کے کہ جو کتابوں کے حال اور اُن لوگوں کے مدارج سے واقف ہو - اور اپنے اصحابوں کو الٰہیات میں اسی قدر کہا کہ اللہ اللہ محمد ہے - تم اور مخالف کہتے ہو کہ اللہ اللہ عقول ہیں - جب ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ خدا موجود ہے یا نہیں - واحد ہے یا کثیر - عالم ہے یا جاہل - قادر ہے یا نہیں - جواب میں اتنے پر ہی کفایت کرتے ہیں کہ اللہ باللہ محمد ہے کہ وہ خدا ہے جسنے رسول کو واسطے ہدایت خلقت کے بھیجا اور رسول خلق کا ہادی ہے - یہ فرقہ بہت مکانوں میں ہے لیکن کوہستان مشرق کی نواح میں اور خطا اور کاشغر اور تبت کے گرد بکثرت ہے - نامہ نگار نے ایکہزار چوّن ہجری میں میر اکبر علی کو ملتان میں دیکھا اور ان باتوں کو اکثر اُس سے ٹُنا - خلفاے اسمعیلیہ نے مدت تک مغرب میں خلافت کی - پہلے خلیفہ کے نسب حسب کو جیسے کہ مرضی

اسمعیلیہ کی ہے خواجہ نصیرالدین طوسی (جبکہ وہ اپنے آپ کو اسمعیلی ظاہر کرتا تھا یا تھا) نے ایسے لکھا ہے کہ محمدالمہدی بن عبداللہ بن احمد بن محمد بن اسمعیل بن جعفر صادق نے امامت کے رتبہ کو ساتھ امارت ظاہری کے جمع فرمایا۔ کہتے ہیں کہ مہدی آخرالزماں اسی محمد ابن عبداللہ سے مراد ہے۔ سچے مخبر سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا عَلیٰ راس اَلف و ثلثمائیہ تَطلعُ الشَّمسُ مِن مَغرِبہا یعنے ابتداے تیرھویں صدی میں شمس اپنے مغرب سے چڑھیگا۔ اس حدیث میں لفظ شمس سے مراد محمد ابن عبداللہ ہے۔ ابوزید کو جسنے اُسپر خروج کیا تھا یعنے باغی ہوا تھا۔ دجال جانتے ہیں۔ بہت عالم اسمعیلیہ کے تابع ہوے ہیں۔ چنانچہ اسمعیل ملقب غنقبر فاضلوں سے امیر ناصر خسرو کا ہم عہد تھا۔ امیر ناصر سنہ تین سو انسٹھ ۳۵۹ ہجری میں پیدا ہوا۔ جب وہ سن تمیز کو پہنچا حسن سیرت اسمعیلیہ کا آوازہ سنکر عہد خلافت امام برحق منتصر میں خراسان سے مصر میں آیا۔ سات برس وہاں رہا ہر سال حج کو جاتا اور واپس آتا امور شرعیہ کا نہایت مقید تھا آخر مرتبہ مکہ کو گیا اور بصرہ کے راستہ واپس ہوکر خراسان کا ارادہ کیا سابخ میں ٹھہرا تو لوگوں کو طرف خلافت منتصر اور مذہب اسمعیلیہ کے دعوت اور ہدایت کی۔ ایک جماعت نے جو اہل بیت کے دشمن تھے امیر ناصر خسرو کا قصد کیا وہ ڈر کر بدخشان کے ایک پہاڑ میں روپوش ہوا اور بیس سال تک پانی اور گھاس پر قناعت کی۔ تو ایک نادان گروہ اُسکو اسمعیلیہ الموتیہ مصاحب گنتے ہیں اور بعض جاہلوں سنے اُسکی طرف ایک ندامت نامہ درباب معاشرت بالموتیہ کے جسمیں وہ مجبور تھا بنا رکھا ہے حالانکہ وہ اسمعیلیہ مغرب کا تابعدار ہے اور الموتیہ سے مصاحبت اور موافقت نہ رکھتا تھا۔ درباب ناصر کے اسمعیلیہ سے سُنا اور کتب تواریخ میں دیکھا۔ ائمہ اسمعیلیہ خلایق پر نہایت مہربان تھے۔ چنانچہ منصور بن عزیز المعروف الحاکم بامراللہ اسمعیلی نے مصر میں حکم دیا کہ رات کے وقت بھی دوکانوں کے دروازے خرید و فروخت کے واسطے کھلے رہیں اور مصر کے دروازے بند نہ کیے جاویں اور کوچوں میں مشعلیں روشن رہیں تاکہ تمام رات بازار اور محلوں میں لوگ آمد و رفت کرتے رہیں اور وہ سب علموں کا ماہر اور معجزات پر اپنے جد مختار کی طرح قادر تھا جیسا کہ اُسنے فرمایا کہ فلانی رات میں مجھے آسیب پہنچیگا آخر ویسا ہی ہوا۔ مغرب کے ائمہ اسمعیلیہ سب ظاہری شریعت

کے پابند ہیں انکا احوال تواریخ میں مشہور ہے۔ ایران کے اسمعیلیوں سے جو اسمعیلیہ قہستان ورودبار کے نام سے مشہور ہیں۔ پہلا حسن صباح ہے چونکہ اُسکا حال تواریخ میں تعصب کے قلم سے لکھا ہوا ہے لہذا اسمعیلیہ کے طور پر لکھتا ہوں جس کی نسبت محمد صباح حمیری کو پہنچتی ہے اُسکا دادا جو صباح حمیری کی اولاد سے تھا یمن سے کوفہ میں اور کوفہ سے قم میں اور قم سے رئے میں آیا جسکے باپ کو علی بھی کہتے تھے۔ ایک شخص زاہد و عالم اسمعیلی مذہب کا رئے میں رہتا تھا اور وہاں کا حاکم ابومسلم رازی بنا بر خلاف مذہب کے اُسکے ساتھ عداوت رکھتا تھا۔ چونکہ امام موفق نیشاپوری اہل سنت خراسان کا عالم حسن کے باپ کے رفع ظن کے واسطے اپنے فرزند کو نیشاپور میں لاکر امام موفق کی مجلس میں پڑھنے بٹھایا اور آپ خلوت گزین اور مشغول عبادت ہوا کہ کبھی جس سے اونچی باتیں ظاہر ہوتی تھیں جو عوام کے ادراک سے باہر تھیں ناکس لوگ انکو ساتھ سخنان اعتزال اور الحاد کے نسبت دیتے بلکہ زندقہ اور کفر سے منسوب کرتے تھے۔ حسن نظام الملک طوسی اور عمر خیام نیشاپوری کا ہمدرس تھا چونکہ اُسکے باپ نے خبر دے رکھی تھی کہ نظام الملک اعلیٰ درجہ دنیوی کو اور حسن صوری اور معنوی کے بلند رتبہ پر پہنچے گا اسواسطے حسن نے نظام الملک کو کہا کہ ہم میں سے جس شخص کو مرتبہ بلند ملے اور دولت میسر ہو ہم تینوں اُس میں بحصص مساوی شریک ہوویں۔ اسبات پر عہد و پیمان ہوگیا جب خواجہ نے وزارت پائی الپ ارسلان کے عہد میں حکیم عمر خیام اُسکو ملکر گوشہ نشینی اور نشہ فضایل میں ساعی ہوا اور خواجہ مدد دیتا رہا۔ حسن اس بات کا منتظر رہا کہ نظام الملک اُسکو بلاوے مگر وہ نہ ہوسکا۔ الپ ارسلان کے عہد میں خواجہ کو نہ ملا لیکن سلطان ملک شاہ کے عہد میں نیشاپور میں خواجہ کے پاس گیا مگر خواجہ نے اُس عہد کا وفا نکیا بلکہ بادشاہ تک بھی نہ پہنچایا۔ حسن نے خواجہ کو کہا کہ اے خواجہ تو صاحب تحقیق اور یقین ہے اور جانتا ہے کہ دنیا ایک خراب شے ہے تو بسبب جاہ و محبت ریاست کے عہد توڑتا ہے اور زمرہ ینقضون عہداللہ یعنے عہد کے توڑنے والوں میں داخل ہوتا ہے بیت

دست وفا در کمر عہد کن تا نہ شوی عہد شکن جہد کن

خواجہ لاچار ہوکر اُسکو مجلس سلطان میں لے گیا اور اُسکے کمال دانش کی بابت بھی کہا۔ لیکن یہ بھی عرض کیا کہ تند اور کرپڑ اور طیش ور یعنے جلد غصہ میں آجانے والا ہے اور اعتماد کے قابل نہیں۔ چونکہ حسن دانا اور مدبر تھا تھوڑے ہی عرصہ میں سلطان کے مزاج میں تصرف کو لیا اور سلطان بڑے بڑے کام اُسکی رائے پر کرنے لگا۔ جبکہ سلطان نے جان لیا کہ جو کچھ خواجہ نے بابت طیش اور کرپڑی حسن کے حق میں کہا تھا محض جھوٹ اور افترا تھا اور بباعث دوسرے خللوں کے سلطان کا دل خواجہ کی نسبت مکدر ہوا تو ایکدن خواجہ سے پوچھا کہ کتنے عرصہ میں دفتر مفتح جس میں جمع و خرچ تمام ملک کا ہو مرتب ہوسکتا ہے جواب دیا کہ دو برس میں۔ جب سلطان نے حسن سے دریافت کیا تو حسن نے اقرار کیا کہ چالیس دن میں مرتب ہوجائیگا بشرطیکہ مدت مذکور میں چند نویسندے میرے پاس رہیں۔ سلطان کو یہ سخن پسند آیا۔ حسن نے چالیس دن میں جب دفتر بشرح صدر مرتب کیا تو خواجہ یہ بات سُنکر مضطر ہوا۔ خواجہ کے غلام نے کہ حسن کے غلام کا دوست تھا یا خود خواجہ نے وہ دفتر ابتر کردیا یعنے تمام کاغذ دفتر کے بلا ترتیب کردیئے اور حسن کو کچھ خبر نہ ہونے پائی۔ حسن نے حاضر کرنے کے وقت جب دفتر کو ابتر دیکھا تو اُسکی ترتیب میں مشغول ہوا۔ جب سلطان نے جمع خرچ ولایات کا جلد مانگا تو حسن جواب میں ششش و پنج کرنے لگا سلطان اس ٹال مٹول کو سُنکے ملول ہوا اور توقف کا سبب پوچھا تو جواب کو سوال کے مطابق نہ پایا۔ آخر کو حسن کی طرف سے متنفر ہوا۔ خواجہ نظام الملک نے فرصت پاکر کہا کہ جس کام کے انجام کے لئے دانا لوگ دو برس کی مہلت مانگیں اور جاہل دعوی کرے کہ چالیس دن میں کفایت کردونگا اُسکا جواب ٹال مٹول کے سوا اور کیا ہوگا۔ میںنے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ اُسکی طبیعت میں طیش بہت ہے اور اُسکی بات قابل اعتبار نہیں۔ سلطان خفا ہوا اور حسن رود بار کو بھاگ گیا اور اُس ولایت میں جاکر عبدالملک عطاس کو ملا جو اسمعیلیہ کا داعی تھا اور وہاں سے اصفہان میں گیا۔ سلطان اور خواجہ کے ڈر سے رئیس ابوالفضل کے گھر میں جاکے روپوش ہوا۔ ایکدن محاورہ میں بولا کہ اگر میں دو یار موافق پاتا تو اس ترک اور روستا کا

ملک برباد کر دیتا۔ رئیس ابوالفضل نے اس بات کو خبط دماغ سمجھکر بلا اُسکے اظہار کے دے کھانے جو تقویت دماغ کے متعلق تھے حاضر کئے۔ حسن اُسکا دلی راز بذریعہ فراست جانکر وہاں سے بھی چلدیا۔ بعدہ جب وہ قلعہ الموت پر قابض ہوا۔ رئیس ابوالفضل اُسکے پاس آیا۔ حسن نے فرمایا میں خبطی ہوں یا کہ تو۔ دیکھا کہ جب ملنے دویار موافق پائے کیسے اپنی مراد پر کامیاب ہوا۔ القصہ سیدنا حسن جب مصر میں گیا تو اُسوقت منتصر اسمعیلی مسند خلافت پر متمکن تھا۔ وہ نہایت لطف سے پیش آیا۔ حسن ڈیڑھ برس وہاں رہا۔ بعدہ حسن اور امیرالجیوش میں عداوت پیدا ہوگئی سبب اسکا یہ تھا کہ منتصر نے اپنے بیٹے نزار کو ولایت عہد سے متغیر کرکے وہ منصب اپنے دوسرے بیٹے احمد کو دیدیا تھا کہ جسکا المستعلی باللہ لقب تھا۔ ظاہرا یہ دوسرا حکم بسبب ہجوم عوام کے تھا۔ امیرالجیوش ان سنی کا ہمداستان ہوا۔ حسن نے کہا نص اول یعنے پہلا حکم معتبر ہے اور لوگوں کو امامت نزار کی ہدایت کی۔ امیرالجیوش نے باتفاق بعض امرا کے منتصر کی خدمت میں عرض کیا کہ حسن کو عوض اس جُرم کے قلعہ دمیاس میں قید کرنا چاہئے۔ جب ایسا ہی کیا گیا تو قلعہ کا برج جو نہایت ہی مستحکم تھا گرپڑا لوگ بسبب مشاہدہ اس اعلیٰ کرامت کے حسن سے ڈرنے لگے آخر امیرالجیوش نے حسن کو فرنگیوں کے ساتھ ایک کشتی میں بٹھلاکر مغرب کو بھیجدیا۔ جب کشتی دریا میں روانہ ہوئی تو سخت ہوا چلی اور پانی متموج ہوا سب کشتی نشین مضطر ہوئے مگر حسن اپنی حالت اصلی پر تھا۔ امیر خسرو ؎

تا بہر بادے نہ جنبی پا بدامن کش چو کوہ
کآدمی مشت غبار عمر باد صرصر است

اُس حالت میں ایک مسافر نے حسن سے پوچھا کہ تیرے مضطرب نہونے کا کیا سبب ہے جواب دیا کہ مولانا یعنے امام نے مجھے خبر دی ہوئی ہے کہ ان کشتی نشینوں کو آسیب نہ پہنچیگی۔ اُسی وقت وہ شورش مٹ گئی اور حسن کی محبت لوگوں کے دلوں میں قایم ہوئی۔ وہ کشتی نصاریٰ کی ایک شہر میں پہنچی۔ حسن وہاں سے پھر کشتی میں بیٹھکر شام کی حدود میں جا اُترا اور وہاں سے حلب میں گیا وہاں سے بغداد کا ارادہ کیا اور بغداد سے خورستان میں گیا وہاں سے وارد اصفہان ہوا اسی طرح خفیہ

طور پر ولایت عراق اور آذربائجان میں سیر کرتا اور لوگوں کو مذہب اسمعیلیہ اور امامت نزار کی طرف بلاتا پھرتا تھا۔ قلعہ الموت اور دیگر قلاع اور رودبار اور قہستان کے شہروں میں اپنے معتبر بھیجے تاکہ لوگوں کو سچے مذہب کی طرف بلائیں۔ تھوڑے عرصہ میں بہت لوگوں نے یہ مذہب قبول کیا۔ پس اس قصبہ میں جو الموت کے قریب تھا مقیم ہوکر کمال زہد و تقویٰ سے اوقات بسر کرنے لگا۔ وہاں کے لوگوں نے بھی اسکی بیعت کی چھپے مرید ہوئے۔ ماہ رجب سال چارسو چوراسی ہجری میں ایک رات الموت کے رہنے والے اسکو قلعہ میں لے گئے القصہ قلعہ میں داخل ہوکر علوی مہدی کو کہ جو سلطان ملک شاہ کی طرف سے اس سرزمین کا حاکم تھا بے اختیار کردیا۔ اسمعیلیہ کے مخالف کہتے ہیں کہ ایکدن علوی مہدی نے کہا کہ شرع میں حیلہ جائز ہے اور بعض شرعی حیلے بیان کئے سیدنا حسن نے فرمایا کہ شرع کا مدار راستی پر ہے پس حیلہ نہ چاہیئے جو لوگ حیلہ کرتے ہیں خدا انکو اس طریق پر گرفتار کرتا ہے۔ بعد چند روز کے مہدی کو کہا کہ اس قلعہ میں سے اسقدر زمین جو ایک گاؤ کے چمڑے کے نیچے آسکے بمبلغ تین ہزار دینار کے عوض میرے پاس فروخت کردے۔ اس نے مان لیا۔ سیدنا حسن نے پوست گاؤ کو بہت باریک کاٹ کر اور انکے سرے آپس میں ملاکر قلعہ کے گرد کھینچدیا اور رئیس مظفر کو جو دامغان کا حاکم اور اسکا معتقد تھا۔ بدیں مضمون ایک خط لکھا کہ رئیس مظفر حفظہ اللہ تعالیٰ مبلغ تین ہزار دینار بابت قیمت قلعہ الموت علوی مہدی کو دیدو۔ عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى وَآلِهِ السَّلَامُ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيل وہ رقعہ مہدی کو دیکر قلعہ سے نکال دیا۔ بعد مدت کے جب وہ دامغان میں پہنچا بباعث احتیاج کے وہ رقعہ رئیس مظفر کو دیکر تین ہزار دینار زرسرخ وصول کئے۔ الحاصل سیدنا کا کام بعد چھینے قلعہ الموت کے ترقی یاب ہوا اور تھوڑے عرصہ میں سب رودبار اور قہستان اسکے قبضہ میں آیا اور پینتیس سال تک اقبال مند رہا۔ اسکے بعد اسکے تابعداروں میں سے سات آدمیوں نے حکومت کی۔ اس طبقہ میں اکاسی برس حکومت رہی۔ سیدنا کمال صلاح اور تقویٰ میں اوقات گذاری کرتا تھا اور ترویج شرع میں اسقدر سعی کیا کرتا کہ بیٹے نزار کو بھی قلعہ سے نکال دیا تھا۔ ہرچند لوگ درخواست کرتے قلعہ میں نہ چھوڑتا اور اوقات حکومت میں دو مرتبہ سے زیادہ اُس مکان

پر نہ چڑھا جس میں بیٹھا کرتا تھا اور ہرگز قلعہ سے باہر نہ نکلا اور ہمیشہ تدبیر امور ملت اور ملک میں معروف رہتا تھا۔ اُسکے عہد میں بہت فدائی اور مخالفوں کے اکابر و اشراف مقتول ہوے۔ اُسکی رحلت یعنے موت سنہ پانچسو آٹھ ہجری کی ربیع الآخر میں رونما ہوئی۔ اور کیا بزرگ امید اُس جناب کا وفیعہد تھا۔ جب حسین قائنی کہ عمدہ اصحاب سیدنا کا تھا مع اپنے رفیقوں کے قہستان پر قابض ہوگیا ملک شاہ کے ایک امیر نے جو رودبار میں تھا کئی مرتبہ قلعہ الموت کو پامال کیا۔ چنانچہ قلعہ کے رہنے والے مضطر ہوکر بھاگنے کے مستعد ہوے۔ سیدنا نے اُنکو صبر و ثبات کی وصیت کی اور فرمایا کہ امام یعنے منتصر نے مجھے کہا ہوا ہے کہ الموتیوں کو چاہیئے کہ کہیں نہ جائیں کیونکہ یہاں ہی انکو اقبال ملے گا۔ اُنھیں ایام میں وہ شخص مرگیا۔ اور سیدنا نے تشویش سے رہائی پائی اور اُس قلعہ کا نام بلدۃ الاقبال رکھا۔ چارسو بچاسی ہجری کی ابتدا میں امیر ارسلاں شاہ نے حسب فرمودہ ملک شاہ سلطان کے بلدۃ الاقبال پر لشکرکشی کی۔ جب اہل قلعہ کا کام مضطر ہوا ابوعلی تابعدار سیدنا نے جو قزوین میں رہتا تھا تین سو آدمی مسلح کو قلعہ کی مدد کے واسطے بھیجا۔ اُنھوں نے ارسلانیوں پر شبخون مارکر بھگا دیا اور بہت لوٹ ہاتھ لگی۔ جب بھاگے ہوے سلطان کے پاس پہنچے اُسنے قزل ساروق کو مع بہت سپاہ کے اُنکی مدافعت کے واسطے بھیجا۔ حسین قائنی مع اپنے رفیقوں کے مومن آباد میں قلعہ نشین ہوکر رزم محاصرہ میں مشغول ہوا۔ جب قریب ہوا کہ فتح ظہور کرے تو ناگاہ لوگ خواجہ نظام الملک کے قتل ہونے کی خبر جسکے ابو طاہر ارانی کے ہاتھ سے جو سیدنا کا فدائی تھا منتشر ہوگئے اور اُسکے بعد ملک شاہ کے مرجانے کی خبر پہنچی انجام کو وہ لشکر پریشان ہوگیا اور برکیارق اور سلطان محمد کی نزاع اُسکے ضعف کا سبب ہوا اور اسمعیلیہ نے ترقی پائی۔ قلعہ گرد اور کوہ لامیسر بھی سیدنا کے تصرف میں آگیا۔ اُسوقت فدائی لوگ واسطے قتل علما اور فقہا کے جو فرقہ ناجیہ اسمعیلیہ سے دشمنی رکھتے تھے اور متعصب تھے جہان کے اطراف میں متفرق ہوے اور ان میں سے بہت لوگ خنجروں سے مارے گئے۔ اسیواسطے مخالف عالم اور فقیہہ خوفناک ہوے جب سلطان برکیارق بن ملک شاہ مرگیا سلطان محمد حاکم بنا۔ اُسنے احمد بن نظام الملک کو مع سپاہ کے ولایت رودبار پر بھیجا اور سنہ پانسو ننانوے

ہجری کی ابتدا میں اتابک توشگین شیرگیر کو وزیر کی میں بھیجا اور ایک برس کے قریب جنگ ہوتی رہی جب قریب ہوا کہ بلدۃ الاقبال کا قلعہ مفتوح ہو خبر وفات سلطان محمد کی اتابک کے لشکر میں شایع اور مشہور ہوئی اسیواسطے وہ لشکر رات کو بھاگ گیا۔ جب سلطان سنجر تخت نشین ہوا اُسنے کئی بار سپاہ فرقہ ناجیہ کے جنگ پر بھیجی۔ اس اثنا میں سیدنا نے سلطان کے ایک خادم یعنے خدمتگار کو جو اسمعیلیہ کا مرید تھا کہا کہ سلطان کے سرپر ایک چھری کو گاڑ لیکن آسیب مت پہنچا کیونکہ تو اُسکا نمک پروردہ ہے اور ولی نعمت پر ہاتھ اُٹھانا ناروا ہے۔ خادم نے ایسا ہی کیا جب سنجر نے خواب سے اُٹھکر چھری دیکھی تو بہت ڈرا لیکن یہ امر خفیہ رکھا۔ بعد چند روز کے سیدنا کے رسول نے اُسکی ملازمت میں پہنچکر کہا کہ اگر ہمکو سلطان کے ساتھ محبت نہ ہوتی تو وہ چھری کو جو فلانی رات کو زمین سخت میں گاڑی ہوئی تھی سینہ نرم سلطان میں گاڑ سکتے تھے۔ اس بات کے سننے سے سنجر کا توہم بڑھ گیا اور صلح کرلی۔ اسی واسطے سیدنا کا کام قوی تر ہوا اسی حالت میں حسین قائنی بہ سبب فساد استاد حسین بن حسن کے شہید ہوا۔ سیدنا نے حکم دیا کہ اُسکا بیٹا سولی دیا جاوے۔ اسکے قریب ہی اُسکا دوسرا بیٹا شراب پینے لگا۔ باپ یعنے حسن کے حکم سے اپنے بھائی کی مانند مارا گیا۔ سیدنا پانسو اسی ہجری میں بیمار ہوا اور بزرگ امید کو ولیعہد کیا اور اُسکی وزارت کا منصب ابوعلی کو دیدیا اور ان دونوں کو وصیت کی کہ انتظام امور میں حسن قصرانی کی صوابدید سے تجاوز نہ کریں۔ جب ان کاموں سے فارغ ہوا اٹھائیس ربیع الاول سال مذکور میں انتقال فرمایا۔ بزرگ امید کہ اصل میں ولایت رودبار سے تھا سیدنا کے طور پر عبادت اور تقویت دین میں ساعی ہوا۔ اُسکے پیچھے محمد بزرگ امید نے حکومت پائی۔ اسکی ریاست کی ابتدا میں الراشد باللہ عباسی فدائیوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اُسی ایام سے خلفا المؤمنین کی شمشیر سے ڈرکر روپوش ہوے۔ اُس نے بھی حسن کے طریق پر زیست کی۔ اُسکے بعد محمد بن حسن بن محمد ہوا جسکا علی ذکرہ السلام مشہور نام ہے۔ حسن کی نسبت بہت روایتیں ہیں۔ انکے مخالف اُسکو محمد کا بیٹا جانتے ہیں۔ اسمعیلیان رودبار اور قہستان کا ایک گروہ کہتا ہے کہ سیدنا حسن کے عہد میں وفات منتصر علوی سے ایکبرس

پیچھے ابوالحسن سیدی مصر سے الموت میں آیا اور ایک لڑکا نزار بن مستنصر
کی اولاد سے جو امامت کے لایق تھا ساتھ لایا۔ سیدنا حسن کے سوا کوئی
شخص اس راز سے واقف نہ تھا۔ سیدنا ابوالحسن کی تعظیم کرکے امام کو
ایک گانوں میں جو قلعہ کے پیچھے تھا متوطن کیا۔ بعد انتظار چھہ ماہ کے ابوالحسن
کو واپسی کی اجازت دی اور امام خدا کی عبادت اور گوشہ نشینی کا مایل ہوا۔
اور اسی گانوں کی ایک عورت سے نکاح کرلیا جب وہ حاملہ ہوئی محمد
بن بزرگ امید کے سپرد کیا اور بابت پوشیدگی اس راز کے تاکید کی اور
کہا کہ جب فرزند تولد ہو اُسکے ساتھ نکاح کرلینا۔ محمد نے ایسا ہی کیا۔ محمد
بن بزرگ امید کے عہد میں اس فرزند یعنے علی ذکرہ السلام کی طلعت سے
دین روشن ہوا اور یہی مشہور ہوگیا کہ وہ محمد کا بیٹا ہے۔ بعضے کہتے ہیں
کہ ہر حرکت اور فعل جو امام سے صادر ہو مجوز بلکہ مستحسن ہے۔ پس
نزار کا بیٹا جسکو ابوالحسن سعیدی الموت میں لایا تھا جب بالغ ہوا محمد بن
بزرگ امید کی منکوحہ سے مل گیا اور علی ذکرہ السلام پیدا ہوا اگرچہ ایسا کام
پیغمبر اور امام کو جایز ہے لیکن واقع نہیں ہوا۔ اس سبب سے علی ذکرہ السلام
کی نسبت المستنصر باللہ کو پہنچتی ہے۔ القاہر بقوۃ اللہ حسن ابن المہدی ابن الہادی
ابن نزار ابن المستنصر اسمٰعیلیہ اُسکو امام برحق جانتے اور اُسکے نفس نفیس کو
قیامت کہتے ہیں کیونکہ انکا اعتقاد یہ ہے کہ قیامت اُسوقت قایم ہوتی ہے
کہ جب لوگ خدا کو پہونچیں اور تکالیف شرعیہ اُٹھ جاویں۔ اُس حضرت نے
اپنی امامت کے زمان میں خلایق کو خالق سے ملایا اور شریعت کی رسوم
اُٹھادیں۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت نے وسادہ خلافت پہ قدم رکھا تو بہ سال
پانسو اُنسٹھ ہجری سب اشراف اور روساء ملک کو بلدۃ الاقبال میں جمع کرکے
فرمایا کہ قلعہ مبارک کی عیدگاہ میں ایک ممبر قبلہ رو کھڑا کریں اور چار علم
یعنے جھنڈے ایک سرخ دوم سبز سوم زرد چہارم سفید ممبر کے چاروں طرف
برپا کریں۔ سترہ ماہ مبارک رمضان میں اُس ممبر پہ چڑھکر زبان معجز بیان
کھولی اور فرمایا کہ میں زمان کا امام ہوں یعنے امر و نہی کی تکلیف جہان
سے اُٹھادی اور احکام شرعی کو نابود کیا اب قیامت کا وقت ہے خلقت
کو چاہیئے کہ باطناً حاضر بخدا رہیں ظاہرا جیسا چاہیں معاش کریں۔ پھر ممبر
سے اُتر اور افطار کیا اس لیئے لوگوں نے امام خبیہ کے طلوع پہ طرب و شادی

کی اور اُس متبرک دن کا نام عیدالقیام رکھا اور تاریخ بنائی۔ حسب عقیدہ اکثر مورخوں کے یہ وہ دن ہے کہ جس میں حضرت علی نے عبدالرحمن سے زخم کھایا تھا۔ چونکہ دنیا سے چھوٹنا اور عقبیٰ کو ملنا ارواح کاملہ کو لذت کا موجب ہے اسیواسطے اس دن شادی کرتے ہیں۔ ان حضرات کا اعتقاد یہ تھا کہ عالم قدیم اور زمانہ نامتناہی ہے اور معاد روحانی اور بہشت و دوزخ معنوی ہے۔ اور ہر شخص کی قیامت اپنی موت ہے۔ اُس حضرت کو حسن ابن نامور نے کہ بویہ کی آل میں سے تھا ماہ ربیع سنہ پانچسو اکتالیس ہجری میں چھُری کے زخم سے شہید کردیا۔ حسب وصیت اُسکے فرزند کو امامت پہنچی۔ اُسنے بھی اپنے والد نامدار کی طرح دین قایم رکھا۔ اُسکی اولاد سے جلال الدین نے اپنے باپ کو زہر سے شہید کیا۔ چونکہ وہ امامت کے قابل نہ تھا اور غضب کے طریق سے حکومت پر بیٹھا تھا۔ اُسنے مذہب اسمعیلیہ کو چھوڑدیا اور گیارہ برس کے بعد ماہ رمضان سنہ چھہ سو اٹھارہ ۶۱۸ ہجری میں اسہال کے مرض سے مرگیا۔ اُسکے بعد علاءالدین ابن محمد ابن جلال الدین حسن نے اُس گروہ کو جسنے جلال الدین کے کہنے سے اُسکے دادا کو زہر دیا تھا اور جلال الدین کا ہم مذہب تھا ماردیا۔ اور اپنے بزرگوں کے طریق پر قایم ہوا اور باپ سے انکار کیا۔ بعدہ بدون مشورہ طبیب کے فصد چھڑائی بہت خون نکلا اور مالیخولیا کا مرض نمودار ہوا۔ اسمعیلیہ کہتے ہیں کہ انبیا اور اولیا جسمانی عیوب سے سالم زلیست نہیں کرسکتے چنانچہ موسیٰ لکن یعنے تتلا تھا اور شعیب اندھا اور ایوب نے بہت زحمت اُٹھائی۔ اُس حضرت کے عہد میں علاءالدین محمد ناصر محتشم کہ قہستان کا حاکم تھا اور اخلاق ناصری اُسکے نام پر مرتب ہوئی تھی خواجہ نصیر کو الموت میں لے گیا۔ حسن مازندرانی نے جو اسمعیلی نہ تھا علاءالدین کو شہید کردیا۔ علاءالدین کے عہد میں شیخ جمال گیلی کہ مشایخ روزگار میں سے تھا قزوین میں خلایق کو ارشاد کرتا تھا۔ شیخ مذکور نے خفیہ دعوت اسمعیلیہ قبول کی ہوئی تھی اسیواسطے علاءالدین اُسکی تعظیم کرتا اور قزوین کے لوگوں پر منت رکھتا تھا کہ اگر شیخ اُس مکان میں نہ ہوتا قزوین کی مٹی کو توبرہ میں ڈالکر الموت میں لے جاتا۔ لیکن غیر اسمعیلی شیخ کو اسمعیلی نہ جانتے تھے۔ اُسکے فوت کی تاریخ یہ ہے ع

جمال ملت و دین قطب اولیاے خدا
کہ آستانۂ او بود قبلۂ آمال
بسال ششصد و پنجاہ و یک بحضرت رفت
شب دوشنبہ و روز چہارم شوال

علاءالدین کے بعد محمد رکن الدین خورشاہ الموت میں بادشاہ ہوا اور حسن مازندانی کو مع اُسکی اولاد کے ماردیا اور اُنکے جسموں کو آگ میں جلایا۔ ہلاکو خاں اُسپر غالب ہوا رکن الدین نے درخواست کی کہ مجکو قاآن کی درگاہ میں بھیجدیوے۔ یہ التماس قبول ہوئی۔ اُس سفر میں اُسکی عمر تمام ہوئی۔ اُسکی سلطنت ایک برس سے زیادہ نہ تھی۔ الموت میں چند حوض تھے سرکہ اور شراب اور شہد سے بھرے ہوے تھے۔ وہ چیزیں اور ذخیرے کہ سیدنا یعنے حسن صباح کے عہد میں مرتب ہوے تھے غیر متغیر پاے تو سب نے تعجب کیا۔ اسمعیلی اس امر کو سیدنا کی کرامات سے جانتے ہیں۔

علی اللّٰہیان کے بیان میں

یعنے اُن لوگوں کے بیان میں جو علی کو خدا جانتے ہیں۔ کوہستان مشرق میں ختا کے نزدیک ایک رمیل تام جگہ ہے جسکو رمال بھی کہتے ہیں وہاں کے بادشاہ کو باب بولتے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ بحر حقایق اشیا کے آشنا پر روشن ہے کہ زمینیوں کو آسمانیوں سے آمیزش کا راستہ بند ہے اور زمانیوں کو بے زمانیوں کے غیر کے ساتھ خویشی کا رابطہ نہیں اور مکان والوں کو لامکان والوں سے کچھ نسبت نہیں اور ہم حجب خرد اور شرع کے خدا شناسی و یزدان پرستی کے مامور ہیں۔ ملایک علوی اور انبیاء سفلی کو طاقت شناخت ہستی مطلق کی نہیں۔ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ یعنے ہمنے نہیں پہچانا حق معرفت تیری کا اس بات کو ثابت کرتا ہے۔ اسیواسطے ایزد متعال پر واجب ہے کہ عرفیت اور تحیت اور اطلاق کے مرتبہ سے نزول فرماکر ہر قرن اور دور میں کمال شفقت سے مجسم بنکے ظاہر ہو۔ تا کہ اُسکے بندے اُس حضرت کو دیکھیں اور جیسے وہ فرماوے اُس کو پہچانیں اور پوجیں۔ آیات و احادیث کے اشارے اسی دن کی طرف ہیں

جبکہ روحانی کا ظہور صورت جسمانی میں ممکن ہے اور عقلاً اسکے قایل ہیں
اور اہل اسلام کے اخبار میں مذکور ہے کہ مجرد متمثل ہوجاتا ہے جیسا کہ جبرئیل
کا دحیہ کلبی کے پیکر میں ظاہر ہونا اسکی ایک مثال ہے۔ ایسے ہی شیاطین
اور جنوں کا پیکر انسانی میں بشر کے محل میں ظاہر ہونا ہے۔ پس قادر
مطلق بطریق اولیٰ جسموں میں جلوہ کرے تو کیا محال ہے۔ اور ایسے ہی
دنیاوی کاموں میں آدمی ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ پس انکے واسطے
ایک قاعدہ ضرور چاہیے جسپر سب اتفاق کریں تاکہ ان میں ستم ظاہر
نہ ہو اور جہان کا انتظام قایم رہے مگر وہ قاعدہ بسبب الفت سے ہو تاکہ
سب لوگ اسکو قبول کریں اسیواسطے حکیم مطلق کی حکمت نے تقاضا فرمایا
کہ اپنی قدرت سے نوع انسان میں ظہور کرکے انتظام خلق کا قانون بناوے
تاکہ جہان کا انتظام پوری عقل و نقل سے منتظم اور مضبوط رہے اس
دور قمر میں سپہر کمال کا سورج سوائے علی مرتضیٰ کے نہیں تھا کہ پیغمبر
آدمی اسکے وجود مبارک کو کسی دانا بینوں کے برابر گنتا تھا۔ اور اولیا کے
سب صفات حمیدہ اس میں جمع دیکھتا۔ اسیواسطے صاحب نظر لوگ کبھی
اسکو بہشت وحدت سے آیا ہوا پیکر ابوالبشر میں دیکھتے ہیں اور کبھی کشتیبان
کشتی نوح سے گنتے ہیں اور کبھی ابراہیم کے لباس آتش بازی میں دیکھتے
ہیں اور کبھی کلیم یعنے موسیٰ کے پیکر میں سخنگو پاتے ہیں۔ اور یہ قول
مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ اس بات کا موید ہے کہ نفس نفیس اس روح
مجسم اور عقل مصور کا جہان آفرین کی ذات ہے۔ اور حدیث اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ آدَمَ
علیٰ صُورَتِہٖ یعنے تحقیق خدا نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پہ اسی امر کی شریک
ہے۔ کیونکہ اولیا کا آدم اور اصفیا کا صاحب علی مرتضیٰ کے سوا دوسرا
نہیں۔ اور حدیث رَأَیْتُ رَبِّیْ فِیْ صُوْرَةِ اَمْرَدَ یعنے دیکھا میں نے رب کو مرد کی صورت
میں اسی ذات قدیم حادث الجسم کی طرف اشارہ ہے جو پیغمبر کی نظر میں
مرد کے پیکر میں ظہور فرمایا۔ نبی کا اپنے کندھوں کو اسکے پاؤں سے مشرف
کرنا اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ وہ اسکا واجب التعظیم ہے۔ چنانچہ حق بین
سراجیرتی کہتا ہے ؎

غرض ز بشکست شکنی تا حنہ ایں نبود نبی را
کہ دوش خود بکتف پاے مرتضیٰ بنہادہ

اور خانہ کعبہ بہ سبب وجود اُسی کے مسجود تھا۔ کہتے ہیں کہ خدا ہر دور میں انبیا اور اولیا کے بدنوں میں نزول کرتا ہے چنانچہ آدم سے احمد و علی تک یہی سلوک رہا۔ ایسے ہی اسباب کے قایل ہیں کہ خدا کا نور ایمہ میں ظہور کرتا ہے۔ ان میں سے بعضے کہتے ہیں کہ اس دور میں خدا کا ظہور علی اللہ میں تھا اور اُسکے بعد اُسکی اولاد نامدار میں اور محمدؐ کو علی اللہ کا پیغمبر اور فرستادہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب خدا نے دیکھا کہ اُس سے کام نہ ہوسکیگا تو آپ بھی واسطے مدد پیغمبر کے جسم میں آیا۔ ان میں سے احمد کو نامہ نگار نے دیکھا کہ کہتا تھا کہ یہ قرآن جو اب موجود ہے عمل کے لایق نہیں کیونکہ یہ وہ قرآن نہیں جو علی اللہ نے محمد کو دیا تھا بلکہ یہ مصحف ابوبکر اور عمر اور عثمان کا تصنیف کیا ہوا ہے۔ لیکن شمس الدین کو دیکھا کہتا تھا کہ ہاں یہ قرآن علی اللہ کا کلام ہے لیکن جبکہ عثمان کا جمع کیا ہوا ہے تو پڑھنے کے لایق نہیں۔ انہیں سے بعضے ایسے دیکھے گئے کہ جنھوں نے امیر المومنین علی کی نظم ونثر کو داخل قرآن کیا ہے بلکہ اُسکو قرآن پر ترجیح دیتے ہیں کیونکہ یہ بلا واسطہ غیر علی اللہ سے خلق کو پہنچی اور قرآن بذریعہ محمدؐ کے۔ ان میں سے ایک گروہ علویہ کہلاتا ہے جو اپنے آپ کو علی کی نسل سے جانتے ہیں عقاید میں گروہ مذکور کے شریک ہیں لیکن یہ کہتے ہیں کہ وہ مصحف جو موجود ہے علی اللہ کا کلام نہیں۔ کیونکہ شیخین نے اُس میں تحریف کردی ہے یعنے بدل دیا ہے آخر عثمان نے سب کو دور کردیا جبکہ وہ فصیح تھا اُسنے قرآن کے برابر دوسرا تصنیف کردیا اور اصلی قرآن کو جلا دیا ہے یہ لوگ جہاں قرآن کو پاتے ہیں جلا دیتے ہیں۔ انکا عقیدہ یہ ہے کہ جب علی اللہ نے جسم چھوڑا آفتاب کو ملا اب آفتاب ہے کیونکہ پہلے بھی آفتاب ہی تھا۔ چند روز جسم سے ملا۔ کہتے ہیں اسیواسطے آفتاب اُسکے حکم سے پھرا کیونکہ وہ عین آفتاب کا تھا اسیواسطے آفتاب کو علی اللہ کہتے ہیں۔ اور آسمان چہارم کو دلدل اور سورج کو پوجتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا ہے۔ یہ ایک بڑا گروہ ہے۔ اُنکا ایک گروہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ آفتاب سے جو کچھ مانگتے ہیں قبول کرلیتا ہے اور حقیقت میں وہ انکی دستگیری فرماتا ہے۔ ان میں سے عبداللہ ذکر کرتا تھا کہ میرے رشتہ داروں میں سے عزیز نام ایک آدمی تھا کہ جو بڑے شوق سے علی اللہ پکارا کرتا اور وجد کرتا تھا لیکن تلوار اُسپر کام

نکرتی چنانچہ ایک شخص مخالفوں میں سے اس امر کا انکاری ہوا تو وہ عزیز جوش میں آکر علی اللہ کہنے لگا اور اُسکے مُنہ پر کف آئی منکر کو کہا اے ملعون اب مار اُسنے چند زخم شمشیر کے مارے ہرگز کارگر نہ ہوے۔ اب وہ شخص علی اللہ کو ملا یعنے مرگیا۔ انکے نزدیک جاندار کا مارنا ناروا ہے اور کوئی گوشت کھانا نہ چاہیئے کیونکہ علی اللہ نے کہا ہے کہ لَا تَجْعَلُو بطونکُم مَقَابِرَالحَیْوَانَات یعنے اپنے پیٹوں کو حیوانوں کی قبریں مت بناؤ۔ یہ جو قرآن میں بعض حیوانات کا گوشت کھانا مذکور ہے وہ ابوبکر وعمر وعثمان اور انکے تابعداروں کا گوشت ہے۔ کہتے ہیں کہ سب محرمات سے یہ تین شخص مراد ہے۔ کہتے ہیں کہ شیطان اور سانپ اور طاؤس بھی ان تینوں سے مراد ہے۔ ایسے ہی شداد و نمرود و فرعون بھی یہ تینوں ہیں۔ علی اللہ کی صورت کو سجدہ کرنا چاہیئے۔ بت شکنی اور بت پرستی بھی ان تینوں کی طرف اشارہ ہے۔ علی اللہ نے شیخین کو قریشی صنم کہا ہے۔ یہ لوگ تناسخ کے قایل ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب علی ادوار گذشتہ میں انبیا کی صورت میں ظاہر ہوا یہ تینوں بصورت منکر متمثل ہوے اور اُسکے بعد بھی ایسے ہی ہوا کریگا۔

تعلیم ہفتم صادقیہ کے بیان میں جو مسیلمہ کے تابع ہیں

اہل اسلام مسیلمہ کو مسیلمہ کذاب جانتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے تئیں رحمانیہ بھی کہتے ہیں اور مسیلمہ کو رحمان بولتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اسی کی طرف اشارہ ہے یعنے خداسے مسیلمہ رحیم ہے۔ ان میں سے محمد قلی بسال ایکہزار تین ہجری مقدان میں نامہ نگار کا آشنا ہوا اُسنے اتحاد کے بعد کہا کہ مسلمان پر واجب ہے کہ مسیلمہ کو مخبر صادق اور پیغمبر جانے ورنہ اُسکا اسلام مسلم نہ ہوگا اس دعوے کے مطابق چند آیات گواہ لایا اور کہا کہ مسیلمہ نبوت میں محمد کے شریک تھے کہ ہارون نے موسیٰ سے کہا کہ پیغمبر دو ہونے چاہئیں کیونکہ یہ گواہ ہیں اور گواہ اگر زیادہ ہوں بہتر ہیں لیکن دو کا ہونا ضروری ہے۔ پس اُسکے فضایل اور معجزات اگرچہ بہت سنائے مگر ان میں سے کچھ یہ ہیں کہ اُسنے چاند کو بلایا وہ اصحاب کے روبرو اُترکر اُسکے پاس آبیٹھا اور سوکھے درخت اُسکی دعا سے سرسبز ہوئے نوزاد لڑکے نے اُسکی نبوت پر گواہی دی تاکہ سعادتمند اُسکی نبوت پر ایمان لائے اور کہا کہ قرآن محمدؐ کا معجزہ ہے کہ عرب کے فصیح کلام میں اُسکی برابری نہیں کرسکتے۔ ایسے ہی مسیلمہ کو خدانے ایک کتاب بھیجی جسکا نام فاروق اول ہے وہ بھی فصحاے عرب کا زبان بند ہے ان دونوں کتابوں کو سواے محمد اور مسیلمہ کے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ انکا پڑھنا سودمند دنیا اور آخرت کا ہے لیکن تفسیر کرنا بڑا گناہ ہے۔ مسیلمہ کو خدا نے ایک کتاب واجب التعظیم اور عنایت کی جسکا نام فاروق ثانی ہے اُسمیں احکام ہیں اُنپر عمل کرنا ضروری ہے۔ جو کچھ محمد لایا سچ ہے مسیلمہ بھی اُسپر چلتے تھے۔ اگرچہ بعض جگہ مسیلمہ کا کلام کتاب آسمانی اور اقوال محمدی کے مخالف ہے وجہ یہ ہے کہ مسیلمہ محمدؐ کے بعد بھی زندہ رہے اور بعض احکام خدا کے حکم سے منسوخ ہوئے چنانچہ محمد کی حیات میں بھی بعض آیات چند آیات کی ناسخ ہوئیں۔ وہ کہتا تھا کہ مسیلمہ کی آسمانی کتاب میں

وارد ہوا ہے کہ ایمان لاؤ کہ ہمارا خدا عالم کا خدا ہے اور معلوم کرو کہ خدا
جہان و جہانیوں کا پیدا کنندہ ہے اور مخلوقات کی مانند نہیں اور مخلوقات کی کوئی چیز اسکے
مانند نہیں۔ اور مت کہو کہ جسم نہیں کیونکہ شاید جسم بھی ہو مگر برخلاف اجسام مخلوقات کے ید اور بصر
اور سمع جو قرآن مجید اور فاروق اول مسیلمہ میں مذکور ہے سب سچ ہے لیکن
وہ ہاتھ اور آنکھ اور کان مخلوقات کے اعضا کی مانند نہیں۔ ایسے ہی خدا کے
دیدار اور رویت واجب پر ایمان لانا واجب ہے کیونکہ ہر موجود دیکھا جا سکتا ہے
لیکن رویت کو بصر اور عدم بصر کی قید نہ لگانی چاہیئے کیونکہ ایمان لانا چاہیئے
کہ خدا اپنے تئیں بندوں کو جیسا چاہیگا دکھائیگا اور کہا ہے کہ حدوث و قدم
اور قایم رہنے اور معدوم ہونے عالم میں بات نہ کرو کیونکہ جہان خدا کا پیدا کیا
ہوا ہے اور قیامت اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر ایمان لاؤ کہ جسکو زندہ کریگا
یہ یا اور جسم دیگا۔ اس جہان یا دوسرے جہان میں بہشت و دوزخ اور رنج و راحت
اور ثواب و عقاب پر ایمان لاؤ لیکن تحقیق نہ کرو کہ یہ اس جہان یا اس جہان
میں واقع ہونگے۔ خدا کے فرشتوں پر ایمان لاؤ لیکن یہ نہ کہو کہ انکے واسطے بال
و پر ہیں یا یہ انکی اصلی صورت نہیں۔ اور اپنے تئیں اس صورت میں ظاہر
کرتے ہیں اور مانو کہ خیر و شر اور خوب و زشت موجود ہے لیکن یہ نہ کہو کہ یہ خیر
اور یہ شر ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جسکو ہم شر جانتے ہیں خیر ہو۔ یا برعکس
بلکہ جو کچھ انھوں نے کہا ہے اسکی تعمیل کرو۔ وہ کہتا تھا کہ محمد کے عہد
میں قبلہ کی جہت مقرر نہ تھی کبھی بیت المقدس اور کبھی کعبہ اور اور طرف
توجہ فرماتے تھے محمد کے بعد یہ بدعت اصحاب نے نکالی کہ جہت معین کی
یعنے کعبہ مقرر کیا۔ اور کہتا تھا کہ محمد کے بعد مسیلمہ کو حکم ہوا کہ محراب کی
طرف منہ کرنا اور جہت معین کا متوجہ ہونا کفر اور شرک کی علامت ہے
کیونکہ انسان و دیگر جاندار جبکہ قبلہ بنانے کے قابل نہیں تو ایک گھر کو قبلہ
ٹھہرانا کب لایق ہے۔ پس نماز کے وقت یہ نیت کرے کہ میں بے جہت
کو نماز کرتا ہوں اور تینوں نماز میں جو مسیلمہ نے مقرر کیں ایک ہی طرف
منہ نہ کرنا چاہیئے بلکہ ظہر کو بطرف مشرق اور عصر کو بجانب مغرب منہ کرکے
جہت معین کا متوجہ نہ ہووے کیونکہ یہ شرک ہے۔ کعبہ کو بیت اللہ نہیں
کہتے کیونکہ خدا کے واسطے گھر نہیں ہوتا اور یہ امر خدا کے جسمانی ہونے
پر دلالت کرتا ہے صفتی نماز نہیں پڑھتے کیونکہ نماز وہی ہے جو خدا نے

فرمائی نہ وہ جسکو پیغمبر پسند کرے۔ اگر خدا کی پرستش کا ارادہ کرتے ہیں تو خدا کے کلام اور اذکار کو پڑھتے ہیں اور نماز میں پیغمبر کا نام نہیں لیتے کیونکہ بے ادبی ہے کہ خدا کی بندگی کو عبادت مخلوق سے ملا دیں اور نماز میں سوائے کلام الہی کے کچھ زبان پر نہیں لاتے خواہ نبی کی حدیث بھی کیوں نہ ہو۔ اور کہا ہے کہ نمازیں تین ہیں کیونکہ عشا اور فجر کی نماز مسیلمہ سجاح مرسلہ نے اپنی قوم کو مہر کے عوض خدا کے حکم سے بخش دی۔ یہ ایک خدا کی نوازش ہے کہ مسیلمہ اور اسکی جفت کو رسول کیا۔ یہ جو کہتے ہیں کہ خدا نے شیطان سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرے اُسنے نہ کیا اسیواسطے مردود درگاہ ہوا یہ بات کفر ہے کیونکہ حق تعالیٰ غیر کو سجدہ کرنا نہیں فرماتا اور خدا نے ابلیس سا شخص جو لوگوں کو گمراہ کرے نہیں پیدا کیا۔ فاروق ثانی میں مذکور ہے کہ ابلیس موجود نہیں خدا نے آدم کو نیک و بد کام کرنے کا اختیار دیا ہے اسیواسطے نیک و بد کام کی بازپرس کرتا ہے۔ کہا کہ نکاح میں شہود اور صیغہ کی حاجت نہیں۔ دونوں کا ایجاب و قبول خلوت میں کافی ہے۔ کہتا تھا کہ اگرچہ محمد کے عہد میں چچی اور ماما کی دختر لینی جایز تھی لیکن اُسکے بعد حرام ہوئی چنانچہ سلف میں بہن بھائی کی شادی بھی جایز تھی الا محمد کے عہد میں منع ہوئی۔ مسیلمہ کو خدا کا حکم پہنچا کہ ایسے شخص کی دختر سے شادی کرو کہ ہرگز خویش اور رشتہ دار نہ ہو۔ نکاح دایمی کے واسطے ایک عورت سے زیادہ روا نہیں اگر زیادہ کی حاجت ہو متعہ کے طور پر جایز ہے۔ باوجود پانی کے تیمم درست نہیں۔ اگر غلام اور کنیزک کافر ہو جب ایمان لاوے بدون اعتاق مولی کے آزاد ہو جاتی ہے۔ نجاست آلود چیز کا کھانا ناروا ہے۔ خانگی مرغ نہ کھانا چاہیئے کیونکہ وہ پرند خوک ہے۔ رمضان میں روزہ رکھنا منع کیا بلکہ فرمایا کہ روزہ کی بجائے رات دن کا روزہ رکھو یعنے سورج کے نکلنے سے پھر آفتاب کے طلوع تک خورد و نوش اور جماع مت کرو۔ ختنہ یعنے سنت کو دور کیا کیونکہ یہ یہود سے مشابہ ہوتا ہے۔ سب مسکرات حتیٰ کہ افیون اور جوز کو بھی حرام کیا۔ وہ کہتا تھا اور امر کرتا تھا کہ جب فرزند پورا ہو جاوے بہتر تو یہ ہے کہ عورت کی نزدیکی چھوڑ دے اور مرد و زن خدا کی عبادت کریں۔ اگر نہ ہوسکے تو دن بھر میں ایک بار سے زیادہ آمیزش نہ کریں۔ فاروق ثانی میں زنا مباح ہے [illegible]

سُودوں کی مانند ہے اور کہا کرتا کہ میںنے مکرر مسیلمہ کو خواب میں دیکھا اور جو کچھ مجھکو معلوم نہ تھا حل کیا۔ چونکہ ابوبکر کے حکم سے مسیلمہ شہید ہوے اور دوسرے خلیفہ بھی اس کام کے محرک تھے لہذا حق تعالیٰ نے اُنکو خلایق کے لعن میں گرفتار کیا چنانچہ یہود کو بہ سبب قتل عیسیٰ کے ذلیل اور خوار کیا۔ مسیلمہ کا قاتل کذاب وحشی ہے کہ سید الشہدا حمزہ کا قاتل بھی تھا۔

فرمائی نہ وہ جسکو پیغمبر پسند کرے۔ اگر خدا کی پرستش کا ارادہ کرتے ہیں تو خدا کے کلام اور اذکار کو پڑھتے ہیں اور نماز میں پیغمبر کا نام نہیں لیتے کیونکہ بے ادبی ہے کہ خدا کی بندگی کو عبادت مخلوق سے ملا دیں اور نماز میں سوائے کلام الہی کے کچھ زبان پر نہیں لاتے خواہ نبی کی حدیث بھی کیوں نہ ہو۔ اور کہا ہے کہ نمازیں تین ہیں کیونکہ عشا اور فجر کی نماز مسیلمہ سجاح مرسلہ نے اپنی قوم کو مہر کے عوض خدا کے حکم سے بخش دی۔ یہ ایک خدا کی نوازش ہے کہ مسیلمہ اور اسکی جفت کو رسول کیا۔ یہ جو کہتے ہیں کہ خدا نے شیطان سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرے اُسنے نہ کیا اسیواسطے مردود درگاہ ہوا یہ بات کفر ہے کیونکہ حق تعالیٰ غیر کو سجدہ کرنا نہیں فرماتا اور خدا نے ابلیس سا شخص جو لوگوں کو گمراہ کرے نہیں پیدا کیا۔ فاروق ثانی میں مذکور ہے کہ ابلیس موجود نہیں خدا نے آدم کو نیک و بد کام کرنے کا اختیار دیا ہے اسیواسطے نیک و بد کام کی بازپرس کرتا ہے۔ کہا کہ نکاح میں شہود اور صیغہ کی حاجت نہیں۔ دونوں کا ایجاب و قبول خلوت میں کافی ہے۔ کہتا تھا کہ اگرچہ محمد کے عہد میں چچی اور ماما کی دختر لے لینی جایز تھی لیکن اُسکے بعد حرام ہوئی چنانچہ سلف میں بہن بھائی کی شادی بھی جایز تھی الا محمد کے عہد میں منع ہوئی۔ مسیلمہ کو خدا کا حکم پہنچا کہ ایسے شخص کی دختر سے شادی کرو کہ ہرگز خویش اور رشتہ دار نہ ہو۔ نکاح دایمی کے واسطے ایک عورت سے زیادہ روا نہیں اگر زیادہ کی حاجت ہو متعہ کے طور پر جایز ہے۔ باوجود پانی کے تیمم درست نہیں۔ اگر غلام اور کنیزک کافر ہو جب ایمان لاوے بدون اعتاق مولی کے آزاد ہوجاتی ہے۔ نجاست آلود چیز کا کھانا ناروا ہے۔ خانگی مرغ نہ کھانا چاہیئے کیونکہ وہ پرند خوک ہے۔ رمضان میں روزہ رکھنا منع کیا بلکہ فرمایا کہ روزہ کی بجاے رات دن کا روزہ رکھو یعنے سورج کے نکلنے سے پھر آفتاب کے طلوع تک خورد و نوش اور جماع مت کرو۔ ختنہ یعنے سنت کو دور کیا کیونکہ یہ یہود سے مشابہ ہوتا ہے۔ سب مسکرات حتّٰی کہ افیون اور جوز کو بھی حرام کیا۔ وہ کہتا تھا اور امر کرتا تھا کہ جب فرزند پورا ہوجاوے بہتر تو یہ ہے کہ عورت کی نزدیکی چھوڑ دے اور مرد و زن خدا کی عبادت کریں۔ اگر نہ ہوسکے تو دن بھر میں ایک بار سے زیادہ آمیزش نہ کریں۔ فاروق ثانی میں زنا مباح ہے کیونکہ [illegible]

سَودوں کی مانند ہے اور کہا کرتا کہ مینے مکرر مسیلمہ کو خواب میں دیکھا اور جو کچھ مجھکو معلوم نہ تھا حل کیا۔ چونکہ ابوبکر کے حکم سے مسیلمہ شہید ہوے اور دوسرے خلیفہ بھی اس کام کے محرک تھے لہذا حق تعالی نے انکو خلائق کے لعن میں گرفتار کیا چنانچہ یہود کو بہ سبب قتل عیسیٰ کے ذلیل اور خوار کیا۔ مسیلمہ کا قاتل کذاب وحشی ہے کہ سید الشہدا حمزہ کا قاتل بھی تھا۔

تعلیم ہشتم واحدیہ اور اثنا کے بیان میں

اسمیں چار نظریں ہیں۔ پہلی نظر شخص واحد یعنے محمود کے ظہور اور اسکے جسد کی حقیقت میں۔ دوسری اُس شخص کے ظاہر ہونے میں۔ تیسری اسکے بعض اقوال میں جو معجزات میں مذکور ہیں۔ چوتھی اسکے مقررات اور اصطلاحات اور حکایات میں۔

نظر اول شخص واحد کے ظہور اور اسکے جسد کی حقیقت میں

شخص واحد محمود سبحان سے ظاہر ہوا جو کمالات کا ایک کافوق ہے عالم و عامل اور متقی اور پرہیزگار اور شخص ہمیشہ تھا سے جسم آدمی میں ظاہر ہوا۔ کہتے ہیں کہ جب محمد کا جسد کامل ہوا اُس سے محمود ظاہر کیا۔ و بعثک مقاما محمودا یعنے اٹھایا ہے تیرے لیے مقام محمود اسکی خبر ہے یعنے جب عناصر کی طاقت استزاج میں بڑھتی ہے قابل فائض ہونے صورت معدنی کے ہوجاتا ہے اگر اسکی استعداد زیادہ ترقی پاوے تو صورت نباتی کی خلعت پہنتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ زیادہ تر شائستگی اور طاقت حاصل کرے تاکہ قابل صورت حیوانی کے ہوجاوے اور ممکن ہے کہ وے عناصر جو ترکیب انسانی کے لائق اسقدر لیاقت بہم پہنچاویں کہ اُس سے انسان کامل جلوہ گر ہو۔ اسیطرح جسم انسانی کے اجزا آدم کے ظہور سے اسقدر ترقی پاتے رہے کہ رتبہ محمدی سے جو کہ معراج ہے بہرہ ور ہوئے۔ اب کہ بہت کامل اور صفا ہوئے محمود ظاہر ہوا اسیواسطے کہتے ہیں ع

از محمد گریز در محمود
کاندراں کاست وندریں افزود

یہ جو محمد نے علی کو کہا ہے انا و علی من نور واحد و لحمک لحمی و جسمک جسمی۔ یعنے میں اور علی ایک نور سے ہوں تیرا گوشت میرا گوشت اور تیرا جسم میرا جسم ہے۔ یہ اس بات کی اشارت ہے کہ سب انبیا اور

اولیا کے اجزاے جسمی کی قوت اور صفائی جمع ہوئی اس سے محمد اور علی کا جسد بنا۔ ایسے ہی محمد اور علی کے جسم کے عمدہ اجزا ملاکر محمود کی پیکر بنائی ہے۔

دوسری نظر شخص واحد کے عقاید میں

درویش صفا اور درویش بقاے واحد اور درویش اسمعیل اور مرزا تقی اور شیخ لطف اللہ اور شیخ شہاب سے جوکہ امنا سے تھے نامہ نگار نے سنا کہ شخص واحد خاک کو مراد رکھتا ہے اُسکے زعم میں سب عناصر خاک سے موجود ہوے۔ آفتاب کو آگ کا نفس جانتا ہے عبادت کا کعبہ اور طاعت کا آتشکدہ اُسی ذات اقدس کو بوتا ہے۔ حکیم خاقانی سے

اے کعبہ رہرو آسماں را
اے زمزم آتشیں جہاں را

آسمان کو ہوا چاند کو نفس آب پہچانتا ہے۔ اس طور پر جبت کا قایل ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے اُسکو خاک میں دباتے ہیں۔ اُسکے بدن کے اجزا بصورت جمادی یا نباتی اسقدر جلوہ کرتے ہیں کہ اُس نبات کو انسان یا حیوان کھالیتا ہے موافق علم اور عمل کے کسوت انسانی میں آتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب جسم کے پراگندہ اجزا حسب علم اور عمل کے جمع ہوجاتے ہیں خواہ نشاء جمادی و نباتی و حیوانی یا انسانی میں ہو ترکیب کھل جاتی ہے مگر پریشان نہیں ہوتی اور نفس ناطقہ کے وجود کے قایل ہیں اور افلاک کو عنصر سے باہر نہیں جانتے اور نقطہ خاک کو مبدار اول گنتے ہیں اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کی جگہ استعین بنفسک الذی لا الہ الا ہو لکھتے ہیں یعنے مدد چاہو اپنے نفس سے وہ نفس نہیں کوئی اللہ مگر وہی یعنی نفس۔ اور بجاے لیس کمثلہ شی کے انا مرکب المبین کہتے ہیں یعنے اس کلام کی جگہ کہ اُسکی مانند کوئی شے نہیں ہم مرکب و مبین ہیں کہتے ہیں۔

تیسری نظر شخص واحد کے اقوال میں

(جوکہ میزان میں مذکور ہیں)

اُسکے بنائے ہوے بہت رسالے ہیں ان میں سے میزان میں کہ بہت معتبر ہے
لکھا ہے کہ عالم کا سرانجام آغاز سے کہ جو مراد اول ظہور افراد سے ہے
اُس مدت تک کہ جب یہ افراد آپس میں ملکر نبات اور اُس سے حیوان
بنے سولہ ہزار سال دَوْر عرب کا ہے جو دور فوق ثریٰ یعنے زمین کے اوپر
کا ہے اور آٹھ ہزار سال دَوْر عجم کا ہے جو دَوْر تحت الثریٰ کہا جاتا ہے۔
اُسکے بعد عالم مذکور جو نوبت افراد مذکور کی ہے آدم مصور ہوا۔ مدت عمر دور
آدم کی سولہ ہزار سال ہونی چاہیئے ان سولہ ہزار میں سے آٹھ ہزار سال
تو ساتھ آٹھ مرسل مکمل عرب کے گردش کرے اور آٹھ ہزار سال ساتھ آٹھ
مبین مکمل عجم کے پھرے تاکہ اُسکے بعد جو دائرہ ساتھ دوصورت ان دو
کامل کے پھرے ساتھ اُس سولہ ہزار سال کے پھر نوبت افراد کی پہنچے تاکہ
دور کامل آدم کے اور عالم سے بشرط ظہور وبطون اور سرو علانیہ کے
چونسٹھ ہزار سال نبوی میں تمام ہوے

چوتھی نظر بیچ بیان مقررات اور اصطلاحات اور حکایات اس گروہ کے

محمود کی کتابیں اور رسمیں برابر شرایع انبیا کے ہیں اسنے تمام صحیفوں کو اپنے
عقیدہ کے مطابق تاویل کیا ہے۔ یہ بھی اُسکے مقررات سے ہے کہ اُسکے
تجرد کے آئین کو واحد کہیں اور متعلق کو آئین ستودہ۔ اُسکے نزدیک ستودہ
یہ ہے کہ ساری عمر پارسائی اور درویشی اور تجرد میں صرف کریں جس کو
تعلق سے رغبت نہ ہو وہ ضروری غذا پر اکتفا کرکے اپنی پاکیزگی میں ترقی
کرے تاکہ مرتبہ اللہ کو جو مرکب مبین سے ہے پہنچے۔ اگر کسی امین کو محبت آمیزش
عورت کی ہو عمر بھر میں ایک مرتبہ کافی ہے اگر یہ نہ ہوسکے تو سال بھر
میں ایکبار اگر اسقدر بھی نہ ہوسکے تو چالیس دن میں ایک مرتبہ روا ہے
یا مہینے یا ہفتہ میں ایکبار۔ واحدی سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص نشار
مردمی سے نشار حیوانی میں اور جانوری سے نباتی میں نزول کرے اور
نباتی سے جمادی میں آوے تو اُسکی خو کو ہر نشار میں محصی پہچان سکتا ہے
اور اُسکے خلق سے خلقت کو جان لیتا ہے۔ اتقوا من فراسۃ المومنین لانہ
ینظر بنور اللہ

لغت میں محصی شمار کنندہ کو کہتے ہیں اور اس قوم کی اصطلاح میں وہ شخص ہے جو ہر کسی کے خلق اور کام کو دیکھکر نشاء اول کے خلق کو معلوم کرے یعنے اُسکے چالچلن سے جان لے کہ وہ پہلے جنم میں کیا تھا چنانچہ ان کے یہاں مقرر ہے کہ جب کوئی شخص مجلس میں آوے موالید ثلاثہ میں سے جس چیز کا نام پہلے مُنہ سے نکالے سمجھ لیتے ہیں کہ وہ نشاء سابق یعنے پہلے جنم میں وہی چیز تھا جو کہ اُسکے مُنہ سے نکلے۔ کہتے ہیں کہ فریب پیشہ حاجی لوگ جب مخطط کپڑے پہنتے ہیں کہ جنکو عباے کربلائی بولتے ہیں جب مطابق اپنی خو کے حیوانی جسم میں آتے ہیں تو وہ جانور بنتے ہیں کہ جنکو گلہری بولتے ہیں۔ اگر نبات میں آویں تو تربوز اور خستہ سنجد بینگے۔ جب جماد یعنے پتھر ہونگے تو سنگ سلیمان بینگے۔ محصی ان باتوں سے عارف ہوتا ہے اور وہ فقیہ کہ جو ہاتھ و مُنہ کو بہت دھوتے اور سپید کپڑے رکھتے ہیں مرکے قاز ہوجاتے ہیں جو ہر وقت پانی میں سر ڈباتا ہے۔ اور نباتی نشاء میں مسواک کی لکڑی اور رحل اور بوریا اور جانماز بنتے ہیں۔ اور حالت جمادی میں پتھر یا خارہ یا لوح مزار اور قبلہ نما ہوجاتے ہیں۔ کرم شب تاب شعلچی ہے جو بتدریج نزول کرکے اس پیکر میں آیا۔ سگ نشاء سابق میں ترک قزلباش تھا کہ جسکی ترچھی شمشیر دُم ہے اور اب بھی ترکی سمجھتا ہے کہ جب چخ کہا جاوے باہر جاتا ہے۔ چخ کے معنی ترکی میں باہر آ کے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آہن کا کامل ہونا یہ ہے کہ اُس سے کوئی نبی یا ولی مارا جاوے ؎

عرفاں چوں سفر ملک بقا میخواہند
از سر تیغ تو تکبیر فنا مے خواہند

کہتا ہے کہ امام حسین نشاء سابق میں موسیٰ تھا اور یزید فرعون۔ اُس نشاء میں اُسنے فرعون کو نیل میں غرق کیا اور فتح پائی۔ اس جنم میں موسیٰ حسین بنا اور فرعون یزید جسنے حسین کو فرات کا پانی ندیا اور تیغ آبدار سے مارا۔ کہتے ہیں کہ جماد اور نبات اور حیوان میں سے جو چیز سیاہ ہے مردم سیاہ رو ہیں اور سفید ہے سفید آدمی ہے۔ یہ لوگ آفتاب کو تعظیم کرتے اور قبلہ کہتے ہیں اور جو کعبہ کا دروازہ شمس کی طرف ہے اشارہ ہے کہ شمس قبلہ ہے۔ انکی ایک دعا ہے کہ آفتاب

کی طرف منہ کرکے پڑھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب عجم کا دور ہوتا ہے
ہے لوگ خدا کو پہچانتے اور انکو پوجتے اور آدمی کی ذات کو خدا جانتے
ہیں اور انکا اسلام اللہ اللہ ہوتا ہے۔ جب دور عجم پورا ہوتا ہے لوگ
رہ جاتے اور فکر کرتے ہیں کہ جن آدمیوں کو ہم پرستش کرتے تھے مرتبہ
میں اب کے آدمیوں سے فوق لیگئے تھے اسواسطے آدمی کی طرح مانند بت
بناکر پوجتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ پھر دور عجم آجاتا ہے اور ہمیشہ ایسا ہی
ہوتا ہے۔ محمود اپنے آپ کو شخص واحد بولتا ہے اور مہدی جانتا ہے
جسکے ظہور کی بابت نبی نے خبر دی۔ کہتا ہے کہ محمد کا دین منسوخ ہوا اور
اب محمود کا دین ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ ؎

رسید نوبت زندان عاقبت محمود
گذشت آنکہ عرب طعنہ برعجم میزد

اُسکے پیرو ربع مسکون میں متفرق اور ایران میں بہت ہیں لیکن اپنے آپ
کو ظاہر نہیں کرسکتے کیونکہ شاہ عباس ابن شاہ خدا بندہ صفوی نے انکا ایک
بڑا گروہ قتل کرادیا تھا۔ محمودیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ شاہ عباس جب
تراب اور کمال کو جو واحد کامل تھا ملا اور اسنے مطالب پاسے اور چاہا
کہ اپنے آپ کو مشہور کرے تو دونوں کو مارڈالا۔ کہتے ہیں کہ اگرچہ اُسنے
اپنے آپ کو پہچانا لیکن کامل نہ تھا کیونکہ دنیا اور مشہوری کے واسطے کمال
رکھتا تھا۔ ایک امین سے سنا گیا کہ شاہ عباس کامل امین تھا جس شخص
کو اس دنیا میں کامل نہ پاتا ماردیتا چنانچہ میرا ہمصحبت ہوا اور اصفہان میں
لیجانے کی التماس کی جب مینے نہ مانا خرچ راہ سفر ہند کا دیا۔ کہتے ہیں کہ
جن دنوں میں شاہ عباس پیادہ مشہد میں آیا اُسنے تراب کو کہا کہ سینے
پیادگی سے بہت دُکھ اُٹھایا جواب دیا کہ یہ تیری طبع کا کمینہ پن ہے کیونکہ
یہ امام جسکے واسطے تو پیادہ چلا اگر خدا سے ملا تو نشیب مشہد میں کیوں
ڈھونڈتا ہے اگر نہیں ملا اُس سے کیا امید رکھتا ہے زندہ امام کو حاصل
کر شاہ نے پوچھا زندہ امام کہاں ہے اُسنے کہا میں ہوں۔ شاہ نے جواب
دیا کہ میں تجھے بندوق مارتا ہوں اگر مؤثر نہوئی متابعت کرونگا۔ تراب نے
جواب دیا کہ تمہارا امام رضا ایک دانہ انگور سے مرگیا میں بندوق سے کیسے
زندہ رہ سکونگا۔ آخر شاہ نے اُسکو بندوق سے مارڈالا۔ جب کمال نے اُسکے

مذہب کا اقرار کیا اُسکو بھی تراب سے ملادیا۔ کہتے ہیں کہ ایک امین نے حسین خاں شاملو سے بلکہ اُسکو ہمذہب بنالیا تھا اسی واسطے اُس سے ایسے سخن سرزد ہوتے تھے۔ ایک دن محرم میں روضۃ الشہدا پڑھتے تھے اور وہ روتا تھا شاہ عباس نے شاکر کو کہا تم کیوں روتے ہو کیونکہ یہ کام شامیوں نے کیا تھا جواب دیا کہ میں حسین کے واسطے نہیں روتا ہوں بلکہ اس سبب سے کہ ہمارے بھی بہتا اچھے جوان مارے گئے ✽ ؎

تآں چشمے کہ مے بیند مارا
ہماں چشم است مے بیند شمارا

دنیہ اسکو خوش طبعی جانتے ہیں دنیہ انکی اصطلاح میں وہ گروہ ہے کہ جسنے دنایت سے دین محمود میں ترقی نہ کی۔ شیراز کے مسلمانوں میں سے ایک شخص نے لاہور میں ناہمنگار کو کہا کہ میں محمود کو بُرا کہا کرتا تھا ایک رات خواب میں دیکھا کہ محمود ساقد روشن چہرہ کے مجھے ملا۔ اور کہا کہ تونے میری بنائی ہوئی کتابیں دیکھی ہیں مینے کہا کہ نہیں اُسنے کہا پس مجھے کیوں نفرین کرتا ہے آیندہ اگر ایسا کریگا سزا دونگا۔ ایک واحدی سے منقول ہے کہ خواجہ حافظ شیرازی بھی یہی کیش رکھتا تھا جبکہ محمود روڈارس کے کنارہ پر بہت رہا کرتا تھا۔ حافظ کہتا ہے ؎

اے صبا گر بگذری بر ساحل روڈارس
بوسہ زن بر خاک آں وادی و مشکیں کن نفس

فخرالدین سے کہ اس گروہ میں سے تھا سُنا گیا کہ دنیہ کہتے ہیں کہ محمود نے اپنے آپ کو تیزاب میں ڈالا یہ خطاکار دشمنوں کی بناوٹ ہے۔ ایسے ہی اُن علما اور اولیا کو جو شخص واحد کے ہمعہد تھے یا کہ اُسکے پیچھے ظاہر ہوے سب کو اُسکا پیرو اور تابع جانتے ہیں ✽

تعلیم نہم روشنیوں کے حال میں

یہ تعلیم تین نظر پر مشتمل ہے۔ پہلی نظر میاں بایزید کے ظہور میں اور اسکی بعض باتوں میں۔ دوسری نظر اسکے حالات کے بیان میں۔ تیسری اسکے فرزندوں کے ذکر میں ۞

پہلی نظر میاں بایزید کے ظہور میں

حالنامہ میں کہ اسکی تحریر ہے لکھا ہے کہ حضرت میاں بایزید انصاری شیخ عبداللہ کا فرزند ہے جوکہ سات پشت سے سراج الدین انصاری سے ملتا ہے۔ آخری حکومت افغان کے دنوں میں پنجاب کے شہر جالندھر میں متولد ہوا۔ اس واقعہ کے ایک سال بعد ظہیرالدین محمد بابر شاہ نے پٹھانوں پر مسلط ہوکر ہندوستان کو لے لیا۔ مغلوں کی تاریخ میں لکھا ہے کہ نوسو بتیس ہجری میں بابر شاہ نے ابراہیم خاں افغان پر فتح پائی۔ حالنامہ میں مذکور ہے کہ میاں بایزید کی والدہ کا نام بنین تھا اور اسکا باپ اور عبداللہ کا دادا بھائی تھے جو شہر جالندھر میں رہتے تھے۔ میاں بایزید وہاں ہی پیدا ہوا۔ عبداللہ کے باپ نے محمد امین کی دختر مسماۃ بنین کو عبداللہ سے بیاہا۔ عبداللہ بایزید کا باپ کانیگورم میں کہ کوہستان افغانی میں سے ہے رہتا تھا۔ جب مغول کا تسلط زیادہ ہوا بنین بھی مع بایزید کے کانیگورم میں آئی۔ عبداللہ کو بنین سے رغبت نہ تھی لہذا اسکو مطلقہ کیا یعنے چھوڑ دیا۔ میاں بایزید نے بسبب دشمنی دوسری عورت عبداللہ کے اور بباعث پسران زن یعقوب اور بے پروائی عبداللہ کے بہت دکھ اٹھائے۔ میاں بایزید کا قاعدہ تھا کہ جب واسطے حفاظت اپنی زراعت کے جاتا دوسروں کی زراعت کی بھی خبر رکھتا۔ لڑکپن سے ہی اسکو مبداء کی تلاش تھی چنانچہ پوچھا کرتا کہ آسمان اور زمین تو موجود ہیں

لیکن خدا کہاں ہے۔ جب خواجہ اسمعیل کہ انکے اقربا سے تھا خواب میں بشارت یاب ہوکر ریاضت کرنے لگا اور ایک جماعت نے اسکی ارادت سے فائدہ دیکھا تو بایزید نے بھی چاہا کہ اسکا مرید ہوجاوے لیکن عبداللہ نے منع کیا اور کہا کہ اس میں ہماری ہتک ہے کہ اپنے کمینہ کے مرید بنیں بہتر ہے کہ تم شیخ بہاوالدین ذکریا کے بیٹوں کی خدمت میں جاؤ۔ بایزید نے کہا کہ شیخی کچھ ارث پر نہیں۔ آخر بایزید کو غیب سے ریاضت کی ہدایت ہوئی۔ شریعت اور حقیقت اور معرفت اور قربت اور وصلت اور سکونت کے مراتب پر گذر ہوا اور لوگ اسکے مرید ہوئے۔ اس نے حاسدوں اور ان لوگوں کو جو ان مراتب کے واصل نہ تھے بلایا۔ بایزید کے نزدیک عزت بہ سبب نسبت کے نہ تھی بلکہ علم اور ادب کے تھی اَلْجَنَّۃُ لِلْمُطِیْعِیْنَ وَاِنْ کَانَ عَبْدًا حَبْشِیًّا وَالنَّارُ لِلْعَاصِیْنَ وَاِنْ کَانَ سَیِّدًا قُرَشِیًّا۔ یعنے بہشت واسطے فرمانبرداروں کے ہے اگرچہ حبشی ہوں اور دوزخ گنہگاروں کے واسطے ہے اگرچہ سید قریشی ہوں۔ اور خدا کو ظاہر دیکھتا تھا لَعَلَّ تَرَوْنَ رَبَّکُمْ عِیَانًا یعنے شاید دیکھوگے تم اپنے رب کو ظاہر۔ اور بایزید کو حکم ہوا کہ کہو رَأَیْتُکَ بِکَ وَعَرَفْتُکَ بِکَ یعنے دیکھا یعنے تجھے ساتھ تیرے اور پہچانا یعنے تجھے ساتھ تیرے اور خدا نے اسے کہا فضوح الدنیا اہونُ من فضیح الآخرۃ استعجلو بالحسنۃ ولاتستعجلو بالسَّیِّئَۃِ۔ یعنے دنیا کی فضیحت آخرت کی فضیحت سے آسان ہے جلدی کرو طرف حسنات کے اور نہ جلدی کرو گناہوں کی طرف؛ اور خدا نے اسے کہا وَجَعَلْنَا عبادۃ الظاہر وَالْبَاطن فَرضًا وَجَعَلْنَا عبادۃ الظاہر فرض المرفہ والباطن فرض الدائم۔ یعنے کی ہمنے ظاہری اور باطنی عبادت فرض اور کیا ظاہری عبادت فرض مرفہ اور باطنی کو فرض دائمی۔ بایزید حیران ہوا کہ اگر نماز پڑھتا ہوں تو مشرک بنتا ہوں اور اگر نہ پڑھوں تو کافر ہوتا ہوں۔ قَالَ الصَّلوٰۃُ مشترکۃ وَاِنْ لَمْ اُصَلِّ کَفَرْتُ پس حکم ہوا کہ پیغمبروں والی نماز کو پڑھ۔ پوچھا کہ وہ کون سی ہے حق تعالی نے فرمایا کہ معبود کی صفت کرنا۔ پس اسنے وہ نماز اختیار کی۔ عِبَادَۃُ الْمُوَحِّدِ کَانَ عِنْدَ النَّاسِ کَعِبَادَۃِ الْعَبْدِ وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ کَالْمَعْبُوْدِ۔ یعنے موحد کی عبادت بندوں کے نزدیک مثل عباد عباد کے ہے اور خدا کے نزدیک معبود کی مانند۔ بایزید اکثر ذکر خفی کیا کرتا قَالَ افضل الذکر ذکر الخفی و افضل الرزق مایکفی۔ یعنے اچھا ذکر خفی ہے اور

اچھا رزق وہ ہے جو کافی ہو۔ قَالَ اللّٰہ اذکر ربک بالغدو والاصال ولا تکن
من الغافلین ۔ خدا کہتا ہے صبح اور شام اپنے اللہ کو یاد کرو اور غافلوں میں
سے نہ ہو۔ یاروں نے خواب میں دیکھا اور اُسنے آپ آواز سُنی کہ بایزید
کو میاں روشن کہا کریں اور اُسنے ہمیشہ کی زندگی پائی۔ قال اللّٰہ تعالیٰ ولا
تقولو لِمَنْ تقتل فِی سَبِیل اللّٰہ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحیاءٌ وّلکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فھُم لایرجعون
خدا نے کہا ہے مت کہو تم اُس شخص کو مرا ہوا کہ جو خدا کے راستے
میں مقتول ہوا بلکہ زندہ کہو لیکن بہرے اور گونگے اور اندھے نہیں جانتے۔
پس وہ رجوع نہیں لاتے ؛ اور اُسکو اکثر دفعہ الہام ہوا کرتا تھا۔ الحدیث
نُوْرٌ یَنْزِل فِی الْقَلْب یعرف بِھا حَقِیْقَۃُ الاشیا۔ یعنے الہام ایک نور ہے جو دل میں
نازل ہوتا ہے بسبب اُسکے اشیا کی حقایق معلوم ہوجاتی ہیں ؛ اور
جبرئیل اُسپر اُترتا تھا قرآن میں ہے تنزل الملٰیکۃ والروح من امرہ مَنْ یَّشاء
من عبادہ۔ نازل ہوتے ہیں فرشتے اور روح اُسکے حکم سے جسپر چاہتا ہے
اس کے بندوں سے ؛ حق تعالیٰ نے اُسے نبوت دی اور پیغمبر بنایا۔ وَمَا
اَرْسَلْنَا قبلک اِلَّا رِجَالًا نُوحِی اِلَیْھِم۔ نہیں بھیجا ہمنے تیرے پہلے مگر رجال جو وحی
کیا اُنکی طرف ؛ اور حضرت میاں روشن یعنے بایزید بہت نکوکار تھا ؛

میاں روشن یعنے بایزید نے عالموں کو کہا کہ کلمہ شہادت کیسے کیسے
ہیں۔ کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنے گواہی دیتا ہوں کہ پرستش کے
لایق دوسرا کوئی نہیں مگر خدا ہی ہے۔ میاں بایزید نے کہا کہ اگر کوئی
شخص کہے کہ میں خدا سے آگاہ ہوں حالانکہ آگاہ نہ ہو جھوٹا ہے۔ بِاَنَّہٗ
من لایَرَی اللّٰہ لایعرِفُ اللّٰہ کیونکہ جسنے خدا نہیں دیکھا نہیں پہچانتا۔ مولانا ذکریا
نے میاں بایزید سے کہا کہ تو اپنے آپ کو صاحب کشف القلوب اور رازدل
سے آگاہ جانتا ہے۔ میرے دل کا حال بتلا۔ جب تو میرے دل کا راز
کہدے گا از روے یقین کے بیعت کروں گا۔ میاں روشن بایزید نے
کہا میں تو صاحب کشف القلوب ضرور ہوں لیکن تجھ میں دل نہیں اگر
تیرے بدن میں دل ہو تو میں خبر دیتا۔ پس مولانا ذکریا نے کہا کہ مجھے
مار دو اگر میرے وجود سے دل نہ نکلا تو اسکو چھوڑ دینا اور اگر نکلا تو بایزید
کو مار دینا۔ بایزید نے کہا یہ دل جو تو رکھتا ہے سگ اور بزغالہ سے
بھی نکلتا ہے یہ گوشت کا ٹکرہ دل نہیں۔ رسول عربی فرماتا ہے

قَلْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَکْبَرُ مِنَ الْعَرْشِ و اوسع من الکرسی وَالْقُلُوبُ مَعَ الْقُلُوْبِ یشابہ۔ یعنے مومن کا دل عرش سے بڑا اور کرسی سے فراخ ہے اور دل ساتھ دلوں کے دیکھے جاتے ہیں۔ مولانا ذکریا نے کہا تو اپنے آپ کو کشف القبور کا صاحب جانتا ہے تیرے ساتھ ہم قبرستان میں چلتے ہیں وہاں دیکھیں گے کہ تیرے ساتھ مردے بولتے ہیں یا نہیں۔ میاں بایزید نے کہا کہ اگر تم مردے کی آواز سن سکتے تو ہیں تمھیں گبر نہ کہتا۔ نامہ نگار نے میاں داصل روشنی کو کہا کہ چاہیئے تھا کہ حضرت میاں یوں فرماتے کہ میں جو تمھاری آواز کو سنتا ہوں یہی مردہ کی آواز ہے جو جسموں کی قبروں سے نکلتی ہے۔ اُسنے خوشدل ہوکر حالنامہ کے حاشیہ پر لکھ لیا کہ یہ بھی حضرت میاں ہی کا قول ہے۔ موید کہتا ہے ؎

میان یار خود دیدیم و دادیم
برہ جویان نشانِ بے نشاں را

عالموں نے بایزید سے کہا کہ تیرے کون سے قول و فعل پر لوگ اعتبار کریں میاں روشن بایزید نے کہا کہ ایک آدمی تمھارے میں سے اُس شخص کے کہنے سے جو تمھارے نزدیک فاضل اور بہتر ہے بہت ارادے سے ریاضت کرے اور پھر وہی میرے آئین کے مطابق عبادت کرے اگر زیادہ منفعت دیکھے بیعت کرے۔ ملک میرزا نے کہا کہ اے بایزید اس زیادہ گوئی سے خوف کر اور خلقت کو گمراہ مت کر جو شخص چاہیگا تیرا مذہب قبول کریگا اور جو راغب نہ ہوگا نہ کریگا۔ میاں روشن بایزید نے کہا کہ میں ایک مثال کہتا ہوں کہ اگر اُس گھر کو جسکا ایک ہی راستہ ہو جس میں بہت سے لوگ سوے ہوں آگ لگے اور ناگاہ ایک شخص جاگ اُٹھے دوسروں کو جگادے یا نہ۔ منافقوں نے کہاکہ اے بایزید جبکہ خدا نے تجھے حکم دیا ہے کہدے کہ میرے پاس جبرئیل آتا ہے اور میں مہدی ہوں لیکن خلقت کو کافر اور گمراہ کیوں بناتا ہے۔ میاں روشن بایزید اُس شخص کے ذبح کیے ہوے جانور کو کہ جسکو وہ جانتا نہ ہو اور وحدت وجود کے راستہ پر نہ چلتا ہو ہرگز نہیں کھاتا تھا بایزید نے جان لیا تھا کہ اَلْعَاقِلُ عِنْدَ النَّاسِ حیات وعِنْدَ اللّٰہِ مَمَاتٌ صورتہ کصورۃ الْاِنْسَانِ وَ صِفَتُہٗ کَصِفَتِ الْاَنْعَامِ۔ اَلْعَارِفُ عِنْدَ اللّٰہِ حَیَاتٌ صُوْرَتُہٗ کَصُوْرَۃِ الانسان و

وَصَفَہٗ کو صفتِ الرحمٰن۔ یعنے عاقل شخص آدمیوں کے نزدیک زندہ ہے اور خدا کے نزدیک مردہ اُسکی صورت انسان سے ہے اور وصف وحوش سے عارف خدا کے نزدیک زندہ ہے اُسکی صورت انسان سے اور اسکی صفت رحمان سے۔ بایزید نے اپنے باپ عبداللہ کو فرمایا کہ رسول عربی نے کہا ہے الشریعۃ کمثل اللیل والطریقۃ کمثل النجوم والحقیقۃ کمثل القمر والمعرفۃ کمثل الشمس ولیس فوق الشمس شیٔ یعنے شریعت مانند رات کے اور طریقت مانند ستاروں کے اور حقیقت چاند کی مانند اور معرفت سورج کی مانند ہے۔ اور شمس سے اعلی کوئی چیز نہیں۔ میاں بایزید روشن نے کہا کہ شریعت کی اور مسلمانی کی بنیادیں پانچ ہیں کلمہ شہادت پڑھنا اور راستی کو کلمہ سے ملانا شریعت کا فعل ہے اور تسبیح و تہلیل اور ہمیشہ زبانی ذکر کا شاغل ہونا اور دل کو وسوسہ سے بچانا طریقت کا فعل ہے۔ رمضان میں روزہ رکھنا اور کھانے پینے اور جماع سے پرہیز کرنا شرعی فعل ہے اور نفلی روزہ رکھنا اور پیٹ بھر کر نہ کھانا اور کم خور ہونا اور بدن کو بدی سے ہٹانا طریقت کا کام ہے۔ مال کی زکات اور دسواں حصہ دینا شرعی کام ہے۔ فقیر اور روزہ دار کو طعام کھلانا اور کپڑا دینا اور عاجزوں کی دستگیری کرنا طریقتی فعل ہے۔ خانہ خلیل یعنے کعبہ کا طواف کرنا اور گناہ اور لڑائی سے کنارہ کرنا شرعی فعل ہے۔ خانہ دل کا طواف کرنا اور نفس سے لڑنا اور فرشتوں کی طاعت طریقت کا کام ہے۔ ہمیشہ خدا کی یاد میں رہنا اور اپنی تلقین سے یقین کرنا اور ماسوا کا پردہ دل سے دور کرکے دوست کا جمال دیکھنا حقیقت کا فعل ہے۔ ذات حق کو دل کی آنکھ سے دیکھنا اور عقل کے نور سے ہر جگہ اور ہر طرف دیکھنا اور کسی آفریدہ کو دُکھ نہ دینا معرفت کا کام ہے۔ خدا کو جاننا تسبیح کی آواز کو معلوم کرنا اور سمجھنا قربت کا فعل ہے۔ وجود کے ترک کو اختیار کرنا اور ہر کام کو ہستی پروردگار کے ساتھ کرنا اور فضول سے محترز ہونا اور فہم باوصال کے ساتھ دلیل کرنا وصلت کا فعل ہے۔ اپنے آپ کو حق مطلق میں فانی کرنا اور باقی مطلق ہونا اور موحد باحد ہونا اور شر سے حذر کرنا توحید کا فعل ہے۔ مسکن اور ساکن ہونا اور حق مطلق کی صفت کو قبول کرنا اور اپنے وصف سے نفور کرنا سکونت کا

فعل ہے۔ سکونت سے اونچا کوئی مقام نہیں۔ قربت اور وصلت اور وحدت اور سکونت خاص اصطلاح میاں روشن بایزید کی ہے کہ ان مراتب کو شریعت اور طریقت اور معرفت سے اعلیٰ گنتا ہے۔ اُن دنوں میں رسم تھی کہ جب کوئی بچھڑا ہوا دوست ملتا تو پہلے ملاقات میں تن اور مال اور فرزندوں کا حال پوچھا کرتے تھے اور میاں روشن بایزید کے یار پہلے ایمان اور ذکر اور فکر اور محبت اور معرفت خدا کی بابت استفسار کرتے اور بعدہ تن و مال کا حال پوچھتے تھے۔ جب وے کسی دوست کا حال بطور مذکور پوچھتے تھے کہ دین اور ایمان اور اخلاص دوستان خدا کی بابت کیا حال ہے تو وہ بہت خوش ہوا کرتا۔ نبی کہتا ہے اِنَّ اللّٰہ لَا یَنظُر اِلیٰ صُورکُمْ ولا الی اموالکم لکن یَنظُر الی قلوبکم و اعمالکم۔ تحقیق نہیں دیکھتا ہے خدا تمھاری صورتوں اور مالوں کی طرف لیکن نظر کرتا ہے طرف تمھارے دلوں اور کاموں کے ۞ میاں بایزید لڑکپن میں پانچ بنیاد مسلمانی میں داخل ہوا تھا چنانچہ کلمہ پڑھنا اور پانچ وقت نماز ادا کرنا اور روزہ رکھنا اور صاحب نصاب نہ تھا کہ زکات واجب ہوتی اور حج کا ارادہ رکھتا۔ وہ ہنوز صغرسن میں ہی تھا کہ کام کی حقیقت دریافت کی۔ خدا کہتا ہے اَنَا اَقرَبُ اِلیَ الْاِنْسَانِ مِنْ حبد الانسان لَیْسَ الْفَرقُ بینی و بین الانسان وَ اِنِّی وَاحِدٌ مَعَ الْاِنْسَانِ یعلم الانسان ولم یجد الانسان معرفتی الا بکثرۃ القرابۃ ولا یسیر الاقدام ولکن یوجد معرفتی بذکرالادام و بطاعتہ کامل الانسان میں بہت قریب ہوں ساتھ انسان کے اُسکی گردن سے اور نہیں فرق میرے اور انسان میں اور میں سمیت انسان کے ایک ہوں لیکن انسان نہیں جانتا اور انسان میری معرفت نہیں پاسکتا مگر بذریعہ کثرت قرابت اور اس راستہ میں چلنا آسان نہیں لیکن میری معرفت ہمیشہ کے ذکر اور کامل انسان کی طاعت سے حاصل کرسکتا ہے ۞ یہاں تک بایزید کے حالنامہ سے مذکور ہوا ۞

دوسری نظر حضرت میاں روشن بایزید کے حال میں

وہ اپنے آپ کو نبی جانتا اور لوگوں کو ریاضت کی ہدایت کرتا اور نماز پڑھتا تھا لیکن تعین جہت کو چھوڑ دیا کہ فاینما تولو افثم وجہ اللّٰہ یعنی جس طرف تم منہ کرو وہاں ہی خدا کا چہرہ ہے۔ پانی سے نہانے کی حاجت نہیں کیونکہ اُسکے

پاس پہنچتے ہی بدن پاک ہوجاتا ہے کیونکہ چاروں عنصر پاک ہیں۔ کہا ہے کہ جو شخص خدا اور اپنے آپ کو نہ پہچانے آدمی نہیں۔ وہ اگر موذی ہے تو گرگ اور پلنگ اور مار و کژدم کا حکم رکھتا ہے۔ پیغمبر عربی نے کہا ہے اُقتل الموذی قبل الایذا مارو موذی کو دکھ دینے سے پہلے۔ اور اگر نیکوکار اور نمازگذار ہے تو گاؤ و گوسپند کا حکم رکھتا ہے اُسکا مارنا جایز ہے اسیواسیطے خودشناسی کے مخالفوں کے واسطے مارنا فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ حیوان ہیں جیسا کہ قرآن میں وارد ہے اولئک کالانعام بل ہم اضل وہ چارپاؤں کی مانند ہیں بلکہ بہت گمراہ۔ اُسنے کہا ہے جو شخص اپنے آپ کو نہ پہچانے اور زندگی جاوید اور حیات ابدی سے آگاہ نہ ہو وہ مردہ ہے اور مردہ کا مال اُسکے اُن وارثوں کو جو مردہ ہوں نہیں پہنچتا اسیواسطے نادانوں کے قتل کا حکم دیا گیا۔ اگر ہندو کو خداشناس پاتا تو اُسکو مسلمان پر ترجیح دیتا۔ وہ مع اپنے فرزندوں کے بہت مدت رہزنی کرتا رہا اور مسلمانوں و دیگر لوگوں سے پانچواں حصہ مال کا لیکر بیت المال میں رکھتا تھا جب حاجت پڑتی مستحقوں پر بانٹ دیتا تھا۔ اُسکے سب فرزند گناہوں اور زنا اور ناشایستہ امور سے مجتنب اور موحدوں اور یگانہ بینوں کے مال لوٹنے اور ستم سے برکنار تھے۔ اُسکی بنائی ہوئی کتابیں عربی اور فارسی و ہندی اور افغانی میں بہت ہیں۔ مقصود المومنین عربی میں ہے۔ کہتے ہیں کہ خدا اُسکے ساتھ سواے میانجی جبرئیل کے بات کرتا تھا۔ اُسکی ایک کتاب خیرالبیان چار زبان میں ہے اول عربی میں۔ دوم پارسی میں۔ سوم ہندی میں۔ چہارم پشتو یعنے افغانی میں ہے۔ وہی ایک مطلب چاروں زبان میں کہا۔ وہ خدا کا خطاب ہر حضرت بایزید کو اور اُسکو صحیفہ الٰہی جانتے ہیں۔ اور حالنامہ وہ کتاب ہے کہ جس میں اُسنے اپنا حال لکھا ہے۔ نہایت تعجب ہے کہ وہ عامی تھا اور قرآن کے معنے بیان فرماتا تھا اور حقایق آمود باتیں کہتا کہ دانا حیران ہوتے۔ کہتے ہیں کہ خدا نے اُسکو تین مرتبہ خدا ناشناسوں کے قتل کا حکم دیا مگر اُسنے شمشیر نہ پکڑی۔ جب مکرر فرمان آیا ناچار جہاد پر کمر باندھی یہ میرزا محمد حکیم بن ہمایوں بادشاہ کا ہم عصر تھا۔ نامہ نگار نے میرزا شاہ محمد عربی خاں سے سنا کہ میاں روشن نوسو انچاس ہجری میں قوی ہوا

اور اُسکے مذہب نے رواج پایا۔ میرزا باپ شاہ بیگخان ارغون نے جس کا خطاب خان دوراں تھا میاں بایزید کو دیکھا تھا کہ بایزید کو خروج سے پہلے میرزا محمد حکیم کی مجلس میں لائے اُسکے مناظرہ سے علما عاجز ہوئے۔ لاجرم اُسکو رخصت کیا۔ سنہ نوسو چورانوے ہجری میں خبر وفات میرزا محمد حکیم کی کابل سے حضرت عرش آشیانے کو پہنچی اور قبر بایزید کی ہشت پور کوہستان افغانیہ میں ہے ؛

تیسری نظر بایزید کے فرزندوں کی حال مین

کہ جنکا نام عمر شیخ اور کمال الدین اور نورالدین اور جلال الدین ہے۔ بایزید کے بعد جلال الدین نے خلافت پائی۔ اُسنے نہایت استقلال حاصل کیا۔ حضرت میاں کے فرسودہ سے تجاوز نہ کرتا۔ وہ عادل اور ضابطہ تھا۔ سنہ نوسو نواسی ہجری میں جبکہ اکبر شاہ کابل سے آگرہ کو جاتا تھا اُسکو آملا اور بعد چند روز کے بھاگ گیا۔ سنہ ایکہزار ہجری میں جعفر بیگ قزوینی بخشی خطاب اصفہانی سے سرافراز ہوکر استیصال یعنے بیخکنی جلال الدین روشنی کے واسطے جسکو اکبر بادشاہ جلالہ کہتا تھا متعین ہوا۔ اسی سال میں بادشاہی بہادر میاں جلال الدین کے اہل وعیال کو مع وحدت علی کے مقید کرکے بادشاہ کی بارگاہ میں لائے۔ سنہ ایکہزار سات میں بعہد اکبر شاہ میاں جلال الدین نے غزنی کو لے لیا اور اُس نواح کو خوب لوٹا لیکن وہاں مقام نہ کرسکا۔ نکلتے وقت ہزارہ اور افغان میں جنگ ہوئی اور میاں جلال الدین شادمان ہزارہ کے ہاتھ سے زخمی ہوکر کوہ رباط کو بھاگ گیا اور مراد بیگ اور شریف خاں کے چند ملازموں نے جو اُسکے پاس تھے اُسکا کام تمام کیا۔ اُسکے بعد احداد بن عمر شیخ ابن بایزید مسند ارشاد پر بیٹھا وہ عادل اور ضابطہ اور اپنے بزرگوں کے طریق پر راسخ و ثابت تھا۔ اصلاً مال جمع نہ کرتا اور لوگوں کی کوشش کا حق اُنکو پہنچاتا۔ اُس مال کا پانچواں حصہ جو جہاد سے حاصل ہوتا بیت المال میں رکھدیتا اور غازیوں کو پہنچاتا تھا۔ سنہ ایکہزار پینتیس ہجری جہانگیر بادشاہ کے عہد میں احسن اللہ مخاطب بہ ظفرخاں خواجہ ابوالحسن تبریزی کے بیٹے اور دیگر بہادران بادشاہی نے

اُسکو اسقدر تنگ کیا کہ توا غز نام محل میں قلعہ نشین ہوا اور یورش قلعہ کے دن اُسکو بندوق لگی جسکے صدمہ سے مرگیا۔ کہتے ہیں کہ احداد نے اپنے روز وفات سے پہلے جسکو روز وصال کہتے ہیں۔ایکدن خیرالبیان کو کھولکر مطالعہ فرمایا اور مخلصوں کو کہا کہ کل ہماری وصال کا دن ہے اور ایسا ہی ہوا۔ کابیوں میں سے ایک مرتاض شخص کو نامہ نگار نے دیکھا وہ کہتا تھا کہ میں احداد کی رحلت کے دن شادی کیا کرتا تھا اور اُس کو بُرا کہتا تھا۔ ایک رات مینے اپنے مرشد کو خواب میں دیکھا کہ مجھے اُس کام سے منع کیا اور کہا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یعنے کہو وہ خدا واحد ہے یہ کلام احداد کے حق میں ہے احداد کو اُسکے مرید احد نام کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ احداد کے وصال کے بعد پٹھان اُسکے بیٹے عبدالقادر کو پہاڑ کو لے گئے اور لشکر بادشاہی جو مسخر ہونے قلعہ کا گمان نرکھتا تھا قلعہ میں داخل ہوا۔ احداد کی دختر کہ بھاگنے کا راستہ نہ پاکر قلعہ میں پھر رہی تھی لشکر کے ایک سپاہی نے اسکے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا وہ لڑکی چادر سے آنکھ ڈھانپ کر دیوار قلعہ سے کود پڑی اور مرگئی۔ احداد کے پیچھے اُسکا بیٹا عبدالقادر مسندنشین خلافت ہوا اُسنے بوقت فرصت ظفرخاں پر حملہ کیا وہ نہایت کوشش سے بھاگ گیا۔ اُسکا سب سامان مع عیال کے پٹھانوں کے ہاتھ رہا لیکن ظفرخاں کی عورت خانم نام نواب سعید خاں بن بیگخاں وغیرہ بہادروں کی کوشش سے نکل گئی۔ نامہ نگار نے پری سلطان ذوالقدر سے جسکا اب ذوالفقار خاں خطاب ہے سُنا کہ جب میں سعید خاں کے حکم سے عبدالقادر کے خاندان میں جاتا اور کھانوں کے اقسام اُسکے واسطے لاتا تاکہ وہ فریفتہ ہوجاوے تو ایک دن ایک بوڑھے پٹھان نے حلوا کھاکر کہا کہ اے عبدالقادر تیرے دادا کے عہد سے ابتک مغول کا قدم یہاں نہیں پڑا یہ شخص کہ جو اب وارد ہوا ہے چاہتا ہے کہ بہ سبب سرخ و زرد کپڑوں اور چرب شیریں کھانوں کے کہ انکی رغبت اہل بطن کا دین اور ان سے نفرت درویشوں کا آئین ہے تجھے فریب میں لاوے۔ نیک یہی ہے کہ اُسکو قتل کرے تاکہ مارے خوف کے یہاں پھر کوئی نہ آوے لیکن عبدالقادر اور اُسکی والدہ نے جو میاں جلال کی دختر تھی اس بات

کو نہ مانا۔ جس دن کہ عبدالقادر سعید خاں کے اُردو میں داخل ہوتا اسکا گھوڑا نقارہ اور کرنا کی آواز سے ڈرتا اور لوگوں سے الگ چلتا۔ ایک پٹھان نے اُس سے کہا کہ یہ گھوڑا حضرت میاں روشن کے فرمودہ کی تعمیل کرتا ہے تم اس مستی کا خمار نہ کھینچ سکو گے عبدالقادر نے پوچھا کہ میاں نے کیا فرمایا ہوا ہے۔ پٹھان نے کہا کہ مغلوں سے دوری اور اجتناب واجب ہے۔ جب عبدالقادر شاہ جہاں بادشاہ غازی کے دربار میں آیا عمدہ منصب پایا پھر سنہ ایکہزار تینتالیس ہجری میں مرا اور پشاور میں مدفون ہوا۔ میرزا نورالدین کا بیٹا شاہجہاں کے عہد میں دولت آباد کی لڑائی میں مارا گیا۔ کریمداد ابن جلال الدین کو اقوام جلالیان نے محمد یعقوب کشمیری سعید خاں ترخان نژاد کے وکیل کو سپرد کیا جو ایکہزار اڑتالیس ہجری میں مقتول ہوا۔ الہ داد خاں بن جلال الدین نے رشید خانی کا خطاب پایا اور دکن میں چارہزاری منصب پر کامیاب ہوکر وصال پائی *

تعلیم وہم الٰہیہ کے عقاید میں

یہ تعلیم مشتمل ہے چار نظر پر۔ پہلی نظر خلیفۃ اللہ کے ظہور اور اسکے معجزات کے بیان میں جسکو برہان کہتے ہیں۔
دوسری ارباب ادیان اور مذاہب کے مباحث میں جو خلیفۃ اللہ کے روبرو واقع ہوے اور خلیفۃ اللہ کی براہین میں ہیں۔
تیسری کواکب کے فضایل میں۔
چوتھی دستور العمل کے بیان میں۔

پہلی نظر خلیفۃ اللہ کے ظہور میں

خواجہ مسعود بن خواجہ محمود ابن خواجہ مرشد الحق نے کہ مرتاض صاحب حال تھا نامہ نگار کو کہا کہ میرا باپ کہتا تھا کہ میںنے بزرگ اولیا سے سُنا کہ ایک صاحب دین و دنیا کا ظہور کریگا اور میں نہیں جانتا تھا کہ وہ صاحب فضل گذر چکا یا کہ آئندہ ظہور کریگا۔ پھر میںنے خواب دیکھا۔ جب خواب سے اُٹھا اور وہاں گیا وہ سعادتمند پیدا ہوا۔ یعنے یکشنبہ کے دن ماہ رجب سنہ نوسو اُنچاس ہجری میں جلال الدین اکبر ہمایوں بادشاہ کا بیٹا حمیدہ بانو بیگم سے متولد ہوا۔ مرزا شاہ محمد مخاطب بغزنیں خان فرزند شاہ بیگ خان دوران ارغون نژاد سے ایکہزار ترپن ہجری میں نامہ نگار نے لاہور میں سُنا کہ میںنے نواب عزیز مخاطب بہ خان اعظم سے پوچھا کہ آپ اسباب میں کیا فرماتے ہیں کہ اکبر بادشاہ نے بوقت تولد اپنے والدہ سے مسیح کی مانند گفتگو کی جوابدیا کہ والدہ کہتی تھی کہ سچ ہے۔

دوسری نظر ارباب ادیان کے مباحث میں

خلیفۃ الحق کی بندگی میں دو دانشمند سنی اور شیعہ جو باہم تھے بلاے گئے

انکی التماس سے اُنکے مذہب کی تحقیق شروع ہوئی۔ شیعہ نے کہا سُنیوں
کی بیدینی اس سے ظاہر ہے کہ وے پیغمبروں کو معصوم نہیں جانتے
اور کہتے ہیں کہ داود نے اوریا کو مروا ڈالا۔ سُنی نے کہا کہ یہ تو قرآن
میں مذکور اور توریت میں مفصل منظور ہے۔ ایک یہودی حاضر تھا اُسنے
کہا کہ ہاں توریت میں ہے۔ شیعہ بولا کہ توریت محرف یعنے بدلی ہوئی
ہے۔ یہودی نے جواب دیا کہ اس سے بہتر نہیں کہ ہم کہیں تمھاری
کتابیں محرف ہیں تاکہ ہم اسبات کے محتاج نہ ہوویں کہ توریت محرف
ہو۔ شیعہ کو جواب نہ آیا۔ نامہ نگار نے بعض متاخرین فضلا کے تعلیقات
میں دیکھا کہ یہ اس جواب کو اپنے آپ سے منسوخ کرتے ہیں۔ پھر شیعہ
بولا کہ حضرت مرتضیٰ علی بڑا عالم اور صالح تھا شراب اور گوشت خوک
اور کافروں کا پکایا ہوا نہ کھاتا تھا۔ سُنی نے جواب دیا جبکہ تمھارے نزدیک
کافر کا ہاتھ پلید ہے سب قریشی شراب پیتے اور گوشت خوک کھاتے تھے
اور پیغمبر ہمیشہ اپنے چچوں کے گھر کا طعام کھاتا تھا پس اسکا کیا جواب
دیتے ہو۔ شیعہ نے شایستہ جواب نہ دیا اور کہا کہ ملل ونحل میں مذکور ہے
کہ حضرت فاطمہ نے فرمایا کہ نخلستان فدک میری میراث ہے کیونکہ حضرت
رسول نے میرا ملک کر دیا ہوا ہے اپنی عین حیات میں۔ صدیق نے وہ
دعویٰ بروایت اس حدیث کے رد اور خارج کیا کہ رسول نے کہا نحنُ
معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقہ۔ اس حدیث کو اگر صحیح بھی مانا جاوے تو دعویٰ
کیسے رد کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ حدیث اگر راست ہی ہو بغیر ارث کے
رد واقع نہیں ہوتی۔ سُنی نے جواب دیا کہ زہرا وہ گواہ جسکو شارع پسند
کرے نہیں رکھتی تھی کیونکہ شوہر اور فرزند اور نبیرہ کی گواہی قابل
اطمینان نہیں۔ شیعہ نے کہا صدیق کی اغلاط اور مرض الموت میں فجات
کو جلانا اور نادم ہونے کا کیا جواب ہے۔ عمر نے مرض الموت پیغمبر میں
اُسکی وصیت کو روکا چنانچہ اسمعیل بخاری عبداللہ ابن عباس سے روایت
کرتا ہے کہ مرض الموت میں رسول کا گھر اصحاب سے بھرا ہوا تھا نبی نے
کہا ہلمّوا اکتب لکم کتاباً لم تضلوا بعدی یعنے تاکہ تمھارے واسطے ایک مکتوب
لکھوں کہ تم اُسکے پیچھے ضلالت اور گمراہی سے بچو۔ عمرؓ نے فرمایا کہ پیغمبر
کو مرض اور درد کی مزاحمت ہے آسمانی کتاب اور آیات قرآن ہمکو

کافی ہے۔ اس باعث سے بہت اختلاف اور تنازع واقع ہوئے۔ نبی نے فرمایا قُومُوا عَنِّی یعنے میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ سُنّی نے کہا کہ پیغمبر نے خود خدا کے حکم سے کہا ہے قل اِنّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثلکم یُوحیٰ اِلَیَّ۔ پیغمبر کھانے پینے اور آرام اور مرض و زحمت اور حیات و ممات میں آدمی کا سا تھا چنانچہ اُسکے دندان مبارک شہید ہوئے اور مرض الموت میں نہایت بیمار ہوا چونکہ اشتداد مرض کے وقت ایسی چیزیں مُنہ سے نکلتی ہیں جو اقوال ہوشیاری کے مطابق نہیں ہوتیں اسیواسطے منع کیا۔ شیعہ نے کہا کہ پیغمبر کی وفات کے وقت عمر نے تلوار کھینچی تاکہ جو کوئی کہے نبی مرگیا اُسکو ہلاک کردوں کیونکہ وہ زندہ ہے۔ یہ اعتقاد باعتقاد منع وصیت کے کیونکر مل سکتا ہے۔ سُنی نے کہا کہ انسان جایز الخطا ہے۔ شیعہ بولا بعد از شوریٰ جب عثمان خلیفہ بنا اُسکے خویش بنی امیہ ظلم کے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور حکم بن مروان ابن امیہ کو مدینہ میں پھر بھیجا حالانکہ رسول نے اُسکو نکالدیا تھا اور ایاز کو مدینہ سے نکالدیا اور مروان بن حکم کو اپنی دختر دی اور پانچواں حصہ غنیمت افریقہ کا اُسکو دیا کہ جو بائیس ہزار دینار سُرخ تھا۔ اور عبداللہ بن سرح کو اماں دی باوجودیکہ پیغمبر نے اُسکا خون ہدر یعنے مباح فرمایا تھا اور اضلاع مصر کی حکومت اُسکو دی۔ اور عبداللہ بن عامر کو بصرہ میں حاکم کردیا وہاں اُسنے جو کچھ بدکرداری چاہی کی۔ اُسکے لشکر کے امیروں میں سے معاویہ ابن ابی سفیان عامل شام تھا اور سعید بن عاص عامل کوفہ کا۔ اُسکے پیچھے عبداللہ بن عامر اور ولید بن عقبہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اور سب نے عناد اختیار کیا اور ناراستی کے رستے پر چلے۔ اسنے جواب شایستہ نہ دیا۔ شیعہ نے کہا پیغمبر نے واسطے غزا اپنے جنگ ساتھ تبوک اسامہ کے تینوں یاروں کو بھیجا اور انھوں نے تخلف کیا یعنے پیچھے رہے حالانکہ پیغمبر نے کہہ چھوڑا تھا کہ جو شخص جیش اسامہ سے تخلف کریگا اسپر خدا کی نفرین ہوگی۔ سُنی نے کہا نبی کی رحلت کے وقت جانا قرین مصلحت نہ تھا اُنھوں نے غزا کا خلاف نہیں کیا بلکہ چلنے و تجہیز و دفن کرنے کا سامان بنا رہے تھے یہ دیر تہیہ سامان سفر کے تھی۔ شیعہ نے کہا جو کچھ سُنی خدا اور انبیا کے حق میں کہتے ہیں وہ کمینہ آدمی کے باب میں کہا نہیں جاسکتا۔ سُنی نے

پوچھا وہ کیا ہے۔ شیعہ نے کہا ایک یہ کہ تمھارے کتب احادیث میں مذکور ہے کہ حضرت پیغمبر نے عائشہؓ کو ناچ اور بازی دکھائی بعدہ پوچھا کہ اب سیر ہوئی۔ ایسی بات کوئی ایک بیغزت آدمی کے حق میں بھی نہیں کہہ سکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ آپ ہی اصحاب کے ناشایستہ کام جیسا کہ عمر کا وصیت نبی کو روکنا وغیرہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں پھر انکو بزرگ جانتے ہیں۔ سُنی نے کہا پہلے وہ جو بازی دکھلانے کی بابت تونے کہا یہ امر قبیح نہیں جبکہ تو بنابر عادات اور گمان فاسد کے اُسکو بُرا جانتا ہے تو منکر ہے۔ نبی نے فرمایا ہے کہ بُعِثْتُ الدفع الرسوم والعادات۔ میں برانگیختہ کیا گیا ہوں واسطے دور کرنے رسوم اور عادات کے۔ اگر وہ امر نہ تھا اور واقع نہ ہوتا تو کیوں لکھتے۔ شیعہ نے کہا یہ جھوٹ اور بناوٹ ہے۔ سُنی نے جواب دیا جبکہ تیرے زعم میں صاحب صحیح بخاری وغیرہ جھوٹ کہنے والے ہیں اور جھوٹی نقلیں کی ہیں پس تو کیوں اعتبار کرتا ہے کہ عمر نے وصیت کو منع کیا۔ اور ایسے ہی اس طعن کو بھی جھوٹ سمجھ کہ جو تو اصحاب کی نسبت لگاتا ہے۔ جو کچھ تیرے زعم میں ناشایستہ ہے اُسکو یہی سمجھ کہ صاحب صحیح بخاری وغیرہ نے جھوٹ کہا ہے اور در اصل اصحاب اور رسول کے یاروں پر کوئی طعن نہیں ہوسکتا اور اگر راست ہے تو جو کچھ اُنھوں نے انبیا کے حق میں کہا ہے حق جان اور وہ جو اصحاب کے فضایل میں مذکور ہے سچ مان یہ جو تو انبیا کو بشریت سے مطلقاً ممتاز اور پاک ٹھہراتا ہے کافروں کا اعتقاد ہے جو کہتے ہیں کہ پیغمبر کو کھانا پینا نہ چاہیئے چنانچہ کلام الٰہی میں اُسکی خبر دی گئی ہے۔ شیعہ خفا ہوا اور کہا تم حضرت پیغمبر پر سازوں کے سُننے اور ناچ دیکھنے کی تہمت لگاتے ہو تو اب شیخین اور عثمان کی پاکی کا دعویٰ کیا رہا۔ سُنی نے کہا میں تو پہلے ہی کہہ چکا کہ عاقلوں کے واسطے ساز کا سُننا بُرا نہیں پیغمبر نے بھی سُنا تو کیا ڈر ہے اور تونے بہ سبب رسم اور عادت کے جس بات کو بُرا سُنا اُسکو بُرا جانتا ہے۔ جب تو رقص کا انکار کرتا ہے تو اسبات میں کیا کہتا ہے کہ جس عورت کی خواہش رسول کرے وہ اپنے خاوند پر حرام ہوجاتی ہے شاید یہ بات بھی تیرے نزدیک عادتیوں کی مانند بُری

ہوگی کہ جسکے وقوع میں کچھ شک نہیں۔ ایسے ہی اگر شیخین پاک نہ ہوتے حضرت رسول کے سسر نہ بنتے اور حضرت علی اور حضرت رسول کی دختر فاروق اعظم اور ذوالنورین کے گھر میں نہ ہوتی۔ اعتراضوں کا راستہ کھولنا اچھا نہیں ورنہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ تیرے زعم میں حضرت اسداللہ علی جو تمام دلی اسرار جانتا تھا تو معاویہ سے جو مسلمان تھا جنگ کسواسطے کی اور بہت لوگوں کو مارکر ڈرایا۔ کیا جان بوجھکر آدمیوں کو ضایع کرنا چاہیئے۔ ایسے ہی مشہور اور تمھارے نزدیک صحیح ہے کہ پیغمبر کے راستے میں ایک مسلمان سیر و پیاز کو فروخت کر رہا تھا رسول نے اسکو کہا کہ اگر میرا راستہ چھوڑ کر ایک گوشہ میں بیٹھے تو اچھا ہے اسنے عذر کیا اور پیغمبر چلا گیا۔ بعد اسکے جو شاہ علی آیا اور کہا کہ پیغمبر کو سیر و پیاز کی بو خوش نہیں آتی تجھے سرراہ سے اٹھ جانا چاہیئے اسنے جواب دیا کہ میں تو پیغمبر کے کہنے سے بھی نہیں اٹھا علی نے تلوار کھینچکر اسکا سر کاٹ ڈالا کیا یہ امر بموجب شرع ناجایز نہیں کیونکہ خدا تعالی نے رسول کو کافران عرب کے قتل سے منع کیا اور کہا لَا تُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ اِنْ كَانَ مَنْصُوْرًا یعنے قتل میں زیادتی مت کر اگرچہ فتحمند ہے۔ اخبار متعارف میں لکھا ہے کہ حق تعالی نے ابراہیم پر اس سبب سے عتاب کیا کہ اس نے ایک کافر کو خوانچہ سے اٹھا دیا تھا۔ نوشیروان نے باوجودیکہ مسلمان نہ تھا یہی عدالت کو پورا رکھنے کے واسطے اپنے محل کا میدان خراب کرلیا مگر ایک بڑھیا کا گھر جو اسکے محل کے نزدیک تھا نہ گرایا۔ اس عمل کے باعث اسنے اسقدر رتبہ پایا کہ رسول اس امر کی مفاخرت کرتا تھا کہ میں نوشیرواں کے عہد میں پیدا ہوا ہوں۔ حدیث اِنِّیْ وُلِدْتُ فِیْ زَمَنِ الْمَلِکِ الْعَادِلِ یعنے پیدا ہوا ہوں میں بادشاہ عادل کے عہد میں۔ پس کب روا ہوسکتا ہے کہ پیغمبر ایسے مسلمان کے قتل پر راضی ہو جو بضرورت پیشہ وکسب اور حاصل کرنے روزی کے اسکے راستے سے نہ اٹھے باوجودیکہ اسبات کو بھی جانتا ہو کہ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا۔ جو کوئی دانستہ مسلمان کو قتل کرے اسکی جزا دوزخ ہے جس میں ہمیشہ رہیگا یہ حکم نہیں دیا ہے اور ناممکن ہے یہ بات کہ امر کرے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ یعنے تکلیف نہیں دیتا خدا کسی نفس کو مگر اسکو کہ جسکی

گنجایش رکھتا ہو۔ یہ کام نیک مردوں کا نہیں جسکو علی کا کام تمھارے علما نقل کرتے ہیں ایسے ہی ہزل اور تمسخر کہ عدم وقار پر دلالت کرتا ہے اسپر غالب تھا۔ شیعہ نے کہا کہ علی سب اصحاب سے افضل ہے۔ سُنی نے کہا بسبب علم یا عمل کے۔ شیعہ نے کہا کہ علم اور عمل دونوں میں۔ سُنی نے کہا میں نہیں مانتا ہوں کیونکہ عمل میں عمر زیادہ تھا۔ شیعہ نے کہا علی تمام رات نماز کرتا تھا۔ سُنی نے جواب دیا کہ تیرے زعم میں تو حضرت علی ہر رات نئی عورت سے نکاح کرتا اور اسقدر جماع کرتا کہ اسکا تہ بند خشک نہ ہونے پاتا تھا بھلا ایسا شخص کبھی تمام رات نماز کرسکتا ہے شاید تمھارے مذہب میں نماز جماع کا نام ہو۔ شیعہ نے جواب دیا کہ تم اصل میں جھوٹے ہو ابوحنیفہ جو تمھارا بڑا امام ہے کابلی نژاد تھا اور امام جعفر صادق کا شاگرد تھا اُسنے آخر برگشتہ ہوکر اپنے بزرگوں کے مطابق جو مجوس تھے فراخ راستہ نکالا تھا اور آئین مجوس کا نشان یہ ہے کہ شلنت کا کھانا درست سمجھا اُسنے احتیاط کو دور کیا اور وہ کافر کو پلید نہ گنتا اور کہتا کہ وہ معنوی نجاست رکھتا ہے۔ سُنی نے کہا تو آپ اقرار کرتا ہے کہ ابوحنیفہ امام جعفر کا شاگرد تھا پس جو کچھ امام کا مذہب تھا اُسنے ظاہر کیا اور ہم یہ بات نہیں مانتے کہ تم لوگوں کو امام سے کچھ ربط ہو بلکہ تم مجوس ہو جب کہ مقہور اور مغلوب ہوسکے ناچار مسلمانوں میں ملے۔ اور اسلام کو عقاید مجوس سے ملادیا چنانچہ نماز نوروز سے جو مجوسوں کی رسم ہے معلوم ہوتا ہے۔ تم خدا کی پرستش سہ وقت مجوس کے آئین پر کرتے ہو اور قبلہ سے بائیں طرف منحرف ہونا اچھا جانتے ہو۔ جبکہ تم صریح نہیں کہہ سکتے کہ پانچ وقت کی نماز پڑھنی مناسب نہیں اور کہتے ہو کہ ظہر اور عصر کا وقت اور شام و شب کا وقت مشترک ہے۔ پھر تمنے متعہ بڑوہی یعنی متعہ کرنا مزدکیان سے (مزدک قباد کے عہد میں نیشاپور کا آدمی تھا جسنے پیغمبری کا دعویٰ کیا اور آتش پرستی کو برقرار رکھا اور نکاح کو دور کیا اور کہتا کہ عمر کی عورت زید پر حلال ہے) اخذ کیا ہے۔ سب شیعہ اپنے عقیدہ کا مدار دو قول پر رکھتے ہیں ایک بدایۂ یعنے جب پہلے ظاہر کرتے ہیں کہ ہم قوت شوکت یا دولت پر محیط ہونگے پھر جب اُس سے بے نصیب رہتے ہیں تو کہتے ہیں

کہ حضرت کبریا نے بدار فرمایا۔ دوم تقیہ جو کچھ مشتہی طبع کا ہو اسکی طرف رجوع کرتے اور قایل ہوتے ہیں لیکن جب وجہ پوچھی جاوے تو کہتے ہیں کہ بباعث تقیہ ایسے ہی ظاہر کیا گیا ہے۔ اور علم الہی میں بدایہ یہ ہے کہ علم الہی کے خلاف ظاہر ہو۔ اور ارادت میں بدار یہ ہے کہ مرید سے ارادہ کے برخلاف حکم ظاہر ہو۔ اور امر میں بدائیہ یہ ہے کہ جو امر سابق میں کسی چیز سے متعلق ہو بعدہ اور چیز کی طرف متوجہ ہو جاوے۔ کافر ہمارے پیغمبر پر اعتراض کرتے اور کہتے ہیں کہ امرالقیس کا کلام مصحف میں ملایا ہوا ہے اور شعرا کے اکثر مضامین اس میں ہیں اور جاہلیت کی بہت رسمیں جو اسنے آپ کیں اسمیں موجود ہیں۔ ایسے ہی اور شیعوں کے شبہات ہیچ نبی کے خلیفوں پر طعن رکھتے ہیں۔ جب بات یہانتک بڑھ گئی تو خلیفۃ الحق نے کہا کہ چلے جاویں؛ ایک دن ایک نصرانی خلیفۃ الحق کی خدمت میں آیا اور ایک دانشمند مسلمان کو بھی بلایا تاکہ اس سے بحث کرے۔ نصرانی نے کہا کہ تم عیسیٰ پر ایمان رکھتے ہو مسلمان نے کہا کہ ہاں ہم اسکو خدا کا پیغمبر جانتے ہیں اور ہمارے پیغمبر نے اسکی پیغمبری کی بابت خبر دی ہے۔ نصرانی نے کہا کہ ہمارے پیغمبر مسیح نے خبر دی کہ میرے پیچھے بہت لوگ ظاہر ہوکر پیغمبری کا دعویٰ کرینگے تم ہرگز انپر اعتبار نہ کرو اور انکی بیعت مت کرو کیونکہ وے جھوٹے ہیں۔ میرے دین پر ثابت اور قایم رہو تاکہ میں پھر واپس آؤنگا۔ اور انجیل میں تمھارے پیغمبر کی بابت کچھ خبر نہیں۔ مسلمان نے کہا کہ توریت اور انجیل میں تو تھی لیکن تمھارے بزرگوں نے نکال دی۔ نصرانی نے پوچھا وہ انجیل جو درست ہے تمھارے پاس موجود ہوگی۔ مسلمان نے کہا کہ نہیں۔ نصرانی نے جواب دیا کہ اس سے تمھاری نادرستی معلوم ہوئی کیونکہ تم انجیل کے منکر ہو ورنہ وہ تمھارے پاس ضرور موجود ہوتی۔ چنانچہ ہم عیسائی ہوکر توریت کو جو موسیٰ کی کتاب ہے اپنے پاس رکھتے ہیں تو تم توریت و انجیل کو کیوں نہیں رکھتے۔ اگر انجیل میں تمھارے پیغمبر کی بابت مذکور ہوتا ہم اسکو گفتۂ عیسیٰ ضرور مان لیتے۔ کیونکہ دینداری سے ہماری غرض یہی ہے کہ عیسیٰ کی فرمانبرداری کریں۔ اب ہم کیسے

جان لیں کہ تمھارے پیغمبر نے سچ کہا ہے۔ مسلمان نے کہا بسبب ظہور
معجزات کے ماننا چاہیئے کہ جنمیں سے ایک انشقاق القمر ہے یعنے پھاڑ دینا
چاند کا۔ نصرانی نے جواب دیا کہ شق القمر یعنے چاند کا پھٹنا اگر وقوع
میں آتا تو جہان کے لوگ اسکو ضرور دیکھتے اور ہر قوم کے مورخ لکھتے
حالانکہ مسلمانوں کے سوا کوئی شخص اسکی خبر نہیں دیتا۔ پس ایک دانا
ہندو سے کہ وہاں موجود تھا پوچھا گیا کہ کلجگ میں جو دور چہارم ہے
کبھی چاند پھٹا ہے پھر پارسیوں اور ترکوں سے بھی استفسار کیا
سب نے کہا کہ ہمنے اپنی تواریخ میں نہیں دیکھا۔ مسلمان عاجز ہوا۔
ایک دن ایک یہودی آیا حضرت خلیفۃ اللہ نے نصرانی کو مقابل کیا
یہودی نے کہا توریت میں حضرت عیسیٰ کی کوئی خبر نہیں۔ نصرانی
نے جواب دیا کیونکر نہیں کہا داؤد نہیں کہتا کہ میرے ہاتھوں اور
پاؤں کو پڑے اور میری سب استخوان شمار کی گئیں۔ یہ عیسیٰ کی
رنجوری اور صلیب کی خبر ہے۔ یہودی نے کہا کہ جو کچھ داؤد نے
اپنے حق میں کہا ہو یا خدا داؤد کی زبان سے نقل کرے عیسیٰ
کی خبر ہوسکتی ہے۔ نصرانی بولا کہ حاملہ ہونے دوشیزہ یعنے بکر کی جو
خبر دی وہ مریم کے حق میں ملی ہے کیونکہ مریم ایسی ہی تھی۔ یہودی
مجیب ہوا کہ مریم کی دوشیزگی ہمارے نزدیک ثابت نہیں ہوئی کیونکہ
تمہارے عقیدہ میں بھی وہ عیسیٰ کے تولد سے پہلے یوسف نجار کے عقد
میں تھی اور عیسیٰ کو یوسف نجار کا بیٹا کہتے تھے۔ نصرانی نے کہا کہ سچ
ہے لیکن یوسف نے مریم کو ہاتھ نہ لگایا تھا۔ یہودی نے چلا کے کہا
کہ یہ کہاں سے ثابت ہوا۔ یہودی نے ایسا جواب دیا کہ نصرانی عاجز ہوا۔
پھر اس بزم میں جہاں ہندو اور مسلمان اور نصرانی اور یہودی فاضل موجود
تھے فرزانہ دانشمند بلایا گیا اور مقابلہ کرایا۔ حکیم نے کہا انکے پیغمبروں کی
نبوت چند وجوہ سے ثابت نہیں۔ اول یہ کہ پیغمبر کو چاہیئے ایسی بات
کہے جسکو عقل قبول کرے۔ دوم وہ مہذب و کم آزار ہو۔ موسیٰ انکے زعم
میں فرعون کا پروردہ تھا جب اسکو حیلہ سے آب نیل میں غرق کیا۔
اسنے اسکی توبہ نہ سنی۔ یہ جو کہتے ہیں کہ آب نیل نے اسے راہ دی
یہ غلط ہے۔ قارون کی توبہ پسند نہ کی اور طمع زر سے فرمایا کہ زمین

میں اُسے دیا دو۔ عیسیٰ نے جانوروں کے قتل کی تجویز کی۔ اور محمدؐ آپ کئی مدت تک قافلہ قریش کو لوٹتا رہا اور بہت خون کئے اور اپنے ہاتھ سے جانور مارے اور بیگانی عورت کی طرف وہ بہت راغب تھا اور اُسکی نگاہ سے عورت اپنے خاوند پر حرام ہوجاتی تھی۔ ایسے ہی اور بہت خرابیاں اُس میں موجود تھیں پس پیغمبر کو کیسے پہچانا جاوے سب نے کہا معجزہ سے۔ فرزانہ نے کہا تمھارے پیغمبروں کا کیا معجزہ ہے۔ یہودی نے کہا تو نے سُنا ہوگا کہ عصاے موسیٰ سانپ ہوجاتا تھا حکیم نے اپنا کمند وحدت کھینچا اور اُسپر پھونک مار کر چھوڑدیا فوراً بڑا سانپ بنکر یہودی کی طرف متوجہ ہوا حکیم نے اپنے ہاتھ سے پکڑلیا اور کہا کہ یہی معجزہ موسیٰ کا تھا۔ یہودی جان کے خوف سے ایسا بے حوصلہ ہوا کہ دم نہ مارسکا۔ عیسائی نے کہا کہ مسیح بے پدر متولد ہوا۔ حکیم نے کہا کہ آپ ہی کہتے ہو کہ مریم یوسف نجار کے نکاح میں تھی کہ اُن سے معلوم ہوا کہ وہ یوسف کا بیٹا نہ تھا نصرانی عاجز رہا۔ محمدی بولا کہ ہمارا پیغمبر قرآن لایا اور چاند کو پھاڑا اور اُسنے معراج کیا۔ فرزانہ نے کہا تمھارے قرآن میں لکھا ہے قَالُوا لَن نُّؤمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفجُرَ لَنَا مِنَ الأَرضِ يَنبُوعًا اَو تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِن نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الأَنهَارَ خِلَالَهَا تَفجِيرًا اَو تُسقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمتَ عَلَينَا كِسَفًا اَو تَأتِيَ بِاللهِ وَالمَلَائِكَةِ قَبِيلًا اَو يَكُونَ لَكَ بَيتٌ مِن زُخرُفٍ اَو تَرقٰى فِي السَّمَاءِ وَلَن نُّؤمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَينَا كِتَابًا نَّقرَؤُهُ قُل سُبحَانَ رَبِّي هَل كُنتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا۔ اُنھوں نے کہا اے محمد ہم تجھپر ایمان نہ لاوینگے جب تک کہ ہمارے واسطے تو زمین سے پانی کا چشمہ نہ پیدا کریگا یا کہ تیرے واسطے ایک انگور اور خرما کا باغ لگ جاوے اور تو اُسکے درمیان پانی کی نہریں جاری نہ کرے۔ یا کہ آسمان کو ٹکڑہ ٹکڑہ کرکے زمین پر ڈالے یا خدا تعالیٰ اور فرشتوں کو لاوے۔ یا کہ تیرے واسطے ایک سونے کا گھر ہو تو یا آسمان پر چڑھے اور ہم اُس چڑھے پر ایمان نہ لاوینگے جبتک کہ ہمارے واسطے ایک کتاب نیچے نہ لاوے کہ جسکو ہم پڑھیں ؛

جواب کہتا ہے کہو اے محمدؐ کہ پروردگار پاک ہے اور میں نہیں ہوں مگر بنی انسانی۔ یہاں سے جانا جاتا ہے کہ جب وہ نہریں

روا نہیں کرسکتا تھا۔ وے معجزات جو نقل کیے جاتے ہیں کیسے ظاہر کیے
جبکہ آسمان کے پھاڑنے پر ہی قادر نہ تھا چاند کو کیسے پھاڑا۔ جب فرشتوں
کو نہ دکھلا سکا۔ کیونکر جبرئیل کو ظاہری آنکھوں سے دیکھتا اور آواز سنتا
تھا۔ جب منکروں کے روبرو جسم سمیت آسمان پر نہ چڑھ سکا تو اُس کا
جسمانی معراج کسطرح ہوا۔ جبکہ کتاب نہ لاسکا کیونکر قرآن اُسپر نازل ہوا۔ ایک
زردشت ایک گوشہ میں کھڑا تھا بولا کہ ایسے مت کہو اور معجزات کا انکار
نہ کرو ہمارا پیغمبر بھی آسمان پر گیا ہے۔ حکیم نے جواب دیا کہ تم یزدان اور
آہرمن کے قایل ہو اور کہتے ہو کہ یزدان برائی نہیں کرتا اور پھر کہتے ہو
کہ آہرمن وہ ہے جو حضرت حق کی فکر بد سے پیدا ہوا ہے پس بدی خدا
سے ہے۔ اصل میں یہ تمھاری غلطی ہے۔ ایک برہمن دانا بولا جو وہاں
موجود تھا کہ تو نے پیغمبروں کا انکار کیا لیکن ہمارے اوتار بھی پیغمبروں کی
بجا ہیں۔ حکیم نے کہا پہلے تم خدا کو مجرد جانتے ہو اور پھر کہتے ہو
کہ خدا نے تجرد سے اُتر کر جسم پایا خدا مجسم کبھی نہیں ہوتا پھر تم
فرشتوں کے واسطے عورات ٹھہراتے ہو اور بشن کو کبھی آفریدہ دوم
کہیں خدا مطلق جانتے ہو اور کہتے ہو کہ وہ اپنے پایہ سے نازل ہوکر
مچھلی اور خوک اور کشف و انسان کے جسم میں نوبت بنوبت آیا۔ جب
رام کے جسم میں آیا اُسکی عورت چورائی گئی۔ رام نادان تھا ایک دانشمند
یعنے بششٹ کی شاگردی سے علم حاصل کیا۔ جب کرشن کا لباس پہنا
اُس کی شہوت پرستی اور دروغگوئی آپ ہی ظاہر کرتے ہو پھر انسان کو
جو نوع حیوان میں افضل ہے خوک اور کشف کی پرستش پر چھوڑتے ہو
اور مہاندیو کے ذکر کی پرستش کرتے ہو جسکو بعضی جگہ خدا جانتے ہو پھر
اُسکی عورت کے فرج کی صورت بناکر پرستش کرتے ہو جسکا نام جلہری ہر
تم یہ نہیں سمجھتے کہ نادان دانا کا پیداکنندہ نہیں ہوسکتا اور مجرد و بسیط
بانٹا نہیں جاتا اور تعدد واجب الحال ہے اور شریعت کا کمال خسیس کی
پرستش میں نہیں بڑھتا۔ جب حکیم نے ان دلایل اور براہین پر قیام کیا
سب برہمن منقطع اور ساکت ہوئے۔ پس حکیم نے کہا کہ یقین کرنا چاہیے
کہ نبی کامل اور رسول فاضل اور صاحب ناموس اکبر پیغمبر مقبل علیہ السلام
اسپر دلالت فرماتے ہیں کہ واجب الوجود حکیم ہے اُسنے خلقت کو اُس درجہ

کا حکم دیا کہ جنکو انکی عقلیں پہنچ سکیں۔ جبکہ عقل اسبات پر دلالت کرتی ہے کہ عالم کے واسطے ایک صانع ضرور ہونا چاہیئے جسنے اپنے بندوں پر نعمتوں کے اقسام فایض کیئے اور وہ شکر سپاس کا موجب ہمکو چاہیئے کہ اپنی عقول کے انوار سے اُسکی آفرینش کے دقایق میں فکر کریں اور اپنی دانش کے مطابق اُسکی نعمتوں پر شکر بجالاویں کیونکہ جب ہم خدا کی معرفت کی ہدایت اور شکر کی توفیق پاوینگے اُسکا ثواب حاصل کرینگے اور جب واحدانیت کے انکار اور کفران نعمت میں مبتلا ہونگے تو عقاب اور عذاب کے مستحق ہونگے۔ جب یہ حال ہے پس ہم کیوں ایسے شخص کی اطاعت کریں جو بشریت میں ہمارے برابر اور غضب اور شہوت اور حرص اور حب جاہ و ریاست میں ہم سے زیادہ گرفتار ہو وہ شخص ہمکو معرفت اور شکر کا جو کچھ امر کرے ہم اپنی عقل کے ذریعہ سے اُسکو پاسکتے ہیں اور اگر کچھ عقل کے برخلاف امر کرے وہی اُسکے جھوٹ پر دلیل ہوسکتا ہے کیونکہ عقل دلالت کرتی ہے کہ عالم کا صانع حکیم ہے اور حکیم خلقت کو اُس عبادت کی ہدایت کرتا ہے جو عقول میں قبیح معلوم نہ ہو۔ اور شریعت میں ایسے بہت امور ہیں جنکو عقل قبیح جانتی ہے جیسا کہ خدا کا بولنا اور مجرد فرشتوں کا آدمی کی صورت میں اُترنا اور جسم عنصری کے ساتھ آسمانوں پر چڑھنا اور عبادت و طوایف میں خانہ مخصوص کی طرف توجہ کرنا اور سعی ورمی الجمار اور حجر الاسود کا چومنا وغیرہ۔ اگر کہیں کہ بدون جہت کے خدا کی پرستش نہیں ہوسکتی اور ایک مکان ارتباط کے واسطے معین کرنا چاہیئے تو شکر گذاری کے واسطے جہت اور مکان کی ضرورت نہیں اور اگر مکان معین کرنا ہو تو کواکب علویہ کی صورتیں اولیٰ اور بہتر ہیں۔ اگر کہو کہ یہ بھی شرک کے توہم سے خالی نہیں۔ سب مکانوں میں سے اس توجہ کے واسطے یعنے عبادت کے واسطے وہ مکان لایق ہے جو وسط میں ہو اور سب مکانوں کی نسبتیں اُس کی طرف مساوی ہوں اسبات پر بھی سب کا اتفاق نہیں ہے کیونکہ بہت بزرگ اس مکان کے نقطہ اور مرکزدار ہونے کے قایل نہیں اور اکثر سیاحان زمین نے دوسرے مکان کو میانہ ٹھہرایا ہے چنانچہ حکماے براہمہ وغیرہ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مانا بھی جاوے تو بھی شرک کے توہم سے خالی نہیں ہوسکتا۔ کیا کوئی گمان کرسکتا

ہے کہ خدا مکان یا جسم رکھتا ہے کعبہ عرش کا وسط ہے تو دوسرے پیغمبر جنھوں نے کوئی اور مکان مانند بیت المقدس وغیرہ کے مقرر کئے تھے غلطی پر ہونگے اور حضرت محمدؐ صاحب بھی پہلے ایام میں کعبہ کی طرف نماز نہ پڑھتا تھا۔ اگر توہم شرک کا فساد پتھر اور مٹی اور اجسام کے پوجنے میں ہو تو پانی اور آگ اور کواکب توجہ کے لئے بہت لایق ہیں اگر وسط یعنے میانہ ہی منظور ہے تو آفتاب ساتوں آسمانوں کے وسط میں ہے۔ ایسے ہی حیوانوں کو ذبح کرنا اور حرام کہنا اُن چیزوں کو جو انسان کی غذا ہوسکتی ہیں اور چھوڑ دینا اُن اشیا کا جو بدن کو ناقص کرتی ہیں جیسا کہ خوک ہے سو بتائیے کہ عیسیٰ نے کیوں اختیار کیا۔ حرام ہونے کا باعث نجاست اور پلید شئے کا کھانا ہے تو خروس بھی اس بلا میں گرفتار ہے۔ ایسے ہی تمام امور قضایاے عقول کے مخالف ہیں۔ ایک بڑا فساد جو رسالت میں مندرج ہے یہ ہے کہ وہ اور آدمیوں کی مانند ہوتا ہے جو عوارض بشری سے مخصوص ہوتا ہے اور کھانا پینا وغیرہ یعنے مانند آدمیوں کے کرتا ہے اور جو لوگ اُسکی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں کہ وہ انکو حیوانوں کی طرح جیسا اُسکا ارادہ ہوتا ہے چلاتا ہے اور جس مطیع اور مرید کی عورت کو چاہتا ہے اپنے پر حلال اور اسپر حرام کر دیتا ہے۔ آپ تو نو عورتوں کے ساتھ نکاح کرتا ہے اور فرمانبرداروں کو چار عورتوں سے زیادہ کی اجازت نہیں دیتا اور اُن میں سے بھی جسکو چاہے اپنے واسطے لیتا اور جس شخص کو چاہے خون مباح کر دیتا ہے۔ معلوم نہیں کہ کون سی فوقیت اور فضیلت سے لوگ اُسکے فرمانبردار بنے اور نہ معلوم کہ اس دعوے کے صدق پر کیا دلیل ہے اگر صرف اُسی رسول کا قول اسکا باعث ہے اُسکا قول صرف اس حیثیت سے کہ قول ہے اقوال دیگر پر فوقیت نہیں رکھتا باوجودیکہ اُس قول کی صحت معلوم نہیں کیونکہ اُسکی امت کو اس میں بہت اختلاف ہے۔ اگر ظہور معجزات کا اس عقیدہ کا موجب ہے تو معجزہ تو ثابت ہی نہیں ہوا اگر کہو کہ نقل سے ہوا ہے تو جب مدت سے نقل کا خانہ خراب ہے تو اعتماد کے قابل نہیں۔ اگر مانا بھی جاوے تو علوم غریبہ اور اجسام کے خواص بے نہایت ہیں۔ پس نہیں ہوسکتا کہ یہ

قسم جسکو تم معجزہ جانتے ہو بعض اجسام کے خواص یا علم غریبہ میں سے ہو۔ تمھارے نزدیک شق القمر معجزہ ہے تو کیونکہ ماہ کاشغر یعنے خوبان سے مراد نہیں ہوسکتی۔ جبکہ تو موسیٰ کو کلیم اللہ کہتا ہے تو سامری کو جسنے بچھڑا بلا دیا تھا کیوں موسیٰ کلیم تر نہیں کہتا۔ اگر کہیں کہ ہر عقل کو یہ طاقت نہیں کہ بلند امر کو دریافت کرسکے بلکہ خدا کے فضل سے عقول و نفوس کو ترتیب خاص فرمائی اور بعض کو بعض سے اعلیٰ پیدا کیا ہے۔ یعنے اُسکی رحمت اور ہدایت انبیا کو اول عقول سے زیادہ پہنچتی ہے۔ تو پس خلقت کے کام نہیں آسکتا کیونکہ وہ ایسی خبر کہتا ہے کہ لوگ دریافت نہیں کرسکتے اور انکی عقلیں نہیں اُس خبر کو پسند کرتیں اور وہ بذریعہ شمشیر انکو فرمانبردار کرتا ہے کیونکہ وہ نادانوں کو کہتا ہے کہ میرا کہنا تمھاری عقل سے باہر ہے اور تمھاری فکر وہاں تک نہیں پہنچ سکتی ہے کہ میرے آئین کو بسبب زیادتی عقل کے فوق ہو پس اُسکا آئین نادان اور دانا کے کام نہیں آتا۔ دوم یہ کہ عقل کے پیدا کرنے اور دیگر لوگوں کو عقل دینے سے کچھ حکمت اور فائدہ نہ ہوا چنانچہ نبی آپ کہتا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یعنے خدا تکلیف نہیں دیتا کسی نفس کو مگر مطابق اُسکے حوصلہ کے۔ جس چیز کی دریافت عقل کی وسعت میں نہ سماسکے اُسکی درستی پوشیدہ رہتی ہے اور اُسکا اقرار کرلینا نادانی ہے جبکہ دانشمندوں کے اقوال حدیث و کتاب نبی سے کئی درجہ بہتر ہیں تو حدیث و کتاب و نبی پہ ایمان لانا کیا ضرور ہے۔ اور جبکہ یہ قاعدہ مقرر ہوا کہ انبیا برحق ہیں ہر شخص جو کچھ دعویٰ کرے وہ لایق ہے کیونکہ احمقوں نے جان لیا ہے کہ انکی عقل ہماری عقل سے کامل ہے اور ہماری عقل اس امر کی دریافت کے لئے کافی نہیں اسی واسطے اہل اسلام اور دیگر مذاہب میں گفتار و کردار اور طریق بہت ہیں۔ ایک قباحت یہ بھی ہے کہ جب پہلے ایک نبی کا دین قبول کیا اور خدا شناسی اور حق پرستی میں اُس کی پیروی کی اور بعد عرصہ کے دوسرا نبی آیا اور حق پرستی میں اُسنے کوئی نیا حکم دیا تو حیران ہوتے اور کہتے ہیں کہ پہلا نبی جھوٹا تھا۔ اگر کہیں کہ ہر دور میں شریعت بدل جاتی ہے لیکن حق شناسی میں اختلاف نہیں پڑتا کہ چاروں کتابوں میں

حق شناسی کی بابت بڑا اختلاف ہے گویا کہ پہلے خدا اپنے آپ کو بھی نہیں پہچانتا تھا۔ پھر دوسری کتاب میں کچھ اور ذکر ہے اور ایسے ہی تیسری اور چوتھی میں۔ پس عقول مصنف کے نزدیک رستگاری شناخت حق میں ہے جو بمتابعت نبی کامل یعنے عقل سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ شناخت شہوات و لذات اور خونریزی اور زنا و کذب اور تہمت و ستم اور ایذا اور مفت خوری کے ترک سے اور دس خصلت مندرجہ ذیل سے تمام ہوتی ہے۔ اوّل جود و کرم۔ دوئم بدکاروں پر عفو کرنا اور حلم سے غضب کو ہٹانا۔ سوئم شہوات دنیوی سے مجتنب ہونا۔ چہارم عالم کون و فساد کی قید سے چھوٹنے کی فکر کرنا اور التذاذ آخرت کا ذخیرہ جمع کرنا۔ پنجم عقل اور ادب کی ریاضت اور عواقب امور کو سوچنا۔ ششم علوی امور کے طلب میں عقل کو لگانا۔ ہفتم نرمی اور خوشی سے ہر ایک کے ساتھ بولنا۔ ہشتم بھائیوں کے ساتھ ایسا سلوک کرنا کہ اپنے اختیار سے اُنکے اختیار کو مقدم سمجھنا۔ نہم خلقت سے کلی اعراض کرنا اور کلیہ طور پر خدا کی طرف متوجہ ہونا۔ دہم شوق سے روح کو خدا میں لگانا۔ اور جبتک جسم ہے ہمیشہ اپنے آپ کو اُسکے وصال کا خواہشمند رکھنا۔ اعلیٰ درجہ کے وہی لوگ ہیں جو تھوڑی غذا پر کفایت کرتے ہیں اور جہان فانی سے اجتناب کرتے ہیں اور کھانے پینے پہننے اور نکاح کی لذت کا ہرگز خیال نہیں کرتے۔ اور ادنیٰ درجے کے وے لوگ ہیں جو صرف اسیقدر رغبت کرنا حلال جانتے ہیں جسقدر حق ہو۔ چونکہ یہ طریق دشوار ہے جو نبی کامل یعنے عقل نے فرمایا۔ لہذا شیطان نفس حیوانی کے مطیع پیغمبروں کے بنائے ہوئے آئین میں داخل ہوکر شہوات کے راغب ہوتے ہیں کیونکہ وے پیغمبر بھی شہوت اور غضب کے اور کھانے پینے اور عمدہ پوشاک پہننے اور جمیلہ عورات کی قید میں گرفتار ہیں اور ان لوگوں پر ظلم کرنا کہ جنکو وہ کافر جانتے ہیں جایز بلکہ ستودہ سمجھتے ہیں۔ اور بعض علما اور انکے پیرو جو دنیا کے واسطے انبیا کی اطاعت اختیار کرتے اور اصل میں اُنکے جھوٹ پر واقف ہوتے ہیں جب فرصت پاتے ہیں تو کوئی نیا آئین جاری کرلیتے ہیں۔ جبکہ اس انجمن میں کوئی شخص حکیم فاضل کا جواب نہ دے سکا وہ چلا گیا۔

حضرت خلیفۃ اللہ نے مریدوں کو فرمایا کہ حق کی پرستش اور اُسکے مقربوں
کی ستایش ضرور ہے کیونکہ انسان کو کواکب کا مرتبہ حاصل نہیں جو خدا
کے مقرب ہیں انسان کو ایزد متعال کے سوا دوسری غرض نہ ہونی
چاہیئے یعنے جو کام کرے اُس کام سے غرض خدا ہی ہو چنانچہ انسان
اسی واسطے ہے کہ خدا کی بندگی کرسکے اور نوکری اسلئے کرتا ہے کہ
خدا کی بندگی میں عاجز اور محتاج نہ ہو اور عورت اسواسطے کرتا ہے
کہ نیک اور خدا پرست فرزند متولد ہو اور انوار کواکب کو اس لئے تعظیم
کرتا ہے کہ وے خدا کے مقرب ہیں اور خواب اسواسطے کرتا ہے کہ روح
عالم علوی میں پہنچے۔ پس سالک ہر وقت خدا کی بندگی اور اطاعت میں
ہے۔ مناسب ہے کہ وہ ایکدم بھی غافل نہ ہو اور جانوروں کے آزار سے
پرہیز واجب جانے اور خدا کے آفریدگان کو گرامی سمجھے اور درخت اور
سبز گیاہ کو بھی بلا احتیاج نہ کاٹے اور ہر جگہ زمین کو بے فائدہ ملوث
نہ کرے مگر مکان مخصوص کو۔ اور پانی اور آگ کو بُری جگہ نہ پھینکے۔
اور کواکب کو درود بھیجے اور باوجود اس حال کے کم بولنا اور کم کھانا
اور کم سونے کی عادت کرے۔ انکے اشغال بہت ہیں ایک یہ کہ حواس
ظاہری کو انگلیوں سے بند کرے اور حضرت نیّر اعظم کا تصور کرے اور
اس شغل میں ایسی ورزش کرے کہ بمجرد آنکھ ڈھانپنے کے حاضر ہو۔
پس ہند اور ایران اور یونانی وغیرہ کے بزرگوں میں سے جس کسی کو
چاہیئے اُسکے روبرو حاضر ہو اور انوار کو مشاہدہ اور اطوار کو دور
کرے اور فنا اور بقا کا صاحب ہو جاوے۔ حضرت خلیفۃ الحق کے
مطیعوں کو الٰہی اسواسطے کہتے ہیں کہ ہر کام میں اُنکا مقصود خدا ہی
ہے۔ اور وہ واسطے پرستش کواکب اور قبلہ جاننے ساروں کے حضرت
خدا کے حکم سے مامور تھے۔ متقدمین ہند اور پارس کی کتابوں میں کواکب
کے فضایل بے شمار مرقوم ہیں۔ نیین جوت سے سُنا گیا کہ حضرت کے عہد
میں علما آپسمیں مختلف الرّاے ہوے مخدوم الملک نے فتویٰ دیا کہ ان ایام
میں حج کو جانا واجب نہیں بلکہ جانے والا مستوجب عذاب کا ہے کیونکہ
مکہ کا راستہ خشکی سے عراق پر اور دریا کا گجرات اور بنادر فرنگ پر
منحصر ہے۔ خشکی میں قزلباشوں کی ناسزا باتیں سُنی جاتی ہیں اور دریا

کی راہ میں فرنگیوں کا مغلوب ہونا اور انکا عہدنامہ دیکھنا پڑتا ہے۔ اور اس عہدنامہ میں عیسیٰ اور مریم کی تصویر ہے جو بُت پرستی کا حکم رکھتی ہے۔ حضرت نے ایک دن فرمایا کہ میں نے شیخ عبدالنبی سے سُنا کہ اہل سنت کے مجتہدوں نے نو عورتیں جایز کی ہیں اور علما کہتے ہیں کہ یہ دلیل مجتہد کی اسوجہ سے ہے فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ۔ پس نکاح کرو اُن عورات سے جو میسر ہوں دو یا تین یا چار سے۔ اس عبارت کے ظاہر پر عمل کرکے اٹھارہ عورت تک روا رکھا۔ اور علما نے یہ بھی فتویٰ دیا کہ بطریق متعہ جسقدر عورتیں حاصل ہوں مباح ہیں اور یہ بات امام مالک کے مذہب میں جایز ہے۔ شیعوں نے کہا کہ متعہ سے پیدا شدہ فرزند اُس فرزند سے بہتر ہے کہ جو غیر متعہ سے ہو اور نقیب خاں نے امام مالک کا موطا دکھلایا جسکے انجام میں متعہ اسناد کے جواز کی تصریح تھی۔ شیعوں نے کہا کہ قرآن میں لکھا ہے نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ۔ اسی واسطے آگے اور پیچھے سے عورت کے ساتھ جماع جایز ہے۔ نین جوت کہتا ہے کہ جیوں ہی مسلمانوں کی تاریخ پڑھی لوگوں کا اعتقاد اصحاب کی نسبت فاسد ہوا اور حکیموں نے سب شریعتوں کا نام قیدیات رکھا اور کہا کہ دین کا مدار عقل پر ہے اور کوئی شخص بحث میں انکی برابری نہ کرسکا۔ فرنگ کے عالم آتے اور باتیں کرتے۔ شیخ بھاون نام برہمن دانا نے جو بباعث عداوت رشتہ داروں کے دکھن سے آیا اور مسلمان ہوکر یہ نام پایا اور بید چہارم اسکے پاس تھا اُسنے اُس بید میں سے ایک عبارت دکھلائی کہ جس میں لام بہت تھے اور کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے مشابہ بھی وہاں ایک کلمہ لکھا تھا اور یہ بات بھی وہاں لکھی تھی کہ جبتک اس عبارت کو نہ پڑھیں نجات نہ پاویں گے۔ دوم یہ کہ گوشت گاؤ ساتھ چند شرایط مباح ہے سوم یہ کہ مردہ کو دفن کرنا چاہیے۔ شیخ مذکور سب برہمنوں پر غالب ہوگیا تھا۔ نین جوت کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ اس عبارت کا ترجمہ کرو جب ترجمہ کیا اُسکے معنے تمام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے مخالف تھے۔ اور وے شرایط کہ جو گوشت گاے کی بابت کہتا تھا طریق اسلام کے برخلاف تھیں ایسے ہی مردہ کا دفن کرنا بھی کسی اور طور پر تھا جو دین اسلام میں جایز نہیں۔ حضرت اور سب برہمن ہنسے اور فرمایا

کہ دیکھو مسلمانوں اور ہندوؤں کو کہ باوجود اسقدر مباحثہ کے کسی نے نہ پوچھا کہ اس عبارت کے معنے کیا ہیں۔ اور مجھے بہت سراہا۔ میر سید شریف آملی منزل دیپالپور میں حاضر حضور ہوا اور ظاہرا محمود بھاجوالی کی طرف سے بعد از بحث علما کو ملزم کیا حضرت نے اُسپر بھی عاطفت کا سایہ ڈالا۔ اختلاف مذاہب کا اسقدر بڑھ گیا تھا کہ علما ایک دوسرے کی تکفیر کرتے اور حکما اور صوفیہ مجلس بہشت آئین میں کہتے کہ سب مذہبوں اور دینوں میں عاقل موجود ہیں اور ترجیح بلامرجح کہاں سے ہے باوجودیکہ اس دین پر ایکہزار سال سے زیادہ نہیں گذرا۔ چھوٹے بچوں کا ایک گروہ گنگ محل میں چھوڑا گیا جنکا کھانا پینا سب وہاں ہی موجود تھا لیکن باوجودیکہ چودہ سال کے ہوسے گنگ تھے یعنے کوئی بول نہ سکتا تھا پس معلوم کیا کہ بولنا طبعی نہیں یعنے بول نہیں سکتے جبتک کہ سکھاے نہ جاویں۔ اس سے دریافت ہوا کہ عالم قدیم ہے اور لغات دایمی ہے۔ برہمنوں نے عقلی اور نقلی دلایل اپنے مذہب کے صدق اور غیروں کے بطلان پر پیش کئے۔ اور تاج العارفین شیخ تاج الدین ولد شیخ ذکریا جودھنی دہلوی نے سطحیات متصوفیہ اور وحدت وجود کے مقدمے اور ایمان فرعون کا مسئلہ جو فصوص الحکم میں مذکور ہے رجا کی ترجیح خوف پر بیان کی۔ جبکہ حضرت نے ملوک عجم کا یہ طریق پسند کیا کہ لوگ اُنکی نماز ادا کرتے تھے صوفیہ نے خلیفہ زمان کو انسان کامل جانکر سجدہ جایز کیا کیونکہ صوفی انسان کامل کو سجدہ کرتے ہیں اور کہا کہ اس رمز سے کہ فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا یہ مراد ہے کہ عاقل کہ زمینی فرشتے ہیں انسان کامل کو جو خدا کا خلیفہ ہے سجدہ کریں اور کعبہ وقبلہ بھی انسان کامل کہنا چاہیئے کیونکہ خدا کا مکان دل ہے اور پرستش حق میں دلی توجہ سے درست ہے۔ یعقوب اور اُسکے فرزندوں نے یوسف کو سجدہ کیا۔ شیخ یعقوب صرفی کشمیری نے جو زمانہ کا مرشد تھا۔ عین القضاۃ ہمدانی سے نقل کیا کہ محمد اسم الہادی کا اور ابلیس اسم المضل کا مظہر ہے۔ ملا محمد یزدی نے تینوں خلیفوں پر طعن اور اصحاب کبار اور انکے پیروؤں کو گناہوں سے منسوب کیا اور بنابر مذہب شیعہ کے گمراہ اور گمراہ کرنیوالے کہا اور انجیل کا باب لاکر تثلیث کی دلیلیں راست ٹھہرائیں اور نصرانیت کو ثابت کیا۔ چونکہ حضرت ہر قسم کے لوگوں کے دوستدار تھے نواب علامی

شیخ ابوالفضل کو جسنے کئی مرتبہ حضرت کے معجزے دیکھے تھے اُنکے ترجمہ کا حکم دیا اور بسم اللہ کی جگہ یہ بیت لکھا ؎ اسے نام تو دیر زو کرستو سُبحانک لاالہ الا ہو۔ راجہ بیربر نے خاطرنشین کیا کہ آفتاب مظہر تام ہے اور غلہ اور زراعت اور میوہ اور سبزی کا پکانا اور حیات اور روشنی اُسی سے ہے۔ ایسے ہی آگ پانی پتھر درخت سب خدا کے مظاہر ہیں اور قشقہ اور زنار کو ظاہر کیا۔ مقرب حکما نے تائید کی کہ آفتاب نیر اعظم اور نیر اکبر اور عطیہ بخش عالم اور بادشاہوں کا مربی ضرور ہے۔ یزدانیوں نے کہا کہ عالم مجردات کا سورج واجب الوجود ہے اور عالم اجسام کا آفتاب خلیفۃ اللہ ہے اور آفتاب پرستوں نے ظاہر کیا کہ عالموں کو مجردات کے وجود اور واجب الوجود کے تجرد میں خلاف ہے۔ اسبات کی بہت لوگ نفی کرتے ہیں اور آفتاب کے وجود اور روشنی اور فیض میں کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ چونکہ حضرت خدا سے تھے لہذا وے دعائیں پارسی اور ہندی اور ترکی اور تازی میں آفتاب کی تعریف پر مشتمل تھیں پڑھا کرتے تھے اُن میں سے ایک دعا وہ ہے کہ جسکو ہندی آدھی رات اور طلوع آفتاب کے وقت پڑھتے ہیں۔ گاے کو مارنا اور اُسکا گوشت کھانا حرام کردیا کیونکہ طبیب کہتے ہیں کہ اُسکے استعمال میں جرب اور قوبا اور جذام اور داءالفیل وغیرہ امراض ہوجاتے ہیں ہاضمہ کے بگاڑنیوالا ہے۔ اور ہندوؤں نے کہا کہ باوجود اسقدر نقصان کے گاے کا مارنا بے انصافی ہے۔ یزدانیوں نے بھی کہ بے آزار جاندار کا مارنا ظلم ہے اور ظالم خدا کا دشمن ہے۔ علماء وقت نے بھی کتاب صراط المستقیم امام مجدالدین محمد ابن یعقوب بن محمد فیروزآبادی کی دکھلائی جو کہتا ہے کہ یہ جو مشہور ہے کہ اَفْضَلُ الطَّعَامِ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ اللَّحْمُ یعنے دنیا اور آخرت کے طعاموں سے گوشت افضل ہے۔ ثابت نہیں ہوا۔ اور ہریسہ کی فضیلت میں کچھ واقع نہیں ہوا۔ خروس سفید کے فضایل کا کچھ ثبوت نہیں۔ ولدالزنا کی بابت جو مشہور ہے وَلَدُالزِّنَا لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ یعنے ولدالزنا بہشت میں داخل نہ ہوگا۔ ثابت نہیں بلکہ باطل ہے حضرت خلیفۃ اللہ کو بھی بشارت ہوئی کہ گاے کو نہ مارنا چاہئے۔ ایسے ہی آتش پرست کہ جو قصبہ نوساری مضافہ ولایت گوجرات سے آے تھے زردشت کو حق کہتے اور آگ کی تعظیم کو عبادت عظیم سمجھتے تھے اُنکو حضرت نے اپنے پاس بُلایا اور راہ روش کیا نیوں سے

واقف ہوا۔ اردشیر نامی زردشتی کو بھی ایران سے بلایا اور آگ کو باہتمام تمام نواب علامی شیخ ابوالفضل کے سپرد کیا اور مقرر کیا کہ موبدوں کے طریق پر جیسے کہ ملوک عجم نے آتشکدہا ہمیشہ برپا کئے تھے ہمیشہ رات دن آگ کو گھر میں رکھے کیونکہ یہ آیات خدا سے اور ایک نشان انوار ایزدی سے ایک نور ہے۔ ایسے ہی کرمان سے آتش پرست لوگوں کو بلاکر دین زردشت کے دقایق دریافت کئے۔ اور آذر کیوان کو کہ یزدانی اور آبادانیوں کا سرگروہ تھا کئی خط بھیجکر طلب کیا لیکن اُسنے آنے سے عذر کیا اور ایک کتاب اپنی بنائی ہوئی بھیجی کہ جسمیں واجب الوجود کی ستایش اور عقول اور نفوس اور آسمانوں اور ستاروں اور عناصر کی تعریفیں اور نصیحتیں جو بادشاہوں کو ضروری ہیں مندرج تھیں اور یہ کتاب ۱۴ جزو میں تھی اُسکی ہر پہلی سطر صرف پارسی دری تھی جب تصحیف کرتے یعنے نقطے بدل کر پڑھتے عربی ہوجاتی اور جب قلب کرتے یعنے اُلٹ دیتے ترکی اور جب اُسکی تصحیف کرتے ہندی ہوجاتی تھی۔ نواب علامی ابوالفضل آذر کیواں کا نہایت معتقد تھا۔ عجمی عربیوں کو زہرن کہتے اور اہل اسلام کو ملعون۔ علامی شیخ ابوالفضل نے فتحپور میں عبدالقادر بداونی کو کہا کہ مجھے کتابوں کے مصنفوں پر دو شکوے ہیں ایک یہ کہ اُنھوں نے جیسا کہ اپنے پیغمبر کا حال مفصل لکھا ایسا انبیاء سابق کا کیوں نہ لکھا۔ دوم کوئی ایسا اہل حرفہ نہیں رہا جسکا حال تذکرۃ الاولیا اور نفحات الانس وغیرہ میں مذکور نہ ہوا اہل بیت نے کیا جرم کیا کہ اُنکا ذکر اُن میں داخل نہ ہوا۔ عبدالقادر نے اچھا جواب نہ دیا۔ غازی خاں بدخشی نے کہ علم معقول میں بے نظیر تھا اسبات میں کوشش کی کہ امام عادل کو مجتہد پر ترجیح اور فضیلت ہے اور اسکی تجویز اور ترجیح سے ایک اور گروہ نے روایت درست کی اور عالموں نے اُس تذکرہ پر مہر کردی یہ امر ماہ رجب سنہ ۹۸۷ ہجری میں واقع ہوا۔ حضرت مامور ہوے کہ کلمہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اکبر خلیفۃ اللّٰہ کہیں اگرچہ سب لوگوں نے چاہا کہ دین میں آویں لیکن حضرت نے کہا کہ یہ دین حسب خواہش لوگوں کے مروج ہوگا نہ کہ بجبر۔ آخر بہت سے مرتاض صاحب حال اور دانا نے اپنی خوشی سے یہ آئین اختیار کیا۔ خدا کا حکم پہنچا کہ اپنے صاحب اور خداوند سے اخلاص چار مرتبہ پر ہے یعنے ترک مال اور

ترک جان اور ترک ناموس اور ترک دین ہے۔ امر الہی سے یہ مراد ہے کہ اگر سخت معاملہ آپڑے اپنے صاحب کو نہ چھوڑیں اور اُن چار چیز کو چھوڑ دیں۔ کہا کہ اس دین کے بقا کی مدت ایکہزار سال تھی جو تمام ہوئی اب واجب نہیں کہ جماع کے بعد غسل کیا کریں۔ اور عاقلوں نے کہا کہ منی انسان کا خلاصہ ہے کیونکہ پاکوں کی پیدایش کا بیج ہے۔ پس کیا معنے کہ خارج ہونے بول اور غایط سے غسل واجب نہ ہو اور ایسی لطیف شے سے غسل واجب پڑے بلکہ مناسب تو یہ ہے کہ پہلے غسل کرکے جماع کریں۔ ایسے ہی روح میت کے واسطے جو بہتر ہے طعام دینے کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ جسدن وہ متولد ہووے ایک عالی جشن کرنا چاہیئے اور اُسکا نام آتش حیات کہتے ہیں۔ مگر جسکی روح بذریعہ معرفت تمام مبدا سے واصل ہوئی ہو اُسکے بدن چھوڑنے کے دن خوشی ضرور کرنی چاہیئے کیونکہ اُسکو روز وصل کہتے ہیں۔ اختلاف تواریخ ہند کے واسطے عربی ہجری تاریخ کو بھی ابتداے سنہ جلوس سے بدل ڈالا کہ جو نو سو تریسٹھ ہوتا ہے اور مہینوں کو بھی ملوک عجم کے طور پر اعتبار کیا اور زردشتیوں کے موافق سال میں چودہ عیدیں ٹھہرائیں۔ ان سال اور ماہ کو الہی کہتے ہیں اس قسم کی خدمات کو حکیم شاہ فتح اللہ شیرازی بجا لاتا تھا۔ بہ سبب سُننے مناظرہ علما کے بالطبع تفسیر اور فقہ کا پڑھنا لوگوں سے برطرف ہوا اور نجوم اور حکمت اور حساب اور شعر و تاریخ کا چرچا پھیل گیا۔ عجمی لوگ ان دو بیت کو بہت پڑھا کرتے ہیں ؎

ز شیر شتر خوردن و سوسمار
عرب را بجائے رسیداست کار
کہ ملک عجم کا کند آرزو
تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

خواجہ عبداللطیف کہ ماوراءالنہر کے بزرگ زادوں میں سے تھا شمائل ترمذی میں اس حدیث پر شبہہ لایا کَاَنَّہٗ جِیْدُ وَثَنٍ یعنے محمد کی گردن کو بُت کی گردن سے تشبیہ دینا کیسے ہوگا پس بُت پرستی ستودہ ہے۔ ایسے ہی حدیث ناقہ قصوی جو سیر میں مشہور ہے اور اوایل ہجرت میں قریش کے قافلہ کو مارنا۔ ایسے ہی نو عورت سے نکاح کرنا اور جس عورت کو پیغمبر پسند

کرے اُسکا اپنے خاوند پر حرام ہوجانا اور اس امر کا واقع ہونا اور اصحاب کا مان لینا جو وقت پڑھنے کتب سیر یعنے تواریخ کے مذکور ہوتا تھا۔ پھر خلفاے ثلاثہ کی خلافت اور قصہ فدک اور جنگ صفین ہیں شیعوں کا غالب اور سنیوں کا مغلوب ہونا اور مجلس نوروزی میں قاضی اور مفتی کو قدح نوشی پر لانا۔ شیخ ابوالفضل نے برعکس تفسیر آیتہ الکرسی کے جو اُسنے بنائی تھی کتاب مہابھارت پر جو ہندووں کے بزرگوں کا جنگ نامہ ہے دو جزو کا خطبہ لکھا۔ بعضے عالم قصہ زفاف محمد اور صدیقہ کے بالکل منکر تھے یعنے محمد اور صدیقہ کی شادی نہ مانتے تھے۔ اور ایسے ہی داؤد کی نکوہش بسبب زوجہ اوریا کے کرتے تھے۔ جب سلطان خواجہ نے جو آئینوں میں سے تھا بدن چھوڑنے کے وقت کہا کہ حضرت مجھے دیو مردم کے آئین پر دفن نہ فرماویں تو اُسکی لاش قبر میں مع ایک دیے کے چھوڑی گئی اور ایک جھید سورج کے مقابل رکھا گیا کہ جسکی روشنی گناہوں کو دور کرتی ہے۔ اور حکم ہوا کہ ملوک عجم کے طور پر کمینوں کو دانشامون کے پڑھنے اور طلب علوم سے روکدینا چاہیئے۔ ہندووں کے مقدمات برہمن دانا اور مسلمانوں کے قاضی فیصل کیا کرے ایسے مذہب کا فیصلہ اُنکا عالم کیا کرے۔ مامور ہوے کہ مردہ کو مشرق کی طرف سر اور مغرب کو پاؤں کرکے مدفون کیا کریں اور اسی طریق پر ہوا کریں۔ حکم ہوا کہ الہی لوگ علوم غریبہ میں سے سواے نجوم اور حساب اور فلسفہ کے نہ پڑھیں اور اپنی گرامی عمر کو غیر معقولات میں صرف نکریں۔ اور گوشت گاے کو حرام کردیا۔ حکم دیا کہ ہندو عورت کو جو اپنے خاوند کے لاش کے ساتھ جلنا چاہے منع نہ کریں اور جبر۔ اور اکراہ سے بھی نہ جلاویں۔ جو آدمی اُس شخص کے ساتھ کھاوے کہ جسکا پیشہ حیوانوں کا ذبح کرنا ہو اُسکا ہاتھ کاٹ لیں اور اگر اُسکے کنبہ سے ہو تو انگلیوں کو قطع کردیں۔ وہ عورت جو کوچہ و بازار میں بحالت گردش مُنہ نہ ڈھانپے اُسکے ساتھ خاوند ہمبستری نہ کرے۔ اُس عورت کو جو اپنے خاوند سے لڑے محلہ فواحش میں لیجاویں کہ اُسکا کام متعہ کرنا ہے۔ اگر بھوک اور اضطرار کی حالت میں والدین اپنے نابالغ فرزندوں کو فروخت کریں تو اُنکو اختیار ہے کہ بوقت استطاعت زر دیکر چھڑالیں۔ اگر ہندو کو بحالت طفولیت بمسلمان کرلیا

ہو اُسکو اختیار ہے کہ اپنے بزرگوں کے دین پر عود کرے منع نہ کریں
ہر شخص جس دین کو چاہے قبول کرے۔ اگر ایک دین سے دوسرے
مذہب میں انتقال کرنا چاہے منع نہ کریں اگر ہندو عورت مسلمان پر
فریفتہ ہوکر دین اسلام میں آنا چاہے جبرًا وارثوں کے حوالہ کردیں
ویسے ہی اگر مسلمان عورت ہندو پر عاشق ہوکر ہندو بننا چاہے منع کریں
بتخانہ اور کنیسہ اور آتشکدہ اور دخمہ بنانے سے کسی کو نہ روکیں اور
مسلمانوں کو بھی مسجد وغیرہ کے بنانے سے منع نہ کریں۔ صدر جہاں الہی
کیش ہوا زندیار کو حیوانات سلیمہ بولتے ہیں اور زندیار کے قتل سے
بیزار ہوتے ہیں۔ ایکہزار اٹھاون ہجری میں نامہ نگار نے ملا ترسون بدخشی
جو مسلمان حنفی کیش کا ہے سُنا کہ ایکدن ہم اور سکندر واسطے طواف
اور زیارت مرقد اکبر بادشاہ کے گئے ایک شخص ہمارے رفیقوں میں
سے اندر نہ گیا اور خلیفۃ الحق کو بُرا کہنے لگا ہم سب نے اپنے دل میں
کہا کہ اگر حضرت کچھ کرامت رکھتے ہیں تو اُسکو کچھ آسیب پہنچے اسی حالت
میں اُسکے پاؤں کی اُنگلی ایک سوراخ سنگ میں پڑکر ٹوٹ گئی۔ ناموس
اکبری میں مذکور ہے کہ خدا کو پوجنا اور مقربوں کو سراہنا ضروری ہے اور
آدمیوں میں سے کوئی کواکب کے رتبہ کا نہیں کیونکہ انسان کو کواکب کا
درجہ حاصل نہیں ہوسکتا اور حضرت فرماتے تھے کہ سالک کو کوئی غرض
سوائے ایزد متعال کے نہونی چاہیے یعنے سالک جو کام کرے اُس سے
غرض کار خدا ہوئے

تیسری نظر کواکب کے فضایل میں بطور وحی اور کشف کے

شیث اور ہرمس الہرامسہ یعنے ادریس اور فلاسفہ کہتے ہیں کہ خدایتعالی نے
افلاک اور کواکب کے اجرام کو ایسا پیدا کیا ہے کہ انکی حرکات سے
ارضی جہان میں کئی آثار ظاہر ہوتے ہیں بلکہ سفلی حوادث انکی حرکات
کے مطیع ہیں اور ہر برج اور درجہ کیواسطے علٰحدہ طبیعت ہے اور بروج اور
درجوں کے خواص اور تاثیریں تجربہ سے معلوم ہوچکی ہیں۔ ایسے ہی ظاہر ہے
کہ یہ خدا کے مقرب ہیں اور دعا کا محل اور حقیقی کعبہ اور قبلہ آسمان

ہے۔ حکما کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر ایک صاحب ناموس کسی کوکب کی پرستش کرتا ہے چنانچہ موسیٰ زحل کی پرستش کرتا تھا کیونکہ یہودیوں کے نزدیک شنبہ یعنے سنیچر گرامی ہے اور موسیٰ جادوگران پر جو زحل سے منسوب ہیں غالب تھا۔ اور عیسیٰ آفتاب کی پرستش کرتا تھا اسیواسطے یک شنبہ یعنے اتوار اُسکے نزدیک افضل ہے اور آخر اُسکی روح آفتاب سے ملیؔ اور محمدؐ زہرہ کی اسیواسطے اُسکے نزدیک جمعہ مقرر ہے۔ جبکہ یہ امر عوام پر ظاہر کرنا نہیں چاہتے تھے پوشیدہ رکھا۔ پیغمبر عربی کی وضع سے ظاہر ہے کہ وہ زہرہ کی تعظیم کرتا تھا۔ بوے خوش کا راغب ہونا وغیرہ گواہ ہے پارسیوں کے اخبار میں درج ہے کہ عہدآباد میں فرہوش نام ایک بادشاہ تھا جسکے پاس بہت شاعر تھے اُن میں سے سات شاعر مقرر تھے جو ہر ایک ہفتہ میں سے ایک دن اپنی نظم بادشاہ کے پیش کیا کرتے تھے ایک دفعہ یکشنبہ کے دن جو آفتاب کا روز ہے بادشاہ حمام میں گیا۔ وہاں سے نکلکر آفتاب کی ہیکل میں گیا اور پرستش بجالاکر گھر میں آیا۔ شاعروں کا بادشاہ شیدوش وہاں حاضر تھا چونکہ بادشاہ یزدانی تھا اور یہ لوگ زند بار کو آزار نہیں دیتے لہذا باوجود اسکے کہ سورج کا دن تھا بادشاہ کے واسطے خشکہ و پروین جسکو ہند میں بھتی کہتے ہیں لاے اور ماش مقشر یعنے ماش کی دھوئی ہوئی دال لاے بادشاہ نے شیدوش سے پوچھا کہ یہ خورش یعنے خوراک کسکے مانند ہے جواب دیا کہ اُن یاروں سے مشابہ ہے کہ کنارہ کے واسطے سر سے پاؤں تک برہنہ ہوں بادشاہ کو یہ مثال پسند آئی اور اُسکا مُنہ موتیوں سے بھردیا بادشاہ کی عورت شکر نام نے بادشاہ سے دل برداشتہ ہوکر اُس شاعر سے دل لگایا جب رات ہوئی بادشاہ کو سویا ہوا جانکر باہر گئی بادشاہ بھی اُسکے پیچھے رواں ہوا جب شکر شیدوش کے گھر پہنچی آپس میں بہت باتیں ہوئیں پس شیدوش نے اُس سے کہا کہ عورت کسی سے نہیں ڈرتی عورت سے ڈرنا چاہیے کیونکہ تو بادشاہ کو چھوڑکر مجھسے پرستار کی ملاقات چاہتی ہے آخر عورت نا امید ہوکر گھر کو واپس گئی اور شیدوش ہیکل مہر کی طرف چلا۔ اُسکی نظر ایک دختر پر جو مہر کی پرستار تھی پڑی اُس سے آمیزش کی درخواست کی دختر نے غضبناک ہوکر اور ہیکل مہر میں پہنچکر کہا کہ میں تیری پرستار ہوں اور

یہ وقت مردوں کے آنے کا نہیں۔ اس بادشاہ کے شاعر نے مجھے نالایق
کہا۔ جب شیدوش ہیکل میں گیا اپنے آپ کو رنجور پایا شرمندہ ہوکر واپس
آیا اور پھر بادشاہ کے پاس گیا بادشاہ کہ جسنے رات کے وقت اسکی صحبت
شکر کے ساتھ دیکھی ہوئی تھی کہا کہ اے شیدوش اگر سچ نہ کہیگا مارا جائیگا
یہ کیا بات ہے کہ عورت کسی سے نہیں ڈرتی۔ شیدوش نے کہا

زن شاہست درواز گرداے
گذر کرد ندارد بیم از کس

وز پارسی میں شجاعت اور صب کو کہتے ہیں اور گرداے دریاے محیط
کو۔ بادشاہ کو یہ سخن خوش آیا شکر کو اسے بخشدیا ہر چند اسنے عذر
کیا نہ مانا لاچار وہ بادشاہ کی عورت کو گھر لے گیا لیکن بہ سبب بیماری مہر
کے اسکا گوشت گرنے لگا اور ایسا ہوگیا کہ گھر سے باہر نہ آسکتا تھا
یہانتک کہ بادشاہ کے فرزند نے باپ کو کہا کہ اپنے شاعروں کو دکھلادے
بادشاہ نے چھہ شاعر جمع کئے اور شیدوش کو فرمایا کہ پردہ میں بیٹھ کر
شعر پڑھے۔ شیدوش نے یہ حکم سنکر مناسب ساعت میں آگ جلائی اور
اُسکے درمیان ایک درای آہنیں کھڑی کردی اور اُسپر ایک نشیمن یعنے
بیٹھنے کی جگہ مرتب کروائی اور دل میں ٹھانا کہ اُس نشیمن پر بیٹھ کر
حضرت نیر اعظم کی ستایش کرے اگر قبول ہو تو بہتر ورنہ اپنے آپ کو
آگ میں ڈالکر سزایاب ہو۔ پس اُسپر چڑھ کر وہ اشعار جو خورشید کی
مدح میں بنائے تھے پڑھنے لگا ابھی اشعار پورے نہ ہوے تھے کہ جذام
دور ہوا اُسکے متعلقوں نے گمان کیا کہ اُسکی درخواست آفتاب نے نہیں
مانی لیکن وہ جان کے خوف سے آگ میں نہیں گرتا آخر اُس نشیمن
کو زنجیروں سے کھینچکر آگ میں ڈالدیا جب شیدوش آگ میں پڑا آگ
سرد ہوگئی اُسنے وہاں ہی بیٹھ کر وہ مدح تمام کی اور نکلکر بادشاہ کے
حضور میں آیا اور سب حال گذارش کیا اور کہا کہ مجھ سے اس جہان
میں ایک بھی بڑا کام واقع نہ ہوا تھا لیکن اُسوقت کہ جب عورات ہیکل
میں جاتی ہیں میں چلا گیا اور محافظوں نے نہ پہچانا یعنے نفس سرکش کی
اغوا سے ایک پارسا عورت کو بے شوہر جانکر نالایق باتیں کہیں ناچار اُسکا
نتیجہ پایا۔ پس میں شکر کو بھی اپنی ماں سمجھتا ہوں اور ہوشنگ بادشاہ

سنے بہین فرہ کتاب میں کہ جو کواکب کی پاکیزگی کے آداب میں ہے ہر ستارہ سے عجیب عجیب معجزات شمار کیے ہیں۔ ایسے ہی مہابھارت میں مذکور ہے کہ راجہ جدہشٹر آفتاب کی پرستاری سے مقصود کو پہنچا چونکہ مہابھارت سراسر رمز ہے ایسا لکھا ہے کہ آفتاب نے ایک آدمی کی صورت میں ظاہر ہوکر اُسسے کہا کہ بارہ برس تجھے خورش پہنچاونگا۔ تیرہویں سال بڑی سلطنت ملیگی اور ایک دیگ عنایت کی اور کہا کہ اسکی خاصیت یہ ہے کہ ہر روز ہر قسم کا کھانا جسقدر تو چاہے گا اس سے نکلے گا بشرطیکہ پہلے برہمنوں و فقرا کو اور پھر چھوٹے بھائیوں کو دیوے۔ ڈہیرودتس قصص یونان کا مصنف لکھتا ہے کہ بمقام مدینہ رومیہ ہیکل اسکلابیوس میں جسکا نام ہیکل آفتاب مشہور ہے ایک بُت آدمی کی صورت پر بنایا ہوا تھا جو کچھ اُس سے سوال کرتے جواب دیتا اُس صورت کا واضع اسکلاپیوس تھا۔ مجوس رومیہ کا یہ زعم ہے کہ اُس صورت کا کلام کرنا اسواسطے تھا کہ وہ بلحاظ حرکات سبعہ ستارہ کے نہایت مناسب وقت میں بنایا گیا تھا اور ایسی وجہ سے نصب کیا گیا تھا کہ کواکب کی روحانیات میں سے ایک نے اُس میں حلول کیا ہوا تھا اسی واسطے اُس سے جو کچھ پوچھتے جواب مناسب دیتا اور اس صورت کا نام سکلاپیس تھا۔ صابیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اسکے بعض ہیاکل میں ید بیضا ظاہر ہوا اور طب کا علم اُسپر لکھا تھا اور یہ خجستہ دانش وہاں ہی سے ان لوگوں نے اُٹھائی۔ حکماے فارس و ہند اور یونان اور صابیہ سب کواکب کو قبلہ جانتے ہیں۔ حضرت عرش آشیانے بھی اسکے مامور تھے۔ ترکوں کی تواریخ میں مذکور ہے کہ چنگیزخاں کواکب پرست تھا اور اُس میں چند عجیب امر تھے اول یہ کہ اُسکے واسطے ایک حالت تھی کہ اُس حالت میں روحانیات کواکب اُسکے یاور ہوتے اور بعد چند روز کے اُسکو بیہوشی ہوجاتی تھی اُس حالت میں جو کچھ وہ کہتا ویسے ہی واقع ہوجاتا۔ کہتے ہیں کہ جب پہلے پہل اُسکی یہ حالت ہوئی اور روحانیات کا اتحاد حاصل ہوا اور غیب کی خبر دی تو وہ جامہ اور قبا جو اُسوقت پہنے ہوے تھا اُسکو ایک جامہ دان میں سربمہر رکھ کر اپنے ساتھ لیے پھرتا تھا جب وہ حالت نمودار ہوتی تو وہی کپڑے پہنا دیے جاتے تھے پھر جو کچھ اُس سے بابت حادثہ اور فتوح اور غنیمت اور ظہور دشمنان اور تسخیر ولایت اور

فتح و شکست کے پوچھا جاتا اور وہ جو کچھ لکھ لیتے خریطہ میں بند کرکے رکھ چھوڑتے تھے۔ جب خان مذکور ہوش میں آتا تو سب کچھ اُسکو سُنا دیتے اور وہ اُسکے مطابق کام کرتا اور ویسا ہی ہوتا جیسا کہ کہا تھا۔ وہ شانہ کا علم اچھا جانتا تھا وہ شانہ کو جلاکر سب کچھ کہدیتا برخلاف شانہ بینوں کے کہ جو شانہ دیکھ کر کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایکدفعہ خان موصوف دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوا امیر شیر خاں کی مدد سے چھوٹا۔ امیر مذکور نے خان کو گھوڑے کرنگی پر چڑھا کر اپنے ملازموں کی طرف روانہ کردیا اُسکی قوم خان مذکور کی حیات سے اُس وقت مایوس ہوگئے تھے تولی خاں آندلوں میں چھوٹا تھا ایک دن اُسکے منہ سے نکلا کہ میرا باپ کرنگی گھوڑے پر چڑھا ہوا یہ آتا ہے اور اُسی دن خان مذکور اُسی گھوڑے پر سوار ہوا آپہنچا۔ چونکہ ترکوں نے اُسکی کرامتیں دیکھی ہوئی تھیں نہایت اخلاص سے اطاعت کرتے تھے۔ وہ اسقدر عادل تھا کہ راستہ میں گرا ہوا تازیانہ بھی اُسکے عہد میں سوا ے مالک کے کوئی نہ اُٹھا سکتا چوری اور جھوٹ خان مسطور کے عہد میں مفقود تھا۔ خراسانیوں میں سے جو عورت بیوہ ہوجاتی کوئی اُسکے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا چنانچہ طبقات ناصری میں مسطور ہے کہ جب ملک تاج الدین جو حسب اجازت چنگیزخاں کے طالقان کی جانب سے غور میں واپس آیا یہ حکایت اُس سے سُنی گئی کہ ایک وقت ہم چنگیزخاں کے دربار سے باہر آکر ایک خفیہ میں بیٹھے تھے اُسوقت اغلان حربی کہ جسکے ساتھ میں آیا تھا اور چند سردار اور وہاں حاضر تھے ایک مغل دو مغل کو پکڑ کر لایا جو پہرہ میں سوگئے تھے اغلان نے اُن کی طرف دیکھ کر پوچھا کہ کیا تم سوگئے تھے اُن دونوں نے سونے کا اقرار کیا حکم دیا کہ ایک کو قتل کرکے اُسکا سر دوسرے کی چوٹی سے باندھ کر لشکر کے گرد پھراؤ بعدہ دوسرے کو بھی مارڈالو۔ میں نے نہایت متعجب ہوکر اغلان حربی سے پوچھا کہ اول تو ان کے سوجانے کا کوئی گواہ نہیں اور دوسرے جب انکو معلوم تھا کہ اس قصور کی سزا موت ہوگی پس انہوں نے اقرار کیوں کیا کیا خوب ہوتا کہ وہ مکر جاتے۔ جواب دیا کہ جھوٹ بول کے تم لوگ جان کو بچاتے ہو لیکن اگر ہزار جان چلی جاوے تو مغل لوگ جھوٹ نہیں بولتے۔ چنگیزخاں نے اوکتائی قاآن کو جب کہ وہ جہانداری اور خلافت کے واسطے برگزیدہ کیا گیا چغتائی خاں باوجودیکہ اُسکا بڑا بھائی

تھا حالت مستی میں اوکتائی قاآن کے برابر گھوڑا دوڑا کر آگے بڑھگیا جب
ہوش میں آیا اندیشہ کیا کہ اس برابری سے بہت خلل پیدا ہوتگے اور
عنقریب ہے کہ بادشاہی کا انتظام بگڑجائیگا پس مجرموں کی مانند اپنے بھائی
کے پاس جاکر کہا کہ مجھ سرہنگوں کو کب یہ طاقت ہے کہ بادشاہ کے ساتھ
شرط باندھیں اور گھوڑا دوڑاسکیں اسیواسطے میں گنہگار اپنے جرم کا اقراری
ہوں اسکی سزا میں یا تو مجھے جان سے مارڈالو اور یا مارپیٹ کرکے چھوڑدو۔
اوکتائی نے کہا کہ ایسی چھوٹی باتیں قابل سزا نہیں۔ دوسرے آپ بڑے
اور میں چھوٹا ہوں۔ آخر چغتائی خاں نے نو گھوڑے پیشکش کرکے کہا کہ
یہ اس شکرانہ میں دیتا ہوں کہ بادشاہ نے بدون سیاست میرا گناہ بخشدیا۔
جب اوکتائی قاآن نے جرماغون تومان کو مع سہ تومان لشکر کے واسطے دفع کرنے
سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کے بھیجا اور ارسال کے وقت ایک امیر کو
جو جرماغون کے تابع تھا کہا کہ جلال الدین کی مہم تیرے ہاتھ سے سرانجام پذیر
ہوگی تو آخر اُسی امیر نے کردستان میں سلطان جلال الدین پر حملہ کرکے اُسکی
بیخ کنی کی۔ قاآن کا جود وکرم آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے جب طالیہ
بہادر نے سنہ ۶۲۵ ہجری میں مغلوں کی سپاہ کو ولایت سیستان پر بھیجا اور
اُنھوں نے قلعہ ارک کا محاصرہ کیا تو خاص مسلمانوں کے لشکر میں اس قسم
کی وبا پھیلی کہ مُنہ میں درد ہوتا اور دانت ہلتے تیسرے دن مرجاتے۔ ملک
سالتگین خوارزمی حاکم قلعہ نے رانگو سات سو جوان کمیں میں چھوڑ کر کہہ رکھا تھا
کہ جب جنگی نقارہ کی آواز شرقی دروازہ سے نکلے وہ پشت دروازہ کی کمینگاہ
سے نکلکر پیچھے آویں اسیواسطے صبح کے وقت شرقی دروازہ کھلا اور مسلمان
لڑنے لگے۔ جب نقارہ بجایا گیا تو کمیں گاہ سے کوئی نہ نکلا حتیٰ کہ تین مرتبہ
کا بجانا بھی کچھ موثر نہ ہوا۔ جب واسطے دریافت کے آدمی بھیجے گئے تو
اُنھوں نے سب کو مردہ پایا۔ خان جہاں کشاے چنگیزخاں نے مرنے کے
وقت اپنے فرزندوں کو فرمایا کہ اپنے دین سے مت پھرو اور دوسرے
دینوں کو قوی نکرو کیونکہ جب تک تم اپنے دین پر راسخ اور ثابت ہو
سب تمھیں بزرگ دین جانینگے اور تمھاری اطاعت کو فرض سمجھینگے لیکن
جب تم دوسرے دین میں نقل کروگے وہ شخص جو اُس دین کا بزرگ
ہے اُسی کو لوگ بزرگ تصور کرینگے اور قوم کے نزدیک تمھاری آبرو نہ

رہیگی کیونکہ وہ شخص جو تمھارے ساتھ اُس دین کے بزرگ کو بزرگ جانے
گا اور جو شخص میرے دین میں رہیگا وہ بھی تم سے بیزار ہوجائیگا اور لوگ
کہیں گے کہ یہ اپنے باپ کے دین پر قایم نہیں ہے۔ غرض کہ جب تک
وہ خان مذکور کی وصیت کی تعمیل کرتے رہے عزیز تھے اور جب تجاوز کیا
خوار و ذلیل ہوگئے۔ سب کام میں کواکب اُنکے مددگار تھے۔ کہتے ہیں کہ
کیک خاں جو چغتائی خاں کی نسل میں سے تھا ایکدن اپنے خواص اور
مقربوں کے ساتھ بیابان میں گھوم رہا تھا ناگاہ اُسکی نظر ایک استخوان پر
پڑی اُسنے ایک لحظہ تامل کرکے اپنے ہمراہیوں سے پوچھا کہ یہ استخوان کیا
کہتی ہے انھوں نے کہا اس امر کو بہ نسبت ہمارے بادشاہ اچھا جانتا ہے
کہا کہ یہ مظلوموں کی استخوان ہیں اور انصاف چاہتی ہیں۔ اُسوقت فوراً
امیر ہزارہ کو جو اُس سرزمین سے تعلق رکھتا تھا بلاکر استخوانوں کا حال
پوچھا اُسنے میر صدہ کو پوچھا جو اُس نواح کا کارپرداز تھا تفتیش اور تحقیقات
کامل کے بعد معلوم ہوا کہ نو برس کا عرصہ گذرا کہ رہزنوں نے یہاں قافلہ
روکے جن لوگوں کا مال لوٹ لیا تھا یہ اُن مقتولوں کی استخوان ہیں۔
مجرموں کے پاس کچھ مال جو ابھی باقی تھا وہ مال مع مجرموں کے اُن
مقتولوں کے وارثوں کو سپرد کیا کہ جو خراسانی تھے۔ کہتے ہیں کہ جب
مغلوں کے لشکر نے قلعہ ایلال کا محاصرہ کیا جسمیں خوارزم شاہ کی والدہ
اور بعض حرم رہتے تھے اور کسی نے کبھی یہ پتہ نہیں دیا تھا کہ وہاں کے
لوگ قلت پانی سے تنگ رہتے ہیں کیونکہ وہاں چند تالابوں میں بارش کا
پانی جمع ہوجاتا ہے تو کئی سال تک وہ زمین پانی کی محتاج نہیں ہوتی۔
اور اُن ایام میں جبکہ لشکر مغول وہاں کی تسخیر میں مشغول تھا تو وہاں
بارش یکایک بند ہوگئی اور تھوڑے ہی دنوں میں اُن حوضوں میں پانی کا
ایک قطرہ بھی نہ رہا جو ہمیشہ بارش کے پانی سے بھرے رہتے اور کبھی
کنوؤں کے پانی کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ ترکان خاتون اور ناصرالدین دوسرے
ہی دن بباعث تشنگی کے قلعہ سے باہر نکلگئے۔ جب مغلوں کا لشکر داخل
قلعہ ہوا تو بڑا مینہ برسا چنانچہ آشیانہ حصار سے پانی نکلا۔ جب یہ خبر سلطان
خوارزم شاہ کو پہنچی بیہوش ہوا اور جب ہوش میں آیا مرگیا اور مرنے کے
وقت بولنے کی طاقت نہ تھی غرض جبتک کہ مغول بادشاہ کواکب کی پرستش

کرتے رہے عالمیوں پر غالب ہوتے گئے جب یہ کام چھوڑ دیا اکثر ولایتیں اُنکے ہاتھ سے جاتی رہیں اگر کچھ رہ بھی گیا تو زبون اور بیقدر ہوے۔

چوتھی نظر حضرت اکبر شاہ کی باتوں مین

پہلے وہ دستورالعمل لکھا جاتا ہے جو نواب علامی فہامی شیخ ابوالفضل نے حسب فرمودہ حضرت کے لکھا تاکہ ممالک محروسہ کے مالک اور مہمات کے متصدی اُسپر عمل کریں وہ یہ ہے۔ اللہ اکبر۔ یہ منشورالعمل الہی اور دستورالعمل کار آگاہی کا چشمہ عاطفت شاہنشاہی سے اسواسطے صادر ہوا کہ امور سلطنت کے ناظم اور بارگاہ خلافت کے کارپرداز یعنے اقبالمند فرزند اور اخلاص منش سردار اور امیر اور منصبدار اور عامل اور کوتوال اس روش پر عامل ہوکر شہروں اور قصبوں اور گانوئں کے انتظام میں فرماں پذیر ہوں۔ اول یہ کہ بطور اجمال کے سب کاموں اور عادتوں اور عبادتوں میں خدا کی رضا چاہیں اور درگاہ ایزدی کے نیازمند ہوکر کاموں کو شروع کریں۔ دوم یہ کہ خلوت میں بہت نہ بیٹھا کریں کیونکہ یہ صحرانشین درویشوں کی طرز ہے۔ ہمیشہ عام کے ساتھ بیٹھنا اور کثرت میں رہنا بھی عادت نکریں کیونکہ یہ اہل بازار کا طریق ہے الغرض سب بود و باش میں توسط اور میانہ روی کا استعمال کریں اور اعتدال کا سررشتہ نہ چھوڑیں یعنے نہ بہت کثرت اور نہ صرف وحدت اختیار کریں۔ اور ایزد کے ممتاز رکھے ہوؤں کو عزیز رکھیں صبح و شام خصوصًا آدھی رات میں جاگنے کی عادت کریں۔ جبکہ خلقت کے کام سے فراغت پاویں اخلاق اور ارباب صفا کی کتابوں کا مطالعہ کریں جو روحانی طب اور سب علوم کا خلاصہ ہے۔ اخلاق ناصری۔ احیاءالعلوم کے منجیات اور مہلکات کیمیاء سعادت۔ مثنوی مولانا روم کا بہت شغل رکھیں تاکہ دینداری کے مراتب سے آگاہ ہوکر بسبب فریب دہی مکاروں کے گمراہ نہ ہوں کیونکہ بہت اچھی عبادت الہی کی نشان یہی ہے کہ خلقت کے کاموں کا اس طور پر سرانجام کریں کہ کوئی شخص اپنا یا بیگانہ اور دوست دشمن نہ سمجھا جاوے یعنے سب کو برابر جانکر کشادہ پیشانی کے ساتھ انجام کیا جاوے۔ فقیروں اور مسکینوں اور محتاجوں اور خصوصًا اُن گوشہ نشینوں سے

جو لوگوں کے پاس جاکر زبان خواہش کی نہیں کھولتے حسب طاقت نیکی کریں اور گوشہ نشینوں اور خدا طلبوں کے پاس جاکر مدد مانگیں اور لوگوں کے جرایم اور قصوروں کو عدالت کی میزان میں تول کر بطور مناسب سزا دیویں اور نہایت تامل سے سوچیں کہ کونسی تقصیر پوشیدہ کرنی اور کونسی عفو کے لایق اور کونسا گناہ پوچھنے اور کہنے اور سزادہی کے قابل ہے کیونکہ بہت سی چھوٹی تقصیر بھی بڑی سزا کے لایق ہوتی ہیں اور بہت سے قصور اغماض کے قابل ہوتے ہیں۔ متمردوں کو نصیحت اور ملایمت اور درشتی و ترشی کے ساتھ ہدایت کریں جبکہ نصیحت موثر نہ ہو تو قید کرنے اور زد و کوب اور کسی عضو کے کاٹ ڈالنے کی اور جان سے مارنے کی سزا حسب مدارج عمل میں لاویں اور آدمی کے مارنے کی دلیری نکریں ع کہ نتوان سرکشتہ پیوند کرد۔ جہانتک ہوسکے قابل قتل کو حضور میں بھیجیں اور کیفیت عرض کریں اور اگر اسکے رکھنے یا بھیجنے میں کوئی فساد برپا ہوتا دیکھیں تو مارڈالنا بہتر ہے۔ پوست کنی کرنی اور ہاتھی کے پاؤں میں ڈالنے سے احتراز کریں اور طبقات مردم کی سزا انکی حالت کے لایق ہونی چاہیئے کیونکہ عالی فطرت اور عزت دار کو تو تیز نظرہی قتل کے برابر ہے اور پست ہمت کو لکڑی سے مارنا بھی سودمند نہیں جس شخص کی عقل اور دیانت پر اعتبار ہو اسکو اجازت دیں کہ جو کچھ اپنی دانست میں نامناسب دیکھے خلوت میں سنادے اگر کبھی وہ غلطی کرے تو سرزنش نکرے کیونکہ سرزنش راست گوئی کی سدراہ ہے۔ اور اس شخص کو عزیز رکھیں جسکو ایزد بیچون نے راست گوئی کی توفیق دی ہو کیونکہ سچ کہنا بہت مشکل ہے۔ شریر و بدذات لوگ تو ہرگز حق گوئی کے راغب نہیں بلکہ چاہتے ہیں کہ اسطرح بلا میں پھنسے رہیں۔ مگر نیک ذات لحاظ کرتا ہے کہ مبادا صاحب مستمع کو سچ کہنے میں رنج ہو اور میں بلا میں پڑوں۔ اور ایسا نیک اندیش کہ واسطے نفع لوگوں کے اپنا نقصان روا رکھے گندھک سرخ کی طرح نایاب ہے۔ خوشامد کا یار نہ بنے۔ کیونکہ بہت کام بسبب خوشامد گوں کے بگڑتے رہتے ہیں اور یکبارگی ان سے نہ بگڑے کیونکہ ملازم کو خوشامد کرنی بھی ضرور ہے۔ اور حتی المقدور دادخواہوں کا حال بذات خود پوچھے ؎

بدیواں مینداز فریاد او کہ شاید ز دیواں بود داد او

اور نالشیوں کے نام بہ ترتیب آمد لکھ کر ترتیب وار فیصلہ کرے تاکہ پہلے آنے والوں کو انتظار کا رنج نہ کھینچنا پڑے اور پیشکاران خدمت کو آگے پیچھے کرنے کی طاقت نہ رہے۔ اگر کوئی کسی کی بُرائی نقل کرے سزا دہی میں شتاب و جلدی نکریں کیونکہ سخن ساز و افترا پرداز بہت ہیں اور سچ کہنے والے نیک اندیش کمیاب ہیں۔ غضب کی حالت میں عقل کا سررشتہ نہ چھوڑیں اور آہستگی اور بردباری سے کام کریں۔ چند آدمیوں کو اپنے آشناؤں اور ملازموں میں سے جو نہایت دانا اور اخلاص مند ہوں اُس بات میں مختار کر چھوڑے۔ غم اور غصہ کی حالت میں جب ہوش قایم نہیں رہتے سچ کہا کریں بہت سوگند نہ کھاویں کیونکہ یہ اپنے تئیں دروغگوئی کی تہمت لگانا اور مخاطب کو بدگمان بنانا ہے۔ گالی کی عادت نکرے کیونکہ یہ کمینوں کا طریق ہے۔ زراعت بڑھانے اور تقاوی دینے اور رعایا کی استمالت میں بہت کوشش کریں تاکہ شہروں اور قصبوں اور گاؤوں کا حاصل سال بہ سال بڑھتا جاوے اور ایسا آسان طریقہ اختیار کرے کہ سب زمین قابل زراعت کی آباد ہوجاوے بعدہ جنس کامل بڑھاوے اور عامل کا دستورالعمل علٰحدہ لکھکر اپنے دل میں مرکوز کرے اور کوشش کرے کہ سپاہی وغیرہ لوگوں کے گھر میں بدون اُنکی مرضی کے قیام نہ کریں سب کاموں میں اپنی عقل پر اعتماد نہ کریں بلکہ اچھے داناؤں کے ساتھ مشورہ کرلیا کریں اگر ایسا دانا نہ ملے تو بھی مشورہ کی عادت نہ چھوڑیں۔ کیونکہ اکثر دفع اکثر نادان سے بھی حق ملجاتا ہے۔ ۵

گاہ باشد کہ پیر دانشمند
بر نیاید درست تدبیرے
گاہ باشد کہ کودکے نادان
بغلط بر ہدف زند تیرے

لیکن یہ بھی مناسب نہیں کہ بہت لوگوں سے مشورہ کرنے لگ جاویں کیونکہ درست کار اور معاملہ دان عقل خداداد ہی ہوتی ہے جو پڑھنے اور کثرت عمر سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ ایسا نہ ہو کہ نادانوں کا گروہ کسی امر میں مخالفت کرے اور تجھے اُس کام میں پریشانی ہو اور درست کاروں کی عقل کو جو ہمیشہ کمیاب ہیں روک دیوے۔ جو کلام ملازموں سے ہوسکے

فرزندوں کو نہ فرماویں اور جو فرزندوں سے ہوسکے آپ نہ کرے کیونکہ جو
کام دوسروں سے بگڑجاوے تو تم خود اُسکا تدارک کرسکتے ہو اور جو تم
سے بگڑجائیگا اُسکا تدارک کون کریگا۔ عذر کے سُننے اور تقصیرات سے
درگذر کرنے کی عادت اختیار کریں کیونکہ آدمی بے گناہ اور بے تقصیر نہیں
ہے اور آدمی کبھی تنبیہ سے دلیر اور کبھی بباعث غیرت کے آوارہ ہوجاتا
ہے۔ کوئی ایسا آدمی ہوتا ہے کہ ایک ہی گناہ سے اُسکو تنبیہ دینی چاہیئے
اور کوئی ایسا کہ اُسکا ہزار گناہ بھی چھوڑدینا مناسب ہوتا ہے غرضکہ سلطنت
کے کاموں سے سیاست بڑا نازک کام ہے اُسکو آہستگی اور فہمیدگی سے
بجالانا چاہیئے۔ اور راستوں کی حفاظت خدا ترس آدمیوں کو سونپے اور
اُنکی نیک و بد اُنسے پوچھے اور سوچے کہ بادشاہی اور سرداری پاسبانی
سے مراد ہے۔ اور خلقت کے مذاہب کا مزاحم نہ ہو اور متعرض نہ ہووے
کیونکہ دانا شخص دنیا کے کام میں جو فنا پذیر ہے اپنا نقصان نہیں اختیار
کرتا دین کے معاملہ میں جو قدیم اور باقی ہے اپنا نقصان کیسے جایز رکھے
گا اگر وہ حق پر ہے تو آپ کی مخالفت کرتا ہے اور اگر وہ حق پر
نہیں اور اُسنے نادانستہ خلاف اختیار کیا ہوا ہے تو خود نادانی کا
رہرو ہے پس ترحم اور اعانت کا محل ہے نہ کہ اعتراض اور انکار کا۔
ہرگروہ کے نیکوکار اور خیراندیشوں کو دوست رکھے اور خواب اور خورش
کو اندازہ پر بڑھاوے یعنے مقدار ضروری سے تجاوز نہ کرے تاکہ حیوانات
کے مرتبہ سے بڑھکر انسانیت کا رتبہ پاوے۔ جبتک ہوسکے رات میں
جاگتا رہے۔ اور لوگوں سے سخت عداوت نہ رکھے اور اپنے سینے کو
کینہ کا محبس نہ بناوے۔ اگر بہ سبب بشریت کے کچھ گرانی یعنے خفگی
دامنگیر ہوجاوے جلد برطرف کرے کیونکہ حقیقت میں فاعل حقیقی خدا ہی
ہے اور یہ جھگڑے انتظام ظاہر کے واسطے تجویز ہوے ہیں۔ ہنسی اور
ہزل کم کرے۔ اور جاسوسوں یعنے مخبروں سے خبردار رہے اور ایک مخبر
کی بات پر اعتماد نہ کرے کیونکہ راستی اور بے طمعی بہت کمیاب ہے
پس ہرامر میں چند جاسوس اور مخبر مقرر کرے کہ ایک دوسرے سے
آگاہ نہ ہوں اور ہر ایک کی تقریر علٰحدہ علٰحدہ لکھ کر اُن میں سے
مقصود نکالے اور مشہور جاسوسوں کو معزول کردے۔ بدذاتوں اور

شریروں کو اپنے پاس نہ آنے دے اگرچہ یہ گروہ دوسرے بدکاروں کے واسطے بہت اچھا ہے لیکن حساب کا سررشتہ نہ چھوڑے اور انکو اپنے دل میں ہمیشہ متہم رکھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ دوستی کے لباس میں نیکوں کے بگاڑنے کا قصد کریں۔ اور نزدیکوں اور خدمتگاروں سے مطلع رہے تاکہ بذریعہ تقرب ستم نکریں اور چرب زبان نادرست گو سے خبردار رہے کیونکہ انسے چند فساد ظاہر ہوتے ہیں۔ موجب اسکا یہ ہے کہ بزرگوں کو بسبب کثرت مسایل کے فرصت کم اور یہ بدکردار گروہ فرصت بہت رکھتا ہے۔ اپنے اطراف و جوانب کا خبرگیراں رہے۔ کہ دراز نفسی کو کم کرکے مناسب معاملہ کی عرض کردیوے۔ دانش اور کسب کے پھیلانے کے واسطے کوشش کرے تاکہ تمام فرقوں کے لایق آدمی ضایع نہ ہوجاویں۔ قدیمی خاندانوں کی پرورش میں بہت سی ہمت مبذول رکھے۔ سپاہیوں کے سامان اور یراق سے غافل نہ ہووے۔ خرچ کو آمد سے کم کرے کیونکہ سرانجام معاملات کا اسی پر مدار ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ جسکا خرچ آمد سے زیادہ ہے وہ احمق ہے اور جسکا آمد و خرچ برابر وہ اگرچہ غافل نہیں الا احمق بھی نہیں ہمیشہ قایم رہنے کی طرح نہ بناوے۔ ملازمت کا مستعد اور اپنے بلاوے کا منتظر رہے۔ وعدہ خلاف نکرے اور درست قول ہووے خصوصًا اشغال سلطنت کے متصدی کو ایسا ضرور ہونا چاہیئے۔ ہمیشہ تیراندازی اور بندوق اندازی کی مشق میں رہے اور سپاہیوں سے ورزش کراوے۔ اور شکار میں بھی مشغول نہ رہے لیکن سپاہگری کی ورزش اور نشاط خاطر کے واسطے جو نشاء تعلق کو ضروری ہے کبھی کبھی شکار ضرور کھیلا کرے۔ رعایا سے تمام غلہ اور جنس لیکر بامید گرانی جمع نکرے۔ وقت طلوع آفتاب کے اور آدھی رات کے وقت کہ اصل میں وہی آغاز طلوع کا ہے نقارہ بجایا کرے۔ جب سورج ایک برج سے دوسرے برج میں تحویل کرے تو بندوقیں اور توپیں چھوڑا دے تاکہ سب خلقت آگاہ ہوکر خدا کا شکرانہ بجا لاوے۔ اور ایک ایسے شخص کو دربار میں چھوڑے جو سب کے عرایض کو گذرانا کرے اگر کوتوال نہ ہو تو فیصلیں اور قانون کو اچھی طرح قایم کرکے خود رواج دیوے اور جاہلوں کی طرح یہ خیال نہ کرے کہ میں کوتوالی کا کام کیوں کروں بلکہ اسکو مناسب ہے کہ خدا کی بڑی عبادت جانکر اس تفصیل

سے کام کرے پہلے چاہئے کہ ہر شہر اور قصبہ اور گانوں کا کوتوال محرر کے اتفاق سے سب گھر اور عمارتیں اور ساکنان محلہ کو خانہ بخانہ لکھے کہ کس قسم کے آدمی وہاں ہیں پھر مالک خانہ کو ضامن لیکر ایک دوسرے کو اتصال بخشے اور محلات مقرر کرے اور ہر محلہ میں ایک میر محلہ بناوے کہ جسکا سب نیک و بد اُسکی صوابدید سے ہوا کرے۔ پھر ہر محلہ میں جاسوس مقرر کرے جو رات و دن کے اخبار اور آمد و شد محلہ کا حال لکھا کرے۔ اس آئین کو معین کرے کہ جب کسی جگہ آگ لگے یا چور پڑے یا کوئی ناخوش امر سرزد ہو تو ہمسایہ اور سب اہل محلہ اُسی وقت مدد دیں اور اگر بشرط فرصت حاضر نہ ہوں تو گناہگار ٹھہرائے جاویں۔ بلا اطلاع ہمسایہ اور میر محلہ کے کوئی شخص سفر کو نہ جاوے اور جن لوگوں کا کوئی ضامن نہ ہو انکو محلہ میں قیام نہ کرنے دیویں علٰحدہ سرا میں مقیم کریں۔ لیکن سرائے میں بھی کوئی واقف آدمی یا میر محلہ معین کرے۔ از روے دوربینی کے ہر ایک کے آمد و خرچ کا حال دریافت کرکے اسباب کو سوچے کہ جسکا خرچ زیادہ اور آمد کم ہے البتہ کچھ فساد کریگا۔ نیک ذاتی اور خیر اندیشی کو نہ چھوڑے اور تحقیق کو انتظام کی جزو تصور کرے نہ کہ سرمایہ اخذ و جر کا۔ چاہئے کہ ہر قسم کے دلالوں کو ضامن لیکر بازار میں معین کرے تاکہ جو کچھ خرید و فروخت بازار میں ہو اُسکی خبر دیا کریں۔ اور مقرر کرے کہ جو شخص بلا خبر خرید و فروخت کریگا مستحق جرمانہ کا ہوگا۔ لینے والے اور بیچنے والے کا نام روز نامچہ میں لکھا کریں اور جس چیز کی بازار میں خرید و فروخت ہو میر محلہ اور خبردار محلہ کی اطلاع سے ہو۔ دوسرے یہ کہ چند کس کو ہر محلہ اور کوچہ اور شہروں کے نواح میں رات کی حفاظت پر مقرر کرے اور کوشش کرے کہ محلہ اور بازار اور کوچہ میں بیگانہ آدمی رہنے نہ پاوے۔ چوروں اور رہزنوں کی تجسس اور پیروی میں عمدہ سعی بجالاوے اور اُنکا اثر نہ رہنے دیوے۔ جو اسباب گم ہوجاوے یا لوٹا جاوے بہت جلد اُسکے چوروں کو گرفتار کرے ورنہ جوابدہی کرے۔ مال غایب اور متوفی کی بابت تجسس کرے اگر اُسکا کوئی وارث ہو چھوڑ دے ورنہ امین کو سوپنے اور دربار میں حال لکھے تاکہ جب کوئی حقدار پیدا ہو وصول پاوے۔ اس معاملہ میں بھی خیر اندیشی اور نیکذاتی کو کام میں لاوے کہ مبادا وہ خیال

جو روم میں مشہور ہے وقوع میں آوے۔ اور نہایت پیروی کرے کہ شراب کے پینے والے اور بیچنے والے اور بنانے والے کو ایسی تنبیہ دیں کہ دوسروں کو عبرت ہو مگر اگر کوئی حکمت اور ہوش افزائی کے واسطے دوا کی طرح استعمال میں لاوے تو اسکے مزاحم نہ ہوں۔ غلات کی ارزانی میں کوشش کرے اور ایسا نہ ہونے دے کہ دولتمند آدمی بہت خرید کر ذخیرہ کریں اور عرصہ کے بعد گرانی سے بیچیں۔ جشن نوروز اور عیدوں میں بہت اہتمام کریں بڑی عید نوروز ہے جبکہ سورج پہلے حمل میں داخل ہوتا ہے اور ماہ فروردین کا آغاز ہے۔ دوسری عید انیسویں ماہ مذکور کی ہے کہ جب آفتاب کے شرف کا دن ہے۔ تیسری عید اردی بہشت کی تیسری کو۔ چہارم چھٹی ماہ خورداد کو۔ پنجم دس ماہ ابان کو۔ ششم نوآذر کو۔ دی ماہ میں تین عید ہیں آٹھویں اور پندرھویں اور تیئیسویں کو۔ دہم دوسری بہمن کو۔ یازدہم پندرہ اسفندیار کو۔ اور مشہور عیدین بدستور کریں۔ نوروز اور شرف کی رات میں شبرات کی طرح چراغ جلائے جاویں اس رات کی ابتدا میں کہ جسکی صبح کو عید ہو نقارہ بجاوے۔ عید کے دنوں میں پہلا کے سر پہ نقارہ بجاوے اور ضرورت کے سوائے عورت گھوڑے پر نہ چڑھے۔ دریا کے کنارے پر مردوں کے نہانے اور پانی بھرنے اور عورات کے غسل کی جگہ جدا جدا ٹھہراوے۔ حضرت آشیانی اکبر بادشاہ نے ایک نصیحت نامہ شاہ عباس صفوی کے واسطے مرتب کیا تھا اسکو بھی ابوالفضل نے کہا چند باتیں اسکی بھی یہاں تحریر کی جاتی ہیں۔ طبقات خلایق کو کہ ودایع خزاین ایزدی کے ہیں نظر اشفاق سے دیکھ کر تالیف قلوب میں کوشش فرمانی چاہیے اور رحمت عامہ الہی کو سبب ملل و نحل کے شامل جانکر بہت جہد سے اپنے تئیں صلح کل بناوے اور اسبات کو ہمیشہ آنکھوں کے روبرو رکھیں کہ ایزد توانا سب خلقت مختلف المشارب متلون الاحوال پر فیض کا دروازہ کھولکر پرورش کرتا ہے پس سلاطین پر کہ جو ربوبیت کے سایہ ہیں لازم ہے کہ اس طرز کو نہ چھوڑیں کیونکہ خدا نے اس عالی گروہ کو انتظام ظاہری اور پاسبانی خلقت کے واسطے پیدا کیا ہے کہ طبقات خلقت کی عزت کو نگاہبانی میں رکھیں۔ نامہ نگار نے شاہ سلام اللہ کو ملتان میں دیکھا جو مجرد اور موحد اور مرتاض اور خلق سے رمیدہ آدمی تھا وہ کہتا تھا کہ میں نے جلال الدین اکبر کی بہت صحبت کی اور

اُس سے مکرر سُنا کہ یہ دانش جو مجھے اب حاصل ہے اگر آگے ہوتی تو ہرگز نکاح نکرتا کیونکہ میرے واسطے عورات بزرگ مادر اور ہمسال بہن اور چھوٹی دختر ہیں۔ ایک عزیز نے نواب ابوالحسن مخاطب بلشکرخاں مشہدی کی زبان سے نقل کیا کہ حضرت عرش آشیانے نے یہ بات ضرور کہی تھی۔ شاہ سلام اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت خلیفۃ اللہ روکر فرماتے تھے کہ کاش میرا جسم سب سے بڑا ہوتا تاکہ لوگ اُسکو کھاتے اور جانوروں کو نہ کھاتے۔ اُس بادشاہ کی دور بینی سے ایک یہ بات ہے کہ فرنگی اور یہودی اور ایرانی اور تورانی وغیرہ ہر قسم کے آدمیوں کو اس غرض سے اپنے پاس رکھتا کہ اگر ایک گروہ ہوگا تو فساد کرینگے۔ شاہ عباس ابن سلطان خدا بندہ صفوی نے اُسکی پیروی کرکے گرجے کو ترتیب کیا اپنے ہی میراثی دولت اور حسب ونسب کو منظور نہ رکھکر قابل فرہنگ اور اداب کو تربیت کیا*

تعلیم دوازدہم عقائد حکما کے بیان مین

یہ تعلیم تین نظر میں منحصر ہے۔ پہلی نظر حکیموں کے عقاید اور اُنکے بعض مطالب میں۔ دوسری نظر ناموس میں۔ تیسری نظر حکما اور فلاسفہ متاخر کے بیان میں + یہ لوگ بنی آدم کے گروہوں میں بیتے اور ہیں چنانچہ فارسی میں انکو زیرک اور فرزانہ کہتے ہیں۔ ہندی میں مُدھی مان بولتے ہیں اور یونانی میں فلسفی اور عربی میں حکیم +

پہلی نظر حکما کے عقاید اور اُنکے بعض مقاصد مین

اس گروہ کے بزرگ دو قسم پر ہیں ایک اشراقیہ۔ دوم مشائیہ + اشراقیوں کے عقاید کہ جنکو رواقی اور پارسی میں کشفیشی و پرتوی اور روشندل اور ہندی میں نرمل من اور جوگیشر کہتے ہیں بطریق ریاضت ہیں۔ اور مشائیوں کا طریق کہ جنکو پارسی میں رہبری اور جویا اور ہندی میں تارکک بولتے ہیں بطور فکر و اندیشہ کے ہے۔ ہرچند اشراقیوں کے وہی عقاید ہیں کہ جو یزدانیوں کے باب میں مذکور ہوے لیکن یہاں ہردو طایفہ کا نمونہ دکھایا جاتا ہے۔ یونان کے پہلے فرزانے افلاطون تک اشراقی تھے بعدہ اُسکے شاگرد ارسطو نے نظر اور فکر کا ڈھنگ نکالا انکا مدار عقلی براہین و دلایل پر ہے۔ دونوں گروہ اسپر متفق ہیں کہ واجب الوجود کی کُنہ دریافت نہیں ہوسکتی اور وجود اور وحدت اور تشخیص وغیرہ سب صفات اُسکی ذات مقدس کا عین ہیں اور خدا کلیات کا عالم ہے اور جزئیات متغیرہ کو کلی کی وجہ پر جانتا ہے۔ چنانچہ یزدانیوں کے عقاید میں دکھلایا گیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ خدا کا فعل اُسکے ارادہ کے موافق ہے اگر چاہے کرے اور اگر نہ چاہے نکرے لیکن فعل خیر یعنے نیک کام اُسکی ذات کے لازم ہیں چنانچہ سایر صفات کاملہ اور ایجاب کا اطلاق انھیں معنی سے ذات حق پر کرتے ہیں۔ سُنَّةَ اللّٰهِ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ۔ کہتے ہیں کہ خدا اشیا کے واسطے فاعل قریب نہیں کیونکہ یہ بادشاہی

کا مرتبہ نہیں کہ آپ ہی سب کام کرے بلکہ مناسب یہی ہے کہ اپنے پیشکاروں میں سے ایک کو جو بہت دانا اور کاموں پہ توانا ہو انتظام امور سلطنت اور رعیت کی رعایت کے واسطے مقرر کرے اور وہ بھی بادشاہ کے حکم سے دوسرے کاموں میں وزیر اور نایب نصب کرے اور ہر ایک نایب بھی گماشتے اور کارکن کو معین کرے تاکہ بادشاہی کے سب کام اسکی مرضی اور حکم کے موافق مضبوط ہوں۔ اسیواسطے عقل اول کو پیدا کیا جسکو پارسی میں بہمن اور کدخدا بردسو اور مردسو اور سروش سروشاں اور فرہنگ آمیغی کہتے ہیں آدم معنوی بھی اسی کا نام ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ۔ یعنے خدا نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر۔ یعنے مجرد اور بسیط۔ جبکہ عقل ایک واسطہ ہے درمیان وجوب اور امکان کے اور اُسکے بائیں طرف امکان ہے پس نفس کل بائیں طرف سے کہ جو امکان کی جانب ہے حاصل ہوا ہوگا۔ از روے حقیقت کے آدم کی صورت عقل اور حوا کی نفس کل ہے اسیواسطے کہتے ہیں کہ حوا کا ظہور آدم کی بائیں طرف سے ہوا۔ صوفیہ بھی اسی پر قایل ہیں چنانچہ شیخ محمد لاہجی نے یہی عبارت گلشن کی شرح میں لکھی ہے۔ اور عیسیٰ خدا کا بیٹا اسی عقل سے مراد ہے کیونکہ یہ حق سے بلاواسطہ پیدا ہوے اور حقیقت محمدیہ بھی اسی عقل کو جانتے ہیں۔ جب عقل نے اپنے آپ کو سمجھا اُسکو عقل کہا گیا جسکے ذریعہ سے تمام علوم کے نقش اور دنیا کی سب مصنوعات ظاہر ہوتی ہیں۔ اُسکو قلم کہتے ہیں چونکہ حضرت رسالت پناہ کے سب کمالات اُس جوہر کا ایک پرتو ہے لہذا اُسکو نور محمدی بولتے ہیں۔ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ اور یہ کلمہ اُسی ذات کی صفت ہے یعنے اگر تو نہ ہوتا میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا۔ اسکے سوا اُسکے بہت نام ہیں عقل اول کے توسط سے عقل دوم اور نفس اور فلک اطلس کا جسم ظاہر ہوا۔ اسپر سادہ کی روان کو حواے معنوی کہتے ہیں۔ عقل دوم کے ذریعہ سے عقل سوم اور فلک ثوابت کا نفس اور جسم پیدا ہوا۔ اسیطرح عقول اور نفوس پیدا ہوے۔ حتیٰ کہ دس عقلیں جنسے عشرہ مبشرہ مراد ہے اور نو آسمان موجود ہوے۔ اور عقل عاشرہ یعنے دسویں عقل سے عناصر کا ہیولی یعنے مادہ اور عرضین اور عنصری نفوس ہستی پذیر ہوے۔ محققوں نے کہا ہے کہ عقول کا دس میں منحصر ہونا اس وجہ سے نہیں کہ ان سے زیادہ ہونا

ممکن نہیں بلکہ سبب یہ ہے کہ ہمکو اتنے ہی ضروری ہیں۔ ایسے ہی واسطے حساب کے سہم اسیقدر افلاک کے محتاج ہیں نہ یہ کہ اور آسمانوں کا موجود ہونا منع ہے۔ اشراقی عقول کا حصر نہیں کرتے کیونکہ انکے نزدیک ہر نوع کے واسطے ایک رب یعنے پرورش کنندہ ہے۔ عقول کی جنس سے اور اسکو رب النوع بولتے ہیں اور پارسی میں دارا کہتے ہیں مَلَکُ الْاَمْطَارِ وَمَلَکُ الْبِحَارِ وَاِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ مَلَکًا وَیَنْزِلُ مَعَ کُلِّ قَطْرَۃٍ مَلَکًا یہ سب اسی کی طرف اشارت ہے یعنے بارش کا فرشتہ اور دریاؤں کا فرشتہ اور تحقیق ہرشے کے واسطے فرشتہ ہے اور نازل ہوتا ہے ساتھ ہر قطرہ کے فرشتہ۔ اشراقی اجسام کو انوار مجردہ کا سایہ جانتے ہیں۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ۔ آیا نہیں دیکھا تو اپنے رب کی طرف کیسے بچھایا سایہ۔ حکیموں کے نزدیک آسمانی عقول و نفوس آسمانی فرشتے ہیں اور یہ جسم اور جسمانی نہیں ہیں اور پر و بال نہیں رکھتے۔ جب واجب الوجود کی صفات کا چمکارہ انکو پہنچتا ہے بذریعہ اُسی پرتو کے پاک وعجیب کام اُن سے صادر ہوتے ہیں اُس صدور میں جنبش اور آلات کی احتیاج نہیں جیسے کہ صدور فعل میں خدا کا ارادہ ہی کافی ہے۔ صرف واسطے سمجھانے عوام کے ایسے کہا گیا کہ گویا فرشتہ پر و بال کے ساتھ ہزار سال کا راستہ طے کرگیا۔ اسرافیل آفتاب کی طاقتوں میں سے ایک قوت ہے۔ اور ملک الموت زحل کی اور میکائیل چاند کی قوتوں میں سے ایک قوت ہے۔ اور جبرائیل عقل عاشر سے مراد ہے۔ جب بسبب حرکات فلکی اور اوضاع کواکب کے عناصر بسیط یا مرکب کے مادہ میں کسی چیز کی قابلیت ظاہر ہوتی ہے تو وہ جز عقل فعال سے اسپر فایض ہوتی ہے۔ پیغمبروں کا وحی اور انسانوں کو کمالات کی تعلیم اسی فرشتہ کے وسیلے ہوتی ہے کیونکہ ارواح پیغمبران کو اس فرشتہ سے معنوی پیوند ہے۔ اشراقیوں کے نزدیک جبرئیل انسان کا رب النوع ہے جسکو پارسی میں وخشور اور سردش اور پیام سپار کہتے ہیں۔ حکما کے زعم میں فلک اطلس۔ عرش۔ اور فلک ثوابت کرسی ہے۔ حضرت نفس ناطقہ لامکانی ہے بدن میں نہیں بلکہ اُسکو جسم سے ایک تعلق ہے جیسا کہ عاشق کو معشوق سے ہوتا ہے۔ اشراقیوں کے نزدیک وہ قدیم ہے چنانچہ آذر ہوشنگیوں کے مقالات میں مذکور ہوا ہے۔ معلم اول ارسطو اور اسکے توابع کے نزدیک نفس ناطقہ حادث ہے لیکن بالاتفاق ابدی بھی ہے یعنے فنا اُسپر جایز نہیں۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ یُرْزَقُوْنَ۔ مت گمان کر اُن لوگوں کو جو خدا کی راہ میں قتل ہوے کہ وہ مردہ ہیں بلکہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے نزدیک رزق پاتے ہیں یعنے زیست کرتے ہیں۔ روح کا بدن سے ملنا آدم کا بہشت سے نکالنا ہے اور طرف بدن کے رغبت کرنا فرمانبردار ہونا حوا کا ہے اور بدکرداری شجر کا پھل کھانا۔ سانپ خشم اور طاوس شہوت ہے اور ابلیس قوت وہمی سے مراد ہے جو محسوسات کی پیرو اور عالم معقولات کی منکر ہے۔ اور قوت عقل کے مخالف ہے۔ یہ کہ شرع میں مذکور ہے کہ سب فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا مراد اسکی یہ ہے کہ سب جسمانی قوتیں جو ارضی فرشتے ہیں روح آدم کے مطیع ہیں مگر قوت وہمی جو سرکش ہے وہ کبھی عقل پر غالب ہوجاتی ہے۔ چنانچہ عقل کہتی ہے کہ مردہ پتھر کی مانند ہوتا ہے اس سے ڈرنا نہ چاہیئے لیکن وہم کہتا ہے کہ سچ ہے لیکن ڈرنا چاہیئے۔ اگر کوئی آدمی مردہ کے ساتھ اکیلا گھر میں ہو تو ہوسکتا ہے کہ خوف سے اُسکا مزاج بدل جاوے۔ اور صوفیہ بھی اسی پر متفق ہیں چنانچہ حضرت شیخ محمود شوستری نے بھی یہی عبارت اس باب میں مرات المحققین میں لکھی۔ اخوان الصفا میں مذکور ہے کہ ملاء اعلیٰ جو نفوس وعقول ہیں آدم کو سجدہ کرنے کے لئے مامور نہ ہوے تھے کیونکہ وے قدر اور منزلت میں اونچے اور بڑے تھے۔ چنانچہ قرآن میں مذکور ہے کہ خدا نے ابلیس کو کہا اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ یعنے تکبر کرتا ہے کہ تو عالیات میں سے ہے۔ اس آیت سے پایا جاتا ہے کہ آدم کے سجدہ کے لئے ارضی فرشتے مامور تھے۔ اشراقی کہتے ہیں کہ جب نفس اپنے حالات اصلی سے جیسا کہ چاہیئے فعل ظہور میں لاوے تو جسمانی پیوند کو چھوڑ کر عقول و نفوس سے جا ملتا ہے۔ یہ مرتبہ جنت سے اعلیٰ ہے یَا اَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً وَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا۔ اے نفس مطمئنہ رجوع کر طرف رب اپنے کے خوش پسندیدہ۔ جو شخص اپنے رب کی زیارت کی امید رکھتا ہے پس چاہیئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ خدا کا دیدار اسی مرتبہ میں ہوسکتا ہے پس وے لوگ جو کہتے ہیں کہ خدا دیکھنے کے قابل ہے سچ کہتے ہیں کیونکہ نفس ناطقہ معنوی آنکھوں سے اُسے دیکھ سکتا ہے۔ اور وے جو رویت کے منکر ہیں وہ

بھی براست پر ہیں کیونکہ وہ ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھا جاسکتا۔ لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ یعنے اُسکو آنکھیں نہیں پاسکتیں اور وہ ابصار کو دریافت کرتا ہے۔ لیکن وہ نفس جو تنگناے جسمانی سے تو نکل گیا لیکن ساحت دلکشا لامکان تک نہیں پہنچا وہ بباعث گرفتاری مکان کے اس فلک کے جرم کو ملجاتا ہے کہ جس سے اُسنے نسبت پیدا کی ہو اور حسب ترتیب اور تفاوت کے فلکی مراتب میں آرام پذیر ہوتا ہے اور صور حسنہ اور اوصاف حمیدہ کا مشاہدہ کرتا ہے جو اُس سپہر کے نفس میں مرتسم ہوے ہیں جنکو بعضے خیال منفصل بھی کہتے ہیں اور وہ تخیلات اور تصورات سے محظوظ اور لذت یاب ہوتا ہے۔ وہ جو شروع میں لکھا ہے کہ عام مومنوں کی ارواح پہلے آسمان پر ہونگی وہ اس آیت کو اپنا موید گنتے ہیں وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ یہ اسی مراتب کی اشارہ ہے۔ اور جنت آسمانوں سے مراد ہے کیونکہ بہشت کے آٹھ طبقے ہیں اور عرش کے نیچلے آسمان بھی آٹھ ہیں اور عرش اُنکی شقف ہے۔ چنانچہ حدیث میں مذکور ہے۔ لیکن وے نفوس انسانی جو چاہ ظلمانی یعنے طبیعت عنصری سے تو نہیں نکلے لیکن انکے نیک افعال زیادہ ہیں وہ ترقی کے طور پر ایک بدن سے دوسرے بدن کی طرف انتقال کرتے جاتے ہیں تاکہ اُن کمالات کو جو انسان کے واسطے ممکن ہیں بتدریج پہنچ جاویں۔ پس بدنی آلودگی سے پاک ہوکر پاک جہان میں ملجاتے ہیں اس انتقال کو نسخ کہتے ہیں۔ وَمَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا۔ بعضے کہتے ہیں کہ ان مراتب کا نام اعراف ہے کیونکہ یہ وہ مراتب ہیں کہ جو بہشت اور دوزخ کے درمیان میں ہوں۔ اُن میں وہ لوگ رہتے ہیں کہ جنھوں نے عمل میں کوتاہی کی مگر اُسوقت تک کہ بہشت میں جانے کی اجازت ملے۔ اگر اُن نفوس میں شر اور بُرائی زیادہ ہو تو تنزل کرکے بموجب اوصاف غالبہ کے جانوروں کے بدنوں میں پڑتے ہیں۔ چنانچہ بہادروں کی ارواح شیروں اور پلنگوں کے بدنوں میں پڑتی ہیں اور خوفناکوں کی بھیڑوں میں اور حریصوں کی چیونٹیوں کے بدن ہیں۔ ایسے ہی درندوں اور چرندوں اور پرندوں اور خزندوں کے اجسام سے حسب مناسب ملتے ہیں اسکو مسخ کہتے ہیں اور کبھی تنزل کرکے نباتی اجسام سے متعلق ہوجاتے ہیں اسکو رسخ کہتے ہیں۔ اور کبھی اجسام جمادی سے پیوند پاتے ہیں۔ حکیم عمر خیام کہتا ہے

بیت

درحسن صفت کوش کہ درعرصہ دہر
حشر تو بصورت صفت خواہد بود

تینوں اقسام کو دوزخ جلتنے ہیں۔ دوزخ کے طبقہ اہل شرع کے نزدیک سات ہیں۔ عناصر بسیط چار اور مرکب عناصر تین جو ملکر سات ہوتے ہیں۔ وہ روح جو عالم عناصر سے گذرجاتی ہے طبقات دوزخ میں سے کسی ایک طبقہ میں پڑتی ہے۔ شائیوں کے نزدیک آدمی کی روح نے اگر تعلق کی حالت میں بُرے خلق فراہم کئے اور صفات بشری میں سے کوئی کدورت اپنے میں جمع کرلی ہو جو دشمن روح کی ہے تو وہ روح بسبب گم ہوجانے لذات حسی کے کہ جنکی وہ عادی ہو رہی تھی متحیر اور متالم ہوجاتی ہے اور اُسکے بُرے اخلاق سانپ اور کژدم اورآگ وغیرہ عقوبات مندرجہ شریعت کا لباس پہن کر ظہور کرتے ہیں۔ جیسے کہ نیک خلق نیکمردوں پر حور و قصور اور ولدان و غلمان وغیرہ بہشتی چیزوں کے لباس میں ظاہر ہوتے ہیں۔ صراط اعتدال قوت سے مراد ہے چنانکہ حکمت علمی میں مذکور ہے کہ غضب کا افراط تہور اور تفریط جُبن یعنے نامردمی کہلاتا ہے۔ چونکہ ایسی میانہ روی نہایت دشوار گویا کہ بال سے باریک اور تلوار کی دھار سے تیز ہے لہذا اُسکو صراط بصفات مذکورہ کہاگیا اور یہ صراط کہ قوت عاقلہ اور غضبی اور شہوی کا اعتدال ہے دوزخ عنصری پر قایم ہے یعنے جو اعتدال پر چلے گا وارد بہشت ہوگا ورنہ دوزخ مذکورہ میں پڑیگا۔ بہشت کے دروازے آٹھ اور دوزخ کے سات جو شرع میں مذکور ہیں اُسکی تاویل یوں کرتے ہیں کہ حواس ظاہری پانچ ہیں اورباطنی بھی پانچ ہیں لیکن سب مدرک نہیں ہیں بلکہ مدرک وہم اور خیال ہے اور باقی یاور اور مددگار ہیں کیونکہ خیال صورتوں کا اور وہم محسوسات کا مدرک ہے پس دو حواس باطنی اور پانچ ظاہری سات ہوئے۔ جب عقل کے محکوم نہ ہوں ہر ایک گرفتاری کیواسطے دوزخ کا ایک دروازہ ہوگا جو فلک چاند کے نیچے ہے۔ اگر عقل کا حکم بجالاویں تو عقل کے ساتھ مل کر آٹھ ہوجاتے ہیں جو رستگاری اورآزادی کے واسطے بہشت میں آنے کے دروازے ہیں کہ سموات ہیں۔

فرشتگان عذاب کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جہان برین یعنے عالم بالا کے مدبر سات سیارہ ہیں جو بارہ برجوں میں

پھرتے ہیں۔ سات اور بارہ انیس ہوے علیہا تسعۃ عشر یعنے اوپر اسکے انیس ہیں ان انیس کارسازان کے اثر قبول کرنیوالے انیس برج سفلی اور ہیں یعنے سات نباتی قوتیں ہیں کہ غاذیہ اور مغیرہ اور مولدہ اور ماسکہ اور جاذبہ اور ہاضمہ اور دافعہ نام سے مشہور ہیں۔ اور بارہ حیوانی قوتیں ہیں یعنے پانچ حواس ظاہری اور پانچ باطنی اور دو قواے تحریک ہیں یعنے شہوی اور غضبی۔ جبتک کہ انسان فلک کے نیچے ہے اور لذات سے کنارہ گزین نہیں ہوتا تب تک کچھ اثر مدبران علوی اور سفلی کا اسکو ملکر رنجور رکھتا ہے اگر اس مقام سے گذر جاوے دونوں جہان میں رستگار ہوگا اور منکر نکیر اچھے اور برے کاموں سے مراد ہے۔ گر بدن ہے اور انکا پیٹ اور ملک قمر کا باطن ؛

صحایف اعمال اور کرام الکاتبین اور نیکون اور بُرون پر فرشتون اور شیطانون کے نازل ہونیکا بیان

جاننا چاہیئے کہ جو بات اور کام انسان کرتا ہے اُسکا اثر اُس میں رہتا ہے جب اُسکو پھر کریں اُسکا اثر قایم ہوجاتا ہے چنانچہ دانش اور ہنر سیکھنے سے جانا جاتا ہے۔ نیک اور بدکاموں کے اثر انسان کی روح پر ضرور ہوتے اور ہرایک کے واسطے رنج و راحت دنیا میں ہوتے ہیں سبب اُسکا نیکی اور بدی کے اعمال کے سواے اور کچھ نہیں۔ یہی کرام الکاتبین ہیں جو دائیں اور بائیں انسان کے رہتے ہیں اور اُن میں سے جو گفتار و کردار ستودہ ہیں وہ فرشتے ہیں اور جو بڑے ہیں وہ شیاطین کہلاتے ہیں۔ پیغمبر عربی نے جو کہا ہے کہ نیک کام سے فرشتے اور بُرے سے شیطان موجود ہوتا ہے وہ یہی بات ہے۔ میزان سے یہ مراد ہے کہ اعمال کے جزا کے وقت کچھ رعایت نہ ہو اور میزان کے ہردو پلے نیک اور بُرے کام ہیں۔ پس جسکا نیکی کا بوجھ بھاری نکلیگا ہمیشہ بہشت میں رہیگا اور جسکا ہلکا ہوگا طبیعت کے دوزخ میں پڑیگا کہ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ لیکن وہ شخص کہ جسکا بوجھ ثقیل ہوگا عیش میں براضی ہوگا اور وہ کہ جسکا وزن سُبک ہوگا دوزخ میں قایم ہوگا۔ کیونکہ افعال و اقوال ستودہ کو وقار اور یقین اور جمعیت کی خاصیت ہے۔

اور گفتار و کردار نکوہیدہ کے واسطے اضطراب اور شک کی خاصیت ہے۔ یقین اور جمعیت اور وقار رضا کو پہنچا دیتا ہے اور رضا بہشت کا رضوان ہے اور شک اور اضطراب اور بیتابی سخط کی طرف لے جاتی ہے اور سخط دوزخ کا خازن یعنے مالک ہے +

پہاڑون اور دریاؤن اور اُن جانون کے بیان مین جو زمین قیامت مین واقع ہون گے

پہاڑوں سے بدن مراد ہے جو پشم کی طرح دُھنکے جائینگے اور پراگندہ ہونگے۔ اور دریاؤں سے عناصر مراد ہے۔ اور مناسب ہے کہ پہاڑ عناصروں کو کہیں جو کثیف ہیں اور دریا آسمانوں کو بھی اور نیز پہاڑوں سے بھی مراد ہوسکتے ہیں جو عالم ملک ہے۔ اور دریاؤنسے ملکوت بھی۔ اور ایزد پژوہ اور خدا طلب آدمی کے واسطے یہ سب کچھ حجاب اور پردہ ہے۔ اور ظلمانی اور نورانی ان ہی کا نام ہے کہ جب روحانی اور جسمانی منازل کو طے کرکے مقعد یعنے مقام صدق میں آرام پاویگا عِنْدَ مَلِیک مقتدر یعنے نزدیک بزرگ فرشتہ کے۔ ظلماتی حجاب پشم رنگین کی طرح پراگندہ ہوجاویں گے وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ۔ یعنے پہاڑ دُھنی ہوئی روئی کیطرح ہوجائینگی۔ اور دریا یعنے نورانی حجاب رفع ہوجائینگے۔ جب تضاد اور تقابل اور ناسازگاری جو جسم کے خواص ہیں بسبب فانی ہونے اجسام کے فنا پذیر ہونگے تو موافقت اور اتحاد اور یگانگی اور نیکوکاری جلوہ نما ہوگی اور اخلاق ذمیمہ بھاگ جائینگے۔ مار و کژدم کا نشان بھی باقی نہ رہیگا اور بھیڑیا اور گوسفند اور باز وتیہو وتیر دوست ہونگے ایک دوسرے سے بھاگنے والوں میں جمعیت ظاہر ہوگی۔ جیسا کہ فرمایا ہے وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ الخ جب بدن نہ رہا موت بھی نہ رہیگی یہی مراد ہے پیغمبر کے قول سے جو فرمایا کہ قیامت کے دن موت کو حاضر کریں گے اور مارینگے۔ ایسے ہی فرمایا کہ قیامت کے دن دوزخ کو دیکھینگے وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِمَنْ یَّرٰی۔ دوزخ چونکہ دوزخ ہے اُسدن کے سوا دیکھا نہیں جاسکتا کیونکہ جو شخص دریا میں غرق ہو دریا کو کیسے دیکھ سکتا ہے۔ جب نکلے تو اچھی طرح دیکھ سکتا ہے۔ ع بازے زکنارہ صد بہتر پیداست + بہشت اور دوزخ

کی نہروں اور لذات و آلام کی تاویل بوقت ترقی اور تنزل روح کے کی گئی ہے۔ پانی کی نہروں سے مراد وہ حیات ہے کہ جس سے عام بہشتی بہرہ مند ہوں گے۔ دودھ ایام طفولیت میں پرورش کا سبب اور بہ نسبت پانی کے خاص ہے کیونکہ اُسکا فائدہ اگرچہ سبکو شامل ہے لیکن بعض اوقات میں دودھ کی نہروں سے مراد دانش عوام کی نہریں ہیں جو علوم کے مبادی اور ظواہر ہیں اور اِن لذات سے اُن بہشتیوں کی لذت ہے جو اطفال کے حکم میں ہیں اور شہد شفا کا بیماروں اور رنجوروں کے لئے ہے اور وہ دودھ سے خاص ہے کیونکہ اُسکا فائدہ خاص ہے۔ لیکن بعضوں کیواسطے بہشت میں جو شہد کی نہریں کہا اُن سے علوم خواص مراد ہے یعنے خاص بہشتیوں کی لذتیں ان انہار سے ہونگی۔ شراب رفع ہراس اور اندوہ کا باعث اور شہد سے خاص ہے کیونکہ وہ اہل دنیا پر حرام اور بہشتیوں پر حلال ہے وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى وعدہ کیا ہمنے پرہیزگاروں کو بہشت میں پانی کی نہروں سے اور دودھ کی نہریں جنکا ذائقہ نہیں بدلتا اور شراب کی نہریں جو پینے والوں کے لئے لذیذ ہیں اور صاف شہد کی نہریں۔ دوزخ میں دوزخیوں کے واسطے چار نہریں ہیں برخلاف ان انہار کے جنکو حمیم اور غسلین اور قطران اور مہل کہتے ہیں یعنے موت و جہل و جہل بسیط و جہل مرکب تِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ مَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ یہ مثالیں مارتے ہیں ہم واسطے آدمیوں کے نہیں دریافت کرتے اُنکو مگر عالم۔ درخت طوبیٰ کی تاویل جو بہشت میں ہے اور درخت زقوم کی یعنے تھوہر کی جو دوزخ میں ہے یہ ہے کہ درخت طوبیٰ بہشت میں ایک درخت ہے کہ بہشت ہر گھر میں جسکی ایک شاخ ہے یہ۔ درخت عقل سے مراد ہے جسکی ایک شاخ ہر ایک خانہ بدن میں پہنچی ہوئی ہے وہ۔ بدن خواہ عنصری ہو خواہ امثالی ہو یعنے جس دل میں عقل کے آفتاب کا پرتو پڑتا ہے وہ روشن ہوجاتا ہے اور بباعث نور عقل کے اُسکی گفتار و کردار عقل کی مقتضی ہوجاتی ہے وہ انجام کار کو پہلے ہی سوچ لیتا ہے اور ہرگز اپنے اقوال و افعال سے پشیمان نہیں ہوتا کیونکہ دانا کا یہی نشان ہے۔ اور درخت زقوم طبیعت سے مراد ہے کہ جسکی ہر شاخ طبیعت کے درخت سے اُگی ہوئی ہے۔ قوت طبعی ہر بدن میں ہے وہ کسی

کام کے انجام کو سوچنے نہیں دیتی اور ہمیشہ اپنے قول و فعل سے پشیمان رکھتی ہے یہی نادانی کا نشان ہے۔ حور و قصور کی تاویل یہ ہے کہ حور اور قصور سے پوشیدہ اسرار اور علوم مراد ہے جوکہ نامحرموں سے پردہ خیام عزت میں پوشیدہ ہے کہ حُورٌ مَّقْصُورٰتٌ فِی الْخِیَامِ۔ حوریں پردونمیں پوشیدہ ہیں۔ اہل حس اور خیال کا ہاتھ انکو نہیں پہنچا اور نہ پہنچے گا لَمْ یَطْمِثْھُنَّ اِنْسٌ وَّلَا جَانٌّ۔ کیونکہ وے مردان خدا کے واسطے ہیں جو رسیدہ اور محقق ہیں۔ کہ یہ کامل لوگ جتنی دفعہ اُن کو ملتے ہیں ویسا ہی دوشیزہ اور باکرہ پاتے ہیں اور ہر دفعہ ایسی لذت اُٹھاتے ہیں جو پہلی دفعہ نہیں اُٹھائی تھی۔ جسوقت کسی چیز میں تامل ہوتا ہے ایک نئے معنے ظاہر ہوتے ہیں جو اول سے خوب تر ہوں۔ اگرچہ یہ بعض داناوں سے منقول ہے کہ جب کسی عالی امر کو دریافت کرتے تھے تو بعد فراغ کے کہتے تھے کہ انے بادشاہو اور شہزادو کب ایسی لذت ہوسکتی ہے کہ جیسے کسی امر کی دریافت کے بعد ہوتی ہے۔ جاننا چاہیئے کہ اہل ظاہر کہتے ہیں کہ قیام عام جو نفس کے متعلق ہے یہ ہے کہ خدا نے جب سے آسمانوں اور ستاروں اور عنصریات اور موالید اور طبایع کو پیدا کیا وہاں تک کہ سب معدوم ہونگے اور آخرت ہوگی۔ دنیا کی مدت گننی چاہیئے۔ اور اہل حکمت کہتے ہیں کہ قیامت عام جو نفس کے متعلق ہے جسم اور روح کا اجتماع اگرچہ ایک نوبت ہے لیکن پیدا ہونا اور زندہ ہونا دوسری نوبت ہے ایک حس اور محسوسات کے عالم میں دوسرا عقل اور معقول کے جہان میں۔ مَنْ لَّمْ یُوْلَدْ مَرَّتَیْنِ لَمْ یَلِجْ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنے جو شخص دو مرتبہ پیدا نہیں ہوتا وہ ملک السموات میں نہیں پہنچتا۔ یہ سخن حضرت عیسیٰ کا ہے اور اُنکے نزدیک دنیا اور آخرت کے بھی دو معنے ہیں خاص اور عام۔ جو خاص ہے ہر ایک شخص کا ظاہر اور باطن ہے یعنے اجسام کا جہان دنیا اور باطن کا آخرت ہے۔ اور وہ جو شرع میں مذکور ہے کہ زمین کے سات طبقے ہیں اور آسمان بھی سات ہیں اسکی تاویل ایسی ہے کہ زمین سات ولایتوں پر منقسم ہے پس سات طبقہ ہوئے۔ اور آسمان بھی سات میں منقسم ہیں کیونکہ عرش و کرسی کو جُدا گنتے ہیں۔ یہ جو کہتے ہیں کہ قیامت کے دن آسمان لپیٹے جاوینگے کہ یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ اَیْ بِقُدْرَتِہٖ وَقُوَّتِہٖ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ۔ اور زمین آسمان کو تبدیل کے بعد معدوم کرینگے

اور قیامت کے دن ایک زمین نقرہ خالص کی مانند ہوگی۔ اشراقی اسمیں یہ کہتے ہیں کہ یہ عالم مثال سے مراد ہے کہ جسکو ارض حقیقی کہتے ہیں اور بہشت اور دوزخ کا حاضر کرنا بھی وہاں یہی ہے کیونکہ ہر شخص کے اچھے اور بُرے خلق حور و قصور اور مار و کژدم کے لباس میں متمثل ہوکر اُسکو خوشی اور رنج دیتے ہیں۔ تبدیل زمین میں تاویل کی احتیاج نہیں کیونکہ کیا تعجب ہے کہ ایک اقلیم کی آبادی دوسری ولایت میں چلی جاوے۔ اور اقلیم محسوس سے اقلیم مثال میں جانا ظاہر ہے۔ طے سموات کی تاویل میں ایسا کہتے ہیں کہ کتاب اللہ اور ہے اور کلام اللہ اور۔ کیونکہ کلام اللہ اور۔ کیونکہ کلام امر عالم سے ہے کہ جہاں معنے اور معقولات سے مراد ہے اور کتاب عالم خلق یعنے اجسام سے۔ اور کلام جب لکھا جاتا ہے تو کتاب ہوجاتا ہے اور امر ہوکر فعل ہوجاتا ہے۔ اور کن فیکون کے معنے انکے نزدیک یہ ہیں۔ اور عالم امر تضاد اور کثرت سے پاک اور وحدانی الذات ہے اور عالم خلق تضاد اور کثرت پر مشتمل ذرات وجود میں سے ایک ذرہ اس جہان سے باہر نہیں۔ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ یعنے نہیں کوئی تر و خشک مگر کتاب مبین میں۔ یہ صُور اور محسوسات کا عالم خدا کی کتاب ہے اور ہر ایک جنس اس کتاب کا سورہ ہے۔ اور راتوں اور دنوں کا اختلاف اور جہان کا تبدل اس کتاب کے اعراب ہیں یعنے یہ راتیں اور دن اس کتاب کی آیت بہ آیت اور حرف بحرف عرض کرتے ہیں جیسے کہ ایک سطر بعد دوسری سطر کے اور حرف بعد حرف کے پڑھا جاوے تاکہ سب معانی جو اُن الفاظ اور عبارات میں مندرج ہیں اُن سبکو تو معلوم کرے اور مضمون کتاب کو دریافت کرے۔ وارد ہے سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ + جب تو تمام کتاب کو سمجھ لیگا اور مقصود کو پہنچے گا تو کتاب کو بند کرینگے اور ہاتھ سے چھوڑدیں گے کہ یوم نطوی السموات کطی السجل للکتب وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِهٖ۔ یہ آیت اوپر کے مطلب پر دال ہے۔ اور بیمینہ اس واسطے کہا کہ یہ بات ظاہر ہوجاوے کہ اصحاب شمال کو یعنے گنہگاروں کو طے سموات سے کچھ بہرہ نہیں۔ اور تبدیل ارض کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ انسان کے واسطے دو نشاء ہیں یعنے جنم ہیں پہلا جسم کی زمین اور طبیعت کے آسمان میں حاکم غضب اور شہوت ہیں۔ اس نشاء میں سب خلقت خیال اور غرور کے رنج میں ہیں۔ پس نفخہ اول یعنے پہلا پھونکنا اسواسطے ہے کہ جسمی صفتیں

طبعی صفات خیال اور غرور کے بیخ سے خلاصی پاویں۔ مگر نشار اول کی کچھ صفات زندہ اور موجود رہتی ہیں کیونکہ اُنکی حسب ضرورت احتیاج ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے و نُفِخَ فِی الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ۔ اور نفخہ دوم واسطے زندہ کرنے مردوں کے ہے تاکہ زمینی جو طبیعت کی صفتیں ہیں جہالت کی مرگ اور غفلت کی نیند سے جاگیں اور زندہ ہوویں اور محسوسات اور جسمانی لذتوں سے جو دنیا سے مراد ہے مُنہ پھیریں اور معقولات اور روحانی لذتوں کی طرف جو آخرت سے مراد ہے توجہ کریں اور ہرچیز کو جیسے کہ وہ اصل میں ہے دریافت کریں کہ ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ سے یہی مطلب مقصود ہے۔ اس نشار میں کہ جنکی زمین جسم اور آسمان طبیعت ہے عقل و شرع حاکم ہیں۔ وارد ہے و اشرقت الارض بنور ربها ووضع الکتب وجاء بالنبیین والشهداء۔ اس سے ان دونوں کی حکومت ظاہر ہے۔ پس ظلمانی ارض کو ساتھ نورانی زمین کے اور طبیعت کے آسمان کو ساتھ آسمان روح کے بدل دینگے یوم تبدل الارض بہ غیرالارض والسموات وبرزو اللہ الواحد القهار۔ اس سے زمین اور آسمانوں کا بدلنا ثابت ہے۔ تاویل تاریک ہونے ستاروں اور بے نور ہونے سورج اور چاند کی ایسی تاویل کرتے ہیں کہ ستاروں سے مراد حواس ظاہری اور باطنی ہے کہ آسمان کے کسی برج میں ہیتے ہیں۔ اور روح حیوانی اور نور ماہ مراد نفس سے ہے کیونکہ نفس انسانی حقیقت میں نور نہیں رکھتا اور جو عقل کے آفتاب سے نور حاصل کرتا ہے اور اپنے ماسوا کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ جب نفس انسانی آشکار ہوتا ہے تو حواس اپنا کام چھوڑ دیتے ہیں کہ اِذَا النُّجُوْمُ انْکَدَرَتْ جب ستارے مکدر ہوتے ہیں۔ اور جب عقل کا نور پیدا ہوتا ہے نفس انسانی بھی اپنے کام سے معزول ہوجاتا ہے اور جب فیضیاب فیض دہندہ سے ہوجاتا ہے تو صورت یکتائی کی جلوہ گر ہوتی ہے کہ وجمع الشمس والقمر یعنے سورج اور چاند جمع ہوجاتے ہیں۔ جب خدا کا نور اور علم لدنی جو وحی سے مراد ہے ظاہر ہوتا ہے عقل و نظر بھی اپنا کام چھوڑ دیتی ہے کہ اذا الشمس کورت سے یہ ظاہر ہے۔ کہتے ہیں کہ عرصات کے مواقف پچاس ہیں۔ مثنوی

کرد آمادہ خالق داور
ہر موقفے سوال دگر
ہر کہ گوید جواب خود بصواب
طے ہر موقفے کند بہ شتاب

اور موافقت کی تفصیل یہ ہے کہ پانچ حواس ظاہری اور پانچ باطنی اور غضب شہوت۔ سات نباتی قوتیں۔ تین نفس یعنے جمادی۔ نباتی۔ حیوانی۔ چار خلط۔ تین موالید۔ چار عنصر۔ آٹھ مزاجیں۔ سات اندام۔ ہیولیٰ اور صورت کو تقریبات سے مکرر دکھلایا ہے۔ کتاب اللہ سے مراد علم ہے۔ قیامت اور حشر اجساد کی بابت اہل ظاہر کہتے ہیں کہ انسان کے ہر ایک منتشر ذرہ کو قیامت کے دن جمع کرکے زندہ کرینگے اور یہاں یہ سوال نہ کرنا چاہیئے کہ وہ اجتماع کیسے ہوگا بلکہ اُسکی تقلید ہی ہمکو واجب ہے جو بذریعہ پیغمبروں کے ہمپر وارد ہوا ہے اور اُسی پر اعتقاد رکھنا چاہیئے۔ حکما کہتے ہیں کہ یہ کلام روح کی بابت ہے جو حساب کے دن پھر واپس آویگا۔ اور وہ روح ایک جوہر مجرد ہے اور مادہ کا محتاج نہیں جو مقدار اور رنگ اور بامکان کے قابل ہووے بلکہ وہ ان سب سے مجرد اور پاک ہے اور اسی واسطے علوم اور سب چیزوں کے جاننے والا ہے۔ اُسکا کمال یہی ہے کہ سب چیزیں ازل سے ابد تک اُسمیں ظاہر ہوں۔ جب یہ مرتبہ حاصل کریگا اپنے اصلی معاد کو پہنچے گا اور وہ مجردات کا عالم ہے اور آلایش اور آمیزش جسمانی سے دور ہے۔ حکما کہتے ہیں کہ شبقدر مبدا یعنے ابتدا سے مراد ہے اور قیامت معاد بازگشت سے۔ کیونکہ رات کی حقیقت یہ ہے کہ اُس میں سب چیزیں پوشیدہ رہیں اور ہر شخص کو اُنکی خبر نہ ہو۔ اور دن کی حقیقت یہ ہے کہ سب چیزیں ظاہر ہوں اور سب کوئی اُن سے مطلع ہو پس سب معلومات اور مقدرات فطری اور ازلی خدا کے علم میں کہ (جس سے مبداء مراد ہے) ثابت اور مقدر ہیں اور ہر ایک شخص کو اُنپر آگاہی نہیں پس اس اعتبار سے کہ اُس میں تقدیرات پوشیدہ ہیں مبداء کو شب قدر کہتے ہیں۔ چونکہ معاد میں سب چیزیں ظاہر ہونگی اور سبکو اُسپر خبر ہوگی اسیواسطے اسکو دن سے نسبت دی۔ چونکہ اُس دن سب جسم قبر سے اُٹھیں گے اور غفلت کی خواب سے جاگینگے لہذا اُسکو روز قیامت کہتے ہیں مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ یعنے جو کوئی مرا ہے قیامت کو اُٹھے گا۔ حکما کے نزدیک کعبہ آفتاب سے مراد ہے کیونکہ اُسکی طرف سجدہ کرنا درست ہے اور زمزم بھی نیّر اعظم ہے چنانچہ حکیم خاقانی نے اسطرف اشارہ کیا ہے ؎

اے کعبہ رہرو آسماں را
اے زمزم آتشیں جہاں را

اور حجر الاسود زحل کے جرم سے مراد ہے جو ستارہ و سیارہ کے افلاک کا آغاز ہے

حشر اجساد کی بعضے یہ تاویل کرتے ہیں کہ حکیموں نے موجب گردش افلاک اور تاثیر پذیری خاک کے کہا ہے۔ رباعی

ہر ہیئت و ہر نقش کہ شد محو کنوں
در مخزن روزگار ماند محزوں
چوں باز ہمیں وضع شود وضع فلک
از پردۂ غیبش آورد حق بیروں

دوسرے نے کہا۔ رباعی

چوں دور فلک سی صد و شصت ہزار
ہر لحظہ کند بمنزل خویش قرار
ظاہر شود آنکہ پیش ظاہر شدہ بود
بے ہیچ تفاوت از یمین و یسار

انکے نزدیک دور اعظم بموجب قول برزاسپ شاگرد طہورث دیوبند کے ساٹھ ہزار اور تین سو سال شمسی کا ہوتا ہے۔ حکماے فرس کی کتابوں میں مذکور ہے کہ افلاک کی حرکتیں دوری ہیں جیساکہ پرکار جس نقطہ سے گردش شروع کرتا ہے پھر بعد دورہ کے اُسی پر آجاتا ہے اور دورہ دوم میں بھی یہی حال ہوتا ہے۔ پس جو کچھ دورہ اول میں افادہ کیا ہے دورہ دوم میں بھی وہی افادہ کریگا۔ جبکہ دونوں دوروں میں اختلاف نہیں تو دونوں اثروں میں بھی اختلاف نہ ہوگا کیونکہ مؤثرات نے پہلے ہی طور پر عود کیا ہے۔ اور ستاروں اور آسمانوں نے پہلے مرکز پر بھی دورہ کیا ہے ابعاد اور اتصالات اور مناظرات اور مناسبات میں کسی نوع کا اختلاف نہیں ہوا تو متاثرات یعنے اثر قبول کرنے والے جو اسنے ظاہر ہوے وہ بھی کسی وجہ سے مختلف نہ ہوں گے۔ اسکو پارسی میں مہیں چرخ اور عربی میں دور کبریٰ کہتے ہیں۔ فارابی کہتا ہے کہ عوام اپنے معتقدوں کو خیالی صور ہی دیکھتے ہیں اور خیال صور ہی دیکھینگے اور انکے تخیلات کا مکان ایک جرم اجرام سماوی سے ہوگا۔ اور حضرت شیخ مقتول تلویحات میں اسکی طرف مایل ہے کہ سماوی جرم تخیلات اہل جنت کا مکان ہے۔ فلک قمر کے نیچے اور کرہ آگ کے اوپر ایک کروی جرم غیر منخرق ہے جو اہل نار کے تخیلات کا مقام ہے۔ جاننا چاہیے کہ یہ لوگ جہان کو قدیم جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جیسے نور آفتاب کے ساتھ ہے ویسے

جہان خدا کے ساتھ ہے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ موجود نہ ہو۔ اہل شرع کے نزدیک عالم حادثات بالزمان ہے۔ حکما کہتے ہیں کہ اس سے حدوث ذاتی مراد ہے اور حدوث اور قدم میں منافات نہیں پس قدیم بالزمان ہوگا؛

دوسری نظر ناموس اور نبوت کے بیان میں

حکما کہتے ہیں کہ انسان کے افراد معاش کے کام میں ایک دوسرے کے محتاج ہیں جنکو اُس قاعدہ اور قانون اور آئین کی ضرورت ہے کہ جسپر متفق ہوں تاکہ معاملات میں ستم واقع نہ ہو اور جہان کا انتظام محفوظ رہے۔ چاہیئے کہ اس قاعدہ اور قانون کو خدا سے منسوب کریں اور ایسا ظاہر کریں کہ وہ خدا کا ہے تاکہ سب اُسکو قبول کریں اسی واسطے حکمت الٰہی نے پیغمبروں کو ظاہر کیا تاکہ واسطے انتظام بندوں کے قوانین وضع کریں اور لوگوں کو نرمی اور درشتی سے اُسپر لاویں تاکہ وے ہمداستان ہوجاویں اور عالم کے منتظم ہوں اس واضع کو حکما صاحب ناموس اور اُسکے احکام کو ناموس کہتے ہیں۔ متاخرین کے عرف میں نبی اور اُسکے حکموں کو شریعت بولتے ہیں۔ لیکن اُسکا جانشین یعنے حاکم ایسا شخص چاہیئے کہ تائید الٰہی کے ساتھ ممتاز ہو تاکہ اُسکو افراد انسان کا کامل کرنا اور اُنکے مصالح کا انتظام کرنا میسر ہو ایسے شخص کو فرزانے ملک علی الاطلاق بولتے ہیں اور اُسکے حکموں کو صناعت مملکت۔ متاخرین اُسکو امام اور اُسکے احکام کو امامت کہتے ہیں۔ وہ کرامتوں اور معجزوں کی تحقیق یوں کرتے ہیں کہ جب نفس اُن حوادث کا سبب ہے جو جسم میں ظاہر ہوتے ہیں جیساکہ غضب اور شور ہے تو ہوسکتا ہے کہ ایک نفس ایسا قوی اور طاقتور دنیا میں ہو کہ جسکی عالم کون و فساد کی طرف بعینہ ایسی نسبت ہو کہ جیسی ہمکو اپنے جسم کی جانب ہے پس اُسکا ارادہ حوادث کا سبب ہوگا وہ جو کچھ چاہے عالم کون و فساد میں کردیوے۔ اسیواسطے سب دانشمند اسبات پر متفق ہیں کہ ضروری ہے کہ ایک نفس ایسا نہایت مدرک اور تیز فہم ہو کہ جس قسم کے دانش کی طرف توجہ کریں ایک دن میں تمام علم حاصل کرلے۔ اُسکا حافظہ ایسا قوی ہو کہ جس بات کو ایک مرتبہ سُنے یاد کرلے۔ ایسے ہی ایک نفس ایسا ہونا چاہیئے کہ جسکی طرف نظر کرے اُسکا سب گذشتہ اور آئندہ

حال دریافت کرے اور ایک ایسا ہونا چاہیئے جو آیندہ حال کو اُسکے وقوع سے پہلے اندر خواب یا الہام کے جان لے۔ اور ایک نفس ایسا ہو کہ جس چیز کو دیکھے اُسکی ہمت کو ظاہر کرے۔ نفس کی خاصیت ہے کہ بذریعہ ریاضات اور مجاہدات کے جب اُسکی روح فلک کی مانند ہوجاوے تو اُسکا نفس ناطقہ نفوس فلکی سے ہونہار باتوں کو دریافت کرسکتا ہے جیسے کہ صیقل کیا ہوا شیشہ منقش آئینہ سے عکس پذیر ہوتا ہے۔ جو کچھ نفس ناطقہ میں ظہور کرتا ہے وہ بطریق کلی ہوتا ہے پس نفس ناطقہ متخیلہ کو کہدیتا ہے اور متخیلہ سے حس مشترک میں نزول کرتا ہے جب حس مشترک میں پہنچتا ہے تو محسوس ہوجاتا ہے۔ اِنمیں یہ جدائی نہیں کہ باہر سے حس مشترک میں آوے یا اندر سے۔ اسیواسطے اُسکو حس مشترک کہتے ہیں کیونکہ وہ دونوں طرف سے دریافت کرتی ہے۔ پس جسکا مزاج بہت سلامت اور قوت متخیلہ اور حس مشترک نہایت روشن ہو تعلقات کے بعد اُسکی خبر راست ہوتی ہے جیسے کہ خواب کیونکہ خواب بھی اسی قسم سے ہے۔ اور بعض پیغمبروں کا وحی خواب میں تھا لیکن اصل میں وہ وحی اور الہام تھا۔ خاص مبتدیوں میں جب یہ حال ظاہر ہوتا ہے وے نامعلوم شئے کو جو ناگاہ سمجھ میں آجاتی ہے جانتے کہ یہ باہر سے سُننے میں آئی ہے اور اُسکو ہاتف کی آواز کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ معجزات اور کرامات میں شک نہیں جو نفس حوادث کے سبب سے ہے کیونکہ ہماری جسموں میں جو رنج و راحت پیدا ہوتی ہے پس ممکن ہے کہ ایک نفس ایسا قوی اور کامل ہو کہ عالم کون و فساد کے ساتھ جسکی بعینہ ایسی نسبت ہو کہ جیسے ہم اور ہمارے جسم میں پس ارادہ عالم کون و فساد میں حوادث اور علوم غریبہ کا سبب ہوا۔ حضرت شیخ ابوعلی رسالہ معراجیہ میں فرماتا ہے کہ سب ارواح عقل کلُ کے تابع ہیں مگر روح القدس جو درمیان واجب الوجود اور عقل اول کے واسطہ ہے وہ ایک ہے۔ اور کلام ایزدی وہ ہے کہ جسکو روح القدس بذریعہ عقل کھولکر نبی تک پہنچاوے پس نبی کا کلام عین کلام ایزدی ہوتا ہے اور اسم قدسی اُسپر پڑنے کے سبب اُسکا اپنا حکم کوئی علٰحدہ نہیں رہتا ✤

پیغمبر کے معراج کی تاویل

اس باب میں حکیموں کے بہت قول ہیں۔ سب سے بہتر وہ ہے جو
حضرت رئیس الحکما بوعلی سینا نے لکھا۔ وہ کہتا ہے کہ پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ
نے کہا ہے کہ ایک رات میں اپنی پھوپھی کے گھر میں سویا ہوا تھا کہ اس
رات بادل گرجتا اور بجلی چمکتی تھی اور کوئی حیوان اور پرندہ آواز نہ کرتا تھا
اور نہ کوئی بیدار تھا اسوقت میں خواب میں نہ تھا بلکہ خواب و بیداری کے
درمیان تھا۔ اس رمز سے یہ مراد ہے کہ میں مدت دراز سے ادراک حقایق
کا آرزومند تھا۔ رات کے وقت لوگ بصیرت میں بہت فارغ ہوتے ہیں
کیونکہ بدنی شغل اور توابع حسی منقطع ہوتے ہیں۔ پس ایسی رات میں میں
بحالت نیمخوابی یعنے عقل اور حس کے درمیان علم کے بحر میں پڑا۔ گرج
اور بجلی کی چمک سے یہ مراد ہے کہ مدد علوی کی غالب تھی یعنے کہ قوت
غضبی اور قوت خیال اپنے کام سے معزول ہوئی۔ اور فراغت کا مشغولی
پر غلبہ ہوا۔ اور کہا کہ جبرئیل اترا۔ اور اسکی خوش صورتی اور فروبہا سے
گھر روشن ہوا یعنے روح قدسی کی طاقت امر کی صورت پر مجھے ملی اور اس
قدر اثر ظاہر کیا کہ روح ناطقہ کی سب قوتیں تازہ اور روشن ہوئیں۔ یہ کہ
جبرئیل کی صفت میں کہا کہ اسکو میں نے دیکھا کہ برف سے بھی بہت سفید
تھا اور منہ حسین اور بال مجعد پیشانی پر لاالہ الا اللہ لکھا ہوا تھا۔ اور آنکھیں
بہت خوبصورت تھیں۔ باریک ابرو۔ اسکی ستر ہزار زلف تھی کہ جس میں
یاقوت سرخ اور ۷ لاکھ موتی گوندھا ہوا تھا۔ یعنے بصیرت مجرد عقل میں اسقدر
جمال رکھتا تھا کہ اگر اس جمال کا کچھ اثر حس پر ظاہر کریں تو اس کو صفت
موصوف پر محسوس کریں۔ اس سے کہ لاالہ الا اللہ لکھا ہوا تھا یہ مراد ہے
کہ معین نور رکھتا تھا یعنے جسکی آنکھ اسکے جمال پر پڑتی اس سے شرک
اور شک اور تعلق کی ظلمت اٹھ جاتی۔ اثبات صانع اور یقین اور تصدیق
میں اسکو اسقدر ترقی ہوتی کہ ہر مصنوع میں جو کچھ دیکھتا اسکی توحید بڑھتی
اور اسقدر لطافت رکھتا تھا کہ ستر ہزار زلف والا انسان بھی اسکے حسن
کو نہ پہنچتا۔ بتعجیل اور تیزی اسقدر رکھتا کہ گویا چھ سو بال و پر کے ساتھ
اڑتا ہے اور اسکی روش ساتھ مدت اور زمان کے نہیں۔ یہ جو کہا میرے
پاس آیا مجھے بغل میں لیا اور میری دو آنکھوں کا بوسہ دیا اور کہا کہ کبتک
سوئیگا اٹھ اسکی تاویل میں یہ ہے کہ جب قدسی قوت میرے پاس آئی

اُس نے مجھے مسخر کیا اور اپنے کشف کی طرف راہ دی اور عزت دی میرے دلمیں اسقدر شوق ظاہر ہوا کہ وصف نہیں کیا جاسکتا خدمت کی اور کہا کہ کب تک سوئیگا یعنے خیالات مزور پر کیوں صابر ہوا ہے سوا کے اس جہان کے جس میں تو ہے بہت عالم ہیں کہ وہ بدون بیداری علوم کے دیکھے نہیں جاتے میں شفقت سے تیری رہبری کرونگا۔ یہ جو کہا کہ میں ڈرا اور اس خوف سے کود پڑا۔ اُسکی ہیبت سے کوئی اندیشہ دلمیں نہ رہا۔ اور یہ جو کہا کہ ٹھہر میں تیرا بھائی جبرئیل ہوں مراد اُسکی یہ ہے کہ اُسکے لطف اور کشف سے میرا خوف ٹھہر گیا اور اُسنے آشنائی قرار دی کہ جسنے مجھے خوف سے چھوڑایا پس مینے کہا اے بھائی دشمن غالب ہوا ہے اُسنے کہا کہ تجھے دشمن کے ہاتھ نہ دونگا مینے کہا کہ تو کون ہے کہا اُٹھ اور ہوشیار ہو اور حوصلہ رکھ۔ یعنے حافظہ کو روشن رکھکر میری متابعت کر کہ سب مشکلیں دور کروں۔ یہ جو کہا کہ میں آشفتہ ہوکر جبرئیل کے اثر پر چلا غرض اُسکی یہ ہے کہ میں عالم محسوس سے اعراض کرکے اصلی عقل کی مدد سے فیض قدسی کے اثر پر رواں ہوا۔ اور یہ جو کہا کہ مینے جبرئیل کے اثر پر ایک بُراق یعنے گھوڑا دیکھا۔تاویل اسکی یہ ہے کہ عقل فعال قدسی قوتوں پر غالب ہے کہ جسکی مدد سے عالم کون و فساد میں عقول علوی سے زیادہ ہے وہ عقل فعال پر بڑا بادشاہ ہے جو وقت مناسب پر ارواح کو مدد دیتا ہے اور اُسکو براق سے تشبیہ دی اسواسطے کہ وہ رات کی روشنی میں تھا اور چونکہ مدد دہندہ مرکب ہوتا ہے اور اُس سفر میں مدد دہندہ وہی ہے اسواسطے کہ اُسکو مرکب یعنے گھوڑا کہا گیا اور کہا کہ وہ گھوڑا گدھے سے بڑا اور اسپ سے چھوٹا تھا۔ یعنے وہ عقل فعال انسانی عقل سے بڑی اور عقل اول سے چھوٹی ہے اور کہا کہ اُسکا مُنہ آدمی کے مُنہ کی مانند تھا۔ یعنے وہ طرف تربیت انسانی کے مایل ہے اور آدمیوں پر اسقدر شفقت رکھتی ہے کہ جنس کو نوع پر ہے اور اُسکا آدمیوں سے مشابہ ہونا شفقت اور تربیت کے طریق پر ہے۔اور کہا کہ اُسکے ہاتھ اور پاتوئں لمبے ہیں یعنے فیض اُسکا ہر جگہ پہنچتا ہے اور اُسکا فیض سب چیزوں کو تازہ رکھتا ہے۔ اور کہا کہ مینے چاہا کہ اُسپر چڑھوں مگر اُسنے سرکشی کی جب جبرئیل نے مدد دی تو رام ہوا۔ یعنے چونکہ میں عالم جسمانی میں تھا مینے چاہا کہ اُسکی صحبت کروں اِلّا اُسنے قبول نہ کیا

جب قوت قدسی نے مجھے جہالت کے شغلوں اور جسم کے عوایق سے غسل دیا تب مجرد ہوکر اُسکے وسیلہ سے عقل فعال کے فائدہ اور فیض کو پہنچا۔ اور کہا کہ جب میں رواں ہوکر مکہ کے پہاڑوں سے گذر گیا تو ایک رونده کو دیکھا جو میرے سراغ پر چلا آتا اور کہتا تھا کہ کھڑا ہو مگر جبرائیل نے اُسوقت مجھے کہا کہ اُس سے بات مت کر اور چل چلا ایسا ہی کیا۔ اس رونده سے قوت وہم مراد ہے یعنے جب میں اپنے ظاہری اعضا و اطراف سے فارغ ہوکر اور حواس کا تامل چھوڑکر گذرا تو قوت وہم نے میرے اثر پر آکر آواز دی کہ مت جا کیونکہ قوت وہم متصرف ہے اور اُسکا بڑا غلبہ ہے اور سب حالوں میں کارکن اور سب حیوانات میں بمنزلہ عقل ہے اور وے چلنے والے جو وہم کے تابع ہوجاتے مساوی ہوجاتے ہیں اور اُنکی شرافت میں فرق آجاتا ہے پس جس شخص کے واسطے توفیق ایزدی مددگار ہو وہ کسی جگہ وہم کی پیروی نہیں کرتا اور کہا کہ میرے اثر پر ایک فریب دہندہ اور حسین عورت نے آواز دی کہ ٹھہر میں تیرے پاس آتی ہوں جبرئیل نے کہا مت ٹھہر اور چلا جا یعنے قوت خیال جو کہ فریبندہ ہے اُسکو عورت سے اس واسطے نسبت دی کہ اکثر طبیعتیں اُسکی طرف مایل ہیں اور لوگ اُسکے گرفتار ہیں دوم یہ کہ جو کچھ وہ کرتا ہے سب بے اصل اور مکر و فریب سے آلوده ہوتا ہے اور یہ کام عورات کا ہے کہ حیلہ اور فریب کرتی ہیں۔ پس قوت خیال بھی فریبندہ اور جھوٹھا اور بد عہد ہے لوگوں کو اسقدر فریب دیتا ہے کہ مطیع کرلیتا ہے پس وفا نہیں کرتا اور اُسکی نمود باطل ہوتی ہے۔ جب آدمی خیال کے اثر چلے تو ہرگز معقول کو نہیں پہنچتا ہمیشہ مزخرفات کے آثار میں رہکر مجہولات بے معنی کی قید میں پھنس جاتا ہے۔ کہا جب میں گذرا جبرائیل نے کہا کہ اگر تو اُسکا منتظر ہوتا اور وہ تیرے پاس آجاتی تو دنیا کا دوست ہوجاتا یعنے احوال دنیوی بے اصل اور زود زوال ہیں اور دنیاوی شغل بنسبت معانی آخرت کے ایسے ہیں کہ جیسے خیالی احوال کی نمایش بہ نسبت اسرار عقلیہ کے ہے۔ جو شخص اُسپر ٹھہر جاتا ہے معقول کو نہیں پہنچتا غرور اور حسن سے بادیہ جہل میں گرفتار رہتا ہے۔ اور کہا کہ جب میں پہاڑوں سے گذرا ان دونوں کو واپس کیا اور بیت المقدس تک پہنچکر اُس میں داخل ہوا وہاں ایک شخص نے میرے پاس آکر مجھے تین پیالے دئے ایک شراب کا دوسرا

پانی کا اور تیسرا دودھ کا مینے چاہا کہ شراب کا پیالہ پی لوں مگر جبرئیل نے روکا اور دودھ کی طرف اشارہ کیا مینے لیکر پیا۔ یعنے جب میں حواس سے گذر گیا اور وہم اور خیال کا حال معلوم کیا اور اپنے آپ میں تامل کیا اور روحانی عالم میں گیا تو مینے بیت المقدس میں تین روح دیکھے ایک حیوانی دوسرا طبعی تیسرا ناطقہ مینے چاہا کہ حیوانی کے اثر پر چلوں اسکو خمر شراب سے اسواسطے نسبت دی کہ اسکی قوتیں فریبندہ اور پوشیدہ کنندہ اور جہل افزا ہیں۔ اور طبعی کو پانی سے اسواسطے مشابہ کیا کہ بقا اور قیام بدنکا اس سے ہے اور بدن کی پرورش اسکے شاگردوں سے ہوتی ہے اور پانی حیات اور نشو ونما کا مددگار بھی وہی ہے اور ناطقہ کو دودھ سے اسواسطے تشبیہ دی کہ لطیف اور مفید اور مصلحت افزا غذا ہے۔ یہ جو کہا کہ مینے چاہا کہ شراب پیوں اور اسنے روکا تاکہ مینے دودھ لیا باعث اسکا یہ ہے کہ اکثر آدمی ان دو روح کی متابعت نہیں چھوڑتے یعنے طبعی اور حیوانی کی کیونکہ وے ناقص ہوتے ہیں اور ناقص جسمی چیز کا طلبگار ہوتا ہے اور ان دونوں روحوں کا فائدہ اور لذت بدنی ہے۔ کہا کہ جب میں وہاں گیا اور مسجد میں داخل ہوا موذن نے نماز کی بانگ دی اور میں آگے بڑھا پیغمبروں اور فرشتوں کی جماعت دیکھی کہ دائیں بائیں کھڑی تھی سب نے مجھے سلام دیا۔ اور عہد تازہ کیا۔ یعنے جب میں حیوانی اور طبعی کے مطالعہ اور تامل سے فارغ ہوا تو مسجد میں گیا یعنے دماغ روح کو پہنچا موذن سے قوت ذاکرہ مراد ہے۔ اور امامت سے تفکر۔ ملایک سے روح دماغی کی قوتیں مراد ہیں یعنے تمیز اور حفظ اور ذکر و فکر وغیرہ سے۔ انکا سلام کرنا احاطہ کرنے کے واسطے ہے قواے عقلی پر۔ جب کوئی شخص ایک محل پر چڑھنا چاہے تو اسکے واسطے ایک سیڑھی کی ضرورت ہے کہ جسکے ایک ایک پایہ کو طے کرکے سطح محل پر پہنچے یہاں یہ لطیف قوتیں بھی سیڑھی کے پایوں کی مانند ہیں کہ جب درجہ بدرجہ صعود کرے تو مقصود کو پہنچے۔ کہا کہ جب فارغ ہوا تو منہ کو اونچا کرکے کہا کہ ایک نردبان دیکھی جسکا ایک پایہ چاندی کا اور دوسرا سونے کا تھا یہ حواس ظاہر سے حواس باطن کی طرف اور زر و سیم سے مشرف ایک کی دوسرے پر مراد ہے۔ یہ جو کہا کہ آسمان پر گیا اور دروازہ کھولا گیا اور میں داخل ہوا اسمعیل کو کرسی پر بیٹھا ہوا دیکھا اور اسکے آگے ایک جماعت تھی۔ مینے سلام کیا اور آگے

اور گذر گیا۔ آسمان سے فلک قمر مراد ہے اور اسمعیل سے جرم قمر اور جماعت سے وے لوگ جنکے حال پر قمر دلیل ہے۔ اور کہا میں آسمان دوم پر چڑھا اور ایک فرشتہ دیکھا کہ جمال میں سب سے مقدم تر تھا اور اسکی عجیب خلقت تھی یعنے اسکا بدن آدھا برف کا تھا اور آدھا آگ کا تھا وہ آپس میں ملتے نہیں تھے مگر عداوت بھی نہ رکھتے تھے اسنے مجھپر سلام کیا اور کہا کہ تجھے مبارک ہو کیونکہ سب چیزیں اور دولتیں تجھ میں ہیں وہ فلک عطارد تھا مقصود یہ ہے کہ ہر ستارہ کے واسطے ایک حالت معین ہے یعنے یا وہ سعید ہے یا نحس لیکن عطارد کا اثر دو قسم پر ہے یعنے وہ نحس کے ملاپ سے نحس اور سعد کے اجتماع سے سعید ہوجاتا ہے چنانچہ آدھا نیک اور آدھا بد ہے۔ بشارت خیر دولت سے مراد قوت خاطر اور کثرت علوم ہے کہ جو یہ دیتا ہے۔ اور کہا کہ جب میں آسمان سوم پر پہنچا ایک فرشتہ دیکھا کہ جسکی مانند حسن اور جمال میں نے کبھی نہ دیکھا تھا اور وہ خوش و خُرم کرسی پر بیٹھا ہوا اور اسکے گرد نورانی فرشتے جمع تھے یعنے فلک زہرہ کہ جسکا جمال بیان کا محتاج نہیں اور وہ شادی پر دلیل ہے۔ اور کہا کہ جب میں چوتھے آسمان پر پہنچا ایک فرشتہ دیکھا کہ بادشاہ کی طرح بہ تجمل تمام نور کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا میںنے سلام کیا اُسنے تکبر سے جواب دیا وہ بباعث کبر اور بزرگی کے نہ بولتا اور نہ ہنستا تھا جب سلام کیا جواب دیا یہ بھی کہا کہ اے محمد سب چیزیں اور دولتیں تجھ میں دیکھتا ہوں تجھکو بشارت ہو یعنے فلک چہارم اور فرشتہ سے آفتاب مراد ہے جو کہ بادشاہوں کے حال کی دلیل ہے اور تبسم اُسکا تاثیر طالع میں خیر کی طرف ہے اور اُسکا فیض سب پر نیک ہے اور یہ جو کہا کہ جب میں پانچویں پر گیا تو دوزخ پر مطلع ہوا اور ایک ولایت سیاہ اور خوفناک دیکھی کہ جسکا مالک اُسکے ایک کنارہ پر بیٹھا ہوا بدکار مردوں کے عذاب میں مشغول ہے فلک پنجم کے فرشتے سے مریخ مراد ہے اور وہ بدکاروں اور خونخواروں پر دلالت کرتا ہے بدکار مردوں سے جنہیں دوزخ موثر ہے بدکردار آدمی مراد ہیں۔ اور کہا کہ جب میں چھٹے آسمان پر چڑھا ایک فرشتہ دیکھا جو نور کی کرسی پر بیٹھا ہوا تسبیح اور تقدیس میں مشغول ہے اُسکے گیسو موتی اور یاقوت سے مرصع ہیں میںنے سلام کیا اُسنے جواب دیا اور آفرین کی اور خیر و سعادت کی بشارتیں دیں اور کہا کہ میں ہمیشہ تجھپر درود دیتا ہوں فلک ششم اور فرشتہ سے مشتری مراد ہے جو اہل صلاح اور ورع اور علم پر

دلیل ہے اُن گیسو اور پردوں سے مراد اُسکا اثر ہے اور صلوٰۃ اُس کی نیک تاثیر کیونکہ وہ سعد اکبر ہے اور سب نیکی اُسی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور کہا جب ساتویں آسمان پر گیا ایک فرشتہ یاقوت سُرخ کی کرسی پر بیٹھا نظر آیا ہر شخص اُسکے پاس نہ جاسکتا تھا لیکن جب کوئی پہنچ جاتا بڑا نور پاتا مینے سلام کیا جواب اور درود دیا۔ فلک ہفتم کے فرشتہ سے زحل مراد ہے جو نحس اکبر ہے لیکن جو تاثیر وہ کرتا ہے کامل اور سالم کرتا ہے۔ جب سعادت کرتا ہے تو سب سے بڑھکر کرتا ہے۔ ہر کوئی اُسکے پاس نہیں جاسکتا اس سے یہ مراد ہے کہ بہت کم اتفاق پڑتا ہے کہ وہ خیر و سعادت کے محل میں پڑے لیکن جب پڑجاوے تو اسقدر نیک تاثیر کرتا ہے کہ سب سے بڑھ جاتا ہے۔ اور کہا کہ جب میں وہاں سے گذر کر سدرۃ المنتہیٰ میں پہنچا تو ایک نورانی جہان کو دیکھا وہ اسقدر روشن تھا کہ میری آنکھیں خیرہ ہوئیں دائیں بائیں نورانی فرشتے جس طرف دیکھے عبادت میں مشغول تھے۔ مینے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہیں جواب دیا کہ سوائے عبادت اور تسبیح کے اور کام نہیں رکھتے اور اُن کے واسطے عبادت خانے مقرر ہیں کہ وہاں سے باہر نہیں جاتے" وَمَا مِنَّا اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَعْلُوْمٌ۔ سدرۃ المنتہیٰ سے فلک ہشتم مراد ہے کہ جسمیں ثوابت اور کواکب کی صورتیں ہیں۔ اور عبادت خانوں سے بارہ برج مراد ہیں کہ جہاں ہرگروہ طرف معین میں ساکن ہے اور آپسمیں مزاحمت نہیں کرتے چنانچہ شمالیوں کو جنوبیوں سے کچھ سروکار نہیں ہے اور ہرایک کے واسطے معین مکان ہے یعنے بعض صورتیں منطقہ میں اور بعض شمال اور بعض جنوب میں ہیں۔ اور کہا کہ مینے سدرۃ المنتہیٰ کی بیخ سب چیزوں سے بڑی پائی کہ جسکا سایہ زمین و آسمان پر پڑا ہوا تھا۔ یہ فلک اعظم سے مراد ہے کہ سب آسمان جسکے باطن میں ہیں اور وہ سب سے بڑا ہے۔ اور کہا کہ جب میں وہاں سے گذرا چار دریا دیکھے کہ ہرایک کا پانی اور ہی رنگ پر تھا یہ جوہریت اور جسمیت اور مادیت اورصورت سے مراد ہے کہ سب کے حقایق ساتھ تحیر کے دیکھے اور ہر ایک کا تصور علٰحدہ مرتبہ پر پایا اور ہرایک مرتبہ کو ایک ہی عبارت سے بیان کیا کہا کہ مینے بہت فرشتے تسبیح و تہلیل میں مشغول اور سب

لاالٰہ الا اللہ کی لطافت میں مستغرق دیکھے مراد اسکی یہ ہے کہ ان نفوس مجردانہ کو دیکھا جو شہوانی مادہ سے آزاد اور پاک ہیں- ہر ایک آدمی جو عالم معرفت میں پاک اور مجرد ہو جب بدن سے جدا ہوتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ اُس کو فرشتہ کے مانند موضع و مکان دیگر سعادت ابدی سے آراستہ کرتا ہے-اُن کو فرشتوں سے اسواسطے مشتبہ کیا کہ فرشتے عصمت اور تہلیل و تسبیح کے مساکن میں ہیں یعنے فساد اور ہلاک سے دور ہیں اور تغیر شہوانی اور اشغال غضب سے پاک اور ملکی درجہ کو پہنچکر ہمیشہ ادراک شناخت غیب میں مشغول ہیں اور زیرین جہان کی طرف نظر نہیں کرتے کیونکہ بدن بہ نسبت نفس کے خسیس ہے- قاعدہ ہے کہ شریف آدمی سوائے ضرورت کے کمینہ محل کیطرف نظر نہیں کرتا جب وہاں سے مفارقت ہو تو اپنے شرف کو پہنچکر سعید ہوجاتا ہے اور لذت و راحت میں ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ عالم زیرین کی طرف ہرگز نگاہ نہیں کرتا کیونکہ وہ صورت بدنی اُسکے سامنے سے برخاستہ ہوجاتی ہے.اور پھر وہ اُسطرف بقدر علم اور ادراک کے مرتبہ اور شرف پاتا ہے فَمِنْھُمْ رَاکِعٌ وَمِنْھُمْ سَاجِدًا یعنے اُنھیں سے رکوع کرنے والے اور بعضے سجدے کرنے والے ہیں اور بعضے تہلیل کرنے والے اور بعض مقدس اور بعض منظر خوب ہیں کہ جو ہمیشہ ابد تک اسی قاعدہ پر چلتے ہیں- اور کہا کہ جب میں اِن سب سے گذرگیا تو ایک دریاے بیکران پر پہنچا ہرچند تامل کیا مگر اُسکی نہایت اور کنارہ کو دریافت نہ کرسکا اُس دریا کے نیچے ایک نہر اور ایک فرشتہ کو دیکھا اُس دریا کا پانی اُس نہر میں پڑتا اور وہاں سے ہر جگہ پھیلتا تھا- دریا سے عقل اول اور نہر سے نفس اول مراد ہے- اور کہا کہ اُس دریا کے برابر ایک بڑا جنگل دیکھا کہ اُس سے بزرگتر کبھی نہ دیکھا تھا میںنے ہرچند تامل کیا لیکن اُسکا مبدا اور منتہا نہ پایا اور ساتھ کسی چیز کے اُسکو حد نہ کرسکا کیونکہ اُس سے کوئی عامتر شئے نہیں یعنے وجود مجرد کا ادراک سوائے عقل کامل کے نہیں ہوسکتا- اور کہا کہ دریا اور جنگل کے روبرو ایک فرشتہ عظیم اور روشن نظر آیا اُسنے مجھے بلایا جب میں اُسکے پاس پہنچا تو میںنے اُس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے کہ میں میکائیل سب فرشتوں سے بڑا ہوں تجھے جو کچھ مشکل ہے مجھ سے پوچھ اور جو آرزو ہے مجھ سے مانگ تا کہ تجھے سب مرادیں پہنچاؤں یعنے جب میںنے

یہ سب کچھ جان لیا اور تامل کیا تو مراد کو پایا فرشتے سے یہ مراد ہے روح القدس اور ملک مقرب جو شخص اُسکو پاتا ہے اور مدد لیتا ہے اُسکو یہ علم حاصل ہوتا ہے کہ وہ روحانی لذات سے آگاہ ہوجاوے۔ اور کہا کہ جب میں سلام اور پرستش سے فارغ ہوا تو بولا کہ میں نے یہاں پہنچنے تک بہت رنج دیکھا اور یہاں آنے سے میرا مقصود یہ ہے کہ خدا کی معرفت اور رویت کو پہنچوں تو مجھے اُسکی طرف دلالت کرتا کہ میں اپنی مراد کو پہنچکر اپنے گھر کو واپس جاؤں۔ یعنے کلمہ پاک سے درخواست کی اور جب اُسنے دیدۂ دل سے سب موجودات کو جیسا کہ چاہیئے دیکھ لیا تو چاہا کہ موجود مطلق علت اولی اور واجب الوجود محض کو بھی دریافت کرے اور اُسکی وحدت کو پہچانے کہ جسمیں کثرت کا نشان نہیں۔ اور کہا کہ اُس فرشتہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے کئی ہزار حجاب سے گذارکر اُس عالم میں لے لیا کہ جو کچھ مینے اِن عالموں میں دیکھا تھا وہاں نہ پایا اور حضرت عزت تک پہنچایا جہاں سے یہ آواز آئی کہ خدا کی درگاہ دنیا کے جوہر و عرض سے پاک ہے اوپر آنا چاہیئے۔ کہا جب اُس حضرت میں پہنچا اور حس و حرکت سے فراغت اور غنا اور سکون کو دیکھا۔ یعنے اُسکے مجرد وجود کی معرفت ایسی پائی کہ کسی جانور کی حس میں نہیں سما سکتی کیونکہ اجسام صرف ادراک کرتے اور صور و خیال کو نگاہ رکھتے ہیں اور جوہر ساتھ تحفظ عقل کے تصور کرتے ہیں لیکن واجب الوجود ان مراتب سے باہر ہے اور حس اور خیال اور تحفظ سے نہیں پایا جاتا اور اُس میں حرکت نہیں ہوتی کیونکہ حرکت اپنے تغیر کا نام ہے اور واجب الوجود تغیر سے خالی اور سب کا محرک ہے۔ اور کہا کہ مینے خداوند کے خوف سے ان سب چیزوں کو فراموش کردیا جو دیکھی ہوئی تھیں اور اسقدر عظمت اور کشف اور قربت کی لذت حاصل ہوئی کہ گویا مست ہوگیا۔ یعنے جب علم حاصل ہوا اور وحدانیت کی معرفت پائی تو اسقدر لذت نفس ناطقہ کو پہنچی کہ سب حیوانی اور طبعی قوتیں اپنے کام سے باز آگئیں اور وحدانیت میں اسقدر استغراق حاصل ہوا کہ دنیا کے جوہر و جسموں پر نظر نہ رہی۔ اور کہا کہ قربت کا اثر اسقدر پایا کہ مجھپر لرزہ چھایا پھر مجھے اوپر بلایا اور کہا کہ مت ڈر۔ یعنے مینے وحدانیت پائی کہ واجب الوجود ان اقسام سے باہر ہے اور میں اپنے سفر میں جو اثبات وحدانیت میں نہایت دور تھا دلیری کرنے سے ڈرا۔ میں جانتا تھا کہ

وہ زبان رکھتا ہے۔ مجھے کہا کہ نزدیکتر آ یعنے اپنے پندار اور بیم درجات سے نکل کیونکہ چاہیئے کہ وحدانیت کا عالم لذت روحانی میں ہمیشہ ایسا مستغرق رہے کہ ہرگز حیوانی انفعال کے سبب پیچھے نہ ہٹے کیونکہ امید وبیم حیوانیت کے عالم میں سے ہے۔ کہا جب میں آگے بڑھا خداوند کا سلام مجھے پہنچا کہ جسکی مانند یعنے کبھی سلام نہ سُنا تھا۔ یعنے کلام واجب الوجود کی حقیقت مجھپر کُھل گئی کہ جسکا سخن خلقت کے سخن کی طرح حرف اور صورت کے ساتھ نہ تھا اُسکا سخن محض اپنی روح میں مجمل طور پر علم کو ثابت کرتا ہے اور کہا کہ خطاب آیا کہ ثنا کر میں نے کہا کہ میں نہیں کرسکتا کیونکہ تو خود ویسا ہی ہے جیساکہ تونے کہا ہے یعنے جب وحدانیت کے جمال کو مینے پایا اور واجب الوجود کا کلام حقیقت جان لیا تو اسقدر لذت پائی کہ سابق میں کبھی حاصل نہ ہوئی تھی اور جانا کہ واجب الوجود سب صفتوں کا مستحق ہے اُسکی صفت زبان سے کی نہیں جاسکتی کیونکہ جو کچھ زبان میں آتا ہے حروف سے مرکب ہوتا ہے جزوی اور کلی سے متعلق ہے واجب الوجود کے حق میں درست نہیں کیونکہ وہ نہ جزوی ہے نہ کلی۔ پس اُسکی ثنا زبان سے راست نہیں آتی۔ اور عقل جانتی ہے کہ ممدوح کامل کی مدح ہونی تو اُسکے لایق چاہیئے تاکہ اُسکا علم قدرت ذات ممدوح کے مقابل ہو اور گفتار مقصود کے مطابق ہو۔ واجب الوجود جو واحد ہے اپنا ہم مثل نہیں رکھتا تو کسی کی مدح اُسکے لایق کیونکر ہوسکتی ہے۔ پس اُسکے علم کی طرف ہی اشارہ کیا ہے کیونکہ وہ عین علم ہے اور اُسکا علم بغیر حرف اور صوت کے اُس کی صفت کرتا ہے۔ اور یہ جو کہا کہ مجھے آواز آئی کہ کیا مانگتا ہے مینے کہا کہ اجازت یعنے جو کچھ واقع ہو پوچھوں تاکہ مشکل دور ہوجاوے یعنے جب مجھکو کہا کہ کیا مانگتا ہے مینے کہا کہ اجازت یعنے علم۔ کیونکہ اس سفر میں سوائے عقل کے۔ اور کچھ باقی نہیں رہا تھا کہ جو حضرت واجب الوجود کو پہنچے اور وحدانیت کو پہچانے۔ لہذا میں سوا علم کے کچھ نہ مانگ سکا جو اُسکے لایق ہو جو مشکل پڑے عرض کرے اور جواب شافی پاوے۔ پھر واسطے مصلحت خلایق کے شرع کے قواعد آراستہ کئے ساتھ اُن الفاظ کے کہ جو سُننے کے لایق خلقت کے ہوں تاکہ معنے بھی قایم رہیں اور مصلحت کا پردہ بھی اُٹھ نہ جاوے۔ یہ بھی اُس علم کا ہی طفیل ہے کہ ایسے سفر کو جو بیان کیا گیا سفر ظاہری

ہیں تعبیہ کیا تاکہ سوا محقق شخص کے کسی کو اُسپر وقوف نہ ہو۔ اور کہا کہ جب یہنے یہ سب کام کیا گھر کو واپس آیا اور زودی سفر کے باعث ابھی خواب کا کپڑا گرم تھا یعنے فکری سفر کیا اور دل میں گیا۔ عقل سے موجودات کو واجب الوجود تک پہنچایا۔ جب فکر تمام ہوئی اپنے آپ میں آیا یہ جانا اور آنا چشم زدن سے جلد تھا۔ دانا آدمی جانتا ہے کہ کیا گذرا اور جو شخص نہیں جانتا وہ معذور ہے۔ یہ کلمات عامی جاہل کو کہنے روا نہیں ان سے عاقلوں ہی کو فائدہ ہے۔ یہاں تک حضرت قدوۃ الحکما شیخ بوعلی سینا کا کلام ہے۔ تامہ محققین حکما میں دیکھا اور عقلا سے سُنا گیا کہ قمر ایک بزرگ اور مقرب فرشتہ ہے۔ اسواسطے کہ فلکی جرم کبھی پھٹتا نہیں پس شق القمر یعنے چاند کا پھٹنا جو قرآن میں مذکور ہے رمز اور اشارت ہوگی کیونکہ ہر آسمان اور ستارہ کے واسطے ایک باطن ہوچکا ہے اور جسکو عقل کہتے ہیں اُن ہیں سے قمر کے باطن کو عقل فعال بولتے ہیں اور اس والا طایفہ کے اصول میں بھی مقرر ہے کہ غایت درجہ کا مرتبہ اور آدمی کا کمال جسکو جمعیت کہتے ہیں یہی ہے کہ عقل فعال کے ساتھ ملے اور ایک ہوجاوے۔ جو شخص اس مرتبہ کو پہنچتا ہے وہ جس چیز کی طرف متوجہ ہوتا ہے اُسکو بلا فکر معلوم کرلیتا ہے اور کوئی مرتبہ کامل آدمی کے لئے اس سے بڑھکر نہیں۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی تو معلوم ہوتا ہے کہ شق القمر سے یہ مراد ہوگی کہ وہ ظاہر قمر سے باطن میں گذرا چونکہ عقل فعال ہے اور نبی علیہ السلام دور قمر کا سرگروہ ہے تو قمر کا پھاڑنا یہ ہوگا کہ اُسکے باطن کو پہنچا لیکن یہ حکمار مشائین کا مذہب ہے۔ اشراقی کہتے ہیں کہ اس رمز کا حل یہ ہے کہ نور اصل پیدایٔ عالم سے مراد ہے اور اُنھیں ہی دو قسم پر ہے ایک وہ نور جو کسی قسم کی ظلمت اور جسم کی تاریکی سے ملا ہوا نہ ہو۔ دوم وہ نور جو جسم سے مل سکے۔ نور اول کلیات کو اور اُن حقایق کو جو مادہ سے مجرد ہیں حاصل ہے اور انکی تمالیش جزئیات سے خالی ہے۔ لیکن قسم دوم یعنے جو نور ظلمت سے ملا ہوا ہو وہ جس طرف پرتو انداز ہوتا ہے اُسکا علم کلیات اور جزئیات کو محیط ہوسکتا ہے۔ اور یہ بھی ان کے اصول میں مقرر ہوچکا ہے کہ سلسلہ موجودات کی نہایت اور تمامیت یہ ہے کہ کلیات اور جزئیات کا علم بتمامہ ظاہر ہوجاوے چنانچہ کوئی قوت میں یعنے پوشیدہ نہ ہو جب یہ مقدمہ مقرر ہوا پس قمر انکے نزدیک نور ممتزج یعنے ملے ہوے

نور سے مراد ہے جو اس بات کے قابل ہے کہ سب علم جو اُس میں پوشیدہ ہیں ظہور میں آویں اور بنا بر عکس کے کمال کی شعاع پیدا کرے۔ پس قمر نور ممتزج سے مراد ہے اور شق یعنے اُسکا پھٹنا ظہور علوم اور کمال اور پیدا اور پیدا کنندگی سے مراد ہے کہ اُسکے باطن میں تھے اور اُسکی صورت کو پھاڑ کے نکلے۔ ختم رسالت اور تمام ہونے نبوت کے حل میں کہ نبی عربی کے بعد کوئی نبی نہ آویگا یوں کہتے ہیں کہ ختم رسالت عقل فعال کے ملنے سے مراد ہے کیونکہ جو شخص اُسکو پہنچا اور اُس سے بہرہ مند ہوا خاتم الانبیا ہوگیا کیونکہ پہلا پیغمبر عقل اول ہے جو آدم معنوی ہے اور عقل عاشر الرسل ہے جو شخص عقل فعال کا پروردہ ہے وہ اپنا رنگ چھوڑکر اُس کا رنگ پکڑلیتا ہے کیونکہ اگر لاکھ پیغمبر اپنے آپ کو عقل اول سا بنالیں تو خاتم الرسل ہونگے کیونکہ خاتم عقل فعال ہے اور یہ اپنے آپ کو محو جانکر اُسکو موجود تصور کرتے ہیں۔ لیکن اشراقی کہتے ہیں کہ پہلا پیغمبر حضرت نور اقرب یعنے عقل اول ہے اور خاتم الرسل یعنے آخری پیغمبر انسان کا رب النوع یعنے عقل فعال ہے جو نوع انسان کو پرورش کرتی ہے۔ پس جو شخص رب النوع کا باریاب اور مقرب ہوا اُسکا قایم مقام ہوگا بلکہ اُسکی خودی دور اور باطل ہوجاتی ہے پس اسکو بھی خاتم الرسل کہنا چاہیئے۔ ایک عزیز کہتا ہے۔ ؎

سراپاے وجودم دوست شد من بعد اگر خواہم
کہ بینم دوست را آئینہ پیش خویشتن دارم

قاسم خاں نے کہا ہے۔ ؎

یگانہ خویش را باتو چناں خواہم کہ گر روزے
بجوئی خویش را من درمیان پیرہن باشم

یہ جو کہتے ہیں کہ پیغمبر کا سایہ نتھا لایق فرزند سے مراد ہے چونکہ محمد سے نبوت اُسکے پسر کو نہ پہنچی گویا کہ اُسکا سایہ نہیں تھا۔ اور یہ جو کہتے ہیں کہ پیغمبر کے بدن پر مگس نہ بیٹھتی تھی مراد یہ ہے کہ آرزو اور حرص نہ رکھتا تھا +

تیسری نظر اِس مذہب کے پیروؤن کے بیان مین

اگرچہ اس گروہ کے بہت سے دانا لوگ دیکھے لیکن وہی جو اس آئین پہ ثابت اور کامل تھے یہاں گنے جاتے ہیں۔ ایک[۱] حکیم الٰہی ہیربد جس کو نامہ نگار لاہور میں ملا زردشت وخشور یزدان کے خاندان میں سے پارسی دانش میں کامل تھا اُسنے عربی اور حکمت کی تحصیل شیراز میں کی وہ فرہنگیان فرنگ کا بہت ہمنشین رہا۔ آخر ہند میں آیا اور ہمیشہ ریاضت اور پارسائی میں زندگی بسر کی اور مجرد رہا۔ پارسی اور ہندی اور عربی دعوات کو نورالانوار اور انوار قاہرہ اور کواکب کی بزرگی میں پڑھا کرتا اور نور بخشنے والے جسموں کو قبلہ جانتا۔ وہ حضرت شیخ مقتول کی بنائی ہوئی کتابوں کے مطلب سے بھی بخوبی ماہر تھا۔ دوم[۲]۔ حکیم منیر جسکو نامہ نگار نے ایکہزار ترپن[۱۰۵۳] ہجری کابل میں پایا وہ شیراز کا سید تھا لیکن عراق عجم میں پیدا ہوا۔ حکمت کا ماہر اور آزاد اور مرتاض تھا اور ہیربد کی طرح حیوانات جلالی اور جمالی سے پرہیز رکھتا تھا۔ اُن دعوات کو جو شیخ مقتول سے منقول ہیں انوار کی ستایش میں پڑھتا اور کواکب کی تعظیم کرتا تھا۔ یہ دونوں شخص آفتاب سے نور اندوز ہیں۔ سوم[۳]۔ حکیم دستور ہے جو بسال ایکہزار چوّن[۱۰۵۴] ہجری لاہور میں آیا اُسکا اصل اصفہان سے ہے لیکن بلخ میں وہ متولد ہوا اور اُس نے ملّا میرزا جان کے شاگردوں سے حکمت کی تحصیل کی۔ پھر ایران میں گیا اور امیر محمد باقر داماد اور شیخ بہاءالدین محمد و میر ابوالقاسم فندرسکی وغیرہ علماے شیراز کی صحبت سے بہرہ اُٹھایا۔ وہ مشائیان کے مسلک پہ چلتا تھا۔ اور وے دعائیں جو اس مذہب کے بزرگوں سے واجب الوجود اور عقول و نفوس اور کواکب کی عظمت میں مسطور ہیں پڑھتا اور کواکب کی تعظیم میں نہایت کوشش کرتا تھا۔ اگرچہ وہ مرتاض نہیں تھا لیکن گناہوں سے کنارہ کش اور مسلک اعتدال کا سالک اور سوداگری کرتا تھا۔ چہارم[۴]۔ حکیم کامران شیرازی کہ یہ بھی مشائیوں کا پیرو ہے علوم عقلی اور نقلی کو اچھی طرح سے جانتا تھا اور کسب کمال کے بعد وہ گووہ میں گیا جو فرنگ کا ایک بندر ہے اور فرنگیوں کا ہمنشین رہا اور مذہب نصارا میں مشہور ہوا اسواسطے انجیل کو خوب پڑھا اور اُنکے علوم حاصل کئے۔ بعدہ ہند میں آیا اور راجاؤں کا آشنا بنا اور ہندو مذہب کو اختیار کیا اور ہندی شاستر برہمنوں سے پڑھے اور اُس علم میں بھی دانایان ہند کا سرگروہ ہوگیا۔ اگرچہ ظاہر میں مذاہب

مذکورہ کا پیرو تھا لیکن حکمار قدیم کے عقائد پر قایم تھا۔ جھوٹھ اور چوری زنا اور لونڈے بازی سے محترز اور مجتنب تھا۔ اگرچہ حکیم دستور کے دستور پر جانوران کے قتل سے احتراز کرتا لیکن شراب کبھی کبھی پی لیتا اور کہتا تھا کہ اس میں بہت فواید ہیں اور وے دعائیں جو یونانی میں تھیں اور اب ترجمہ ہوئیں واجب الوجود اور عقول و نفوس اور کواکب کی ستایش میں پڑھتا تھا اور کسی سے لیتا کچھ نہیں تھا۔ وہ تجارت کرتا اور جسقدر کہ ضرورت ہوتی اُس سے زیادہ لالچ نہ کرتا۔ اور امیر ابوالقاسم قندرسکی اُسکو بھائی نام سے پکارتا ایکہزار پچاس ہجری میں اکبرآباد کے نزدیک فرخ سرائے میں فوت ہوا۔ کہتے ہیں جو کچھ کہ اسباب تھا بیماری کے وقت اُس نے فقیروں کو دیدیا اور زرنقد بیشنو برہمنوں کو دیا کیونکہ یہ لوگ حیوان آزار نہیں ہوتے۔ کپڑے محمود کو دئے تاکہ راہ کشمیر کی درویشوں کو جو سخت جاڑے میں رہتے ہیں دیدے محمود نے ایسا ہی کیا۔ اور خورش موجودہ بیلوں اور گدھوں اور مسافروں اور محتاجوں کو بانٹ دی کیونکہ یہ بارکش ہیں اور حکمت کی کتابیں ہشیار کے سپرد کیں تاکہ حکمت والوں کو پہنچاوے ہوشیار نے وے کتابیں آگرہ میں تقسیم کیں اور اپنے یاروں کو بھیجیں۔ اور مرض الموت کے وقت وہ ہمیشہ الہیات شفا اور اسولوجیا کا ترجمہ میں مشغول رہتا اور خوش ہوکر کہتا تھا کہ خدا کی الوہیت اور عقل کی نبوت اور نفس کی امامت اور قبلہ ہونے فلک اور نجات فلاسفہ پہ ایمان رکھتا ہوں اور دوسرے دینوں اور مذہبوں سے بیزار ہوں اور مرنے کے وقت واجب الوجود اور عقول و نفوس اور کواکب کا نام لیتا تھا اور حاضرین بھی یہی شغل رکھتے تھے حتیٰ کہ بدن چھوڑا۔ اگرچہ اُسکی عمر سوبرس سے زیادہ تھی لیکن قوت اور قدرت بحال تھی اور اُسنے ہشیار کو کہہ رکھا تھا کہ مرگ کے بعد جسم کا جلانا بہتر ہے لیکن تجھے لوگ منع کرینگے پس مجھے مشرق کی طرف سر اور مغرب کی جانب پاؤں کرکے دفن کرنا کیونکہ ارسطو اور اُسکے پیرو اور سب بزرگ ایسے ہی مدفون ہوے تھے۔ ہشیار نے ایسا ہی کیا اور ہشیار حسب فرمودہ اُسکے ایک ہفتہ رات دن اُسکی قبر پر وہ بخور کہ جو اُس کواکب کے مناسب ہے کہ جسکے وہ تعلق رات ودن تھا جلاتا رہا اور وہ کھانا اور کپڑا کہ جو اُس کواکب کے مناسب تھا برہمنوں اور مستحقوں کو دیتا رہا اور وے سب دعا کرتے اور اُس کواکب کو شفیع کرتے تاکہ حکیم کامران کی روح مجردات سے

ملجاوے۔ بعدہ ہشیار آگرہ میں آیا۔ نامہ نگار نے ہشیار کی دستخطی ایک کتاب دیکھی اُس میں لکھا ہوا تھا کہ بدن چھوڑنے کے بعد میں نے کامران کو خواب میں دیکھا جو عمدہ پوشاک پہنے ہوئے حضرت مشتری کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے پوچھا کہ یہاں کیسے آئے ہو اُسنے کہا کہ جب مجردات نے مجھے دنیوی خواہشوں سے بری پایا تو جذب کرلیا اور شفاعت اسی کو کہتے ہیں۔ اب مجھے بھی فرشتوں میں سے ایک فرشتہ بنالیا ہے۔ حکیم ہیربد کا عقیدہ نوامیس کی بابت یہ تھا کہ صاحبان نوامیس حکمار کامل اور نیک طالع ہیں جو گفتار دکردار میں پایہ کمال کو پہنچے اور اُنھوں نے حکمت علمی اور عملی کے مطالب اپنے مقربوں پر تو ظاہر کئے اور عوام کے واسطے بطور رمز اور اشارت بیان فرمائے تاکہ حکماے دیگر کہ ان کی امت کے عارف اور اولیا ہیں اُن شریعتوں کی حسب قاعدۂ فلاسفہ تاویل کریں۔ فارس کے پیغمبروں کو جو آباد زردشت وغیرہ ہیں وخشور کہتے ہیں۔ اور یونان اور روم کے رسول جو آغاثاذیمون اور ہرمس وغیرہ ہیں صاحبان ناموس کہلاتے ہیں۔ اہبار ہند کو کہ رام اور کرشن وغیرہ ہیں اوتار بولتے ہیں۔ اور ترک کے پیغمبروں کو کہ جو اغزیث و آغورخاں وغیرہ ہیں الوالہاس کہتے ہیں اور اسلامیہ کے پیغمبر آدم سے لیکر محمد تک رُسل کہلاتے ہیں۔ ایسے ہی سب مذہبوں کے پیغمبروں کو بزرگ اور صادق جانتے تھے اور کہتے کہ ممکن ہے کہ اُسکے بعد بھی پیغمبر آوے۔ ختم نبوت نہایت قرینہ بشریت سے مراد ہے۔ ابن مقنع کاشغر کے صاحب کو بھی نبی گنتے تھے۔ ایسے ہی وہ نزاع جو خلافت پر تفصیل ہے اور تقدیم اور تاخیر اصحاب کی بابت لکھی گئی ہے منظور نہیں رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ چاروں نامدار حکیم تھے بالفرض اگر نزاع واقع ہوئی تھی بہ سبب بشریت کے ہوگی کیونکہ انسان اوصاف بشری سے ہرگز معصوم اور پاک نہیں ہوسکتا۔ ایسے ہی معاویہ کے حق میں کچھ طعن نہیں کرتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ وہ بڑا حکیم تھا۔ لیکن حکیم دستور کا عقیدہ یہ تھا کہ پارس اور ہند اور یونان اور عرب کے پیغمبر واسطے بیان کرنے قسم عملی اور علمی کے منتخب کیے گئے تھے۔ اور حکما لوگ عقل کی مدد سے مستمد ہوکر قسم عملی کو بیان کرتے اور حکمت عملی کی طرف بھی توجہ فرماتے ہیں۔ حکیم کا غایت درجہ یہ ہے کہ اُسکی عقل سب اقوال کی برداشت کرے اور حتی المقدور حضرت

واجب الوجود سے متشابہ ہو۔ اور مقاصد نوامیس کی غایت یہ ہے کہ انپر جہان کا نظام متجلی ہوتا کہ موافق اُس انتظام کے عباد کے مصالح کو منتظم رکھیں اور مصالح عباد کا انتظام ترغیب اور ترہیب اور تشکیک سے خالی نہیں ہوسکتا البتہ ہرچیز جو صاحبان شریعت نے بیان کی ہے اُسکی تاویل اُس چیز کی طرف بھی کی جاسکتی ہے کہ جسکا ذکر فلاسفہ نے بھی کیا ہو۔ اور کہتا تھا کہ جب عالم قدیم اور ازلی اور ابدی ہے تو ممکن ہے کہ کبھی کوئی دانا حکیم نبوت کا دعویٰ کرے اور ایک دین ٹھہرا کے اسکو قائم کرے۔ حکیم کامران نبوت کا قایل نہ تھا وہ کہتا ہے کہ پہلے تو قدیم سے حکیم لوگوں نے انتظام دنیا کے واسطے کچھ قواعد مقرر کرکے ہوگئے تھے کہ جسکے مطابق چلنے سے ہرگز ظلم واقع نہ ہوتا تھا لیکن پھر ایک دنیا پرست اور حریص لوگوں کی جماعت نے خلقت سے راستی کو چھپایا اور انہیں سے کسی نے اپنے رشتہ داروں کی طاقت سے اور کسی نے فریب سے اور بعضوں نے سیمیا وغیرہ کے فریب سے احمقوں کو دام میں پھنسایا۔ جبکہ اُنکے مددگار بہت لوگ ہوگئے ناچار عقلا لوگ بھی مغلوب ہوگئے کیونکہ یہ لوگ صاحب طالع تھے اور خلقت نے بہ سبب ضعف نفس کے اُنکو سردار بنایا اور متابعت کی پس عالم میں خلاف پڑا۔ وہ موسیٰ کو جادوگر جانتا اور ربی موسیٰ بولتا اور ربی یہودوں میں دانا کو کہتے ہیں۔ اور عیسیٰ کو وہ یوسف نجار کا بیٹا یا عیسیٰ کہکے پکارتا تھا۔ محمد رسول کو وہ ملک الشعرائے عرب نام رکھتا۔ اور کرشن اوتار کو چنچال یعنے شہوت پرست اور زانی بولتا۔ غرض سب مشہور پیغمبرونکے حق میں اسی قسم کے کلمات کہتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ دانا جانتا ہے کہ خدایتعالیٰ کلام نہیں کرتا یہ کتابیں کہ جنکو آسمانی کہا جاتا ہے اگر خدا کا کلام ہوتیں تو جیسے کہ زمان گذشتہ کے آدم و نوح وغیرہ کی خبر دی تھی چاہیئے تھا کہ زمان آیندہ سے بھی ضرور خبر دیتا کہ فلانے عہد و سال اور ماہ اور ہفتہ اور روز و ساعت میں فلانے شہر کے فلانے کوچے کے درمیان فلانے خاندان میں سے فلانا آدمی فلانے نام اور شکل میں ظہور کریگا۔ حالانکہ قرآن اور دیگر کتابوں میں تو ایسا کہیں نہیں لکھا دیکھا مگر اُسکے پیرو لوگ تاویل کرکے بہت سی خبریں پیدا کرلیتے ہیں۔ سب پیغمبروں کی کتابوں کا یہی حال ہے کہ اگر عیسیٰ کی کتاب میں مذکور ہوتا کہ فلاں وقت میں ایک عربی شخص محمد نام عبداللہ کی پشت اور آمنہ کے

پیٹ سے مکہ میں ظہور کریگا اور وہ پیغمبر آخرالزماں ہوگا تو سب عیسائی اُسکو قبول کرتے۔ اور ایسے ہی موسیٰ کی کتاب میں عیسیٰ کی خبر ہوتی اور اُسکے تولد سے پیشتر کا سب حال بیان کرنا مناسب تھا حالانکہ ایسا نہ کیا۔ مگر عیسیٰ کے پیرو بطریق رمز کسی چیز کو اگر حسب اتفاق موافق پاتے ہیں تو اُسی پر لپٹ جاتے ہیں۔ چنانچہ صرف ایسی بات سے جو احد افغان نے کہا قُل ہُوَاللہُ اَحَد۔ میری طرف اشارت ہے اگر ہم اُنکی نبوت کو قبول کریں تو کہاں سے معلوم ہو کہ یہ لوگ نبی تھے۔ اگر ہم اس امر سے کہ ہر زمانے کے واسطے ایک شریعت لایق ہے اُنکے پیغمبروں کے قائل ہوجاویں تو شناخت واجب الوجود میں اُن کے عقائد مختلف کیوں ہیں۔ چنانچہ توریت میں یہود لوگ خدا کو جسم و جسمانی جانتے ہیں اور عیسائی عیسیٰ کو خدا کا بیٹا جانتے ہیں اور محمدی اقران اور شبیہ سے مبرّا مانتے ہیں۔ اگر خدا ہی سب کتابوں کا بھیجنے والا ہے تو وہ انسان کی مانند ٹھہرا جو اپنے آپکو نہیں پہچانتا اور ہر وقت اپنی حقیقت کی بابت نیا حکم دیتا ہے اور پھر اُس سے پھرتا اور پشیمان ہوتا ہے۔ اگر کہیں کہ مدعا ایک ہی ہے لیکن رمز اور اشارے بہت ہیں تو ظاہر ہے کہ اُسنے کتاب اور رسول کو اسی واسطے بھیجا کہ خلقت حق کو پہنچے نہ کہ اسواسطے کہ سرگرداں ہوجاوے اور پھر اسبات کے سبب کہ دنیا نے اُسکا کہنا نہیں مانا یہ حکم دیوے کہ اُنکا خون و مال مباح ہے۔ اگر کہیں کہ بندوں کو خدا کی معرفت تکلیف نہیں دیگئی تو اُن کتابوں میں ایسا کیوں لکھا کہ مجھے اسطور سے شناخت کرو۔ ایسے ہی اپنی مشہورہ کا جو اعمال اور افعال میں اختلاف ہے اگر اُسکا بیان کیا جاوے تو کوئی عاقل اُنکو نکوکار بھی نہ مانے گا۔ ایک شخص نے حکیم کامران سے کہا کہ سُنی اور شیعہ کے عقیدہ کا خلاصہ مجھے بتلاؤ جواب دیا کہ سُنی کا عقیدہ یہ ہے کہ حمد خدا اور نعت رسولؐ کے بعد سب گنہگار یعنے مرد و عورت پر خدا کی رحمت ہوگی۔ اور شیعہ کا یہ ہے کہ حمد خدا اور نعت رسول کے بعد سب مومن اور مسلم مرد و عورت پر خدا کی لعنت ہوگی۔ غرض وہ اس قسم کی باتیں بہت کیا کرتا تھا۔ ابوالحسن طبرانی مخاطب بہ آصف خاں غیاث بہ ملک اعتمادالدولہ کا بیٹا حسب اظہار دوستان کامران کے اُسکا شاگرد تھا چنانچہ خان رفیع القدر کے خطوں سے جو حکیم کامران

کی طرف لکھے ہوئے تھے اور نامہ نگار نے اُسکے پاس دیکھے تھے یہی امر
معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو شاگرد اور اُسکو اُستاد جانتا تھا کیونکہ اُنکی
عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا شاگرد اُستاد کو لکھتا ہے۔ ایسے ہی زمان
بیگ ارغون نژاد کابلی زادہ مہابت خاں خطاب جو بباعث مہابت وشجاعت
اور تدبیر کے امرائے ہند سے ممتاز تھا کامران کے عقیدہ پر تھا وہ اپنے
خطوں میں جو کامران کی طرف لکھے ہوئے تھے نہایت تعظیم لکھتا اور اپنے
آپ کو مرید ظاہر کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ مہابت خاں کی مجلس میں یہ حدیث
پڑھی گئی۔ کُنْتُ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ ۔ یعنے جب آدم پانی اور مٹی میں
تھا تو میں اُسوقت نبی تھا۔ کہا کہ یہ کلام بے معنے ہے کیونکہ جو شخص محمدؐ
کی پیغمبری کا قایل ہے جانتا ہے کہ وہ چالیس سال کی عمر کے بعد پیغمبر بنا
اور محمدؐ کہتا ہے کہ میں اُسوقت بھی پیغمبر تھا کہ جب آدم پانی اور مٹی میں تھا
کامران ان لوگوں کے گھروں میں بہت کم جاتا اور ان سے کنارہ گزین رہتا
تھا۔ جب کبھی ہزاروں التماس کے بعد آتا بھی تو اپنا لباس تبدیل کرکے
آتا لیکن ایک لمحہ بیٹھ کر اُٹھ جاتا اور نہ اُنکی روٹی کھاتا اور نہ کچھ لیتا تھا۔
جب وے دوری کا سبب پوچھتے کہتا کہ تم پر بہیمی اور سبعی نفس غالب
ہے پس وحشی اور درندوں سے بہت اختلاط نہ چاہیئے وہ اُنکو ساری عمر
میں چند دفعہ ہی ملا تھا بہت نہیں۔ عبدالرسول بھی کامران کا مرید بنا اور اسکے
کہنے پہ چلا اور غضب وشہوت کو مغلوب کیا انجام کو حکیم کامران بھی یہاں
تک اُسپر مہربان ہوا کہ اسکو صرف نحو کے بعد شرح ہدایۃ الحکمت اور طبیعات
اُسکے بعد شرح حکمت العین کے امور عامہ اور پھر شرح تجرید مع حواشی اور پھر
شرح اشارات طبیعات پھر الٰہیات شفا پڑھائی۔ ایسے ہی ملّا یعقوب نے اُسکے
پاس تحریر اقلیدس اور شرح تذکرہ پڑھی اور مرید بنا۔ پھر میر شریف مطول اور
تفسیر بیضاوی پڑھ کر اُسکے طریق پہ چلا۔ نہایت تعجب ہے کہ ملّا عصام
توضیح اور تلویح کو اسنے پڑھکر جو اصول فقہ حنفی میں مرقوم ہیں اُس کے
آئین کا سالک ہوا لیکن ملا سلطان باوجود تحصیل مراتب مذکور کے مرید نہ ہوا۔
اُسکی بابت حکیم کامران کا یہ سوال تھا کہ اُسنے سمجھا نہیں۔ بارہا دیکھا گیا
کہ ملا سلطان تجرد اور بساطت نفس کی ثابت کرتا اور اُسکے مطابق برہان
اور دلیل بھی لاتا تھا لیکن کہتا تھا کہ میں نفس کی دریافت نہیں کرسکتا صرف

طوطی کا مرتبہ رکھتا ہوں جو بولتی ہے مگر سمجھی کچھ نہیں۔ حکیم کامران کے کامل شاگردوں میں ایک حکیم مرشد ہے جسنے سب مراتب کامران کے پڑھے وہ اُسکا نہایت معتقد ہے اور کامران کی طرح تجارت کرتا ہے۔ حکیم کامران درس حکمت کے وقت ہاتھ و پاؤں کو دھوتا اور بوے خوش جلاتا اور آفتاب کی طرف منہ کرتا تھا اور شاگرد بھی یہی عمل کرتے تھے۔ وہ ہرکسی کو حکمت نہیں پڑھاتا تھا اور فاسق اور ظالم اور شہوت پرست کو تو ہرگز یہ علم نہ سکھلاتا اور عوام سے صحبت کم رکھتا تھا۔

تعلیم دوازدہم صوفیوں کے عقائد میں

اسمیں تین نظریں ہیں۔ پہلی نظر اُن کے عقائد میں۔ دوسری اقوال ظاہری کی تاویل میں۔ تیسری اس گروہ کے اشخاص کے بیان میں ہے

پہلی نظر صوفیہ کے عقائد میں

یہ فرقہ بھی حکما کی طرح تمام اہل عالم میں موجود تھا اور ہے چنانچہ اُنکو روشندل اور یگانہ بین رکھیشر اور نیشر اور گیانیشر اور گیانی اور آتم گیانی بولتے ہیں۔ حضرت مولوی جامی نے رسالہ وجودیہ میں لکھا ہے کہ (وجود من حیث ہو ہو) یعنے وجود اس حیثیت سے کہ وجود ہے وجود ذہنی اور خارجی کا غیر ہے بلکہ ہر واحد ذہنی اور خارجی کا وجود کے انواع سے ہیں۔ من حیث ہو یعنے بدون کسی شرط کے۔ وہ وجود اطلاق اور تقید کا مقید نہیں اور نہ کلی ہے نہ جزوی اور نہ خاص ہے اور نہ عام۔ اور نہ واحد ہے ساتھ اُس وحدت کے جو اُسکی ذات کے غیر ہو یا ذات پر زاید ہو بلکہ یہ سب چیزیں حسب مراتب اور مقامات کے اُس کی ذات کو لازم ہیں۔ لیکن وجود کی حقیقت بشرطیکہ اُسکے ساتھ کوئی غیر شے نہ ہو احدیت کا مرتبہ کہلاتی ہے۔ سب اسماے وصفات اس مرتبہ میں پہنچکے فانی ہوجاتے ہیں اور اس مرتبہ کو حقیقت الحقایق کہتے ہیں۔ لیکن وجود کی حقیقت بشرط ہونے اُن جمیع اشیاء کے کہ اُسکے لازم ہیں کلیات اور جزئیات کے نام سے بولی جاتی ہے اور اس مرتبہ کو وحدت مقام اور جمع بولتے ہیں۔ اور حقیقت وجود کو جو نہ تو بشرط شئے ہو اور نہ بشرط لاشئے ہو ہویت کہتے ہیں اور وہ سب موجودات میں موجود ہے اور بشرط شئے و لاشئے صور عالم ہے بعض محقق نے کہا ہے کہ یہ بات آفتاب کی طرح روشن ہے کہ وجود حقیقی معلوم بدیہی ہے جس کے مقابل عدم ہے اور نہایت ظہور کے باعث سے معرفت۔ اور مجدد کی زبان اُسکی

تعریف اور تحدید میں گنگ ہے اور وجود عدم کی نہایت تعریف یہ ہوگی کہ وجود عدم کا عدم ہے اور عدم وجود کا عدم۔ اور حضرت واحدیت کثرت اسماء و صفات کا مبدأ ہے۔ پہلے وہ صفت جو اس حضرت کے باطن سے ظاہر کی طرف تجلی علم تھا اور اس مرتبہ میں سب اعیان ثابتہ صورت علمیہ میں متعین اور اس مرتبہ میں حق تعالیٰ پر اسم علیم کا اطلاق کرتے ہیں جب حکمت الٰہی نے خواہش کی کہ اعیان ثابتہ کے وجود کو عدم پر ترجیح دیوے تو اسکو ارادت بولتے ہیں اور اسم مرید کو ذات حق پر اطلاق کرتے ہیں جبکہ خدا کا علم استوا اور استیلا کے قریب ہوا۔ مثلاً علم کے وجود کو ماہیات ممکنہ پر ترجیح دی ہے اس مرتبہ میں اس استیلا کو قدرت کہتے ہیں یہاں اسم قدیر ظاہر ہوا اور بواسطہ مشاہدہ حق کے جو علم حضوری سے مراد ہے اعیان ممکنہ کے وجود خارجی سے پہلے اسم بصیر جلوہ گر ہوا۔ چنانکہ اعیان ثابتہ کے ملتمسوں پر خدا کا مطلع ہونا زبان استعداد ہے تو اس التماس کے قبول کو سمیع بولتے ہیں۔ یہاں اسم سمیع نے ظہور کیا۔ پس حق تعالیٰ کی ارادت اس حال سے متعلق ہوکر کاف و نون سے ملی کہ جس سے کن فیکون کا امر ظاہر ہوا اس حال کو کلام کہتے ہیں۔ اس متکلم یہاں ظہور میں آیا۔ حضرت شیخ محمود شوشتری رسالہ حق الیقین میں لکھتا ہے کہ واجب الوجود کے اختیاری فعل اضطراری سے زیادہ ہیں کیونکہ اختیاری فعل پیدائش قدرت اور ارادت اختیار کے مسبوق ہے پھر ان میں سے ہر ایک محتاج ہے طرف ایجاد اسباب اور علل بے حصر کے جو برخلاف اضطراری کے جو صرف ایجاد ہے اضطرار کو پہنچ جاتے ہیں۔ جب مختار اپنے اختیار میں مضطر ہو تو اختیار عین اضطرار ہوجاتا ہے۔ حسین ابن معین الدین یبندی فواتح میں نقل کرتا ہے کہ صوفیہ کہتے ہیں کہ معدوم کی ذات منزل وجود میں پاؤں نہیں رکھتی اور موجود حقیقی بھی عدم کا رنگ نہیں پکڑتا اور چیز کی ذات معدوم نہیں ہوسکتی مثلاً لکڑی کو آگ سے جلایا جاوے معدوم نہیں ہوتی بلکہ اسکی صورت بدل جاتی ہے اور خاکستر کی شکل میں ظہور کرتی ہے۔ واجب الوجود ایک ذات ہے کہ سب حالوں میں ثابت ہے ممکن الوجود اور صور و احوال ہیں جو کہ بدلتے ہیں۔ خدا کا جہان پیدا کرنا نور حقیقت مطلقہ کا صور مختلفہ متعلقہ میں ظاہر ہوتا ہے جو تو دیکھتا

ہے اِنَّ اللّٰہَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خدا زمین اور آسمان کا نور ہے۔ محققوں کی کتابوں میں دیکھا گیا کہ جمیل اُسوقت اپنی جمال سے بہرہ یاب ہوتا ہے کہ جب حسن کو شیشہ میں دیکھے اسیواسطے وجود مطلق نے تعینات اور تشخیصات کے آئینوں میں تجلی کرکے آپنے حُسن کو آئینہ ہاے مختلفہ میں دیکھا۔ اور ہر شیشہ میں صورت مناسب کو دکھلایا اور حسب تعداد جسموں کے اپنے تئیں کثیر ظاہر کیا۔ اور صوفیہ کہتے ہیں کہ ذات حق کے تنزیہ اور تشبیہ سے منزہ اور پاک ہے اور اسمار اور صفات کے مراتب میں دونوں کے ساتھ موصوف ہے۔ وہ شخص جو تشبیہ سے بھاگتا ہے نہیں جانتا کہ تنزیہ مجروات سے مشابہ کرتا ہے۔ خدا کے دوست کہتے ہیں کہ اسم تین قسم کے ہیں جیساکہ جسکا اطلاق ذات پر ہو یاکسی ایسے امر کے اطلاق پہ ہو جو عدم کے اعتبار سے ہے اُسکو اسم ذات کہتے ہیں چنانچہ قدوس۔ دوسرا باعتبار امر وجودی کے ہو کہ جسکا تعلق غیر کے تعقل پر موقوف نہ ہو۔ اُسکو اسم صفت بولتے ہیں جیسا حے یعنے زندہ ہو۔ تیسرا باعتبار امر وجودی کے ہے جسکا تعقل غیر کے تعقل پر موقوف ہے اسکو اسم فعل کہتے ہیں چنانچہ خالق اسم جامع الہ اور رحمٰن ہے لیکن اسم اعظم نہایت مخفی ہے۔ حضرت شیخ بایزید بسطامی سے ایک شخص نے پوچھا کہ اسم اعظم کونسا ہے جواب دیا کہ تو مجھے اسم اصغر بتلا۔ میں تجھے اسم اعظم بتلاؤنگا یعنے خدا کے اسم سب بڑے ہیں۔ محقق کہتے ہیں کہ ہر زمانہ میں ایک اسم کے ظہور پہ سلطنت کی نوبت ہوتی ہے۔ جب اُس کی نوبت گذرجاتی ہے وہ اسم اُس اسم کے نیچے چھپ جاتا ہے۔ جس سلطنت کی نوبت ہوتی ہو کہتے ہیں اسماے الہیہ کی جُدا جُدا صورتیں خدا کے علم میں ہیں اور اُنکو عیان ثابتہ کہتے ہیں خواہ کلی ہوں خواہ جزوی لیکن یہ صور علیمہ ذات حق سے بذریعہ فیض اقدس کے فایض ہوے ہیں پس صور علمیہ ساتھ تمام توابع اور لوازم کے بذریعہ فیض مقدس ظہور میں آتی ہے۔ اور اعیان ثابتہ نسبت باسمار ابدان ہیں اور نسبت باعیان خارجیہ ارواح۔ اور انکے واسطہ سے ہر موجود کو بوجہ خاص فیض پہنچتا ہے اور سب ممکن الوجود حقایق خارج میں موجود ہیں اور افراد کا تحقیق اوقات معینہ پر موقوف ہے اور ہر ایک اپنے وقت میں موجود ہوتا ہے۔ صوفیہ کہتے ہیں کہ واجب کی سب کامل صفتیں اُسکی ذات

مقدس کا ثبت ہیں یعنے اُس کی مجرد ذات پر وہ مرتب ہوتی ہے جو ممکن کی ذات صفات پر مرتب ہو یعنے اُسکی صرف ذات وہ کام کرسکتی ہے کہ جسکو ممکن مع صفت کے کرسکے جیساکہ اشیا کے معلوم کرنے کے لئے صرف تیری ذات ہی کافی نہیں جبتک کہ دانش جو انکشاف کا مبداٗ ہے اُسکے ساتھ نہ ملے۔ پس انکشاف سوائے شمولیت ذات اور دانش کے نہیں ہوسکتا۔ لیکن یہ بات ذات الٰہی کے برخلاف ہے کہ جسکی ذات اشیاء کے انکشاف میں کسی صفت کی محتاج نہیں کہ اُسکے ساتھ قایم ہو بلکہ اُسکی صرف ذات ہی مبدار انکشاف کا ہے یعنے اُسکی ذات اور صفات ایک ہی ہیں اسیواسطے امیرالمومنین علی؏ نے فرمایا ہے کہ کمال التوحید نفی الصفات۔ یعنے توحید کا کمال دور کرنا صفات کا ہے۔ حضرت داؤد قیصری فصوص کے شرح میں کہتا ہے کہ خدا کا علم اُسکی ذات کا عین ہے اور عالم کا علم وہ ہے کہ جسمیں اشیاء کی صورتیں ہوں خواہ کلی خواہ جزوی۔ اگر ذات امور متکثرہ کا مکان ہوجاوے عیب نہیں کیونکہ سب چیزیں باعتبار وجود تو خدا کا عین ہیں اور باعتبار تقیید اور تعیین کے غیر ہیں۔ پس حقیقت میں حال اور محل ایک چیز ہی ہے کہ جسنے بصورت حالیہ اور محلیہ کے ظہور کیا۔ واسطے احوال موجودات کے قضا کا اجمالی حکم ہے جیساکہ ہر انسان کا مرنا ہے۔ اور قدر اس حکم کی تفصیل ہے ساتھ تعیین اس اسباب اور ازمنہ کے بموجب قابلیات جیساکہ زید کا فلانے دن فلانے مرض سے مرنا ہوگا۔ اور قضا موجودات کا ازلی علم ہے اور یہ علم اعیان ثابتہ کے عالم کے تابع ہے ہر شئے بذریعہ استعداد خاص کے خدا کا فیض چاہتی ہے۔ صوفیہ کہتے ہیں کہ بحکم خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ یعنے پیدا کیا خدا نے آدم کو اپنی صورت پر۔ ہمکو تمام فعل کی قدرت اسیواسطے ہے کہ ہم ذات کے آئینہ ہیں پس اگر ہم کہیں کہ فعل ہمسے ہوتا ہے تو یہ بھی راست ہوگا۔ اور اگر کہیں کہ خدا سے ہوتا ہے تو یہ بھی سچ ہے۔ گلشن میں مرقوم ہے۔ نظم

اثر از حق شناس اندر ہمہ جا
منہ بیروں زحد خویشتن پا
ہر آنکس را کہ مذہب غیر جبر ست

نبی فرمود کو مانند گبر است
چنان کان گبر یزدان اہرمن گفت
مر این نادان احمق او و من گفت
بما افعال را نسبت مجازی ست
نسب خود در حقیقت لہو بازی ست
چہ بود اندر ازل اے مرد نا اہل
کہ این باشد محمدؐ آن ابوجہل

قرآن میں وارد ہے اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ یعنے اگر اُنکو نیکی پہنچے تو کہتے ہیں خدا سے اور اگر گناہ پہنچے تو کہتے ہیں یہ تجھ سے ہے پس کہدے سب کچھ اللہ سے ہے۔ صوفیہ فرماتے ہیں کہ تمام فلکیات ایک بدن ہیں کہ عقل اول اُسکی روح ہے اور نفس کلیہ قلب یعنے دل اور ساتوں سیاروں اور ثوابت وغیرہ سب قوتیں ہیں مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ یعنے نہیں پیدا کیا تمھیں اور نہیں برانگیختہ کیا تمکو مگر مثل النفس واحد کے۔ اور شیخ مسیح الدین فص ہودی میں فرماتا ہے کہ عالم خدا کی صورت اور وہ عالم کی روح اور مدبر ہے پس وہی انسان کبیر ہے حضرت مولوی جامی نقد النصوص میں لکھتے ہیں کہ عالم کی موجودات دو قسم پر ہے ایک وہ جو عالم اجسام سے کسیطرح کا علاقہ تصرف اور تدبیر کا نہیں رکھتے انکو کروبیہ کہتے ہیں اور پھر اُنکی دو قسم ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جو عالم و عالمیان سے کسی طرح کی خبر نہیں رکھتے۔ اُنکو ملائکہ مہیمہ کہتے ہیں اور دوم یہ ہیں جو اگرچہ عالم اجسام سے تعلق نہیں رکھتے اور شہود و قیومت میں شیفتہ اور متحیر ہوجاتے ہیں لیکن وہ بارگاہ الوہیت کے حجاب اور فیض ربوبیت کے وسایط ہیں اُن سے آگے ایک فرشتہ ہے جسکو روح اعظم بولتے ہیں اور اُس سے اعظم تر کوئی فرشتہ نہیں اور باعتبار دیگر اُسکو قلم اعلےٰ اور عقل اول کہتے ہیں اور یہ روح اعظم اس گروہ کی صف اول میں ہے اور وہ روح جسکو جبرائیل کہتے ہیں صف آخر میں ہے وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ اسپر گواہ ہے دُوسرے وے جو عالم اجسام سے تعلق رکھتے

ہیں بذریعہ تصرف اور تدبیر کے اُنکو روحانیاں کہتے ہیں۔ یہ بھی دو قسم کے ہیں ایک وے ارواح ہیں کہ فلکیات میں تصرف کرتے ہیں اُنکو اہل ملکوت اعلیٰ بولتے ہیں۔ دوسرے وے جو ارضیات میں متصرف ہیں یہ اہل ملکوت اسفل کہلاتے ہیں۔ اور کئی ہزار معادن (جمع معدن) اور نباتات اور حیوان پر مامور ہیں۔ اہل کشف کہتے ہیں کہ جبتک سات فرشتہ مددگار نہ ہوں شاخ سے پتّا نہیں نکل سکتا۔ اِن سات فرشتہ سے وہی سات رحمانی قوتیں مراد ہیں۔ ایسے ہی ناری ارواح جنکو جن اور شیاطین کہتے ہیں ملکوت اسفل کی جنس سے ہیں اور ابلیس اُن میں بڑا اور رئیس ہے۔ حضرت شیخ محمود شوشتری کہتا ہے کہ ابلیس قوت واہمہ کا نام ہے۔ جسکو حکیم ہیولیٰ کہتے ہیں۔ اُسکو صوفی لوگ بنیاد جوہر ہیئاتی بقا بولتے ہیں۔ صوفیوں کے نزدیک ہیولیٰ معدوم ہے اور صوفی جسم مطلق کو جسم کلّ بولتے ہیں۔ فواتح میں مذکور ہے کہ صوفیہ کہتے ہیں کہ نفس انسانی مطلق نفس رحمانی ہے چنانچہ نفس انسانی بسبب عروض خاص کے صوت یعنے آواز ہوجاتا ہے اور صوت بسبب عروض چند ہیئات مختلف کے جو مخرجوں میں ترکیب حروف کے قسم سے طاری ہوتے ہیں کلمات بن جاتا ہے۔ شیخ محمد لاہجی گلشن راز کی شرح میں لکھتا ہے کہ نفس رحمانی خدا کے تجلّا سے مراد ہے جو کہ مجالی کثرت میں واقع ہوے جیسا کہ نفس انسانی صوت اور صوت حرف ہوجاتا ہے نفس رحمانی بھی جوہر ہوکر ارواح و اشباح کا جوہر بن جاتا ہے چنانچہ طبع انسانی یہ چاہتی ہے کہ اُسکے خفیہ شیون باطن سے ظہور میں آویں۔ حضرت کلیہ الہیہ کہ رحمانی نفس میں داخل ہیں پانچ ہیں۔ اوّل غیب مطلق جو اعیان ثابتہ ہے۔ دوم حضرت غیب مضاف جو غیب مطلق سے قریب ہے وہ عقول اور نفوس مجردہ ہیں۔ سوم حضرت مضاف غیب جو شہادت مطلقہ کے قریب ہے اور وہ عالم مثال ہے۔ چہارم حضرت شہادت مطلقہ کہ مرکز ارض سے محیط عرش تک ہے۔ پنجم حضرت جامع ہے وہ عالم بہ تفصیل ہے اور انسان باجمال ہے۔ صوفیہ کہتے ہیں کہ سب عالم حے یعنے زندہ اور ناطق یعنے گوینده ہے حتّٰی کہ پتھر بھی حے و ناطق ہے لیکن نطق کا ظہور ہر شخص میں اعتدال مزاج پر موقوف

ہے کبھی وہ کامل فیض میں وارد ہوکر سماعت کا باعث ہوجاتا ہے۔ چنانچہ انس روایت کرتا ہے کہ جبرائیل نے رسول صلعم کو مژدہ دیا کہ تیری امت کے فقیر دولتمندوں سے پانچسو سال پہلے بہشت میں داخل ہونگے رسولؐ نے نہایت خوشی سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص شعر پڑھ سکتا ہے ایک نے دوبیت پڑھے ان شعروں کے سننے سے حضرت کو مع اصحاب کے اتنا ذوق اور شوق حاصل ہوا اور استغراق وجد میں آئے کہ چادر کندھے سے گر پڑی محققوں کے نزدیک یہ صورتیں جو نظر آتی ہیں صور مثالیہ کی سایہ ہیں۔ صوفی کہتے ہیں کہ روح بدون جسم کے نہیں ہوسکتی جب عنصری بدن ٹوٹ جاتا ہے جسم مثالی اسکو اپنے اعمال اور افعال کے موافق رکھتا ہے اسکو ابدان مکتسبہ کہتے ہیں۔

دوسری نظر نبوت اور ظاہری اقوال میں بطور کشف اہل حال کے

صوفیہ کہتے ہیں کہ نبی وہ شخص ہے کہ جو خلقت کیطرف مبعوث ہوتا ہے کہ خلقت کو اُس کمال کیطرف ہدایت کرے جو حضرت علیہ میں اُنکے واسطے مقرر ہوچکا ہے اُن کی استعداد کے موافق خواہ وہ کمال ایمان ہو اور خواہ اُسکا غیر ہو۔ شیخ حمیدالدین ناگوری شرح عشق میں لکھتا ہے کہ عبودیت اور ربوبیت دونوں خدا کی صفتیں ہیں جبوقت حضرت پیغمبر پر ربوبیت کا تعین غالب آتا اور عبودیت کی صفت محو ہوتی تھی اُس حالت میں جو کچھ فرمایا اُسکو خدا کا کلام کہتے ہیں۔ مولانا روم کہتے ہیں ؎

گرچہ قرآں از لب پیغمبر است
ہرکہ گوید حق نگفت آں کافر است

اور جب وہ عبودیت کی صفت میں آتا ہے اُسوقت جو کچھ اُسکو حدیث کہتے ہیں۔ جبرائیل سے یہ مراد ہے کہ اُن دونوں صفتوں کے درمیان ایک خاطر ہے جو عبودیت کے تعین میں ربوبیت کی خبر دیتا ہے مگر ربوبیت کی صفت میں کسی شے کی گنجایش نہیں اسی واسطے کہا کہ ؎

درعشق پیام در نگنجد   خود بود کہ خود پیغمبری کرد

محقق صوفی کہتے ہیں کہ اصل وجود کا مراتب الٰہی اور عالمہائے میں نزول ہونے اور ہر صورت سے جلوہ گر ہونے کا سبب اُسکے کمال کا ظہور ہے اور وہ دو طور سے ہے اور اُسکے دو مرتبہ ہیں۔ اول ظہور اور پیدا ہے کا مرتبہ ہے کہ ہر چیز جو موجود ہے بالتمام ظاہر ہو اور وہ ظہور تمام صورتوں میں ہوسکتا ہے اور وہ آدم سے مراد ہے۔ یعنے وہ حقیقت جو کلیات اور جزئیات کی جامع ہو حسب منشاء اس کلمہ کے وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ یعنے سب کچھ کتاب مبین میں ہے۔ اور کوئی چیز اس سے فوت نہ ہو بلکہ سب چیزیں اُسکے حیطہ صورت اور پیدا ہے میں آویں

بیت　　بیروں ز تو نیست ہر چہ در عالم ہست
　　　　از خود بطلب ہر آنچہ خواہی کہ توئی

مرتبہ دوئم وجود کے کمال کا پیدا کرنا ہے یعنے جو کچھ ہے اور جیسے ہے سب ظاہر ہے اور اُنکے عرف میں خاتم وہی شخص ہے کہ جسکے ساتھ یہ منصب ہو اور یہ بزرگ کام جس سے ہوسکے۔ اور وہ اُس صورت سے کہ اپنے آپ کو اس عالم میں اس صورت کے دکھلانے کے مرتبہ میں تمام ہے باہر آنے میں مانع ہو۔ یہ امر ایک فرد میں منحصر نہیں بلکہ جس مظہر میں یہ فضیلت جمع ہو اُسکو اس مرتبہ کا خاتم اُس عہد میں جانیں۔ جب یہ مقدمہ مقرر ہوا پس عبارت مذکور میں قمر صورت تامہ سے مراد ہے کیونکہ سخنوران کے عرف میں صورت کامل کو ساتھ قمر کے تعبیر کرنا جمہور میں مشہور ہے اور شق القمر سے بلا تامل آلات جبلی اور ترتیب مفردات کسبی کے اُن تمام معانی کا برآمد ہونا مراد ہے چنانچہ حضرت ختمیت پناہ کا موعود ہے۔ حضرت امام محمد نوربخش نے رسالہ معراج میں مذکور کیا ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ جسم سمیت معراج میں گئے لیکن وہ جسم لطیف مثالی تھا اور حالت غیب میں گیا کہ خواب و بیداری میں برزخ ہے اسیواسطے حدیث معراج کے اول میں مذکور کیا كُنْتُ بَيْنَ النَّوْمِ وَالْيَقْظَانِ یعنے میں خواب اور بیداری کے درمیان تھا وَفَّقَكَ اللّٰهُ لِتَعْبِيْرِ الْاَحْوَالِ مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ میں جانا ملکوت اسفل میں ایک مقام سے دوسرے مقام میں انتقال کرنا۔ پیغمبروں کا امامت کرنا یہ ہے کہ اُسکی اُمت میں اولیا اور علما کہ انبیا کے وارث ہیں بہت ہونگے۔ اور براق مرکب طاعت

اور نماز کی مثال ہے زین اور لگام حضور خاطر اور جمعیت تمام کی مثال ہے۔ جواہر نفیسہ اجزاے براق کے صدق اور اخلاص اور محبت اور خضوع اور خشوع اور توجہ کامل بحق اور نفی ماسوا کے صورت متشکلہ ہے۔ اور براق کا بھاگنا اور سواری میں جبرائیل کی مدد کا ہونا اپنی عقل خداشناس کے ذریعہ سے بشریت کی خاطر کو نابود کرنے کی مراد ہے اور جبرئیل علم باللہ کی مثال ہے۔ مدارج معراج پر چلنا ترقی کی مثال ہے بتدریج ساتھ قدم ذکر اور تسبیح اور تحمید و تکبیر وغیرہ کے۔ عالم سفلی نفس سے عالم علوی دل میں پہنچنا ہے۔ آسمان اول یعنے فلک قمر پر پہنچنا مقام قلبی میں پہنچنے کی مثال ہے۔ فرشتوں کا آسمان کے دروازہ کو کھولنا اور جبرئیل کا ظاہر ہونا ساتھ اُس ذکر کے جو تدبیر سے کیا جاوے دل کی فتح سے مراد ہے فلک عطارد پر جانا بسبب اُس تفکر کے جو معرفت الہی میں ہو اطوار قلبی میں ترقی کرنا ہے تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِنْ عِبَادَۃِ سَبْعِیْنَ سَنَۃٍ یعنے ایک ساعت کا تفکر ستر ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ فلک زہرہ میں پہنچنا بہ سبب اُس ذوق اور لذت کے جو خدا کی محبت سے باطن میں ظاہر ہوتی ہے ملکوت علوی میں ترقی کرتا ہے۔ فلک شمس پر جانا اُس ترقی معرفت کی مثال ہے جو بسبب جاری ہونے حکم اور معروف امر کے واقع ہو۔ اور فلک مریخ پر پہنچنا اُس ترقی کی مثال ہے کہ جو بسبب جنگ اور مخالفت نفس مکار کے واقع ہو۔ فلک مشتری پر جانا مثال اُس ترقی کی ہے جو بباعث طہارت اور تقویٰ اور ورع کے نمودار ہو۔ فلک زحل کو پہنچنا مجاہدہ اور ریاضت اختیاری یا اضطراری کی برکت سے کہ جسکو بلا کہتے ہیں مقام روحانی سے مقام خفی کی طرف ترقی کرنے سے مراد ہے۔ فلک ثوابت پر پہنچنا اُس ترقی کی مثال ہے جو دین میں راسخ اور نکوئی کے طریق پر قایم ہونے اور خدا و اہل حق کی محبت میں مضبوط ہونے کی برکت سے جلوہ نما ہو۔ فلک اطلس پر پہنچنا صفائی باطن کی برکت سے اور خدا کے سواے اور سب طرف سے دلکو خالی کرنے کی مدد سے ملکوت کی غایت تک ترقی کرنے کی مثال ہے۔ براق اور رفرف اور جبرئیل کا امکنہ معلومہ میں واپس آنا اُس بات کی مثال ہے کہ ملکوت اور جبروت میں سے کوئی عالم روحانی قوتوں اور خیالی اطوار کے ساتھ معلوم مقام سے تجاوز

نہیں کرسکتا وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ یعنے ہر ایک کے واسطے مقام معلوم ہے یہ اسی مقام کا بیان ہے جیسے کہ عنصری جسم عالم عناصر سے تجاوز نہیں کرسکتا اور نفس ہرچند مطمئنہ ہو مگر ملکوت سفلی سے آگے نہیں گذرسکتا اور قلب ملکوت علوی کی ابتدا سے اور سر ملکوت علوی کے اوسط سے اور روح ملکوت علوی کے آخر سے آگے بڑھکے عالم جبروت میں قدم نہیں دھرسکتا۔ اور خفی عالم جبروت سے تجاوز نہیں کرسکتا۔ غیب الغیوب خفیہ اسی سے مراد ہے عنقاے قاف لاہوت فنا فی اللہ ہے۔ اور کثرت وشرکت باقی لطایف اور قوت کی قبول نہیں فرماتا۔ اور اس اعلیٰ مقام سے تنزل نہیں کرتا۔ جب وادی فنا کا طایر جو مسمیٰ بلا سے ہے اُس مقام فنا فی اللہ میں واصل ہوکر تعینات کی قید سے خلاصی اور مقام بقا باللہ میں خصوصیت پاتا ہے تو عبودیت کے لباس سے جدا ہوکر ساتھ صفات ربوبیت کے موصوف ہوجاتا ہے۔ مقام فنا فی اللہ میں جبرئیل رہتا ہے جو عقل کی مثال اور علم کا مظہر ہے۔ بموجب اس فرمان کے لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِيْ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ یعنے مجھے ساتھ خدا کے ایک وقت ہے نہیں گنجایش رکھتا اُس میں مقرب فرشتہ اور نہ مرسل نبی اُس سے محرم ہے۔ جبکہ فنا کی حالت میں علم اور ادراک اور شعور اور سب صفتیں محو اور گم ہوجاتی ہیں تو علم اور فنا جمع نہیں ہوسکتے اور انسان خطرات نور ذات سلیمانی کے پرتو سے فانی اور نابود ہوجاتے ہیں۔ لیکن علمی صفت جسکا جبرئیل مظہر ہے اس مقام ذاتی مطلق سے علاحدہ ہے۔ دیگر صعود اور ہبوط اور حرف وصوت اس امر کی تمثیل ہے کہ انسان سب صفات علوی اور سفلی کا مستجمع ہے اور اپنی صفات جامع کے باعث کبھی دریاے وحدت میں غرق ہوکر حیران اور کبھی حفظ طبیعت کا راغب ہوکر پابستوان ہے شیخ عزیزی نفسی کہتا ہے کہ اہل وحدت نے طے سموات میں کہا ہے کہ آسمان اُس چیز سے مراد ہے جو اونچے اور نیچے مراتب کو فیض پہنچانے والی ہو اور یہ فیض رساں عالم یا تو ارواح کا عالم ہوگا یا اجسام کا۔ اور اس فیض کا قبول کنندہ ممکن ہے یا تو عالم اجسام ہو اور یا عالم ارواح ہو۔ پس ہوسکتا ہے کہ جو چیز آسمان ہو وہی چیز زمین ہو۔ جب آسمان اور زمین کے معنے معلوم ہوے تو

ثابت ہوگیا کہ انسان کے واسطے چار نشار ہیں اور نفخ صور یعنے قرنا کا بجانا بھی چار مرتبہ رکھتا ہے کیونکہ موت اور حیات کی چار نوبت ہیں۔ پہلے نشار میں بہ صورت اشیا تو زندہ ہے اور طبایع اور خواص و حقایق اشیا سے مردہ ہے۔ دوسرے نشار میں صورت طبایع اور خواص اشیا میں تو زندہ ہے اور خواص حقایق اشیا میں مردہ ہے۔ تیسرے نشار میں صورت طبایع اور خواص اشیا میں تو زندہ ہے اور حقایق اشیا میں مردہ ہے۔ چوتھے نشار میں صورت طبایع اور خواص اور حقایق اشیا میں زندہ ہے۔ نشار اول میں سب خواب غفلت اور ظلمت اور جہالت میں رہتے ہیں ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ یعنے بعض اندھیرے بعض پر فایق ہیں۔ پس نشار اول میں ایک خواب سے بیدار ہوتا ہے اور نشار دوم میں دو خواب سے بیدار ہوتا ہے اور تیسرے میں تین خواب سے جاگتا ہے اور اس بیداری میں دل بیدار ہوکر اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے اور یقین ہوتا ہے جو کچھ پہلے اور دوسرے اور تیسرے نشار میں معلوم کیا تھا ویسا نہ تھا جیسا کہ تصور کا حق ہے بلکہ غلط تھا۔ پس اس نشار میں نہ تو زمین وہ زمین تھی اور نہ آسمان وہ آسمان تھا جو آنکھوں سے معلوم کیا تھا اور اس کلام کے معنے یہی ہیں۔ جب اس مقام میں وارد ہوئے اور صورت اور طبایع اور خواص اشیار کو بہ یقین معلوم کیا تو بذریعہ کشف اور برہان کے جان لیتے ہیں کہ وجود ایک ہی ہے اور وہ خدا کا وجود ہے۔ وہ ابتدا اور انتہار اشیار پیدا کرنے چاہیئے مطلع اور آگاہ ہوئے۔ تاریک ہوجانے آفتاب اور ماہتاب و کواکب کے بیان میں کہتے ہیں کہ کواکب سے مراد نور سے مراد ہے جو قابلوں اور فیض پانیوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ اور آفتاب غایت درجہ کے نور سے مراد ہے اور ماہ دونوں کے درمیان میں متوسط ہے اور غایت اور کل سے استفاضت کرتا ہے۔ پس آفتاب مطلق مفیض یعنے فیض دہندہ ہے اور ماہ ایک وجہ سے مفیض یعنے فیض دہندہ اور ایک وجہ سے مستفیض یعنے فیض گیرندہ ہے۔ جبکہ آفتاب کا نور جو کلی نور ہے ظاہر ہوتا ہے اسپر نور کی وحدت پیدا ہوتی ہے اور ماہ اور کواکب کا نور آفتاب کے نور میں محو اور فنا ہوجاتا ہے۔ مبتدی کو معلوم ہوتا ہے کہ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ یعنے ستارے مکدر ہوئے۔ اور متوسط کو سوجھتا ہے

کہ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ یعنے قمر منخسف ہوا جب مستفیض مفیض سے ملجاتا ہے تو وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ یعنے جمع ہوے آفتاب و ماہ۔ استفاضت اور افاضت کا اثر بھی نہیں رہتا یعنے فیض حاصل کرنا اور فیض پہنچانا دونوں امر نہیں رہتے۔ اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ اسپر دال ہے۔ کہتے ہیں قیامت کی زمین سے وہ زمین مراد ہے کہ جسپر سب خلقت جمع ہوگی اور وہ زمین انسان کا وجود ہے کیونکہ سب موجودات کا قیام کسی دوسری زمین میں ممکن نہیں مگر انسان کے وجود کی زمین میں۔ پس وہی قیامت کا دن ہوا۔ حاضر ہونا خلق اللہ کا کسی زمین میں ممکن نہیں مگر وجود انسان کی زمین میں۔ پس یہی یوم الجمع یعنے حاضری کا دن ہوا۔ وجود انسان کی زمین کے سوا کسی زمین میں حق و باطل یعنے سچ اور جھوٹ جُدا نہیں ہوسکتا مگر وجود انسان کی زمین میں پس یہی یوم الفصل ہے۔ اسرار میں سے کوئی سر کسی زمین میں سواے زمین وجود انسان کے ظاہر نہیں ہوسکتا پس وہی یوم تُبْلَى السَّرَائِرُ ہوا۔ زمین وجود انسان کے سواے کسی زمین میں ہر ایک شخص کی جزا اُسکو نہیں پہنچتی پس وہی یوم الدین ہوا حضرت درویش سُبحانی سے سُنا گیا ہے کہ صوفیہ کے نزدیک بہشت میں جمال ہے یعنے مظاہر جمالی کی معاد یعنے بازگشت جمال حق میں ہوگی۔ دوزخ میں جلال ہے یعنے مظاہر جلالی کی معاد جلال حق میں ہوگی اور جلالی اسی سے لذت گیر ہونگے اور جمالی جلال سے پس جو کہتے ہیں کہ دوزخ عذاب کا مکان ہے یہ اس بات کا اشارہ ہے اگر مظہر جمالی جلال سے ملے تو آزردہ اور رنجیدہ ہوتا ہے جیسا کہ جلال جمال سے رنجور اور آزردہ ہوتا ہے۔ یہ بھی حضرت درویش سبحانی سے سُنا گیا ہے کہ محقق کہتے ہیں کہ فرعون اسم اللہ کا مظہر تھا اور اُسمیں الٰہیت کا تعین غالب تھا اور موسیٰ پر رسالت کا تعین غالب تھا اسیواسطے حضرت امام الموحدین شیخ محی الدین نے اپنی بعض تصنیفات میں فرعون کا ایمان ثابت کیا ہے اور اُسکو ظاہر اور مظہر کہا اور موسیٰ کو ظاہر۔ کہتے ہیں کہ زمین عرفات سے وہ زمین مراد ہے کہ جسکی طرف حج کی نیت کرکے متوجہ ہوتے ہیں اور نہایت جہد اور کوشش سے سفر کرتے ہیں اگر اُس میں عرفہ کے دن حج کریں تو حاجی ہوجاتے ہیں اور اُس سفر کا ثمرہ پاتے ہیں اور واصل مقصود ہوتے ہیں کہ مَنْ اَدْرَكَ الْعَرَفَةَ اَدْرَكَ الْحَجَّ جس نے پایا عرفہ

پایا حج۔ اگر اس زمین عرفہ کو نہ پاویں اور حج ادا نکریں تو حاجی نہیں ہوتے اور مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ جب یہ مقدمات معلوم ہوئے کہ عرفات کی زمین سے وجود انسان مراد ہے کہ جسکے واسطے سب موجودات علوی اور سفلی سیر و سفر کرتے ہیں تو جب مرتبہ انسانی کو پہنچے سیر و سفر تمام ہوا۔ اگر اس زمین میں کہ انسان کا وجود ہے عرفہ کا دن پایا جاوے جو خدا کی معرفت سے مراد ہے۔ تو گویا کعبہ مراد کو پہنچے اور حاجی ہوئے۔ حج کے معنے لغت میں قصد کرنا ہے اور شریعت میں اس گھر کے قصد کو کہتے ہیں جو ابراہیم پیغمبر نے مکہ بنایا تھا۔ حقیقت میں مکہ دل سے مراد ہے جو بموجب حکم اس کلام کے خدا کا گھر ہے لا یسعنی ارضی ولا سمائی و انما یسعنی قلب العبد المومن میری گنجایش میری زمین اور میرا آسمان نہیں رکھتا مگر بندۂ مومن کا دل گنجایش رکھتا ہے سو یہ کہتا ہے۔ ؎

وقت نماز مرتبہ آدمیت ست
دریاب وقت را کہ مبادا قضا شود

محقق صوفی کہتے ہیں کہ امور شرعی میں سے ہر ایک سر ہے۔ غسل بالکل غیر کے تعلق سے بری ہونے سے مراد ہے۔ وضو شغلوں کا چھوڑنا ہے۔ مضمضہ ذکر کے حلاوت کو پانا ہے۔ استنشاق عنایت کی خوشبو کو سونگھنا ہے۔ استنثار صفات ذمیمہ کا دور کرنا ہے۔ منہ دھونا خدا کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ ہاتھ دھونا برے کاموں سے ہاتھ کھینچنا ہے۔ پاؤں دھونا عبودیت کے بچھونے پر قدم دھرنا ہے۔ قیام مقام عرض میں کھڑے ہونا۔ توجہ بہ قبلہ حضرت صمدیت میں ملتجی ہونا ہے۔ ہاتھ باندھنا بندگی کا عہد باندھنا ہے۔ نماز میں دست کشادہ ہونا غیر از خدا سے ہاتھ اٹھانا ہے۔ تکبیر زبان کی تعظیم کرنی ہے۔ قرأت توقیع ربانی کو دل کے لوح محفوظ سے بذریعہ زبان کے مطالعہ کرنا۔ تجدید امر و نہی کی حدوں پر قائم ہونا ہے۔ رکوع و قیام رہنا سے مراد ہے۔ خضوع و سجود ذات کو حق جاننا اور غیر کے دعوے کو چھوڑنا۔ تشہد رضا و خشوع و نشست برخاست ندا میں گذارنا۔ پانچ وقت نماز پڑھنے سے حضرات خمسہ کو دریافت اور طے کرنا مراد ہے کہ جسکو لاہوت و جبروت و ملکوت و ملک و ناسوت کہتے ہیں۔ دو رکعت صبح سے ذات مطلق اور یقین مراد ہے اور چار رکعت کی اشارت بطرف چار تجلّی کے ہے جو آثاری اور

افعالی اور صفاتی اور ذاتی نام سے مشہور ہیں۔ اور سہ رکعت سے فرق اور جمع اور جمع الجمع کی مراد ہے۔ جمع الجمع خدا کو خلق اور خلق کو خدا میں دیکھنے کا نام ہے۔ روزہ رکھنا اندر کو پاک کرنا ہے۔ ہلال کو دیکھنا مرشد کامل کے ابرو کا مشاہدہ کرنا ہے۔ عید خدا کی معرفت کا نام ہے۔ قربانی نفس بہیمی کا قتل کرنا ہے اور روزہ کے تین درجے ہیں۔ پہلا درجہ بطن اور فرج کو ناشایستہ کاموں سے روکنا ہے۔ دوسرا جوارح یعنے اعضا کو ناشایستہ کاموں اور باتوں سے روکنا ہے۔ تیسرا دل کو سوائے حق کے کسی اور طرف جانے نہ دینا۔ جہاد کفار یعنے کافروں سے لڑنا اسبات سے مراد ہے کہ نفس مکارہ سے جنگ کرنا۔ مومن سے یہ مراد ہے کہ خدا پرستی کا ہیولی ہوجاوے کہ الطَّرِیْقُ اِلَی اللّٰہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ یعنے کہ خدا کی طرف سے طریق بقدر انفاس خلایق کے ہیں۔ حضرت عین القضات نے فرمایا ہے کہ مجھے سلوک میں معلوم ہوا کہ سب مذاہب کا اصل حق ہے مذاہب سوفسطائیہ میں سے ایک یہ ہے کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ وَکُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ آیہ کریمہ کے معنے یہ ہیں کہ ایک وقت نابود ہونگے کیونکہ آج سب نابود ہیں اور بعینہ یہ مذہب اہل بصیرت کا ہے۔ حضرت القضات کے معنے کی تائید میں ایک صاحب ذوق نے کہا ہے کہ اسم فاعل کا صیغہ ہر وقت استمرار کا کام دیتا ہے پس سب اشیاء کی ہلاکت سب اوقات میں مستمر ہے زمان مستقبل سے خصوصیت نہیں رکھتی اسیواسطے ہہلک کہ مضارع کا صیغہ ہے نہ کہا کیونکہ وہ زمان مستقبل میں وقوع ہلاک کا کام دیتا ہے۔ امام محمد نوربخش کا فرمان ہے کہ وے لوگ کہ رویت حق یعنے خدا کا دیدار بندگان مقرب کے لئے مخصوص گنتے ہیں حق پر ہیں کیونکہ نفس ناطقہ جو مرد سے مراد ہے بسیط اور مجرد ہے اسکے دیکھنے سے حق کے واسطے جہت لازم نہیں آتی۔ جو لوگ کہ عدم رویت کے قایل ہیں وے بھی سچ کہتے ہیں کیونکہ ذات مطلق بنابر تجرد کے ظاہری آنکھوں سے دیکھے نہیں جاسکتے۔ ایک محقق نے کہا ہے کہ وے لوگ جو خدا کے تجرد کے قائل ہیں یعنے اسکو مجرد جانتے ہیں صادق ہیں کیونکہ ذات مطلق ایسی ہی ہے اور وے جو اسکی جسمیت کے قایل ہیں اور ایک جسم کو منجملہ اجسام کے خدا جانتے ہیں جیسا کہ آگ ہوا پانی مٹی یہ بھی سچے ہیں کیونکہ وہ ہر مرتبہ میں موجود ہے

ایسے ہی وے لوگ جو خیر و شر کو اُسی سے جانتے ہیں وہ بھی درست
کہتے ہیں کیونکہ اُسکے سوا کوئی ایسا نہیں جو کسی امر کا فاعل ہوسکے۔ اور
وہ جو برائی کو اپنی طرف سے گنتے ہیں وہ بھی درست بولتے ہیں کیونکہ وے
تعین میں کاموں کے فاعل ہیں۔ ایسے امور دیگر میں مثلاً نصارا خدا کو باپ
جانتے ہیں اسیواسطے کہ موجودات اُسی سے صادر ہوئی اور یہ سچ ہے۔ اور
سُنی ابوبکرؓ کو بباعث اُسکے کمال کے خلیفہ جانتے ہیں اور شیعہ بہ گمان نقص
سرزنش کرتے ہیں۔ پس دونوں ابوبکروں میں مغایرت ہوگی بباعث اُنکے
زعم کے۔ ایسے ہی معاد یعنے آخرت کی بابت عقائد مختلفہ اور اُنکے رکیسوں
کے اخبار سے عالم مثال میں مشخص کئے تمام اختلافات دنیاوی کو اسی پر قیاس
کرنا چاہیے کہ حقیقت کی طرف راجع ہیں۔ صوفیہ فرماتے ہیں کہ ولایت کے
معنے لغت میں قرب ہے اور عرف میں اخلاق الہی سے متخلق ہونا نبوت
ظاہر اور ولایت باطن ہے۔ نبی کی نبوت کا ماخذ اُسکی ولایت ہے اور
ولی کی ولایت کا ماخذ نبی کی نبوت ہے۔ اور رسول کی ولایت رسالت سے
اکمل ہے۔ الہام بے واسطہ فرشتہ کے ہے اور وحی بوساطت فرشتہ ہے
وحی نبی کی ساتھ ہے اور الہام ولی کی۔ عارف سبحانی کہتا ہے کہ اولیائے
عصر کا اکمل مہدی وقت کا ہے پس اولیا میں سے جن لوگوں نے مہدیت
کا دعوی کیا حق تھا جیسے کہ ہر مرض جسمانی کے لیئے خاص دوا ہے اور ہر
مرض روحانی کے واسطے سبب اور ادویہ خاص ہے جیسے کہ نبض و قارورہ
احوال بدنی پر دلالت کرتا ہے ویسے واقعہ اور خواب احوال نفس پر دال
ہے اسیواسطے سالک اپنے واقعات کو شیخ پر جو روحانی طبیب ہے
عرض کرتے ہیں۔ صوفیہ کہتے ہیں کہ سلوک حج میں سات مرتبہ ہیں۔ اول
توبہ اور اطاعت اور ذکر ہے اس مرتبہ میں سبز نور متمثل ہوتا ہے۔ دوم
شیطانی اور سبعی اور بہیمی صفات سے نفس کو پاک کرنا ہے کیونکہ نفس
جبتک صفات شیطانی میں گرفتار رہے امارہ ہے اور وہ آگ کی صفت پر
اور اس حالت میں وہ ایک بڑا ابلیس ہے جب اُن سے چھوٹتا ہے
صفات سبعی میں گرفتار ہوتا ہے جو لوامہ ہے اور ہوا کی صفت پر ہے
پس ملہمہ ہے جو آب ہے۔ بعدہ مطمئنہ ہے کہ مٹی کی مانند ہے اور
مرتبہ اطمینان میں سیارہ نور متمثل ہوتا ہے اور اُسکا نہایت سیر ملکوت سفلی

ہے۔ سوم دل کو اخلاق حمیدہ سے آراستہ کرنا کہ نور سرخ کا متمثل ہے اسکا نہایت سیر ملکوت علوی کے اوسط میں ہے اس مقام میں دل ذکر کرنے لگ جاتا ہے اور صفات روحانیہ کا نور دیکھتا ہے۔ قلب اور دل صوفیہ کے نزدیک صورت اعتدالیہ سے مراد ہے جو اخلاق میں نفس کو حاصل ہوتی ہے اس قسم پر کہ ہرگز افراط اور تفریط کی طرف راغب نہیں ہوتا۔ جب صاحب دل کو یہ مقام نصیب ہوتا ہے تو اسکو صاحب قلب اور خداوند دل بولتے ہیں۔ چوتھا سرشت کو غیر حق سے خالی کرنا کہ نور زرد کا متمثل ہے اسکا نہایت سیر اواسط ملکوت علوی میں ہے۔ پانچواں روح کا مرتبہ ہے کہ نور سفید کا متمثل ہے اور اسکا نہایت سیر ملکوت علوی کے اخیر میں ہے۔ چھٹا مرتبہ خفی کہ نور سیاہ کا متمثل ہے اور اسکا نہایت سیر عالم جبروت ہے۔ ساتواں غیوب الغیوب کا مرتبہ ہے جو فنا اور بقا ہے اور بیرنگ ہے فنا فی اللہ وجود موہوم کا وجود حقیقی میں محو اور معدوم ہوتا ہے جیسے کہ قطرہ دریا میں معدوم ہوجاتا ہے۔ اور بقا قطرہ کا دریا کے ساتھ ایک ہوجانا اور غیر کا دل کی آنکھوں کے سامنے سے اٹھ جانا ہے کہ سالک جسکے ذریعہ سے قطرہ کو دریا کا غیر نہیں جانتا۔ اور فنا دو قسم کی ہے ایک جزوی اور دوسری کلی۔ جزوی وہ ہے جو سالک دفعتًا محو ہوجاوے یا بآہستگی لیکن اعضا محو ہوں۔ درجہ اول مقتضی سکر کا اور درجہ ثانی مقتضی صحو کا ہے۔ فنا کلی وہ ہے کہ سب ملکی اور ملکوتی اور جبروتی تعینات ایک ہی دفعہ محو ہوجاویں تا بتدریج۔ پہلے موالید محو ہوں اور پھر عناصر اور اسکے بعد سموات اور پھر ملکوت اور پھر جبروت اور پھر سالک یہ پہلا درجہ مقتضی تجلی جلالی کا ہے اور درجہ ثانی تجلی جمالی کا ہے۔ نامہ نگار نے درویش سبحانی سے سنا کہ وہ جو نبی نے خبر دی ہے کہ زمین و آسمان کو معدوم کرینگے فنا سے یہی مراد ہے نہ وہ جو اہل ظاہر گمان کرتے ہیں۔ فَنَا فِی اللہ کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ حق ساتھ سب صفات کے سالک پر تجلی کرے اور وہ کل میں فانی ہوجاوے۔ اور بقا جو فنا کے مقابل ہے وہ بھی چار قسم کی ہے اعلیٰ مرتبہ بقا باللہ ہے کہ سالک جب فنا سے واپس آوے اپنے تئیں سب صفات سے موصوف دیکھے مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ جسنے مجھے دیکھا خدا کو دیکھا۔ اگر فنا میں شعور ہے

تو اثنینت یعنے دوئیت باقی ہے۔ گلشن کی شرح مختصر میں مذکور ہے کہ تجلی
چار قسم ہے۔ اوّل آثاری یعنے وجود مطلق بعض جسمانیات یا جمیع کی صورت
پر متمثل ہے انسان کی صورت میں۔ دوّم افعالی یعنے سالک وجود مطلق کو
صفات فعلیہ میں سے ایک صفت کے ساتھ موصوف دیکھے جیسے کہ خالقیت
و رازقیت وغیرہ ہیں یا اپنے آپ کو کسی صفت سے موصوف پاوے اور اکثر
تجلیات افعالی انوار ملونہ ہوتے ہیں اور سب رنگ سے نظر آتے ہیں۔ سوّم
صفاتی یعنے وجود مطلق کو صفات ذاتیہ سے موصوف دیکھے مثل علم اور حیات
کے یا اپنے آپ کو اُس وجود کا عین دیکھے جو بہ صفات مذکورہ موصوف ہو۔
چہارم ذاتی کہ تجلی سے فنا پاوے اور صاحب تجلی اس حالت کا صاحب
ہو جاوے کہ اُسکا اثر نہ رہے اور کچھ شعور باقی نہ رہے۔ اور لازم نہیں کہ نور ملون کے لباس میں ہو
یا ہر نور تجلی کا نور ہو شاید کہ نور ایک انبیا اور اولیا یا خلق میں سے ہو
اور علامت تجلی فنا کی کیا ہے یا تجلی کے وقت تجلی ہونے کا علم ہونا یا
صحت تجلیات کا گواہ۔ قرآن اور احادیث میں ہے اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ۔
تحقیق میں رب عالم کا ہوں موسیٰ نے درخت سے سُنا۔ اور مصطفیٰؐ نے
فرمایا رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ دیکھا میں نے اپنے رب کو احسن صورت
میں۔ نامہ نگار نے کہے درویش سُبحانی سے کہ یہ جو ہندو وغیرہ مختلف بنا کر اُنکو
خدا جانتے ہیں سبب اُسکا یہ ہے کہ اُنکے بزرگوں کو آثاری تجلیات حاصل
تھے۔ ایسے ہی دس اوتار بھی اِن تجلیات سے مراد ہیں بعض اوتار اپنے
آپ کو خدا جانتے تھے باعث یہ تھا کہ وہ بھی یہ تجلی رکھتے تھے۔ اور اسی
تجلی کے باعث یہود وغیرہ خدا کو جسمانی جانتے ہیں۔ اور فرعون اپنے آپ
کو خدا کہتا ہے اُسی تجلی سے کہتا تھا کیونکہ فرعون نے خدا کو اپنی صورت
میں دیکھا۔ اسیواسطے حضرت امام الموحدین شیخ محی الدین نے بعض تصانیف
میں فرعون کے ایمان کو ثابت کیا اور فرعون کو ظاہر اور مظہر کہا۔ موسیٰ
نے خدا کو جسم کی صورت میں دیکھا اپنے آپ کو اُسکا عین نہ پایا اور
فرعون نے اپنے آپ کو خدا کی صورت میں دیکھا اور اپنے آپ کو اُسکا عین
پایا۔ عیسیٰ نے جو اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہا سبب اسکا یہ تھا کہ اُسنے
اپنے آپکو اس تجلی میں خدا کا بیٹا پایا تھا۔ حجاب دو قسم کا ہے ایک ظلمانی
جو عبد سے ہے مانند اخلاق و اشغال صوریہ کے۔ دوم نورانی جو خدا سے ہے

کیونکہ آثار افعال کے حجاب ہیں اور افعال صفات کے اور صفات ذات کے۔
اور کشف جو غیب کی اطلاع ہے یا ساتھ صورت کے متعلق ہے اور یا ساتھ
معانی اور حقایق کے۔ اول کو کشف صوری کہتے ہیں اور دوسرے کو کشف معنوی
پھر کشف صوری یا ساتھ مشاہدہ کے ہے یا لمس کے یا شم کے یا ذائقہ کے۔
اور کشف صوری حوادث دنیویہ کے متعلق ہے اُسکو رُہبانیت بھی کہتے ہیں کیونکہ
راہبانیونکو بسبب مجاہدہ یہ مشاہدہ حاصل ہے۔ اور بعضے اس کشف کو استدراج
اور مکر الٰہی گنتے ہیں اور بعضے کشف امور اخروی سے اعراض کرکے اپنے
مقصد کو فنا و بقا میں منحصر کرتے ہیں۔ نامہ نگار نے سبحانی سے سُنا کہ امور
دنیوی کے کشف کو رُہبانیت اسواسطے کہتے ہیں کہ رُہبان اہل ظاہر سے ہے
اور اُسکی عبادت ظاہری طور پر ہے اور بندگی سے اُسکی غرض کاموں کا
بدلہ اور بہشت۔ اور اپنے پیغمبروں کی پیروی اور ایسے ہی اور اشیا ہیں
پس اُس رمز کا تابع ہے جو امور دنیوی پر موقوف ہے لاجرم اُس کا کشف
امور دنیوی سے متعلق ہے۔ زاہد مسلمان بھی رُہبان کا حکم رکھتا ہے نہ یہ
کہ عیسائی کو فنا اور بقا میسر نہیں۔ جاننا چاہیئے کہ بادشاہوں کی خدمت میں
دو مقرب امیر آپس میں دوست نہیں ہوتے بلکہ دشمن ہوتے ہیں اور ہوسکتا
ہے کہ یہ اپنے اپنے دوستوں کو بادشاہ تک پہنچاویں پس انبیا بھی بارگاہ
تعین میں یہی حال رکھتے ہیں ورنہ وجود مطلق باوجود اسقدر ملک وسیع کے
رہبری اور ہدایت کے واسطے ایک تن کو کیسے مقرر کرتا۔ دوم یہ کہ عارف
محقق جو خدا کا نور سب مظاہر دنیوی اور آخروی میں دیکھتا ہے اور کسی ذرہ
سے اعراض نہیں کرتا اُسکی نظر سے فانی اعتبار اُٹھ جاتے ہیں اور کسی
مذہب سے اُسکی دشمنی نہیں رہتی۔ جو شخص دین و آئین کی قید میں پڑکر
دوئی سے نہیں چھوٹا اور مسلمانوں کو عیسائیوں سے اچھا جانتا ہے وہ وجود
سے آگاہ نہیں۔ وہ کہتا تھا کہ میں نے جبروت شناسی کا رتبہ معروف کرخی
کے ہاں پایا۔ اور کہتا تھا کہ تعداد اور کثرت انبیا کی افزونی اسمار سے
ہے جبکہ اسما میں تقابل اور تضاد نہیں ہے تو انکا ایک دوسرے پر
غالب ہونا بسبب تسلط اسماء کے ہے۔ صوفیہ کہتے ہیں کہ کامل نفوس
بدن انسانی کو چھوڑکر عالم ملکوت میں جاتے ہیں۔ اولیا تاویل قرآن کے
اور عامہ تفسیر کے مکلف ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ اولیا مکلف نہیں ہیں

اور اس آیت کے چنگ زن ہیں وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ۔ خدا کی عبادت کرتا کہ یقین حاصل ہو۔ شیخ نجم الدین کبریٰ کہتا ہے کہ خاصوں سے عبادت کی تکلیف اُٹھ جانے کے یہ معنے ہیں کہ وہ تکلیف جو کلفت سے ماخوذ ہے ان سے دور ہوجاتی ہے بلکہ عبادت میں اُنکو مشقت اور کلفت نہیں رہتی اور خوشی اور لذت یاب ہوتے ہیں۔ بروز کی حقیقت میں حضرت سید نوربخش فرماتا ہے کہ بروز اور تناسخ میں یہی فرق ہے کہ تناسخ روح کا ایک جسم سے مفارقت کرکے جسم جنین میں داخل ہوتا ہے اور جنین سقوط نطفہ اور رحم میں قرار پانے سے چوتھے مہینے ہوتا ہے۔ یہی ایک بدن سے چھوٹ کر دوسرے بدن میں داخل ہونے کی معاد ہے۔ اور بروز یہ ہے کہ مکمل روح ایک کامل پر فائض ہو اور اُسپر تجلیات فائض ہوں اور وہ اُسکا مظہر ہوجاوے یعنے ممکن ہے کہ روح کامل ایک بدن چھوڑ کر کئی سال تو عالم علوی میں رہے اور پھر تکمیل خلق کے واسطے ایک بدن سے تعلق پکڑے۔ اس تعلق کا وقت بھی تکوین جسم سے چوتھا مہینہ ہے جیسا کہ تناسخ میں کہا گیا۔ گلشن کی شرح مختصر میں مذکور ہے کہ روح جسم کے سوا نہیں ہوسکتی جب عنصری بدن سے جُدا ہوتی ہے اُسکے واسطے مثالی جسم برزخ میں ہوتا ہے جسکو ابدان مکتسب کہتے ہیں اور وہ برزخ کہ جس میں روح بعد مفارقت بدن کے جاتی ہے اُس برزخ کا غیر ہے کہ ارواح اور اجسام کے درمیان ہے اوّل کو غیبت امکانی اور دوم کو غیبت محال کہتے ہیں۔ وے لوگ جو غیبت امکانی کا مشاہدہ کرتے ہیں اور حوادث آیندہ سے واقف ہوتے ہیں بہت ہیں اور مردوں کے حال کا مکاشفہ کرنیوالے کم ہیں۔ حضرت شیخ محمد لاہجی شرح گلشن میں لکھتا ہے کہ قصص اور تواریخ میں مذکور ہے کہ جابلقا نہایت بڑا شہر مشرق میں ہے اور اُسکا مقابل جابلسا بھی بہت عظیم شہر مغرب میں ہے۔ ارباب تاویل نے اسکی بابت بہت کچھ کہا ہے جو کچھ نامہ نگار کے دل میں بدون تقلید غیر کے بطریق اشارت مقرر ہوا ہے وہ دو قسم ہے ایک یہ کہ جابلقا عالم مثال ہے کہ ارواح کی مشرقی جانب میں واقع ہے اور چونکہ یہ برزخ غیب و شہادت کے درمیان صور عالم پر مشتمل ہے پس نہایت بڑا شہر ہوگا۔ اور جابلسا عالم مثال اور عالم کا برزخ ہے کہ جہاں دنیوی نشار سے مفارقت کرکے ارواح رہتے ہیں اور

اپنے نیک اور بُرے کاموں کے مطابق جو دنیا میں کیٔے وہاں ٹھہرتے ہیں اور
چونکہ یہ برزخ عالم اجسام کے مغرب میں ہے لہذا نہایت بڑا شہر جابلقا کے مقابل
ہوگا۔ اور شہر جابلقا کی خلقت نہایت لطیف اور صاف ہے کیونکہ شہر جابلسا
کی خلقت حسب اعمال و اخلاق ردیہ کے جو نشاء دنیویہ میں کیٔے اکثر مسود
بصور مظلمہ ہوگی۔ بہت لوگ خیال کرتے ہیں کہ دونوں برزخ ایک ہیں۔ لیکن
جاننا چاہیٔے کہ وہ برزخ جسمیں ارواح بعد مفارقت نشاء دنیا کے رہتے ہیں
اُس برزخ سے جو ارواح مجردہ اور اجسام کے درمیان ہے اَبین ہے کیونکہ
تنزلات وجود کے مراتب اور اُسکے معارج ایک دور ہیں کیونکہ نقطہ اخیر کا نقطہ
اول سے ملنا سوائے حرکت دوری کے متصور نہیں اور وہ برزخ جو نشاء
دنیویہ کے پہلے ہے مراتب تنزلات سے اُسکو نسبت بہ نشاء دنیویہ اولیت
ہے اور وہ برزخ جو نشاء دنیویہ کے بعد ہے وہ معراج کے مراتب سے ہے
اور اُسکو نشاء دنیوی سے نسبت آخریت کی ہے۔ دوم یہ کہ وہ صورتیں
کہ برزخ اخیر میں ارواح کو لاحق ہوتی ہیں اعمال اور نتایج اخلاق اور افعال
اور ملکات کی شکلیں ہیں الا برخلاف برزخ اول کے۔ پس ہر ایک دوسرے
کا غیر ہے یعنے دونوں ایک نہیں لیکن اسمیں کہ دونوں عالم روحانی اور جوہر
نورانی غیر مادی مثال صور عالم پر مشتمل ہے مشترک ہیں۔ شیخ داود قیصری
نقل کرتا ہے کہ شیخ محی الدین عربی نے فتوحات میں تصریح کی ہے کہ برزخ
اخیر برزخ اول کا غیر ہے۔ پہلے کو غیبت امکانی اور دوسرے کو غیبت محالی
اسواسطے کہتے ہیں کہ جو صورت پہلے برزخ میں ہے ممکن ہے کہ شہادت
یعنے عالم میں ظاہر ہو اور وہ جو برزخ اخیر میں ہے ممتنع ہے کہ شہادت
کی طرف رجوع کرے مگر آخرت میں۔ کشف والوں میں سے بہت لوگ ہیں
کہ برزخ اول کی صورتیں انپر ظاہر ہوتی ہیں اور جانتے ہیں کہ عالم حوادث میں
کیا واقع ہوگا۔ لیکن مردوں کے حال سے کشف والے لوگ کم واقف ہیں۔
عارف سبحانی سے نامہ نگار نے سُنا کہ صوفیہ صفیہ کے عقائد میں وہی بات ہے
جو اشراقیوں کے نزدیک ہے لیکن صوفیہ نے اب اپنے عقاید کو رمز و اشارت
سے ملا چھوڑا ہے تاکہ نا اہل لوگ اُنکے پاس نہ آسکیں۔ انبیا اور اولیا اور
قدماے حکما کے طریق پر۔ اُسی سے سُنا گیا کہ ایزد تعالیٰ کی ذات نور مطلق اور
بیاض مطلق ہے اور ہویت غیب اور جمیع الوان اور اشکال اور صور و تمثال سے

منزہ اور مبرّا ہے اور فصیحوں کی عبارتیں اور عارفوں کی اشارتیں اُس نور بیرنگ کے بیان اور نشان سے قاصر ہیں۔ عالموں کی سمجھ اور حکما کی عقل دریافت کرنے کُنہ ذات اُسکی سے قاصر ہیں۔ جب باری تعالیٰ کی ذات کا خزانہ بمقتضاے اس کلام کے کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ میں پوشیدہ خزانہ تھا پس دوست جانا اس بات کو کہ میں پہچانا جاؤں پس خلقت کو پیدا کیا تاکہ پہچانا جاوے کیونکہ اُسکے سوا کوئی موجود حقیقی نہیں اس مرتبہ میں ایک تعین ملحوظ ہوا جسکو حکیم عقل اول کہتے ہیں کیونکہ اُس حضرت نے ہر ایک معانی معقولہ کے ظہور تفصیلی کو ملاحظہ فرمایا۔ اور جبکہ ذات باری نے ہر صورت کے نادر تفصیلی کو ساتھ اُن مواد کے جنمیں اُسکا ظاہر ہونا ممکن تھا ملاحظہ فرمایا تو اس مرتبہ میں بھی ایک تعین محفوظ ہوا جسکو نفس کل کہتے ہیں۔ اُنسی سے سُنا اور کتابوں میں دیکھا کہ ابوالحسن نوری نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نفس کو جب لطیف کیا تو اُسکو حق کہا اور جب کثیف کیا تو خلق نام رکھا۔ وجود مطلق کے دو سِتر ہیں ایک تو اطلاق صرف اور وحدت محض اور دوم مقید اور کثرت۔ اسکی ابتدا جمہور کے نزدیک احدیت سے ہے پس وہ عقل کلی ہے جو حقایق پر بطور اجمال کے محیط ہے اور اُسکو عرش مجید کہتے ہیں اور حقیقت انسانیہ بھی وہی ہے اُسکے اور حضرت الوہیت کے درمیان محققوں کے نزدیک واسطہ نہیں اور وہ جو نفسیوں کے نزدیک فرق ہے سبحانی کہتا ہے کہ رمز ہے کیونکہ اس جُدائی سے وہ فیض کہ اُسکو پہنچتا ہے نہیں چاہتے۔ پس نفس کلیہ جو حقایق پر بروجہ تفصیل محیط ہے اور اُسی کو عرش کریم اور لوح محفوظ کہتے ہیں۔ پس طبیعت کلیہ جمیع موجودات جسمانی اور روحانی میں موجود ہے اور اسکو عقاب کہتے ہیں اور حکما کے نزدیک طبیعت خاصہ اجسام کا ہے۔ سبحانی فرماتا ہے کہ طبیعت کا روحانیات میں موجود ہونا رمز ہے اور مراد یہ ہے کہ وجود خدا کے واسطے ہے اور باقی تماشے ہیں پس جوہر ہیئت ہے جسکو حکیم ہیولی اور صوفیہ عنقا کہتے ہیں ؞

تیسری نظر اُن اولیاء متاخر اور قول بعض صوفیہ کے بیان میں جو نامہ نگار کو ملے

ایک عارف باللہ حضرت مولانا شاہ بدخشی ہے کہ جب وطن مالوفہ کو چھوڑ کر ہند میں آیا تو خدا کی تائید سے میاں شاہ قادری کا مرید ہوا جو لاہور میں رہتا تھا اور کوشش سے کامیاب شناخت کا ہوا تھا اس ولی کا یہ شعر ہے ؎

ذاتے کہ شد از قدس اعلےٰ نازل
از عالم مطلق بہ مقید مائل
اینہا ہمہ تا کہ حضرت انسان را
سازد ز رباعئ عناصر کامل

اور حضرت محی الدین محمد خداوند مکان و مکین صاحب زمان و زمین محمد دارا شکوہ اسکی خدمت میں دل کے پاؤں سے جاکر مقصود کو پہنچا۔ چنانچہ اسی حضرت کی تحقیقات میں سے ہے کہ جو فراخ وشت دریافت کے مسافرون کے واسطے کشمیر میں کہ جہاں حضرت مولانا شاہ رہتے ہیں ارسال کی گئی ہیں۔ ہُوَ الْکُلُّ اِنَّ اللّٰہَ یَنْطِقُ عَلیٰ لِسَانِ عُمَرَ یعنے تحقیق وہ خدا کا کہا ہوا ہے جو عمر کی زبان سے نکلتا ہے۔ ہر سائل کا سوال مسئول عنہ کا سوال ہے اگرچہ زبان سائل سے ہو اور ہر مسئول عنہ کا سننا سائل سے ہے گو سائل بھی اسکو نہ جانے اور نہ سمجھے کُلُّ الْمَوْجُوْدَاتِ وَاحِدٌ تمام موجودات ایک ہے۔ اس طایفہ کے بعض لوگ اس بات پر معتقد ہیں کہ کمال کی ترقی کو نہایت نہیں کیونکہ تجلی بے نہایت ہیں۔ جبکہ ہر وقت تجلی ہوتی ہے معلوم تو ایسا ہوتا ہے کہ ترقی کی نہایت نہ ہوگی چنانچہ کہتے ہیں کہ صوفی اگر ہزار برس کی عمر پاوے تو ترقی میں ہے۔ مشایخ گذشتہ کے قول و دلیل لاتے ہیں کہ شیخ الاسلام نے فرمایا ہے کہ بدبختی کا کوئی نشان روز بہتری سے روشن تر نہیں۔ جو کوئی زیادتی میں ہے نقصان میں ہے اور نبی سے نقل کرتے ہیں کہ مَنِ اسْتَوَیٰ یَوْمَاہُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ جس شخص کے دو دن ایک ہی کام میں گذرے خسارہ مند ہے۔ اور بھی کہتے ہیں کہ دو دن سالک کے اگر ایک روش پر گذریں تو اس کو نقصان ہے۔ چاہئے کہ آدمی تدارک اور تلافی کے درپے ہووے۔ اس طایفہ کے تو سب لوگ ایسے ہی کہتے ہیں۔ لیکن اس فقیر پر اپنے مرشد عارف باللہ حضرت مولانا شاہ کی برکت سے آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ صوفی کے مراتب کو کمال اور نہایت ہے اور کمال کے بعد ترقی کرنے سے ٹھہر جاتا ہے بلکہ اس فقیر شکستہ کے نزدیک ترقی سے ٹھہر جانا بھی ترقی ہے کیونکہ ہر مرتبہ

ہیں ایک کمال ہے مرتبہ ترقی کا کمال عدم ترقی ہے چنانچہ اُسی حدیث سے کہ جو سند میں لاتے ہیں سمجھا جاتا ہے کہ وہ سالکان مقید کے حق میں ہے اور واصلان مطلق کے باب میں۔ اور یوماً کا لفظ زمان پر دلالت کرتا ہے اور ایسے ہی مشایخ کا قول سند میں لاتے ہیں حالانکہ بات کو نہیں سمجھتے اور سخن کا باطن نہیں دیکھتے کیونکہ سخن کا باطن بلکہ ظاہر ناقص سالک کے حق میں ہے۔ اور یہ اُسکی مانند ہے کہ اُس نبوی حدیث کو لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَایَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ واسطے میرے ساتھ خدا کے ایک وقت ہے نہیں گنجایش رکھتے وہاں مقرب فرشتے اور مرسل نبی۔ اُسکے تنزل احوال پر دلیل لاتے ہیں کہ پیغمبر کو ہمیشہ ایک وقت اور ایک حال اور ایک قسم کی جمعیت نہ تھی۔ یہ بات غلط ہے کیونکہ اسی حدیث سے ظاہر ہے کہ پیغمبر کے واسطے ایک ہی حال تھا اور ترقی اور تنزل کا اُسمیں امکان نہ تھا کیونکہ فرماتا ہے کہ مجھے ساتھ خدا کے ایک وقت متصل ہے جسمیں مقرب فرشتے اور نبی مرسل کی گنجایش نہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو یوں فرماتا کہ میرا کبھی کسی خاص وقت میں ایسا حال ہوجاتا ہے۔ نبی کا وقت عام ہے کہ زمان سے منزہ ہے اور اُسوقت کیواسطے ابتدا و انتہا نہیں لَیْسَ عِنْدَ رَبِّکَ صَبَاحٌ وَلَا مَسَاءٌ یعنے تیرے رب کے نزدیک صبح اور شام نہیں۔ اور اس حدیث کے معنے سوا اسکے اور کچھ نہیں کیونکہ یہی معنے عبارت سے ظاہر ہیں اور کمال حال اور جمعیت محمدی پر متضمن ہے۔ اور اُن معنے میں جو کہتے ہیں نقصان لازم آتا ہے سوچنا چاہیئے کہ سید عالم کا حال ہمیشہ کمال وحدت میں ہونا بہتر ہے یا کہ کبھی تفرقہ اور کبھی اتصال میں۔ اور مشایخ کا قول بھی اس بات پر دال ہے کہ اولیا کے درجات کے لیئے حد ہوتی ہے کیونکہ نفحات الانس میں مشایخ کہتے ہیں کہ بعضے اولیا بے نشان اور بے صفت ہیں اور کمال حال اور نہایت درجات اولیا کے لیئے بے نشانی اور بے صفتی ہے ع آنرا کہ نشاں نیست نشانش مائیم + وہ لوگ جو ترقی کو بے نہایت جانتے ہیں اگر ذات محض اور حقیقت جل شانہ میں جو ترقی اور تنزل اور رنگ اور بُو اور ظہور و بطون اور کمال اور زوال سے مبرّا اور منزّہ ہے ترقی کو جایز رکھیں تو صوفی موحد کی ذات میں بھی جایز ہوگی ہاں اگر اُس مرتبہ میں ترقی کو جایز نہ سمجھیں تو موحد کی ذات میں کہ مرتبہ صرفیت اور تجلیت میں اُسکا عین ہے جایز نہ سمجھیں

جب انسان کامل قرب نوافل سے گذر کر قرب فرائض کو پہنچتا ہے تو اُسکے حق میں مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔

کہا جاتا ہے کہ یقین ہی وہ عین حق کا ہوگیا اور اُسکے وجود بے بود سے اور کونین کے وجود سے ایک ذرّہ بھی اُسکی نظر میں نہیں رہا اور یگانگی کے مراتب میں بھی کمال فرضیت کے رتبے کو پہنچا اور خدا ہی ہوگیا پس خدا سے اعلیٰ درجہ کیا ہے کہ جسکی طرف موحد ترقی کرے بقول مشہور سے بالاتر از سیاہی رنگ دگر نباشد۔ اَلْفَقْرُ اِذَا تَمَّ فَہُوَ اللّٰہُ فقر جب تمام ہوا پس وہی خدا ہے۔ جو شخص جبتک مقام ترقی میں ہو مرتبہ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ کو نہیں پہنچا ہوگا۔ کیونکہ حزن اور خوف ترقی اور تنزل سے ہوتا ہے۔ جب ترقی اور تنزل دور ہوا حزن اور خوف مرتفع ہوجاتا ہے اور آرام میں آرام اور استقامت میں استقامت حاصل ہوتی ہے۔ اور آیتہ کریمہ فاستقم کما امرت سے بھی مفہوم ہوتا ہے کہ صوفی کمال کے مرتبہ میں کھڑا ہوتا ہے۔ اے محمدؐ مرتبہ وحدت میں مستقیم ہو جو تغییر کی آفت سے مبرا ہے۔ اور آیتہ کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ۔ اسدن کامل کرونگا میں تمہارے واسطے تمھارا دین اور تمام کروں تمھارے اوپر اپنی نعمتیں۔ خود صاف انھیں معنے پر دال ہے کہ اس سے بھی پیغمبر کی کمالیت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ لوگ جو ترقی کے واسطے بے نہایت تجلی ثابت کرتے ہیں درست نہیں اس حالت میں وہ عین دوئی اور شرک میں ہے اور دوئی سے خلاص نہیں ہوا۔ جنہیں غیریت کا ایک ذرہ بھی باقی ہو جمہور موحدوں اور کاملوں کے نزدیک شرک اور نقصان میں ہے۔ مثنوی

ترا باید کہ جان و تن نماند
دگر ہر دو بماند من نماند
ز تو تا ہست موئی ماندہ برجاو
بداں یک موے ماند بند بر پاد
تو تا یکبارگی جاں در نبازی
جنب دانم ترا و نا نمازی

توکیوں آپ ہی تجلی نہیں کرتا کہ ہمیشہ متجلی ہو دیں۔ جبکہ یہ مسئلہ بہت دقیق تھا اس فقیر پہ اسطرح حل ہوا اور دوستوں کو بھیجا گیا۔ کہ اگر

کہیں سخن ہو لکھ دیں کہ اس سے بھی واضح تر کیا جاوے الله بس ما سوا ہوس خدا کافی ہے اور اُسکے سوا سب ہوس ہے۔ یہاں تک شاہزادہ عالم کا سخن ہے۔ واصد العنایتیہ بہا یونیہ میں مذکور ہے کہ جس گروہ کے مذاق میں جذبہ اور جمع وحدت کا نشان غالب ہے بسبب استیلا اسم الظاہر کے خدا ظاہر اور خلق باطن اور پوشیدہ ہے اُنکو صوفیہ کی زبان میں صاحبان قرب فرائض کہتے ہیں اور اس قرب کو قرب فرائض بولتے ہیں۔ اور جس طایفہ کو اسم الباطن کی خاصیت کے باعث سے خلقت کی نسبت ظاہر اور حقیقت کی مضمر ہو اُسکو جمع کے بعد فرق حاصل ہوتا ہے اُسکا نام قرب نوافل دھرتے ہیں۔ حضرت شیخ محمد لاہجی فرماتا ہے کہ اصطلاح صوفیہ میں لفظ جمع فرق کے مقابل ہے اور فرق خلقت کو خدا سے غیر جاننے کا نام ہے یعنے ساری خلقت کو خدا سے غیر جاننے۔ جمع اسکا نام ہے کہ خلقت خدا کو دیکھنا یعنے سب کو خدا ہی دیکھے اور خلقت اُسکی نظر میں نہ آوے۔ مریم روزگار فاطمہ زمان یعنے جہان آرا بیگم شاہ جہاں بادشاہ کی بیٹی غائبانہ حضرت ملا شاہ کے حکم سے متوجہ سلوک ہوکر شناخت تام سے کامیاب ہوئی اُسکی کرامتوں سے ایک کرامت جو نامہ نگار نے دیکھی یہ ہے کہ میں بسال ایکہزار پنچاس ہجری جب حیدرآباد میں ایک دوست کے گھر گیا تو حاضرین میں سے ایک شخص بطریق سرزنش اُس تکلیف کی کیفیت کہ جو آگ سے بیگم صاحبہ کو پہنچی پوچھنے لگا بیان کرنے والے نے کہا کہ پارچہ نازک روغن آلودہ کو جب آگ لگتی ہے جلد جل جاتا ہے اسیطرح سے آنحضرت کو آسیب پہنچا تھا وہ شخص سنکر سرزنش کرتا تھا کہ اتفاقاً ایک آدمی اُسکی ہمشیرہ کے گھر سے آیا کہ تو کیوں بیٹھا ہے تیری ہمشیرہ کے کپڑے کو آگ لگ گئی اور وہ جل گئی یعنے کہا کہ بیگم صاحبہ کو بھی ایسا ہی آسیب پہنچایا تھا جیسا کہ خدا نے تجھے دکھلایا ہے

چراغے را کہ ایزد بر فروزد
ہر آں کس تف زند ریشش بسوزد

ملا اسمعیل صوفی اصفہانی جب ایران سے ہند میں آیا تو لاہور میں بخدمت میانمیر کے پہنچا اور درویشی کا راستہ پکڑا پھر وہ لاہور سے کشمیر میں گیا اُسنے دنیوی کام چھوڑ دیئے اور ریاضت کشی اختیار کی۔ نامہ نگار نے ایک ہزار انچاس ہجری میں اُسکو کشمیر میں دیکھا یہ نظم اُسی کی ہے

بشکستم ہر بتے کہ در راہم بود
باقی ست انیت خدا پرستیدن من

مرزا محمد مقیم سے سنا گیا کہ میر فخرالدین تفرشی کشمیر میں ملا اسمعیل اور فخرا کی سرزنش میں مشغول ہوا کہ یہ ملحد اور دوزخی ہے ملا اسمعیل نے جواب دیا کہ اس جہان میں تو ہمنے دنیا کو چھوڑا ہمنے دنیا میں تیرے شریک نہ بنے اور جبکہ تیرے زعم میں ہم ملحد ہیں دوزخ میں جا دینگے اور تیرے بہشت میں داخل نہ ہونگے تو خوش اور شاکر ہو کہ ہم نے تیرے واسطے دنیا و آخرت کو چھوڑا موبد کہتا ہے ؎

زاہد و سالاں پرستاں راضی اند از ما کہ ما
خود شریک ہیچکس در دنیا و عقبے نہ ایم
دشمنی نیزد ز شرکت ما بہ قصد دوستی
آخرت را باختیم و در پئے دنیا نہ ایم

میرزا محمد مقیم کہتا ہے کہ فخرا سے قال حضرت کو ایک شخص گالی دیتا تھا اور وہ متوجہ بجواب نہ ہوتا تھا۔ جب میں نے اسکی وجہ اس سے پوچھی تو کہا کہ اگر اس شخص نے لب ہلائے اور ہوا متموج ہوئی تو ہمارا بگڑ کیا گیا فخرا نے تہذیب اخلاق ریاضت سے نہیں کی تھی۔ لیکن واقفوں کے نصایح سے اپنے آپ کو اصلاح میں پایا۔ وہ اپنا تخلص ترسا رکھتا اور اس نے اپنے سفرنامہ کا نام دیر رکھا۔ اس میں لکھا ہے۔ ؎

بادہ سگے گشت براہم دو چار
ہیچو سگ نفس بہ گرد شکار
پنجۂ خود کردہ ز خوں رنگ برنگ
بر سر راہ خفتہ برنگ پلنگ
بانہ ہوس باز پئے بند خویش
قوت جگر ساختہ فرزند خویش
من ز تماشائے جہاں بو العجب
دست زدن بستہ و بگشادہ لب
گفتمش اے کلب طلبگار چیست
بر دل خود ایں ہمہ آزار چیست

نوکِ زبانم چو دُرِ راز سُفت
ہمچو دم خویش بر آشفت و گفت
کاے تو نۂ واقف ز احوال خود
من بچسان عرضہ دہم حال خود
چوں ز سگ این نکتہ بگوشم رسید
شعلہ زن خرمن ہوشم رسید
یافت در آن مرغ نہ دیوانگی
مرغِ دلم منصب پروانگی
رفت ز خاطر ہوس سیر باغ
لالہ صفت گشتم دل داغ داغ
ہیچ ندید از رہِ آوارگی
دل بجز از چارہ بیچارگی
بار دگر گفتمش اے شیر سگ
باد صبا کسب کند از تو تگ
حالِ دلِ خویش عیاں کن بمن
صورتِ احوال بیاں کن بمن
بانگ برآورد فغاں ساز کرد
شاہدِ احوال خود ایں رانہ کرد
خون جگر گوشہ ازاں مے خورم
تا نخورد سنگ کسے بر سرم

١٠٥٦

ایکہزار چھپن ہجری میں سُنا گیا کہ فخرالے ترسا احمد آباد گجرات میں مرگیا درویش سبحانی کا باپ ہرات کا آدمی ہے لیکن اُسکا تولد ہند میں واقع ہوا اور اُس حضرت نے علوم عقلی اور نقلی میں اچھی مہارت حاصل کی تھی اور اقبالمند ہوا آخر سب کو چھوڑ کر تجرد گزین ہوگیا تھا اور کئی سال مرشد کامل کی تلاش میں صوامع اور خانقاہوں میں پھرتا رہا انجام کو شیخ محبدالدین محمد بلخی قادری کے پاس جو پارسا اور تارک تھا مرید بنا شیخ مذکور نے شیخ محی الدین کی تصانیف کو اُس اُستاد سے سُنیں کہ جنّے شیخ صدرالدین قونیوی سے پڑھی تھیں۔ جنّے شیخ محی الدین سے تعلیم پائی تھی۔ عارف سبحانی اکثر جگہ حضرت رئیس الموحدین شیخ محی الدین عربی کی اور

صوفیہ صفیہ کے کلام کو مرموز گنتا تھا۔ جب تشریح کرتا حکمت اشراقی کے موافق پاتا۔ عارف سبحانی نے شیخ نامداری کی سب تصانیف شیخ کامل کی خدمت میں پیش کیں اور استحضار کے بعد سب کو شیخ کامگار کی خدمت میں چھوڑ کر ریاضت تمام کا متوجہ ہوا اور اکثر اوقات خلوت اور عزلت میں رہتا تھا انجام کو مرشد نے فرمایا کہ اب تو کمال کو پہنچ گیا ہے۔ عارف سبحانی سوائے اپنی پوشاک کے اپنے پاس نہ رکھتا اور جلالی اور اجمالی حیوان کو نہ کھاتا اور نہ کبھی کسی سے کچھ سوال کرتا اگر کوئی کچھ لاتا بشرطیکہ حیوانی نہ ہوتا تھوڑا سا لے لیتا اور مسجد اور بتخانہ کی تعظیم بجالاتا اور بتکدہ میں ہندوؤں کی طرح پوجا کیا کرتا تھا مسجدوں میں مسلمانوں کے طور پر نماز پڑھتا اور کسی مذہب اور دین کو برا نہ کہتا اور کسی آئین کو ترجیح نہ دیتا تھا اسکی سرشت میں تعصب نہیں تھا اور وہ ہمیشہ روزہ دار رہا کرتا اور افطار کے وقت کچھ پہاڑی میوہ مانند چلغوزہ وغیرہ کے کھاتا تھا۔ وہ نہ تعظیم سے خوش ہوتا اور نہ تحقیر اور اہانت سے رنجور ہوتا تھا وہ کوہستان افغان وکافری میں رہتا تھا کافری کابلستان کا ایک گروہ ہے جسکو کافر کتور بھی کہتے ہیں الا اس گروہ کی آنکھوں سے بھی وہ کوہ و دشت میں پنہاں رہتا تھا۔ نامہ نگار نے اسکو سنہ ایکہزار چھیالیس ہجری میں بنگش بالا میں دیکھا۔ وہ رات کو ہرگز نہیں سوتا ہمیشہ بیدار متوجہ بیٹھا تھا۔ جو چیز نظر پڑتی اسکو وجود مطلق گنتا اور تعظیم کرتا تھا۔ شیخ سعدی فرماتا ہے ؎

بدانی کہ چوں من رسیدم بدوست
کہ ہرکس کہ پیش آمدم گفتم اوست

وخیال اور آثار اور صفات اور ذات کی صفائی اور تجلی سے اس نے سلوک کے مراتب بخوبی طے کئے۔ اسی حضرت سے سنا گیا ہے کہ لوگ امور آخرت میں چند گروہ ہیں۔ ایک گروہ نفی مطلق کرتا ہے اور ایک فرقہ اسکی تاویل طرف امور معنویہ عقلیہ کے کرتا ہے کیونکہ فطانت سے ساتھ غیر کے تابع و قائل نہیں ہیں۔ اور صوفی بلا تاویل خلقت کے مختلف عقیدوں کے جو کہ مذاہب جداگانہ میں مذکور ہیں جسام لطیفہ مثالیہ میں ملاحظہ کرتے ہیں۔ نامہ نگار نے حضرت عارف سبحانی سے یہ بھی سنا ہے کہ سالک جس شخص کو دوست رکھتا اور بزرگ جانتا ہے خواہ وہ دیگر قوم کے نزدیک

بدکار ہو۔ اکثر اوقات اسی کو نیکوکار دیکھتا اور رفیع مرتبہ میں پاتا ہے۔ اور جسکو وہ بڑا جانتا ہے اسی کو بُرے حال میں دیکھتا ہے۔ اگرچہ وہ ایک گروہ کے نزدیک جلیل القدر بھی کیوں نہ ہو۔ اسی واسطے عارف ابتداے سلوک میں سبب عقائد فرماتے ہیں تاکہ وہ جو حق ہے ظاہر ہو۔ اگر کوئی پیغمبر یا امام یا صاحب مرتبہ یا بزرگ کو تباہ حال میں دیکھے تو وہ دیکھنے والے کی عقل کا نقصان اور قصور ہے۔ چاہیئے کہ اسکے دفع میں کوشش کرے۔ ایسے ہی اگر کسی نیکمرد کو تباہ حال میں دیکھے تو یہ تباہی اسکے اپنے حال سے ہے۔ اگر اسکو اپنے اعتقاد میں بُرا جانتا ہے تو یہ کم اتفاق پڑتا ہے کہ اسکو اچھا دیکھے۔ ایک طالب نے اُس سے شغل کی التماس کی تو پوچھا کہ تونے ریاضت بھی کی ہے یا نہیں اُس نے کہا ہاں پس فرمایا کہ اگر تو مسلمان ہے فرنگ میں جا۔ اور انکی صحبت کر اگر یہودی ہے ملک یہود میں جا۔ اگر سُنی ہے عراق میں جا۔ اور اُنکے طعن سُن۔ اگر شیعہ ہے خارجیوں میں جا اور اُنکی باتیں سُن ایسے ہی جس مذہب میں تو ہے اُسکے مخالف کا مصاحب ہو تاکہ اُنکی باتیں سُنکر رنجیدہ ہوکر تیرا نفس ریاضت میں مشغول ہوجاوے جب ہرگز رنج نہ ہوگا اور اُنکے ساتھ شیر و شکر کی مانند مل جائیگا پایہ اعلیٰ صلح کل کو پہنچیگا اور خلق الہی کا صاحب ہوجائیگا۔ یوسف درو مرد صاحب درد ہے وہ ایام جوانی میں زاہد تھا آخر کو بسبب کوشش کے عالم معنی میں آیا اور خدا کی جانب سے مامور ہوا کہ وہ شخص بابہ مولا میں جو کشمیر کا گاؤں ہے ایک مشہور عارف سنیاسی کا مرید بنا جب وہ اُسکی خدمت میں پہنچا واصل مراد ہوا۔ سہ

کفر را با عاشقی خویشی بود
عاشقی را نیز درویشی بود

نفس کو مغلوب کیا اور صاحب تجلیات آثاری ہوا۔ چنانکہ نامہ نگار نے کشمیر میں اُس سے سُنا وہ کہتا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جہان کو پانی نے دبا لیا اور حیوانات کا نشان نہیں رہا اور میں بھی پانی میں غرق ہوا جاتا ہوں۔ اسی حالت میں دیکھا۔ کہ ایک شہسوار گھوڑی پر چڑھا ہوا پانی کی طرف گھوڑی کو چلاتا ہے جب وہ میرے نزدیک آیا مجھے کہا کہ میرے ساتھ آ تاکہ تجھے رہا کروں میں نے پوچھا تو کون ہے۔ جواب دیا کہ میں واجب الوجود

سب کا پیدا کنندہ ہوں پس میں اُسکی اردل میں پانی پر چلا اور ایک باغ میں پہنچا۔ جب اُسمیں پاؤں رکھا تو اُسکی داہنی طرف ایک گلشن پھولوں سے بھرا دیکھا اور مکانات نہایت بلند بنے ہوئے اور حور اور قصور مع تمام نعمت ہا‌ئے بہشتی کے اور پارسا لوگ عیش میں مشغول دیکھے اور بائیں طرف تنگ اور تاریک چاہ دیکھے کہ جنمیں خفاش کی طرح ایک گروہ لٹکا ہوا تھا اور بدکار لوگ مغلول ہوئے ہوئے تھے۔ سیر باغ کے بعد سوار نے چاہا کہ مجھے باہر نکالے۔ لیکن میں نے سوچا کہ میں ادریس کی مانند باہر نہ جاؤں پس دروازہ کو چپٹگیا اور لکڑیوں کو مضبوطی سے پکڑلیا۔ جب خواب سے جاگا تو اپنے لبوں کو دونوں ہاتھ سے پکڑا ہوا پایا لاجرم مجھ پر مکشوف ہوا۔ کہ جو کچھ ہے وجود انسانی میں ہے۔ مصرع از خود بطلب ہر آنچہ خواہی کہ توئی ۔ کہتے ہیں کہ بہادر نامی ہندو کہ جسکے گھر میں نرینہ اولاد نہیں ٹھہرتی تھی بابا یوسف کے پاس آیا اور دعائے خیر کا ملتجی ہوا۔ بابا یوسف نے تھوڑی سفید مٹی اُسکو دی کہ اپنی عورت کو کھلادے اُس نے ایسا ہی کیا اور لڑکا پیدا ہوا کہ جسکا نام رہو رکھا اور وہ خدا دوستوں کی آشنائی کے ذریعہ سے عارف اور مخاطب بآزاد ہوا چنانچہ گیانیوں کے باب میں اُسکی حقیقت مرقوم ہوچکی ہے۔ ملا عمر نے بابا یوسف کو سازہائے سرود کے سُننے سے منع کیا تھا۔ آخر بابا نے بباعث آشفتگی ایک سنگریزہ اُسکو مارا وہ بیہوش ہوگیا اور عرصہ تک بیخود رہا۔ جب ہوش میں آیا باباکو سجدہ کیا اور باہر چلا گیا۔ پھر اُسکا نشان نہ ملا۔ یوسف دیوانہ درویش تھا اور حبس نفس کیا کرتا تھا آخر یہاں تک ترقی کی کہ چار پہر تک دم باندھکر رکھتا۔ اُسکے ایک مخلص نے کشمیر میں نامہ نگار کو کہا کہ اُسنے ایک مدت تک کچھ نہ کھایا ایک رات میں اُسکے سامنے سے اُٹھا کہا کہ کچھ کھانے جاتا ہے میں نے کہا ہاں لیکن کیا اچھا ہوتا کہ آپ بھی کچھ کھاتے جواب دیا کہ میری خورش کے برابر نہ لاسکے گا میں نے کہا لاسکتا ہوں کہا کہ جو کچھ رکھتا ہے لا میں گھر کو گیا ایک بڑا تھال خشکہ کا اور بڑا کاسہ جوات کا اور نان وغیرہ اسقدر لایا کہ دس مرد کے لئے کافی تھے وہ سب کچھ کھا گیا اور بولا اور لا پھر میں گھر گیا اور بیس آدمی کا کھانا لایا وہ سب کھاکر کہا کہ اور لا پھر میں گھر گیا اور نیم پختہ طعام وغیرہ خورش موجودہ لایا وہ بھی سب کھا گیا اور کہا کہ اور لا میں پاؤں میں گرپڑا۔ کہا کہ میں نے پہلے ہی نہ کہا تھا کہ تو میری خورش

کے برابر نہ لاسکیگا۔ اُسکا ایک مرید کہتا تھا کہ یوسف فرماتا تھا کہ میں نے
خدا کو ہیکل انسانی میں دیکھا۔ نامہ نگار نے بہت سے صوفیوں اور عارفوں کی
صحبت کی اگر سب کو لکھے کتاب طویل ہوجاتی ہے۔ وہ تقسیم جو سب فرقوں
کی ضابطہ ہوسکتی ہے یہ ہے کہ ایک گروہ محسوسات اور معقولات کے وجود
کا قائل نہیں اور سب موجودات کو خیالات جانتا ہے وہ سوفسطائیہ اور پارسی
میں سمرادی کہلاتا ہے۔ اور وے لوگ جو ہستی کو محسوسات میں منحصر جانتے
ہیں اور معقولات کے مطلقاً منکر ہیں طبیعہ اور پارسی میں ہیشی کہے جاتے
ہیں۔ طبیعہ کا اعتقاد یہ ہے کہ عالم محسوسات میں ہی منحصر ہے اور آدمی اور
حیوانات گیاہ کی مانند ہیں ایک خشک ہوجاتا ہے اور دوسرا تازہ ہوتا ہے
اس وضع کو ہرگز انتہا نہ ہوگی۔ اور لذات کھانے پینے اور جماع و سواری وغیرہ
میں منحصر ہے اس جہان کے سوا نشار دیگر یعنے آخرت نہیں۔ کئی ایک لوگ
محسوس اور معقول کے تو قائل ہیں لیکن احکام اور حدود کے قائل نہیں
اُنکو فلاسفہ دھریہ اور پارسی میں جارگاری بولتے ہیں یہ لوگ جہان محسوس
کے سوا عالم معقول کو بھی ثابت کرتے ہیں لیکن اُن کا عقیدہ یہ ہے کہ
انسان کو جو کمال مطلوب ہے یہی ہے کہ اثبات مبدع تعالیٰ کے بعد اپنے
روحانی معاد کو عالم معقولات کے مرتبہ میں پہنچاوے اور جمیع سعادات کو
فایز ہووے اور گوہر عقل کو اس سعادت کی تحصیل میں مستقل جانے
اور باوجود عقل کے اُسکو کسی بنی نوع کی احتیاج نہ رہے اور شقاوت
اُن اوضاع سے انحراف کرنے سے مراد ہے کہ جنکو عقل مستحسن جانتی ہے
اور شرایع وے اوضاع ہیں جو صالح عالم افراد انسانی یا ریاست کے واسطے
داناؤں نے وضع کئے ہیں۔ لیکن وہ گروہ باوجود اثبات عالم محسوس اور
معقول اور نیروے عقل کے پیغمبروں پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ
پیغمبروں نے بہبودی مخلوق اور انتظام بلاد کے واسطے شریعت مرتب کی
اور اُنکو امور کا علم کامل اور تام حاصل ہے اور وے لوگ واسطے اثبات
احکام حلال و حرام کے واجب الوجود کی جانب سے مؤید ہیں اور احوال
عالم ارواح اور ملائکہ اور عرش اور کرسی اور لوح اور قلم وغیرہ سے
خبر دیتے ہیں یہ سب امور معقول ہیں واسطے سمجھانے عوام کے
اُسکی تعبیر مانند صور خیالی اور جسمانی کے کرتے ہیں اور جو کچھ بہشت

اور دوزخ اور حور اور قصور اور نہریں اور طیور و اثمار ظاہر کرتے ہیں
محض ترغیبات ہیں واسطے تسخیر قلوب عوام کے جو چار پائیوں کی طرح
ان امور کے اکثر مائل اور راغب ہیں۔ اور وے جو سلاسل اور اغلال
اور دوزخ سے اطلاع دیتے ہیں وہ بھی واسطے ڈرانے کے ہیں اور یہ
حکما اس قسم کے رمز و اشارات رکھتے ہیں کہ انکے تابعدار کہتے ہیں
کہ اس رمزآوری سے انکی غرض پیغمبروں کی پیروی ہے جو کہ حکماے کامل
ہیں انکو فلاسفہ الٰہیہ اور پارسی میں جاماسائی کہتے ہیں۔ ایک گروہ محسوس
اور معقول اور احکام عقلیہ کے قائل ہے لیکن پیغمبروں کا قائل نہیں انکو
صابیہ بولتے ہیں۔ اور وہ فرقہ جو محسوس و معقول اور احکام عقلی دینی کا
قائل ہے اور کہتا ہے کہ پیغمبروں کی شریعت عقلی ہونی چاہیئے اور جو نبی
آوے پہلے نبی کا مخالف نہ ہو اور دوسرے شریعت کو خلاف ٹھہرا کے
اپنی شریعت کو معتبر نکرے یزدانی ہے۔ اور بعض جو شریعت نقلی کے
قائل ہیں وے پانچ فریق ہیں۔ ہندو۔ یہود۔ مجوس۔ نصارا۔ مسلمان یہ پانچوں
دعویٰ کرتے ہیں کہ انکی شریعت مؤید ہے اور حسب عقیدہ خود اپنی سہولیت
کی تائید میں نص لاتے ہیں۔ نامہ نگار بعد اختتام کتاب کے ظاہر کرتا ہے
کہ بعض عزیز فرماتے ہیں کہ ملل و نحل تبصرۃ العوام میں جو عقائد اور مذاہب
مذکور ہوے ہیں جانبداری سے خالی نہیں اسواسطے انکی حقیقت پوشیدہ رہی
دوم یہ کہ انکے بعد جو بہت سے گروہ پیدا ہوے وہ بھی دیکھے نہیں گئے
اس کتاب میں جو عقائد فرقہ ہاے مختلفہ کے لکھے گئے اسطریق پر ہیں کہ
جیسے انکے بزرگوں سے سُنے یا انکی کتابوں میں دیکھے میں نے ہر فریق کے
اشخاص کے نام بہت تعظیم سے جیسے کہ اسکے مطیع اور مخلص بولتے ہیں
ثبت کیے تا کہ تعصب اور جانبداری کی بو نہ آوے ۔

تمام شد

اشتہارات

مندرجہ ذیل کتب اخبار عام بک ایجنسی لاہور سے درخواست کرنے پر
بارسال نقد قیمت یا بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل روانہ ہونگی:-

اخلاق ناصری

مشہور و معروف کتاب فارسی کا اُردو ترجمہ نہایت صفائی اور خوبصورتی سے دوبارہ چھپکر تیار ہوا ہے قیمت ۱۲ر

دیوان ولی رام

فارسی زبان میں فقیر مزاج صاحبان کے لئے اخلاق کی قابل دید کتاب ہے قیمت ۵ر

ہندو دھرم کی سریشٹتا (فضیلت)

جسکو بابو بیجاناتھ صاحب بوس نے لکچر انگریزی بابت عظمت گزشتہ و حالت موجودہ و آیندہ ہندوستان سے ترجمہ کیا قیمت فی جلد ۴ر

دھرمانو سندھان یعنے تحقیقات دھرم حقیقی

اس نسخہ میں وہ خطوط درج کئے گئے ہیں جو بطور مباحثہ تاہین دھرم مرتبہ ہندو ماننے والے اور دھرم حقیقی کے ماننے والے کے طبع کئے ہوئے تھے۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں قیمت ہر دو حصہ ۴ر

دھرم رکھشا

مصنفہ مشہور زمان پنڈت شردھا رام صاحب پھلوری آنجہانی دوبارہ نہایت صحت اور صفائی کے ساتھ چھاپی گئی ہے۔ اس رسالہ میں اُن تمام اعتراضات کے جواب دئے گئے ہیں جو مختلف مذاہب اور دیگر مذہب کے لوگ سناتن ہندو دھرم کی نسبت پیش کیا کرتے ہیں قیمت ۱۰ر محصولڈاک ۱ر

سری سوامی دیانند سرسوتی کی مہما

جسمیں زمانہ حال کے آریا دھرم کی خود بنیاد کی چھان بین کی گئی ہے۔ مصنفہ لالہ شیو نراین پرشاد قیمت ۳ر

مہابھارت حصہ اول

پہلے قیمت ۱۲ر تھی اب صرف ۱۰ر ہے

اخبار عام

ہندوستان بلکہ دنیا بھر میں سب سے زیادہ اشاعت کا اُردو اخبار کہ پنجاب کے دارالسلطنت لاہور میں روزانہ اور ہفتہ وار شائع ہوتا ہے۔

روزانہ اخبار عام کی قیمت ۹ر سالانہ مع محصول اور ۸ر سالانہ بلا محصول ہے۔

ہفتہ وار کی قیمت ۴ر سالانہ مع محصول اور بلا محصول ۳ر ہے۔

ونمونہ درخواست کرنے پر بھیجا جاتا ہے۔

مطبع مترولاس لاہور

لاہور میں ۳۳ برس سے ترقی کامیابی سے جاری ہے۔ دیوناگری۔ انگریزی۔ عربی۔ اردو۔ فارسی۔ گورمکھی۔ شاستری۔ بنگلہ۔ کشمیری وغیرہ کا کام بڑی عمدگی اور صفائی سے ہوتا ہے۔ اشتہار۔ ہنڈی۔ بل۔ چک۔ رسید۔ کتاب۔ رسالہ۔ اخبار۔ شادی وغمی کے کارڈ۔ لفافہ وغیرہ کا کام نیلے پیلے لال ہرے سنہرے روپہلے رنگوں میں بڑی صفائی اور خوبصورتی سے ہوتا ہے۔ چھاپہ کا سامان ہمیشہ عمدہ رہتا ہے۔ مہنگی سستی سب طرح کی چھپائی ہوتی ہے۔

زیادہ حال نیجر مطبع ہذا سے دریافت کرنے پر معلوم ہوسکتا ہے۔ مطبع مترولاس لاہور۔ شیرانوالہ دروازہ متصل پولیس لین

مترولاس

پنجاب بلکہ ہندوستان کا صرف ایک ہفتہ وار ہندی اخبار جو ۳۰ برس سے چھپتا ہے۔ ٹائپ کا عمدہ چھاپہ۔ کم قیمت۔ مختصر ناگری حروف۔ تازہ خبریں۔ مضامین سے بھرپور۔ ہفتہ کے بدھ کے دن مطبع مترولاس لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ سالانہ قیمت مع محصولڈاک ۲ر۔ نمونہ کا صرف ایک پرچہ درخواست آنے پر مفت ارسال ہوتا ہے۔ محض اشتہارات یا مضامین کی بابت اشتہار پہلے مندرجہ دستورات کیلئے اول درجہ کا

پرچہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ بلا قیمت پیشگی کسی صاحب کے نام روانہ نہیں ہوتا۔ شرح اُجرت اشتہار فی دفعہ فی سطر ۲ر مقرر ہے۔

کتب از تصنیف ملک پنجاب کے مشہور و معروف و شریمان پنڈت شردھا رام جی پھلوری - کہ جنکی قیمت دھرم پر قربان کی گئی ہے

ست امرت پرواہ ✤ اُردو ناگری حروف میں الگ الگ چھپا ہوا - یہ ایک لاثانی کتاب ہے کہ جو مذہب و مذاہب کے جھگڑے مٹا کر مکمل دلیلوں اور حوالوں سے انسان کو سکھاتی ہے کہ کس بات پر اُسے ایمان لانا چاہیئے - یہ کتاب معمولی کتاب نہیں نہ کسی کتاب کا انتخاب - نہ اِدھر اُودھر کی چھانٹ تراش ہے - بلکہ مشہور عالم و جہاندیدہ مصنف کی خاص علم و عقل کا آخری مجرب نچوڑ ہے - قیمت پانچروپیہ سے سن حال کے دسمبر تک دو روپیہ آٹھ آنہ کی گئی ہے ✤

اصول مذاہب ✤ کتاب دبستان مذاہب فارسی عبارت پرانے محاورے کی نہایت مدقق کو جناب فیضمآب سر رابرٹ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب کے شوق و خواہش سے پنڈت صاحب نے ۱۸۶۱ء میں اُردو میں ترجمہ کیا اور اصول مذاہب نام رکھا - اسکے مطالعہ سے دوسو سال کے پیشتر گذرے ہوئے تمام مذاہب کا حال منکشف ہو سکتا ہے - شائقان حقیقت مذاہب کے حق میں ازبس فائدہ مند کتاب ہے - قیمت فی جلد دو روپیہ ہے ✤

دھرم رکھشا ✤ مشہور زمان شری پنڈت شردھا رام جی نے یہ کتاب لاہور کے برہم سماج اور اُن کے آچاریج بابو نوبین چندر رائے رجسٹرار یونیورسٹی پنجاب کے ساتھ مباحثہ کے وقت لکھی تھی - اور چھپائی تھی ✤ اس رسالہ میں اُن تمام اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں جو مختلف سماجین اور دیگر مذہب کے لوگ سناتن ہندو دھرم کی نسبت پیش کیا کرتے ہیں - پہلی بار چھپنے کے ساتھ ہی فروخت ہو گئی اب دوبارہ نہایت صحت اور صفائی کے ساتھ چھپائی گئی ہے کہ جسمیں چند تبدیلیاں کردینے سے اب یہ کتاب ہندو دھرم کے عام شائقین کے لئے نہایت دلچسپ و مفید کتاب بن گئی ہے اُردو - ہندی میں قیمت علیحدہ علیحدہ فی جلد ۸/ ✤

دھرم کسوٹی ✤ اس رسالہ میں منشی کھنیا لال الکھدھاری ساکن لدھیانہ کی اُن کتابوں کی کرتوت ظاہر کی ہے - جنکو وہ وید و شاستر کا ترجمہ مشہور کرکے فروخت کرتے تھے

اور گیتا کے ترجمہ میں جو بد خیالات الکھدھاری صاحب نے ظاہر کئے ہیں انکا نہایت لیاقت سے پُر دنداں شکن جواب حصہ دوم میں دیا ہے - قیمت ہر دو حصہ چار آنہ ✦

× **دھرم سمباد** ✦ مجموعہ ان دینی اور دنیادی سوال و جواب کا جو شری پنڈت جی کے ساتھ اکثر لوگوں کے ہوتے رہے - اس رسالے میں اعلیٰ درجہ کی نصیحت کی ایسی ایسی نایاب مفید باتیں لکھی ہیں جنکا سننا سیکھنا و عمل کرنا دنیاداروں اور فقیروں کیواسطے نہایت ضروری ہے قیمت ہندی و اردو میں الگ الگ آٹھ آنہ

× **مجموعہ دھرم اپدیش** ✦ حصہ اول - شری پنڈت جی کے اپدیش مختلف اخباروں میں مشتہر ہوچکے اور قلمی لکھے جسقدر ہاتھ آئے ہیں انمیں سے اٹھارہ اپدیش مع سن ماہ تاریخ مقام کے اردو زبان میں چھپ چکے ہیں قیمت فی جلد چھ آنے ✦ باقی قریباً ۲۵ اپدیش موجود ہیں - وہ اردو میں ترجمہ ہونے پر مجموعہ دھرم اپدیش کے حصہ دوم میں چھپینگے قیمت ۸؍ ہوگی ✦ یہی دونوں حصے ہندی زبان میں چھپتے ہیں نام "اپدیش سنگرہ" قیمت ۱۲؍ ہے ✦

× **بھاگوتی** ✦ ناگری حروف اور سلیس زبان میں یہ کتاب خانگی امور کی تعلیم و تربیت وغیرہ کی ایک نہایت دلچسپ داستان ہے - اپنی خصوصیت کے باعث اس کتاب نے ہندوستان میں چاروں طرف پوری عزت پائی ہے - یعنی اول مہاراشٹر ہِز ہائینس بھاولپور علیگڈھ نے خوش ہو کر پچاس روپیہ انعام فرمایا اور سو جلدیں ممبروں کیواسطے خریدیں - دوم لفٹنٹ گورنر کی اجازت سے ڈائرکٹر صاحب پنجاب نے لڑکیوں کی تعلیم کیواسطے سکولوں میں مروج کیا اور دو سو پچاس جلد خرید کر انعام میں لڑکیوں کو تقسیم کیں - سوم ڈائرکٹر صاحب جبلپور نے بخوشی جلدیں خرید کر انعام میں بانٹیں ✦ چہارم سنہ ۱۹۰۹ء میں ریاست جے پور کے مہاراجہ کالج کی لوئر جماعت میں اور ریاست کے پرائمری سکولوں کی تعلیم نسوان کیلئے منظور کی گئی ہے قیمت بجائے سوا روپیہ کے بارہ آنہ کر دی گئی ہے - اسی قیمت پر اردو میں بھی ملیگی ✦

× **ست دھرم مکتاولی** ✦ دلچسپ بھجنوں کی پھول مالا تین حصوں میں ہے - قیمت بجائے ۸؍ کے ۳؍ کر دی گئی ہے اردو میں دو حصوں کی قیمت ۳؍ ✦

× **شت اپدیش** ✦ ہندی زبان میں سو دوہا - ہر ایک دوہا میں ایک ایک نصیحت ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے - ہر ایک [illegible] میں [illegible] دیتا ہے - دیوناگری لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ قیمت بجائے ۴؍ کے ۲؍ کر دی گئی

ست پرارتھنا ✦ سنسکرت زبان شکھرنی چھند میں بائیس شلوک ہیں انمیں روحانی نفسانی جسمانی دس عیب دور ہونے اور نیک ترتیب آنے کی دعا مانگی ہے جو ہر ایک انسان کیلئے ضروری ہے - مع ہندی ترجمہ کے قیمت ۱؍ ✦

رمل کام دھینو ✦ ہندی بھاشا میں علم رمل کا گرنتھ آج تک ایسا کوئی نہیں چھپا - شرح یہ ہے - کہ اسکے سمجھنے اور مطلب سمجھنے کے سیکھ جاتے ہیں - قیمت فی جلد ۸؍ اردو میں بھی چھپیگی ✦

× **پنڈت شردھا رام کی سوانح عمری** ✦ اسمیں پیدائش سے انتقال تک پنڈت جی کا احوال مندرج ہے جو نہایت عجیب و غریب قابل دید اور [illegible] ہے - ہندی اور اردو میں علیحدہ علیحدہ قیمت ۲؍ ہے ✦

پنڈتانی مہتاب کور جی کی سوانح عمری ✦ اسمیں پنڈت جی کی بدھوا کا مختصر حال ہے کہ انھوں نے بدھوا دھرم کو کس طرح پرورش کیا - عادی دشمنوں کے خوفناک حملے اور ان سے فتح اور موجودہ حالت کہ جسکے مطالعہ سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور دیگر عورات کے لئے ایک نمونہ ہے - قیمت ۱؍ ✦

واضح ہو - کہ ان کتب کی فروخت سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ دھرم کا رج کیلئے سنکلپ کی جا چکی ہے - ذاتی اخراجات میں نہیں آتی سرگباشی پنڈت جی مہاراج کی یادگار مفید عام کیلئے دان ہو چکی ہے ✦

تمام کتابوں کے ملنے کا پتہ یہ ہے :- پنڈتانی مہتاب کور ہری گیان مندر پھلور ضلع جالندھر

1 Fundamental

2 Bousn m s.

3 Lontus

4 wood start

-:RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for text-books and 10 P. per vol. per day for general books kept overdue.